گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد دوم)

مرتب:
رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد دوم)

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد دوم)

مرتب:

رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

Ganjeena-e-Maani Ka Tilism

Vol-II

Edited BY :

Rasheed Hasan Khan

ISBN: 81-8172-092-X

بہ اہتمام	:	سید رضا حیدر
اشاعت	:	۲۰۱۸ء
قیمت	:	۵۰۰ / روپے
کمپوزنگ	:	عبدالرشید
مطبوعہ	:	اصیلا آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی

غالب انسٹی ٹیوٹ،

ایوانِ غالب مارگ، نئی دہلی ۔۲

www.ghalibinstitute.org-- email: ghalibinstitue@gmail.com

فہرست

پیش لفظ

غالب انسٹی ٹیوٹ سے رشید حسن خاں کا بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ انہیں جب بھی کسی علمی محفل میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی اپنی تمام مصروفیتوں کے باوجود وہ شریک ہوئے۔ ان کی زندگی کا اہم ترین حصہ کلاسیکی متون کی تصحیح، ترتیب اور تدوین میں صرف ہوا اور یہ بات اردو دنیا کے لئے بہت اطمینان کی ہے۔ یوں تو کئی اہم محققین سامنے آئے جنہوں نے اپنی تحقیقی کاوشوں سے تحقیق کو ثروت مند بنایا اور اسے ایک سمت عطا کی۔ مگر متن کی تصحیح اور ترتیب کا معاملہ بڑی حد تک رشید حسن خاں سے وابستہ رہا۔ انہوں نے اپنی مرتبہ کتابوں کے اخیر میں فرہنگ کا بھی اہتمام کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں متن کے ساتھ مشکل الفاظ بھی گردش کرتے رہے ہیں۔ یہ الفاظ رشید حسن خاں کے لئے مشکل نہیں تھے مگر انہیں اپنے وقت اور آنے والے وقت کے قارئین کا ہمیشہ خیال رہا۔ ان کی ایک کتاب کلاسیکی ادب کی فرہنگ ہے جسے 2003 میں انجمن ترقی اردو، ہند نے شائع کیا۔ اس کتاب پر بطور مرتب ان کا نام شامل ہے لیکن یہ وہ مرتب ہے جس نے الفاظ اور تراکیب کے معنی اور مفاہیم کو یکجا کرنے اور ان پر غور کرنے اور انہیں مرتب کرنے میں ایک طویل مدت گزاری ہے ورنہ تو ادھر ادھر سے چیزوں کو جمع کر کے بہت آسانی کے ساتھ مرتب ہوا جاسکتا ہے۔ رشید حسن خاں نے ایک مرتب کی حیثیت سے ترتیب اور تدوین کے کام کو جو وقار بخشا ہے اس کی اہمیت وقت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔

''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کو شائع کرتے ہوئے مجھے فخر کا احساس ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں غالب کی شاعری کے الفاظ و تراکیب کی ایک دنیا ہے جسے دیوان غالب سے الگ کر کے پڑھنا ایک نئے تجربے سے گزرنا ہے اور ان تراکیب کے ساتھ اشعار بھی درج کئے گئے ہیں جن میں یہ ترکیبیں آئی ہیں۔ رشید حسن خاں نے اس کتاب کی تیاری میں عمر کا عزیز ترین حصہ صرف کیا ہے اور انہیں آج کی طرح وہ سہولتیں بھی حاصل نہیں تھیں۔ اپنے وسائل کو استعمال کر کے انہوں نے جو یہ کارنامہ انجام دیا ہے وہ عملی ادبی کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اس کتاب سے واضح ہے کہ رشید حسن خاں نے دیوان غالب کی ایک خاص انداز سے قرأت کی ہے اور قرأت کا یہ انداز عام تنقیدی مطالعے سے بہت مختلف ہے۔ اسے تنقیدی مطالعہ کے بجائے تحقیقی مطالعہ کہنا چاہئے۔ اندازہ کیجئے کہ تحقیقی مطالعہ تنقیدی مطالعے سے کبھی کس قدر اہم ہو جاتا ہے رشید حسن خاں نے دیوان غالب کا جتنی بار مطالعہ کیا ہے وہ ایک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت سے مطالعہ غالب ایک نئی منزل میں داخل ہو جاتی ہے جو غالب کے قارئین کو نئی سمتوں کی طرف لے جائے گی۔ رشید حسن خاں آج ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی یہ کاوش ان کی موجودگی کا ہمیشہ احساس دلاتی رہے گی۔ مجھے اپنے قارئین کو اطلاع دیتے ہوئے بے انتہا خوشی ہو رہی ہے کہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کی دوسری جلد بھی اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

صدیق الرحمٰن قدوائی

۲۷ر نومبر ۲۰۱۸ء

حرفِ آغاز

رشید حسن خاں صاحب مرحوم کی یہ کتاب نہ جانے کتنے حادثات سے گزری، بالآخر شائع ہو رہی ہے۔ یہ کتاب تقریباً 13 برس تک کیوں شائع نہ ہوئی اس کی کہانی نہایت پُر اسرار ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ کتاب اس عبرت ناک انجام کو نہ پہنچی جو حشر میکش اکبرآبادی کی انجمن ترقی اردو (ہند) کی دعوت پر تیار کردہ فرہنگِ نظیر اکبرآبادی کا ہوا تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب انجمن علی گڑھ میں پناہ گزیں تھی۔ اس کی اشاعت کسی نہ کسی بہانے سے موخر ہوتی رہی اور آخر میں کہا گیا کہ کتاب کا مسودہ ہی ضائع ہو گیا۔

رشید حسن خاں صاحب کے مزاج کی سخت گیری اور لوگوں کو ناراض کرنے کے ان کے شوق کے باوجود ان کے نیازمندوں کا ایک ایسا حلقہ بھی تھا جسے ان کے جاں نثاروں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ انجمن میں بھی ایسے لوگ تھے جو رشید صاحب سے بے لوث اور بے پناہ محبت کرتے تھے۔ انھوں نے ہی اس کتاب کو ضائع ہونے سے بچایا۔

میں اپنا شمار بھی رشید صاحب کے نیازمندوں میں کرتا ہوں۔ رشید صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے پاس آنے والے خطوط فوراً ہی ضائع کر دیا کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ وہ جن لوگوں کے ساتھ بے تکلف تھے ان سے وہ کسی قسم کی رازداری نہیں رکھتے تھے۔ میں نے بھی اس طریقے کو اختیار مگر جانے کیسے ان کے میرے نام لکھے ہوئے خطوط کی ایک بڑی تعداد جو نہایت ذاتی نوعیت کے تھے اور جن میں خود میری زندگی کے کئی برہنہ باب بھی تھے، محفوظ رہ گئے اور یہ تمام خطوط جناب ٹی. آر. رینا کی کتاب ''رشید حسن خاں کے خطوط'' میں شامل ہیں۔ ان خطوط کو پڑھ کر یہ احساسِ تفاخر ضرور ہوتا ہے کہ اردو کے ایک عہد ساز محقق کی مجھ پر کیسی بے پایاں نوازشات تھیں۔

بہر کیف یہ کتاب رشید حسن خاں صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح اردو ادب میں بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔

کتاب کے بار بار پروف پڑھنے کی ذمے داری ڈاکٹر ارجمند آرا صاحبہ نے اپنے ذمے لی۔ یہ ایک نہایت مشکل کام تھا جو اُن کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کتاب کا آخری پروف جس میں خصوصاً اشعار کی قرأت پر توجہ دی گئی تھی، ڈاکٹر سرور الہدیٰ صاحب نے نہایت دیدہ ریزی کے ساتھ پڑھا۔ انجمن ترقی اردو (ہند) اور میں ذاتی طور پر ڈاکٹر ارجمن آرا صاحبہ اور ڈاکٹر سرور الہدیٰ صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جب اس کتاب کی اشاعت کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی تو میں نے غالب انسٹی ٹیوٹ سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی طرح اس کتاب کو شائع کردیں جسے انسٹی ٹیوٹ نے قبول فرمالیا تھا۔ اب یہ کتاب غالب انسٹی ٹیوٹ اور انجمن ترقی اردو (ہند) کی مشترکہ اشاعت (تین جلدوں میں) ہے، جس کے لیے میں خصوصاً انسٹی ٹیوٹ کے جواں سال ڈائرکٹر ڈاکٹر رضا حیدر صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی صاحب تو انجمن کے صدر بھی ہیں اور رشید صاحب کے بے تکلف دوست بھی، اس لیے، ان کی فراخ دلی کا شکریہ ادا کرنا کس حد تک صحیح ہے، یہ بات تو رشید صاحب ہی بتا سکتے تھے۔ یہ کتاب تین میں شائع ہوگی۔

ڈاکٹر اطہر فاروقی

جنرل سکریٹری

انجمن ترقی اردو (ہند)

مئی 2017

ح

حاجات[1]: دیکھیے ــــــــ: (۱) قاضیِ حاجات۔ (۲) جنابِ قبلۂ حاجات۔ (۳) قبلۂ حاجات۔

حاجت[2]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۲) کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند — کس کی حاجت روا کرے کوئی — ص ۲۴۲

حاجتِ رفو: چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے — ص ۲۴۱

حاجت مند: دیکھیے: حاجت (۲)۔

حاجی[3] کلّو: حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب — غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے — ص ۳۱۳

حاذق[4]: دیکھیے: حکیمِ حاذق و دانا۔

حاسد[5]: دیکھیے: نگاہِ چشمِ حاسد۔

حاصل[6]: (۱) جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضرِ آبادِ آسایش — بہ جَیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا — ص ۱۶

(۲) ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جَیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا — ص ۱۶

(۳) وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا — رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا — ص ۲۹

(۴) بجائے دانہ، خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص ۶۷

۱۔ حاجات : تین بار [مرکّب]۔

۲۔ حاجت : چار بار [مرکّب: دو بار]۔

۳۔ حاجی : ایک بار۔

۴۔ حاذق : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ حاسد : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ حاصل : پینتیس بار [مفرد: بائیس بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

حاصل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۵) تا تخلّص جامۂ شنگرفی ارزانی اسدؔ!	شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ	ص ۷۲
(۶) سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ!	قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے	۷۸
(۷) کیا ہے ترکِ دنیا کاہلی سے	ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے	ص ۹۱
(۸) نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے	ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی	ص ۹۲
(۹) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی	نظر دانہ، سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آتا ہے	ص ۹۸
(۱۰) یقیں ہے، آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو	دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے	ص ۹۸
(۱۱) کچھ نہیں حاصل تعلّق میں بغیر از کشمکش	اے خوشا رندے! کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے	ص ۱۰۴
(۱۲) جُز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ، حاصل	ہر چند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے	ص ۱۱۱
(۱۳) وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ	وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار	ص ۱۳۳
(۱۴) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی	عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا	ص ۱۴۸
(۱۵) دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ وھاں	حاصل سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا	ص ۱۵۳
(۱۶) ہنگامۂ زبونیِ ہمّت ہے انفعال	حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۴
(۱۷) حاصل ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی!	دل، جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی	ص ۲۰۳
(۱۸) ہجومِ غم سے یھاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے	کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے	ص ۲۰۸
(۱۹) شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں	مانتا لیکن ہمارا دل نہیں	[قادرنامہ]
(۲۰) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے	تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے	ص ۲۴۱
(۲۱) پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل	مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمایش ہے؟	ص ۲۴۵
(۲۲) فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں	خوشا اے غفلت اندیشاں! نَفَس دُزدیدنِ مُردن	ص ۴۴۹

دیکھیے ______: (۲۳) حسرتِ حاصل۔ (۲۴) خزاں حاصل۔ (۲۵) عبث حاصل۔ (۲۶) سعیِ بے حاصل۔

حاصلِ الفت:	حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جُز شکستِ آرزو	دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا	ص ۱۵۴
حاصلِ اندیشہ:	نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند	دلِ ناسوختہ آتش کدۂ صد تب تھا	ص ۲۴

حاصلِ تحریر:	ہے یہ القصہ حاصلِ تحریر	کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر	ص۲۶۸
حاصلِ تکلیفِ دمیدن:	اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن	گردن بہ تماشاے گل افراختنی ہے	ص۱۱۱
حاصلِ دل بستگی	حاصلِ دل بستگی ہے عمرِ کوتہ اور بس	وقفِ عرضِ عقدہ ہاے متصل تارِ نفَس	ص۴۵
	بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر	متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم!	ص۱۷۷
حاصلِ روے عرق آگیں:	نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں	چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا	ص۲۸
حاصلِ صیاد:	ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد	بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا	ص۳۰
حاصلِ گردش:	شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش	صدف سے آسیاے آب میں ہے دانہ گوہر کا	ص۴۴۴
حاصل ہا	دیکھیے: برق حاصل ہا۔		
حاضر[1]:	سہل تھا مُسہل و لے یہ سخت مشکل آپڑی	مجھ پہ کیا گزرے گی اِتنے رُوز حاضر بن ہوئے	ص۱۲۹
حافظ[2]:	قول حافظؔ کا ہے بجا مرے دوست!	''ہرکرا پنج روزہ نوبتِ اوست''	ص۲۶۷
حافظ جی[3]:	کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟	آج ہنستے آپ کو کھِل کھِل نہیں	[قادر نامہ]
حاکم[4]:	بلند رُتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر		ص۲۷۷
حاکمِ عادل:	گڑگانویں کی ہے جتنی رعیت وہ یکقلم	عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی	ص۲۶۳
حال[5]:	(۱) نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ!	خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا	ص۳۰
	(۲) بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر	کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے	ص۱۰۱
	(۳) باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر	ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
	(۴) موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال	ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا	ص۱۵۴
	(۵) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال	نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھُلا	ص۱۶۱

۱۔ حاضر : ایک بار۔

۲۔ حافظؔ : ایک بار۔

۳۔ حافظ جی : ایک بار۔

۴۔ حاکم : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۵۔ حال : اڑتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: چوبیس بار]۔

(۶) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص۱۶۹

(۷) خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پائے گل — ص۱۷۶

(۸) ایسا آساں نہیں لہو رونا — دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں — ص۱۸۲

(۹) گزری نہ بہ ہرحال یہ مدت خوش و ناخوش — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

(۹) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے — ص۲۳۹

(۱۰) کہوں جو حال تو کہتے ہو: مدعا کہیے — تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے — ص۲۴۷

(۱۱) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے — تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے — ص۲۴۸

(۱۲) آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال — ص۲۵۳

(۱۳) میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال — ص۲۹۷

(۱۴) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ، فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص۳۰۳

(۱۵) اور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے

اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا — آپ لکھتے تھے ہم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے — ص۳۰۵

دیکھیے:—(۱۶) آئینۂ نشانِ حال۔(۱۷) اخفائے حال۔(۱۸) پُرسشِ حال۔(۱۹) تیرگیِ حال۔(۲۰) حسبِ حال۔(۲۱) ساغرکشِ حال۔(۲۲) شکستِ حال۔(۲۳) صلائے عرضِ حال۔(۲۴) غالبِؔ شوریدہ حال۔(۲۵) ضبطِ حال۔(۲۶)،(۲۷) عرضِ حال [دوبار]۔(۲۸) کیفیتِ حال۔(۲۹) وجہِ حیرتِ اظہارِ حال۔

حالِ دل: (۱) اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پرسیدنی جانے — ص۱۱۵

(۲) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اِس قدر، یعنی — ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا — ص۱۴۳

(۳) بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور! کب تلک — ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرماویں گے: کیا؟ — ص۱۵۵

(۴) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی — ص۲۳۷

حالِ دہلی و الور: دیکھیے: جویائے حالِ دہلی و الور۔

حالِ شہیدانِ گزشتہ: معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ — تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے — ص۲۱۹

حالِ عندلیب: دیکھیے: حسبِ حالِ عندلیب۔

حالِ گریۂ چشم: دیکھیے: تحریرِ حالِ گریۂ چشم۔

حالِ وفا: وائے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا — جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں — ص۱۸۶

حالت[1]: (۱) شوق کو یہ لت کہ ہردم نالہ کھینچے جائیے — دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائیے ہے — ص۲۲۱

(۲) کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ! — کہ بیتابی سے، ہر یک تارِ بستر خارِ بستر ہے — ص۲۱۳

(۳) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت — ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے — ص۲۰۹

(۴) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف — جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل — ص۱۲۴

حامل[2]: صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پَیِ سنجیدنِ یاراں ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا — ص۲۸

حاملِ رازِ نہانِ عشق: دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق — اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے — ص۸۲

حاملِ صد غلبۂ تاثیر: جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث — ص۳۴

حاملِ طومارِ انتظار: پیچیدگی ہے حاملِ طومارِ انتظار — پائے نظر بہ دامنِ شوقِ دویدہ کھینچ — ص۳۶

حائل[3]: (۱) ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی — تکلّف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے — ص۶۷

(۲) وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن — غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا — ص۱۵۳

حائل ہا: دیکھیے: جلوہ حائل ہا۔

حَبّ[4] شبنم: جُنبشِ ہر برگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج — حَبّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج — ص۳۵

حُبّ[5] الوطن: دیکھیے: رشتۂ حبّ الوطن۔

حباب[6]: (۱) محیطِ دہر میں بالیدن: از ہستی گزشتن ہے — کہ یھاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے — ص۹۸

(۲) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں — کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا — ص۴۴۷

دیکھیے ــــــ: (۳) چشمۂ مُہ چرخ حباب۔ (۴) دوشِ حباب۔ (۵) سرشاریِ اندازِ حباب۔ (۶) قطرہ و

۱۔ حالت : چار بار۔

۲ حامل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۳۔ حائل : دو بار۔ حائل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ حَبّ : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ حُبّ : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ حباب : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: نو بار]۔

موج وحباب۔(۷)مثلِ حباب۔

حبابِ بحر: نہیں گرداب، جُز سرگشتگی ہاے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا ص۲۶

حبابِ چشمۂ آئینہ: کرے گر حیرتِ نظّارہ طوفاں نکتہ گوئی کا — حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا ص۲۶

حبابِ موجۂ رفتار: نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا ص۱۳۶

حبابِ مَے: تنگ ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مَے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا ص۳۴۵

حَبّذا[1]: (۱) مرحبا! اے سُرورِ خاصِ خواص! — حبّذا! اے نشاطِ عامِ عوام! ص۱۳۵

(۲) حبّذا! باغِ ہمایونِ تقدّس آثار — کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم ص۲۶۵

(۳) مرحبا! طرزِ نغز گفتاری — حبّذا! رسم و راہِ تفتاری ص۲۶۷

حبیب[2]: دیکھیے: شوخیِ چشمِ حبیب۔

حج[3]: غالبؔ! اگر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں — حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۴۴

حجاب[4]: (۱) محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا — یھاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا ص۱۵۵

(۲) شرم اک اداے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی — ہیں کتنے بے حجاب کہ یوں ہیں حجاب میں ص۱۸۹

دیکھیے ______ :(۳) سامانِ حجاب۔(۴) مقامِ ترکِ حجاب۔

حجابِ پاسِ وضع: وھاں وہ غرورِ عزّ وناز، یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع — راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بُلائے کیوں ص۱۹۳

حجابِ جلوہ: حیرت: حجابِ جلوہ و وحشت: غبارِ چشم — پاے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے ص۱۰۶

حجابِ نشۂ محفل: بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ ص۷۲

حُجّاج[5]: وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! — ساتھ حُجّاج کے اکثر کئی منزل آئے ص۳۱۲

حُجّت[6]: ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی غالبؔ! — میرے دعوے پہ یہ حُجّت ہے کہ مشہور نہیں ص۱۸۶

حجرالاسود دیوارِ حرم[7]: حجر الاسود دیوارِ حرم کیجے فرض — نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

۱۔ حبّذا : تین بار۔
۲۔ حبیب : ایک بار[مرکّب]۔
۳۔ حج : ایک بار۔ ۴۔ حجاب : سات بار۔
۵۔ حجاج : ایک بار۔
۶۔ حُجّت : ایک بار۔
۷۔ حجرالاسود : ایک بار[مرکّب]۔

حُجرہ[1]:	ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے	دلِ افسردہ گویا حُجرہ ہے یوسف کے زنداں کا	ص۱۵۷
حد[2]:	(۱) بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور! کب تلک	ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرماویں گے: کیا؟	ص۱۵۵
	(۲) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے	آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں	ص۱۹۰
	(۳) عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہوجانا	درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا	ص۱۵۶
حدِّ اقلیمِ تمنّاے پری:	حیرت حدِ اقلیمِ تمنّاے پری ہے	آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ	ص۱۷
حد موافق:	رگِ گُل جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے	ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر	ص۴۱
حدِّ وسع:	لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک	میری حدِّ وسع سے باہر کھلا	ص۱۳۹
حدیث[3] زلفِ عنبر بارِ دوست:	جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ	سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست	ص۱۶۳
حدیقۂ[4] اسلام:	دیکھیے: نوبہارِ حدیقۂ اسلام۔		
حذر[5]:	(۱) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو	حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے	ص۲۰۵
	(۲) صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر	جاے مے اپنے کو کھینچا چاہیے	ص۲۲۲
حرارت[6]:	نہیں ریزش عرق کی، اب اسے ذوبانِ اعضا ہے	تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی	ص۹۷
	(۲) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی	باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت	ص۱۲۷
حرام[7]:	(۱) یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے	زُنّارِ واگسستہ ہے موجِ صبا مجھے	ص۷۶
	(۲) مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں	غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام	ص۱۳۷
	(۳) کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام	ورنہ دنداں در دلِ افشردن بناے خندہ ہے	ص۲۱۵
حرزِ[8] بازوے شگرفانِ خود آرا:	مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی لکھیے	حرزِ بازوے شگرفانِ خود آرا کہیے	ص۱۲۲ [چکنی ڈلی]
حرزِ پرِ طوطی:	خطِ نوخیز: نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض	لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر	ص۴۰

۱۔ حجرہ : ایک بار۔
۲۔ حد : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۳۔ حدیث : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ حدیقہ : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ حذر : دو بار۔
۶۔ حرارت : دو بار۔
۷۔ حرام : تین بار۔
۸۔ حرز : تین بار [مرکّب]۔

حرزِ فسونِ دانائی: نہیں ہے حوصلہ پامردِ کثرتِ تکلیف — جنونِ ساختہ: حرزِ فسونِ دانائی — ص۴۵۳

حرصِ[1] قاتل: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کُشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم جوہر تیغِ دشمن میں — ص۵۸

حرف[2] [۱]: از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے — ص۷۶

حرف[3] [۲]: (۱) بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

(۲) دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول — کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں — ص۱۳۵

(۳) لکھتا ہوں اسدؔ! سوزشِ دل سے سخنِ گرم — تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت — ص۱۶۴

حرفِ علی: دیکھیے: بقدرِ عددِ حرفِ علی۔

حرفِ مکرر: یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ — لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

حرفِ وفا: ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا — ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے — ص۲۱۲

حَرَکت[4] [۱]: ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے — پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے — ص۲۰۳

حَرَکت [۲]: رُقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے — ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے — ص۳۱۳

حرم[5]: (۱) بُت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے — حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے — ص۹۴

(۲) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں — ص۱۹۳

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! — ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے — ص۳۱۲

دیکھیے ______: (۴) تہِ بالِ حرم۔ (۵) حجر الاسودِ دیوارِ حرم۔ (۶) راہِ صحرائے حرم۔ (۷) دیر و حرم۔ (۸)، (۹) طوفِ حرم [دوبار]۔ (۱۰) غزالانِ حرم۔ (۱۱) گردِ صحرائے حرم۔

حریرِ[6] سنگ: مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں — ص۶۲

حریرِ شرربافِ سنگ: ہمیں حریرِ شرربافِ سنگ خلعت ہے — یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں — ص۶۳

حریص[7]: دیکھیے: شوقِ دلِ حریص۔

۱۔ حرص : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ حرف [۱] : ایک بار۔
۳۔ حرف [۲] : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۴۔ حرکت : دوبار۔
۵۔ حرم : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب آٹھ بار]۔
۶۔ حریر : دوبار [مرکّب]۔ ۷۔ حریص : دوبار [مرکّب]۔

حریصِ لذّتِ آزار:	وا حسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ	ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر	ص۱۶۹
حریف[1]:	نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا	جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے	ص۲۰۶
حریفِ جوششِ دریا:	حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل	جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا	ص۱۴۸
حریفِ دمِ افعی:	سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا	یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا	ص۱۴۴
حریفِ دمِ عیسیٰ:	مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ	ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا	ص۱۴۴
حریفِ رازِ محبت:	نہ کہ، کسی سے کہ غالبؔ! نہیں زمانے میں	حریفِ رازِ محبت، مگر در و دیوار	ص۱۶۷
حریفِ سختیِ خوابِ گراں:	جُز عجز کیا کروں بہ تمنائے بے خودی؟	طاقت حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں	ص۵۷
حریفِ سیہ مست:	خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو	رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پائے گل	ص۱۷۶
حریفِ شیرکمیں:	بزم گہ میں: امیرِ شاہ نشاں	رزم گہ میں: حریفِ شیر کمیں	ص۲۸۰
حریفِ عرضِ سوزِ دل:	حریفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے	زباں ہرچند ہوجاوے زبانہ	ص۳۵۱
حریفِ مطلبِ مشکل	حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز	دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضرؔ دراز!	ص۱۷۱
حریفِ منّتِ دستار:	اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو!	جوشِ سودا کب حریفِ منّتِ دستار ہے؟	ص۸۳
حریفِ مَیِ مرد افگنِ عشق:	کون ہوتا ہے حریفِ مَیِ مرد افگنِ عشق	ہے مکرّر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد	ص۱۶۶
حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر:	وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب	مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں	ص۲۶
حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق	حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں	کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیّا ہو	ص۶۷

حریفاں: دیکھیے: (۱)، (۲) پنبۂ گوشِ حریفاں [دو بار]۔ (۳) عیشِ بسمل کدۂ حریفاں۔

حریفانہ:	عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر	دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے	ص۱۰۵

حزیں[2]: دیکھیے: (۱) اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں۔ (۲) دردِ اثرِ بانگِ حزیں۔ (۳) فریادِ دل ہائے حزیں۔ (۴) نزار و حزیں۔

۱۔ حریف : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تیرہ بار]۔ — حریفانہ : ایک بار۔

حریفاں : تین بار [تین بار]۔

۲۔ حزیں : چار بار [مرکّب]۔

حساب[1]:	(۱) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب	خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا	ص۱۵۴
	(۲) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد	مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ	ص۱۷۶
	(۳) کب سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں	شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں	ص۱۸۸
	(۴) اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے	حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں!	ص۱۸۹
	(۵) رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے	اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے	ص۲۰۶
	(۶) منطبع جب کہ ہوچکے گی کتاب	زرِ قیمت کا ہوگا اَور حساب	ص۲۶۸
	(۷) گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ	ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ	ص۲۷۸
	(۸) اُٹھائے ہیں جو مَیں اُفتادگی میں متّصل صدمے	کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا	۴۴۷
	(۹) دیکھیے: دوحساب۔		
حسابِ اشک:	دیکھیے: انگشتِ حسابِ اشک۔		
حسابِ جاں‌فشانی:	نہ وفا کو آبرو ہے نہ جفا تمیز جو ہے	چہ حسابِ جاں فشانی چہ غرورِ دلستانی	ص۹
حسابِ سختیِ خوابِ گراں:	غفلت متاعِ کفّۂ میزانِ عدل ہوں	یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ	ص۷۰
حسابِ سوزناکی ہائے دل:	کس کو دوں یارب! حسابِ سوزناکی ہائے دل	آمد و رفتِ نَفَس جُز شعلہ پیمائی نہیں	ص۶۵
حُسام[2]:	جَم رُتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم	تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام	ص۲۸۲
حسبِ[3] حال:	آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ!	حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں	ص۲۹۸
حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات:	یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات	عارف ہمیشہ مستِ مَیِ ذات چاہیے	ص۲۲۰
حسد[4]:	حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظّارہ سے وا ہو	ص۱۹۴
	(۲) حسد، سزائے کمالِ سخن ہے، کیا کیجے!	ستم، بہائے متاعِ ہُنر ہے، کیا کہیے!	ص۲۴۷
حسد قماش:	دیکھیے: خلقِ حسد قماش۔		

۱۔ حساب : تیرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۲۔ حُسام : ایک بار۔
۳۔ حسب : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ حسد : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

حسرت[۱]: (۱) گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج ص۳۵

(۲) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

(۳) حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل — مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے ص۸۰

(۴) کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں — صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے ص۹۷

(۵) مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص۱۳۲

(۶) تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس — بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ ص۱۶۶

(۷) حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُرعَربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں ص۱۸۵

(۸) ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھایئے — دُشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ ص۲۰۱

(۹) حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں — گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے ص۲۱۸

(۱۰) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے ص۲۱۹

(۱۱) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ! — گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص۲۲۱

(۱۲) صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ! — حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جُو کی ص۲۲۸

(۱۳) سادگی پر اُس کی مرجانے کی حسرت دل میں ہے — بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے ص۲۳۱

دیکھیے ـــــــــ: (۱۴) پا اُفتادۂ حسرت۔ (۱۵) جگر خائیِ حسرت۔ (۱۶) خونابۂ ہلاہلِ حسرت۔ (۱۷) عرضِ حسرت۔ (۱۸) محملِ حسرت۔ (۱۹) محمل کشِ حسرت۔ (۲۰) مشتاقِ لذّت ہاے حسرت۔ (۲۱) نیازِ جوششِ حسرت۔ (۲۲) وادیِ حسرت۔

حسرت آبادِ جہاں: حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں — نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے ص۹۳

حسرتِ آبے بروے کار آوردن: نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن ص۴۴۹

حسرت آلود: دیکھیے: چشمِ حسرت آلود۔

---

[۱] حسرت : پچھتّر بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: پینسٹھ بار]۔
حسرت آباد : ایک بار [مرکّب]۔
حسرت کدہ : ایک بار [مرکّب]۔
حسرت گاہ : ایک بار [مرکّب]۔
حسرت ناک : ایک بار [مرکّب]۔
حسرت ہا : دوبار [مرکّب]۔
حسرتیں : ایک بار۔

حسرتِ اظہار: کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ — دل، فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لال ہے — ص۲۰۵

حسرتِ بسیار: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں — اے حسرتِ بسیار! تمنّا کی کمی ہے — ص۱۰۶

حسرت بیز: دیکھیے: غربالِ حسرت بیز۔

حسرتِ پابوس: دیکھیے: ہلاکِ حسرتِ پابوس۔

حسرت پرست: دیکھیے: دلِ حسرت پرست۔

حسرت پرستِ بالیں: کبھی تو اِس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے — کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے — ص۲۱۳

حسرتِ پروانہ: غم اُس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص۱۷۴

حسرتِ پیماں شکنی: آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے — ص۱۱۱

حسرتِ تسلّی: نے حسرتِ تسلّی، نہ ذوقِ بے قراری — یک درد و صد دوا ہے، یک دست و صد دعا ہے — ص۹۴

حسرتِ تعمیر: ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

دیکھیے ـــــــ: (۲) اک حسرتِ تعمیر۔ (۳) یک بیاباں حسرتِ تعمیر۔

حسرتِ تکلیف: بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے — ص۸۴

حسرتِ جاوید: دیکھیے: بازی کدۂ حسرتِ جاوید۔

حسرتِ جلوۂ ساقی: حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر — سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار — ص۲

حسرتِ جولاں: ہے نَفَس مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار — ص۴

حسرتِ حاصل: دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ وھاں — حاصل، سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا — ص۱۵۳

حسرتِ دستگہ: حسرتِ دستگہ و پائے تحمّل تاچند؟ — رگِ گردن خطِ پیمانۂ بے مُل تاچند؟ — ص۳۹

حسرتِ دل: (۱) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا — ص۱۵۲

دیکھیے ـــــــ: (۲) بقدرِ حسرتِ دل۔ (۳) داغِ حسرتِ دل۔ (۴) مقدارِ حسرتِ دل۔

حسرتِ دید: دل تھا کہ جو جانِ درد تمہید سہی — بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی — ص۲۵۲

حسرتِ دیدار: (۱) آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا — تجھ پہ کھل جاوے کہ اِس کو حسرتِ دیدار ہے — ص۲۱۲

(۲) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ دریا کہیں جسے — ص۲۱۸

دیکھیے ـــــ: (۳) خارِ خارِ الم حسرتِ دیدار۔ (۴) خموشیِ چمن حسرتِ دیدار۔ (۵) خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار۔ (۶) نیازِ حسرتِ دیدار۔

حسرتِ ذوقِ دیدار: دیکھیے: تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار۔

حسرت زدہ: دیکھیے: دلِ حسرت زدہ۔

حسرت سنج: نہ دے نامے کو اتنا طول غالبؔ! مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا — ص۱۴۶

حسرتِ عاشق: دیکھیے: دشمنِ حسرتِ عاشق۔

حسرتِ عرضِ تمنا: (۱) سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز — حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز — ۴۵

(۲) حسرتِ عرضِ تمنا یہاں سے سمجھا چاہیے — دو جہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں جوں شانہ ہم — ص۵۴

حسرتِ عرضِ نیاز: اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل — ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے — ص۹۰

حسرتِ فرصت: ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص۳۵

حسرتِ قبول: کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول — برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں — ص۵۷

حسرت کدۂ عشق: یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم — ص۴۳۸

حسرت کشِ دامن: ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گیرا نہیں — ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں — ص۶۵

حسرت کشِ طرب: دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص۲۶

حسرت کشِ یار: از آنجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم — رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم — ص۵۵

حسرت کشِ یک جلوۂ معنی: حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں — کھینچوں ہوں سویدائے دلِ چشم سے آہیں — ص۵۹

حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ: اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ ہے یارب! — لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں — ص۲۳

حسرت کشوں: پیدا کریں دماغِ تماشائے سرو و گل — حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے — ص۸۲

حسرت کشیدگی: دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ! — غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی — ص۴۵۴

حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں: بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں — خضرؔ کو چشمۂ آبِ بقا سے تر جبیں پایا — ص۲۲

حسرتِ لذّتِ آزار:	حسرتِ لذّتِ آزار رہی جاتی ہے	جادۂ راہِ وفا جز دمِ شمشیر نہیں	ص۱۸۲
حسرتِ ناز:	وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے	ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز	ص۱۷۲
حسرتناک:	دیکھیے: بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک۔		
حسرتِ نشۂ وحشت:	حسرتِ نشۂ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے	عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا	ص۲۱
حسرت نصیب:	دیکھیے: دلِ حسرت نصیب۔		
حسرتِ نفس ناکشیدہ:	دیکھیے: یک داغ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔		
حسرت ہا:	دیکھیے: معمارِ حسرت ہا۔		
حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن:	دیکھیے: پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن۔		
حسرتِ ہستی:	دیکھیے: داغِ حسرتِ ہستی۔		
حسرتِ یک جامہ دار:	دیکھیے: جنونِ حسرتِ یک جامہ دار۔		
حسرتیں:	خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ!	حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گُل	ص۵۲
حَسَن[1]:	علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حُسین	کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟	ص۲۸۶
حُسن[2]:	(۱) جوہرِ فکر: پرِ افشانیِ نیرنگِ خیال	حُسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا	ص۲۴
	(۲) منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے	بادۂ نظّارۂ گلشن حلالِ عندلیب	ص۳۲
	(۳) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز	عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز	ص۴۴
	(۴) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا غالبؔ!	صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے	ص۸۰
	(۵) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ!	دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی	ص۸۸
	(۶) زبس جز حُسن منّت ناگوارا ہے طبیعت پر	کُشادِ عقد محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے	ص۸۹
	(۷) ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے	کہ بعد از صافیِ مے ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے	ص۹۸
	(۸) طلسمِ آئنہ زانوے فکر ہے غافل!	ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ افروزی	ص۱۰۰

۱۔ حَسَن : دوبار۔ ۲۔ حُسن : اٹھتّر بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: باسٹھ بار]۔

(۹) آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے! — ص ۱۱۱

(۱۰) دہر جُز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں — ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں — ص ۱۳۳

(۱۱) سادگیّ و پُرکاری، بے خودیّ و ہشیاری — حُسن کو تغافل میں جُرات آزما پایا — ص ۱۴۳

(۱۲) دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا — ص ۱۴۸

(۱۳) حُسن غمزے کی کشاکش سے چُھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد — ص ۱۶۶

(۱۴) حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بلہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں — ص ۱۹۳

(۱۵) حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی — آپ کا شیوہ و انداز و ادا اَور سہی — ص ۳۱۱

(۱۶) نقشِ صد سطرِ تبسم ہے برآبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے — ص ۴۵۲

دیکھیے ____: (۱۷) انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن۔ (۱۸) برقِ حُسن۔ (۱۹) بسملۂ حُسن۔ (۲۰) بندِ نقابِ حُسن۔ (۲۱) جلوۂ حُسن۔ (۲۲) جلوۂ بیباکِ حُسن۔ (۲۳) خود بینیِ حُسن۔ (۲۴) خیالِ حُسن۔ (۲۵) رسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن۔ (۲۶) زکوٰۃِ حُسن۔ (۲۷) سیرِ حُسن۔ (۲۸) سیرِ ملکِ حُسن۔ (۲۹) شانِ حُسن۔ (۳۰) شاہانِ حُسن۔ (۳۱) صفا و شوخی و اندازِ حُسن۔ (۳۲) غرورِ حُسن۔ (۳۳)، (۳۴) فروغِ حُسن [دوبار]۔ (۳۵) فسونِ حُسن۔ (۳۶)، (۳۷) کمالِ حُسن [دوبار]۔ (۳۸) لطافت ہائے جوشِ حُسن۔ (۳۹) محرمیِ حُسن۔ (۴۰) نشانِ سوادِ دیارِ حُسن۔

حُسنِ آشفتگیِ جلوہ: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز — دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا — ص ۱۴

حُسن افروزیِ زینت ترازاں: دیکھیے: وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں۔

حُسنِ افسردہ دلی ہا: حُسنِ افسردہ دلی ہا رنگیں — شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں — ص ۵۸

حُسنِ بتاں: دیکھیے: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں۔

حُسنِ بے پروا: حُسنِ بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے — آئنہ: زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے — ص ۲۱۵

حُسن پرستی: ہر بُلہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروے شیوۂ اہلِ نظر گئی — ص ۲۳۴

حُسن ترازی: دیکھیے: وقتِ حُسن ترازی۔

حُسنِ تغافل: دیکھیے: طلسمِ حُسنِ تغافل۔

حُسنِ تلافی: گو سمجھتا نہیں، پر حُسنِ تلافی دیکھو — شکوۂ جور سے سرگرمِ جفا ہوتا ہے ص۲۴۰

حُسنِ تماشادوست: نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رُسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا ص۱۳۶

حُسنِ چمن پیرا: دیکھیے: حیرتِ حُسنِ چمن پیرا۔

حُسنِ خُلق: دیکھیے: سرابِ حُسنِ خلق۔

حُسنِ خوباں: (۱) کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا ص۲۳

(۲) حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ! — آئنہ: یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے ہے ص۸۷

حُسنِ خودآرا: حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز — ہے کفِ مشاطہ میں آئنۂ گل ہنوز ص۴۳

(۲) مَے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب — اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے ص۲۳۰

حُسنِ دل افروز: یہ ترے حُسنِ دل افروز کا زیور سہرا ص۲۸۷

حُسنِ دوست: دیکھیے: (۱) انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست۔ (۲) نیازِ تماشائے حُسن دوست۔

حُسنِ ربطِ خط: مے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے — لغزشِ رفتارِ خامہ: مستیِ تحریر ہے ص۹۵

حُسنِ روزافزوں: اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات — جس کے حُسنِ روزافزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات ص۲۹۰

حُسنِ سبز: دیکھیے: پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز۔

حُسنِ صبر: ہمارا منہ، ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد؟ — مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

حُسنِ طبیعت: دیکھیے: بیانِ حُسنِ طبیعت۔

حُسنِ طلب: نالہ، جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں — ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں ص۱۸۶

حُسنِ ظن: دیکھیے: حُسن [۱۴]۔

حُسنِ عمل: ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خُلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھُلا ص۱۶۱

حُسنِ غیور: دیکھیے: جلوۂ حُسنِ غیور۔

حُسنِ فروغِ شمعِ سخن: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی ص۲۱۶

حُسنِ فطرتِ بیدلؔ: جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ — قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ ص۷۲

حُسنِ قبول:	دیکھیے: مرتبۂ حُسنِ قبول۔		
حُسنِ مہ:	حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچّھا ہے	اُس سے میرا مہِ خرشید جمال اچّھا ہے	ص۲۳۹
حُسن واُلفت:	اگر گل حُسن و الفت کی بہم جوشیدنی جانے	پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے	ص۱۱۵
حُسن و رعنائی:	حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق	سرو کے دامن پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے	ص۹۲
حُسن وعشق:	دیکھیے: شوخیِ حسن وعشق۔		
حُسنِ ویراں کار:	کرے ہے حُسنِ ویراں کار روے سادہ رویاں پر	غبارِ خط سے تعمیرِ بناے خانہ بربادی	ص۴۵۱
حُسنِ یار:	دیکھیے: بہارِ حُسنِ یار۔		
حُسنِ یقیں:	دیکھیے: زنگارِ رخِ آئنۂ حُسنِ یقیں۔		
حسود[1]:	(۳) دیکھیے: تنگیِ چشمِ حسود۔ (۲) طالعِ چشمِ حسود۔۔		
حَسیں[2]:	بُتو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے	تو یوسف سا حَسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے	ص۳۱۰
حسیناں:	دیکھیے: مسی آلودہ سرانگشتِ حسیناں۔		
حُسین[3]:	(۱) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حُسین		ص۲۸۶
	(۲) دیکھیے: پایۂ گردِ رہِ حسین۔		
	(۳) فروغِ جوہرِ ایماں حُسین ابنِ علی	کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
	(۴) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں	پس از حُسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
حشر[4]:	(۱) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا	گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی	ص۲۴۳
	دیکھیے ____: (۲) شورِ حشر۔ (۳) صد حشر۔ (۴) مواخذۂ روزِ حشر۔		
حشرآفریں:	صدا ہے کوہ میں حشرآفریں اے غفلت اندیشاں!	پَےِ سنجیدنِ یاراں ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا	ص۲۸
حشرِ دوعالم فتنہ:	یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے	یہاں سُراغِ عافیت جُز دیدۂ بسمل نہ پوچھ	ص۷۲

۱۔ حسود : دوبار [مرکّب]۔

۲۔ حسیں : ایک بار۔

حسیناں : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ حُسین : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۴۔ حشر : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

حشرِ زبانِ خشک:	دیکھیے: دو جہاں حشرِ زبانِ خشک۔		
حشر و نشر:	نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملّت کا	خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟	ص ۳۱۲
حشمت[۱]:	دیکھیے: توسنِ حشمت۔		
حصار[۲]:	دیکھیے: یک اوجِ حصار۔		
حصارِ شعلۂ جوّالہ:	اسدؔ کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے	حصارِ شعلۂ جوّالہ میں عزلت گزیں پایا	ص ۲۲
حصول[۳]:	تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول	اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں	ص ۶۱
حصولِ زاری:	بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشکباری	نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی	ص ۱۰
حصولِ شرف:	میں جو ہوں درپئے حصولِ شرف	نام عاصی کا ہے غلام نجف	ص ۲۶۸
حصولِ ناشدنی:	دیکھیے: شفائے حصولِ ناشدنی۔		
حصولِ نفع:	دیکھیے: چشمِ حصولِ نفع۔		
حضرت[۴] [۱]:	(۱) مے خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہ ہے	حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے	ص ۹۴
	(۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر	حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے!	ص ۲۴۴
	(۳) حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام		ص ۲۸۲
	دیکھیے ______: (۴) انبساطِ خاطرِ حضرت۔ (۵) بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں۔		
حضرتِ آدم:	نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر	جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی	ص ۱۲۳
حضرتِ ایوب:	آپ نے 'مَسَّنِیَ الضُّرّ' کہا ہے تو سہی	یہ بھی یا حضرتِ ایوب! گلا ہے تو سہی	ص ۳۱۰
حضرتِ بیدل:	گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار	اسدؔ آئینۂ پردازِ معانی مانگے	ص ۷۸
حضرت سلامت:	(۱) رہے غالبِ خستہ مغلوبِ گردوں!	یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت!	ص ۳۳
	(۲) رہا گر کوئی تا قیامت سلامت	پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت!	ص ۱۶۴

۱۔ حشمت : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ حصار : دو بار [مرکّب]۔
۳۔ حصول : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۴۔ حضرت [۱] : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۴۔ حضرت [۲] : دو بار [مرکّب]۔

حضرتِ قاسم وطپاں:	ہم سخن اور ہم زباں حضرتِ قاسم و طپاں	ایک طپش کا جانشیں، درد کا یادگار ایک	ص۲۹۶
حضرتِ ناصح:	حضرتِ ناصح گر آویں، دیدہ و دل فرشِ راہ	کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا؟	ص۳۵۵
حضرتِ تواب:	اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالب!	آج ہم حضرتِ تواب سے بھی مل آئے	ص۳۱۲
حضرتِ یوسف:	نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی	سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر	ص۱۶۷
حضرت[۲]:	(۱) اے اسد! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے	حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا	ص۴۴۵
	(۲) اے اسد! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف	صاحب دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے	ص۴۵۶
حضور[۱]:	(۱) شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور	سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال	ص۵۱
	(۲) بٹتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں	ہے جن کے آگے سیم و زرِ مہر و ماہ ماند	ص۱۲۸
	(۳) غالب! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض	ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر	ص۱۶۹
	(۴) غالب! گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں	حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی	ص۲۴۴
	(۵) اِدھر نہ ہوگی توجّہِ حضور کی جب تک	کبھی کسی سے کُھلے گی نہ زینہار گرہ	ص۲۷۹
	(۶) جو وہاں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ہے حضور کو	دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام	ص۲۸۳
	(۷) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو	چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام	ص۲۸۳

دیکھیے ــــــ: (۸) قولِ حضور۔ (۹) پیش گاہِ حضور۔ (۱۰) درِ حضور۔ (۱۱) گلزارِ حضور۔

حضورِ دل: دیکھیے: باوصفِ حضورِ دل۔

حضورِ شاہ:	حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمایش ہے	چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمایش ہے	ص۲۴۴
حضورِ والا:	نہ پوچھ اُس کی حقیقت، حضورِ والا نے	مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی رُوٹی	ص۱۲۳
حظ[۲]:	فقط گوشت سُو بھیڑ کا ریشے دار	کہو، اُس کو کیا کھا کے ہم حظ اُٹھائیں	ص۲۶۴
حظِّ وصل:	میں اور حظِّ وصل! خدا ساز بات ہے	جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں	ص۱۸۹
حف نظر[۳]:	صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر!	طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے!	ص۱۲۳

۱۔ حضور : چودہ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: سات بار]۔
۲۔ حظ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ حف نظر : ایک بار۔

حقؔ[۱][۱]: (۱) مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سونچا ہے — کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں! وہ بھی — ص ۴۷

(۲) نہ مارا جان کر بے جرم، غافل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص ۱۳۶

(۳)، (۴) جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی — حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا — ص ۱۶۲

(۵) جنوں کی دست گیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر — ص ۱۶۸

(۶) اے شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص ۲۴۱

(۷) میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں — بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں — ص ۲۶۶

حقِّ آشنائی: گو بہ وقتِ قتل حقِّ آشنائی اے نگاہ؟ — خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا — ص ۲۵

حقِّ صحبتِ اہلِ کُنشت: کعبے میں جا رہا تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں — بھولا ہوں حقِّ صحبتِ اہلِ کُنشت کو — ص ۱۹۷

حق ناشناس: کیا وہ بھی بے گنہ کُش و حق ناشناس ہیں؟ — مانا کہ تم بشر نہیں، خورشید و ماہ ہو — ص ۱۹۶

حقِ ودیعتِ ناز: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز — نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ — ص ۱۶۶

حق[۲]: (۱) یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا! — ص ۱۵۵

(۲) دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی — میرزا یوسف ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے — ص ۲۳۲

(۳) حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے! — تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے — ص ۲۵۴

(۴) حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے جب ہو موجود — ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم — ص ۲۶۵

(۵) میری سنو کہ آج تم اِس سرزمین پر — حق کے تفضّلات سے ہو مرجعِ انام — ص ۲۸۲

دیکھیے ______ :(۶) آیتِ رحمتِ حق۔ (۷)، (۸) قدرتِ حق [دو بار]۔ (۹) مشاہدۂ حق۔ (۱۰) مشغولِ حق۔

(۱۲) نظّارگیِ صنعتِ حق۔ (۱۳) وردِ اسمِ حق۔ (۱۴) وسعتِ رحمتِ حق۔ (۱۵) دلِ حق شناس۔

حق آشنا: دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک مُحبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص ۲۹۷

حق اندیش: دیکھیے: حق پرست۔

حق پرست: حق گوے وحق پرست وحق اندیش وحق شناس — توّابِ مستطاب، امیرِ شہ، احتشام — ص ۲۸۲

---

[۱] حق[۱] : گیارہ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چار بار]۔ حق[۲] : اکیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: سولہ بار]۔

حق شناس: دیکھیے: حق پرست۔

حق گوے: دیکھیے: حق پرست۔

دیکھیے ـــــــ: (۱) مذہبِ حق۔ (۲) سخنِ حق۔

حقیقت[1]: (۱) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۶۸

(۲) نہ پوچھ اُس کی حقیقت، حضورِ والا نے مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی روٹی ص۱۲۳

(۳) قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں ص۱۸۵

(۴) اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں ص۱۸۹

(۵) نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم! لے لیا مجھ سے مری ہمّتِ عالی نے مجھے ص۲۲۲

(۶) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے ص۲۴۰

(۷) دیکھیے: دلِ غافل از حقیقت۔

حقیقتِ جاں کاہیِ مرض: کہیں حقیقتِ جاں کاہیِ مرض لکھیے کہیں مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے ص۲۴۸

حکایاتِ[2] خوں چکاں: لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے ص۲۲۶

حکایتِ[3] صبرِ گریز پا: کبھی شکایتِ رنجِ گراں نشیں کیجے کبھی حکایتِ صبرِ گُریز پا کہیے ص۲۴۸

حکم[4]: (۱) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طالب اشک باری کا حکم جاری ہے ص۲۲۴

(۲) ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں ابھی جا کے پوچھو کہ کل کیا پکائیں؟ ص۲۶۴

(۳) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے ص۲۷۹

(۴) رُوز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے ص۳۰۹

حکمِ بیتابی: حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے باوجودِ مشقِ وحشت ہا رمیدن منع ہے ص۱۱۲

حکمِ ربّ النّاس: انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ النّاس پھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس ص۱۲۱

---

[1] حقیقت : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] حکایات : ایک بار [مرکّب]۔

[3] حکایت : ایک بار [مرکّب]۔

[4] حکم : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

حکمِ عجز:	بہ حکمِ عجز ابروے مہِ نَو حیرت ایما ہے	کہ یھاں گُم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں	ص ۵۸
حکمِ ناطق:	حکمِ ناطق لکھا گیا کہ لکھیں	خال کو دانہ اور زلف کو دام	ص ۱۳۸
حکمت [1]:	لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے	ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی	ص ۲۰۳
حکمت وطب:	عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے	کہ جس میں حکم وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام	ص ۲۶۳
حکیم [2] حاذق:	سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں	حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام	ص ۲۶۳
حلّ [3] مشکل:	براے حلِّ مشکل ہوں زِ پا اُفتادۂ حسرت	بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیمان خاکساری	ص ۱۸
حلّ مشکلِ عاشق:	فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِّ مشکلِ عاشق	نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش	ص ۱۷۳
حلّ مشکل ہا:	اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی	بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِّ مشکل ہا	ص ۲۳
حلِّ معمّاے آگہی:	عبرت طلب ہے حلِّ معمّاے آگہی	شبنم، گدازِ آئنۂ اعتبار ہے	ص ۹۰
حلال [4]:	اُس جفامشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ!	مالِ سُنّی کو مُباح اور خونِ صوفی کو حلال	ص ۵۲
حلالِ عندلیب:	منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے	بادۂ نظّارۂ گلشن حلالِ عندلیب	ص ۳۲
حلالِ مے کشاں:	موسمِ گل میں مےِ گل گوں حلالِ مے کشاں	عقدِ وصلِ دُخترِ رز انگور کا ہر دانہ تھا	ص ۲۵
حلبی [5]:	دیکھیے: شیشۂ ریزۂ حلبی۔		
حلقہ [6]:	(۱) فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تا پا	عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا	ص ۱۳
	(۲) بس کہ ہوں غالبؔ! اسیری میں بھی آتش زیرِ پا	موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا	ص ۱۴۲
	(۳) حلقے ہیں، چشم ہاے کشادہ بہ سوے دل	ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں	ص ۱۷۸
	(۴) دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر	یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے	ص ۲۵۰
	(۵) اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل	پر عاصیوں کے زمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں	ص [illegible]

---

[1] حکمت : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

[2] حکیم : ایک بار [مرکب]۔

[3] حل : چار بار [مرکب]۔

[4] حلال : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

[5] حلبی : ایک بار [مرکب]۔

[6] حلقہ : اٹھائیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: پچیس بار]۔

[۳] حلقہ ہاے : ایک بار [مرکب]۔

[۳] حلقے : دوبار [بہ طورِ جمع]۔

دیکھیے ـــــــــ :(۱) ہر یک حلقہ۔(۲) یک حلقہ۔

حلقہ بگوش: میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش — غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟ ص۱۴۶

حلقۂ بیرونِ در: (۱) معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار — چشمِ کشودہ حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۳۴

(۲) گلشن میں بند و بست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ درج ہے آج ص۱۶۵

(۳) دیکھیے: زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔

حلقۂ خمِ گیسو: بہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز — دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے ص۹۰

حلقۂ دامِ خیال: ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! — عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے ص۲۰۵

حلقۂ دامِ ہوائے گل: آزادیِ نسیم مبارک! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل ص۱۷۶

حلقۂ زُنّار: دیکھیے: آغوشِ خمِ حلقۂ زُنّار۔

حلقۂ زنجیر: (۱) وحشیِ خو کردۂ نظّارہ ہے حیرت، جسے — حلقۂ زنجیر جُز چشمِ تماشائی نہیں ص۶۵

(۲) دیکھیے: ہر حلقۂ زنجیر۔

(۳) دیکھیے: یک حلقۂ زنجیر۔

حلقۂ صد کامِ نہنگ: دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گُہر ہوتے تک ص۱۷۵

حلقۂ فتراک: (۱) ہے دو عالم صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار — یہاں خطِ پرکارِ ہستی حلقۂ فتراک ہے ص۱۰۶

(۲) وہ فلک رتبہ کہ برتوسنِ چالاک چڑھا — ماہ پر، ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا ص۴۴۵

حلقۂ فتراکِ بےخودی: ہر گرد باد: حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر ص۴۱

حلقۂ کاکل: (۱) کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں — عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تاچند ص۳۹

(۲) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دوُد فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

(۳) عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد — دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص۴۴

حلقۂ گرداب: دیکھیے: ہر یک حلقۂ گرداب۔

حلقۂ گردابِ جوہر: حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے ص۱۰۱

حلقۂ گردابِ طوفاں: دیکھیے: یک حلقۂ گردابِ طوفاں۔

حلقۂ گیسو: حلقۂ گیسو کھُلا دَورِ خطِ رخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہوگیا — ص۴۴۵

حلقہ ہائے زلف: وہ حلقہ ہائے زُلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میری دعویٔ وارستگی کی شرم — ص۱۷۷

حلقۂ یک بزمِ ماتم: طلسمِ آفرینش: حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے — زمانے کے، شبِ یلدا سے، موئے سرِ پریشاں ہیں — ص۶۲

حلوائے[1] مغزِ استخواں: زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے — ص۱۱۴

حمام[2]: شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر — دیکھیے کب دن پھریں حمام کے — ص۲۵۰

حمایتِ[3] عہد: وہ کہ ہے والیٔ ولایتِ عہد — عدل سے اُس کے، ہے حمایتِ عہد — ص۱۳۱

حمزہ[4]: ہر بُنِ مُو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصّہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۶۲

حنا[5]:
(۱) موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار — ص۵
(۲) لنگرِ عیش پہ سرشارِ تماشائے دوام — کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار — ص۷
(۳) پانو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں — ص۵۸
(۴) بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دست و خونِ کُشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹
(۵) گلستاں، بے تکلّف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے — جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے — ص۱۱۱
(۶) مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب! ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! — ص۱۵۳
(۷) اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! — آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

دیکھیے ــــــ: (۸) آتشِ رنگِ حنا۔ (۹) آشیانِ طائرِ رنگِ حنا۔ (۱۰) اندازِ حنا۔ (۱۱)-(۱۳) برگِ حنا [تین بار]۔ (۱۴)، (۱۵) پا بہ حنا [دو بار]۔ (۱۶)، (۱۷)، (۱۸) پا در حنا [تین بار]۔ (۱۹) جوہرِ برگِ حنا۔ (۲۰) دستِ بُتِ بدمستِ حنا۔ (۲۱) رفتنِ رنگِ حنا۔ (۲۲) رنگِ حنا۔ (۲۳) شعلۂ رنگِ حنا۔ (۲۴) شوخیِ رنگِ حنا۔ (۲۵) صورتِ رنگِ حنا۔ (۲۶) طائرِ پریدۂ رنگِ حنا۔ (۲۷) کاوشِ دزدِ حنا۔ (۲۸) محتاجِ حنا۔

---

[1] حلوا : ایک بار [مرکّب]۔
[2] حمام : ایک بار۔
[3] حمایت : ایک بار [مرکّب]۔
[4] حمزہ : ایک بار۔
[5] حنا : سینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تیس بار]۔
حنائی : چار بار [مرکّب]۔

(۲۹) مرہونِ حنا۔

حنا آلودہ: دیکھیے: دستِ حنا آلودہ۔

حنا بستہ: ہر غنچۂ گل صورتِ یک قطرۂ خوں ہے | دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت ص ۳۲

حنا بندی: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی | چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے ص ۱۱۲

حنائے پائے اجل: بہارِ حیرتِ نظّارہ سخت جانی ہے | حنائے پائے اجل خونِ کُشتگاں تجھ سے ص ۱۱۲

حنائے پائے خزاں: حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی | دوام کُلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا ص ۱۴۷

حنائے پنجۂ صیاد: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا | حنائے پنجۂ صیاد مرغِ رشتہ برپا ہے ص ۸۴

حنائے کفِ افسوس: کرتا ہے، بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس | رنگِ ز نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس ص ۴۶

حنائے کفِ نگاریں: دیکھیے: دُزدِ حنائے کفِ نگاریں۔

حنائی: دیکھیے ______: (۱) انگشتِ حنائی۔ (۲) پائے حنائی۔ (۳)، (۴) سر انگشتِ حنائی [دو بار]۔

حوادث[۱]: (۱) کیا رہوں غربت میں خوش جب ہو حوادث کا یہ حال | نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کُھلا ص ۱۶۱

دیکھیے ______: (۲) طوفانِ حوادث۔ (۳) لکدکوبِ حوادث۔

حواس[۲]: دیکھیے: بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس۔

حوت[۳]: تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر | تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل ص ۸۴

ماہ نے چھوڑ دیا ثَور سے جانا باہر | زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل ص ۱۲۴

حور[۴]: (۱) میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں | کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں ص ۱۸۵

(۲) اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناو ہیں | پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی ص ۲۴۳

(۳) حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی | آپ کا شیوہ و انداز و ادا اَور سہی ص ۳۱۱

(۴) دیکھیے: جلوۂ مژگانِ حور۔

---

۱ حوادث : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۲ حواس : ایک بار [مرکّب]۔
۳ حوت : ایک بار [مرکّب]۔
۴ حور : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
حوراں : ایک بار [مرکّب]۔
حوریں : ایک بار۔

حورانِ خلد: تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے — حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے ص۲۳۶

حور و پری: سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں — عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے ص۳۱۲

حوریں: اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام — قدرتِ حق سے یہی، حوریں اگر وھاں ہوگئیں ص۱۹۱

حوصلہ[1]: (۱) جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یھاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا ص۲۰

(۲) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا ص۲۸

(۳) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو ص۶۷

(۴) منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے — دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے ص۹۰

(۵) غفلتِ افسردگی تُہمتِ تمکیں نہ ہو — اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے ص۹۹

(۶) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مَباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے! ص۹۹

(۷) گو حوصلہ پا مردِ تغافل نہیں لیکن — خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے ص۱۱۱

(۸) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم: مُہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ص۱۳۳

(۹) تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری؟ ہائے ہائے! ص۲۰۴

(۱۰) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال: مے کدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

(۱۱) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر — ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے ص۲۴۳

(۱۲) ہرچند اُمید دور تر ہو — اے حوصلے! سعی بیش تر کر ص۲۴۸

(۱۳) نہیں ہے حوصلہ پا مردِ کثرتِ تکلیف — جنونِ ساختہ: حرزِ فسونِ دانائی ص۲۵۳

دیکھیے ______: (۱۴) تنگیِ حوصلہ۔ (۱۵) جانِ حوصلہ۔ (۱۶) عجزِ حوصلہ۔ (۱۷) عجزِ تنگ حوصلہ۔ (۱۸) گدازِ حوصلہ۔ (۱۹) وداعِ حوصلہ۔ (۲۰) وفاے حوصلہ۔

حوصلہ پرداز: ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرداز — اے داغِ تمنّا! سپر انداختنی ہے ص۱۱۱

حوصلۂ پا: ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا ص۲۹

---

[1] حوصلہ : ستائیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: چودہ بار]۔

حوصلۂ عشق: دیکھیے: بقدرِ حوصلۂ عشق۔

حوصلۂ فرصتِ ادراک: اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال / فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں ص۹

حوصلۂ فضل: شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب / ہے ترے حوصلۂ فضل پہ از بس کہ یقیں ص۱۳۵

حوصلۂ گل: چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز / غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز ص۴۴

حوصلۂ نشوونما: گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن / فرصت تپش و حوصلۂ نشو و نما ہیچ ص۳۶

حیا[1]: (۱) اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر / حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا ص۲۲

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر / شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص۴۴

(۳) قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ / جز حیا، پرکارِ سعی بے سروپائی نہیں ص۶۵

(۴) کرتے ہوئے تصوّرِ یار آئے ہے حیات / کیا فائدہ کہ منّتِ بیگانہ کھینچیے ص۱۰۵

(۵) ادب ہے اور یہی کشمکش تو کیا کیجے / حیا ہے اور یہی گومگو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۶) کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں / آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے ص۲۰۶

(۷) غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے / گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے ص۲۲۱

(۸) اُس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کیے / بیٹھا رہا، اگرچہ اشارے ہوا کیے ص۲۴۲

(۹) کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ / ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے ص۲۴۵

(۱۰) اپنا احوال دلِ زار! کہوں یا نہ کہوں / ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں ص۲۹۸

(۱۱) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم / بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟ ص۳۱۳

دیکھیے ـــــ: (۱۲) تکلیفِ حیا۔ (۱۳) عرضِ حیات۔ (۱۴) کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا۔ (۱۵) کفِ موجۂ حیا۔ (۱۶) موجِ گردابِ حیا۔ (۱۷) نظرگاہِ حیا۔

حیاپرست: دیکھیے: قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیاپرست۔

حیا تحریر: درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے / بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے ص۱۰۸

حیات[2]: دیکھیے ـــــ: (۱)،(۲) آبِ حیات [دو بار]۔ (۳) بہارِ تماشائے گلستانِ حیات۔۔ (۴) پہلوے

---

[1] حیا : اُنّیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔   [2] حیات : سات بار [مرکّب]۔

حیات۔(۵)،(۶)قیدِ حیات[دوبار]۔

حیاتِ دہر: دیتے ہیں جنت حیاتِ دہر کے بدلے نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے ص۲۰۸

حیدر[1]: اسدؔ! قدرت سے حیدر کی، ہوئی ہر گبر وتر ساکو شرارِ سنگِ بُت بہرِ بنائے اعتقاد، آتش ص۳۷۴

حیدر پرستوں: دُھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش ص۴۷

حیدرآباد[2]: (۱) ہند میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں حیدرآبادِ دکن رشکِ گلستانِ ارم ص۲۶۵

(۲) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم ص۲۶۵

حیراں[3]: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر یھاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش برآر ہے ص۹۰

(۲) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی ص۹۶

(۳) وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہردم مجھکو آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا ص۱۵۰

(۴) اصلِ شہود و شاہد و مشہور ایک ہے حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں! ص۱۸۹

(۵) حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں ص۱۹۰

(۶) سیماب، پُشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے ص۲۱۰

(۷) حیراں ہوں دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں خط صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے ص۴۵۲

دیکھیے ____:(۸) آئینہ داریِ یک دیدۂ حیراں۔(۹) بے خود وارفتہ وحیراں۔(۱۰) دیدۂ حیراں۔

حیران ومضطر: کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے ص۱۰۴

حیرانی[4]: (۱) تمثال تماشا ہا، اقبال تمنا ہا عجزِ عرقِ شرمے اے آئنہ! حیرانی ص۱۰۸

دیکھیے:(۲) انتظار آبادِ حیرانی۔(۳) دیکھیے: زیارت گاہِ حیرانی۔(۴) دیکھیے: محوِ حیرانی۔

حیرانیِ بیمارِ محبت: دیکھیے: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت۔

حیرت[5]: حیرت آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص۸

---

[1] حیدر : دوبار[مرکّب:ایک بار]۔

[2] حیدرآباد : دوبار[مرکّب:ایک بار]۔

[3] حیراں : گیار ہ بار[مفرد: سات بار، مرکّب: چار بار]۔

[4] حیرانی : پانچ بار[مرکّب: چار بار]۔

[5] حیرت : ستّر بار[مفرد: پندرہ بار، مرکّب: باسٹھ بار]۔

(۲) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی — راہِ خوابیدہ کو، غوغاے جرس افسانہ تھا — ص۲۵

(۳) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص۳۵

(۴) حیرت ہمہ اسرار پہ مجبورِ خموشی — ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ — ص۳۶

(۵) آئینہ داغِ حیرت و حیرت شکنجِ یاس — سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر — ص۴۱

(۶) ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — خُور قطرۂ شبنم میں ہے جو شمع بہ فانوس — ص۴۶

(۷) بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت — بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں — ص۶۵

(۸) وحشیِ خو کردۂ نظّارہ ہے حیرت، جسے — حلقۂ زنجیر جز چشمِ تماشائی نہیں — ص۶۵

(۹) حیرت، حدِ اقلیمِ تمنّاے پری ہے — آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ — ص۷۱

(۱۰) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے آئنے کو ہَو سمجھ — ص۷۳

(۱۱) بس کہ حیرت سے زِ پا اُفتادۂ زنہار ہے — ناخنِ انگشت تبخالِ لبِ بیمار ہے — ص۸۳

(۱۲) بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے — حیرت، شہیدِ جُنبشِ ابروے یار ہے — ص۹۰

(۱۳) حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم — پاے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

(۱۴) نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دورِ ساغر کی — مری محفل میں غالبؔ! گردشِ افلاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۱۵) قطرۂ مَے بس کہ حیرت سے نَفَس پرور ہوا — خطِّ جامِ مَے سراسر رشتۂ گوہر ہوا — ص۱۵۱

(۱۶) کس کا سراغِ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا! — آئینہ فرشِ ششِ جہتِ انتظار ہے — ص۲۱۷

دیکھیے ______: (۱۷) انگشتِ حیرت۔ (۱۸) بازگشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت۔ (۱۹) تاثیرِ صافی ہاے حیرت۔ (۲۰) جاے حیرت۔ (۲۱) خانہ ویراں سازیِ حیرت۔ (۲۲) خودرفتگی ہاے حیرت۔ (۲۳) داغِ حیرت۔ (۲۴) سرمہ سائیِ حیرت۔ (۲۵) فرصتِ یک چشم حیرت۔ (۲۶) کاروانِ حیرت۔ (۲۷) منزلِ حیرت۔ (۲۸) نقشِ حیرت۔ (۲۹) ہمہ حیرت۔

حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق: ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق — یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو — ص۶۹

حیرت آبادِ تمنّا: دیکھیے: فضاے حیرت آبادِ تمنّا۔

حیرت آبادِ جنوں: دیکھیے: فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں۔

حیرت آرا: ز بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے — اُڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز — ص۴۳

حیرت آزمائی: ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص۷۶

حیرتِ آغوشِ خوباں: ہوں تصورہائے ہم دوشی سے بدمستِ شراب — حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلّور ہے — ص۹۳

حیرتِ آئینہ: (۱) سادگیِ یک خیال: شوخیِ صد رنگ نقش — حیرتِ آئینہ ہے جَیبِ تامّل ہنوز — ص۴۳

(۲) دیکھیے: صفائے حیرتِ آئینہ۔

حیرتِ آئینہ انجامِ جنوں: حیرتِ آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے — ص۸۸

حیرتِ اظہارِ حال: دیکھیے: وجہِ حیرتِ اظہارِ حال۔

حیرتِ اندازِ رہبر: حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! — نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہوگیا — ص۳۰

حیرتِ اندازِ قاتل: دیکھیے: جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل۔

حیرت انشائی: دیکھیے: نیرنگِ داغِ حیرت انشائی۔

حیرت ایما: بہ حکمِ عجز ابروئے مہِ نو حیرت ایما ہے — کہ یہاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں — ص۵۸

حیرتِ بودونبود: دیکھیے: گرمِ حیرتِ بودونبود۔

حیرت پرستاراں: فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عمرِ تیز رَو پابندِ طلب ہا — ص۲۳

حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں: نَفَس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں — مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا — ص۲۲

حیرت پرستی: دیکھیے: آئینۂ حیرت پرستی۔

حیرتِ تپیدن ہا: حیرتِ تپیدن ہا خوں بہائے دیدن ہا — رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے — ص۸۸

حیرتِ تماشائی: نظر پرستی و بیکاریِ خود آرائی — رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی — ص۱۱۰

حیرتِ جاوید: میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے — ص۸۸

حیرت جلوہ: بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے — ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب — ص۳۱

حیرتِ حُسنِ چمن پیرا:	حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل	بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب	ص۳۲
حیرتِ خطِ رُخِ یار:	نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رُخِ یار	صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا	ص۱۴
حیرتِ داغِ انجام:	شعلہ آثار، ولے حیرتِ داغِ انجام	موجِ مے، لیکن ز سر تا قدم آغوشِ خمار	ص۶
حیرتِ دَم:	دیکھیے: فکرِ حیرتِ دَم۔		
حیرت زدہ:	دیکھیے: دلِ حیرت زدہ۔		
حیرت سرشتان:	دیکھیے: رنجشِ حیرت سرشتاں۔		
حیرت سوادِ چشمِ قربانی:	بازماندن ہائے مژگاں ہے یک آغوشِ وداع	عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث	ص۳۴
حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر:	خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی	نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے	ص۱۰۸
حیرتِ صورت گرِ چیں:	جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پزیر	اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں	ص۹
حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں:	ہجومِ نالہ: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے	خموشی: ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے	ص۲۱۰
حیرت فروشِ صد نگرانی:	حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار	ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج	ص۳۴
حیرتِ فکرِ سخن:	حیرتِ فکرِ سخن سازِ سلامت ہے اسدؔ!	دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے	ص۸۸
حیرتِ کاغذِ آتش زدہ:	حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر	تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے	ص۱۰۸
حیرت کدۂ داغ:	جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں	خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں	ص۵۹
حیرت کدۂ شوخیِ ناز:	اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز	جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا	ص۱۴۵
حیرت کدۂ نقشِ خیال:	اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال	فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں	ص۹
حیرت کدۂ نقشِ قدم:	جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی	خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار	ص۵
حیرت کش:	دید: حیرت کش و خرشید: چراغانِ خیال	عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا	ص۲۷
حیرتِ گلزار:	سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا	اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا	ص۳۱
حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود:	تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر کہ میں	حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا	ص۱۲

حیرتِ مشاطہ: دیکھیے: نگاہِ حیرتِ مشاطہ۔

حیرتِ نظارہ: (۱) کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا | حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا | ص ۲۶

(۲) دیکھیے: بہارِ حیرتِ نظارہ۔

حیرت نَفَس: وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفس ہے بسمل | جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے | ص ۹۴

حیرتِ نقشِ پا: کب مجھے کوے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی | آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں | ص ۱۷۸

حیرت نگاہ: حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ | در پردۂ ہَوا پرِ بسمل ہے آئنہ | ص ۷۰

حیف[۱]: حیف اے ننگ تمنّا! کہ پئے عرضِ حیا | یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا | ص ۱۴

(۲) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ | یعنی، ہیں ماندہ ازاں سو و ازیں سو راندہ | ص ۷۱

(۳) یک نَفَس، ہر یک نَفَس جاتا ہے قسطِ عمر میں | حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے | ص ۱۱۴

(۴) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! | عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا! | ص ۱۴۹

(۵) حیف! اُس چارگرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! | جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا | ص ۱۵۰

(۶) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! | دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک | ص ۱۷۷

(۷) دیکھیے: صدحیف۔

[سات بار بہ طورِ ردیف ص ۴۹]

(۸)،(۹) نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! | رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف!

(۱۰) بیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی | تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف!

(۱۱) تھی مے رے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! | گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف!

(۱۲) گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا | گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف!

(۱۳) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں | پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف!

---

۱ حیف : سولہ بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: ایک بار]۔

۲ حیلہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۳ حیواں : تین بار [مرکّب]۔

(۱۴) بنا اسدؔ: میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار — آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف!

[دوبار بہ طورِ ردیف ص۱۷۹]

(۱۵) ہمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش — مجبور یھاں تلک ہوئے، اے اختیار، حیف!

(۱۶) جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے — اے ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار، حیف!

حیلہ[۲]: کیا تعجب ہے جو اُس کو، دیکھ کر آ جائے رحم — وھاں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے ص۲۳۵

حیلہ جوے ترکِ تنہائی: بے دماغی حیلہ جوے ترکِ تنہائی نہیں — ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رُسوائی نہیں؟ ص۶۵

حیواں[۳]: (۱)، (۲) دیکھیے: چشمۂ حیواں [دوبار]۔ (۳) نسخۂ آبِ حیواں۔

خ

خاتم[1]:	(۱) جن کی مسند کا آسماں گوشہ	جن کی خاتم کا آفتاب: نگیں	ص۲۸۰
	(۲) دیکھیے: خانۂ خاتم۔		
خاتمِ جمشید:	سلطنت دست بہ دست آئی ہے	جامِ مَے خاتمِ جمشید نہیں	ص۱۸۳
خاتمِ دستِ سلیماں:	(۱) بہ دست آوردنِ دل گوہرِ دریاے شاہی ہے	وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے	ص۴۵۴
	(۲) خاتمِ دستِ سلیماں کے مُشابہ لکھیے	سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے	ص۱۲۲
خار[2]:	(۱) زِبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا	چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا	ص۱۵
	(۲) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار	گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا	ص۱۵
	(۳) فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق	نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش	ص۱۸۳
	(۴) نہیں گرداب جُز سرگشتگی ہاے طلب ہرگز	حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا	ص۲۶
	(۵) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں	میں خار ہوں، آتش میں چبھوں رنگ نکالوں	ص۶۰
	(۶) خار سے گل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ!	برگ ریزی: ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں	ص۶۶
	(۷) شوخیِ حُسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہمدگر	خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ	ص۷۳
	(۸) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب	لالہ ہا داغ برافگندہ و گل ہا بے خار	ص۳

---

[1] خاتم : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

[2] خار : اکیاون بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چوالیس بار]۔

[3] خارخار : سات بار [مرکّب]۔

(۹) ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار   بارور جس کا سرو، گل بے خار ص۲۶۷

دیکھیے:(۱۰) بُنِ ہر خار(۱۱) پُرخار۔(۱۲) پیراہنِ خار۔(۱۳) خس و خار۔(۱۴) رگِ ہر خار۔(۱۵) رنگِ خار۔(۱۶) سرِ ہر خار۔(۱۷) سیرِ وادیِ پُرخار۔(۱۸) طاقتِ خلشِ خار۔(۱۹) غمِ خار۔(۲۰) گلدستۂ خار۔(۲۱) مژگانِ خار۔(۲۲) مژۂ خار۔(۲۳) نشترِ خار۔(۲۴) نگہ آشنائے گل و خار۔(۲۵) نوکِ ہر خار۔(۲۶) وادیِ پُرخار۔(۲۷) ہر یک خار۔

خارِ آشیاں: دیکھیے: دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں۔

خارِ باغ: دیکھیے: زبانِ خارِ باغ۔

خارِ بستر: کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ!   کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر خارِ بستر ہے ص۲۱۳

خارِ بیاباں: لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر   میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر ص۱۶۷

خارِ پا: پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرا نورد   خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے ص۲۰۸

خارِ پیراہن: صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج   خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا ص۲۹

خارِ پیرہنِ آرزو: عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار   یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو ص۶۸

خارِ جستجو: شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو   مدعا گم کردہ، ہر سو ہر طرف جلتا ہوں میں ص۶۳

خارِ چمن: صاف ہے ازبس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن   جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن ص۵۹

خار خارِ التماسِ بے قراری: تکلف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے   کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر ص۴۱

خار خارِ المِ حسرتِ دیدار: خار خارِ المِ حسرتِ دیدار تو ہے   شوق گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی ص۲۰۹

خار خارِ جنونِ وفا: تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا اسدؔ!   سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز ص۴۲

خار خارِ چینِ پیشانی: سر نوشتِ خلق ہے طغرائے عجزِ اختیار   آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث ص۳۴

خار خارِ خاطرِ آغاز: سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت نہ پوچھ   نالِ خامہ خار خارِ خاطرِ آغاز ہے ص۸۲

خار خارِ نغمہ: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل   کسوتِ ایجادِ بلبل خار خارِ نغمہ ہے ص۸۷

خار خارِ وحشتِ اندیشہ: فالِ ہستی خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے   شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں ص۶۲

خارِ خشک: (۱) نظر بہ نقصِ گدایاں کمال بے ادبی ہے | کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نَسَبی ہے ص۷۵

(۲) دیکھیے: مثلِ خارِ خشک۔

خارِ خلیدہ: میں بے ہُنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث | پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں ص۶۲

خارِ دشت: برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز | اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ ص۳۶

خارِ راہ: ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے | ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام ص۵۵

خارِ رہ: پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے | خارِ رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہیں ص۱۸۷

خارِ سرِ دیوارِ باغ: بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ | ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ ص۴۸

خارِ شمعِ آئنہ: شعلہ رخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے | خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا ص۳۰

خارِ کسوتِ فانوس: شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا | رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا ص۱۵۳

خارِ گل: گر وہ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال | خارِ گل، بہرِ دہانِ گل زباں ہوجائے گا ص۱۹

خار وخس: (۱) تیز تر ہوتا ہے خشمِ تُند خویاں عجز سے | ہے رگِ سنگ فسانِ تیغِ شعلہ، خار وخس ص۴۵

(۲) گزرا جو آشیاں کا تصوّر بہ وقتِ بند | مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار وخس تمام ص۵۵

خاتم: دیکھیے ـــــ: (۳) مشتِ خاروخس۔ (۴) ہجومِ خاروخس۔

خار وخسِ آشیاں: دیکھیے: گرمیِ نبضِ خاروخسِ آشیاں۔

خارا[۱]: دیکھیے ـــــ: (۱) رگِ خارا۔ (۲) سیلیِ خارا۔ (۳) صیدِ دام رشتۂ رگ ہائے خارا۔

خارائی: دیکھیے: تعلیمِ خارائی۔

خارجِ[۲] آدابِ وقار وتمکیں: کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عِیاذاً باللہ! | یک قلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں ص۱۳۴

خارج از آہنگ: شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست | کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ دل ص۵۳

خاستہ[۳]: دیکھیے: ہر سبزۂ نَو خاستہ۔

---

۱ خارا : تین بار [مرتّب]۔
خارائی : ایک بار [مرتّب]۔

۲ خارج : دوبار [مرتّب]۔

۳ خاستہ : ایک بار [مرتّب]۔

خاشاک ا؂:(۱) وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ　وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار　ص ۱۳۲
دیکھیے ـــــ: (۲) فروغِ طالعِ خاشاک۔ (۳) خس و خاشاک۔ (۴) چینِ دامنِ خاشاک۔ (۵) شوخیِ خاشاک۔

خاشاکِ ساحل: دیکھیے: جویائے خس و خاشاکِ ساحل۔

خاشاکِ ساحل ہا: بسانِ جوہرِ آئینہ از ویرانیِ دل ہا　غبارِ کوچہ ہائے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا　ص ۲۳

خاشاکِ گلستاں: دیکھیے: خس و خاشاکِ گلستاں۔

خاص۲؂:(۱) خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو　نو برِ نخلِ باغِ سلطاں ہو　ص ۱۳۱
(۲) اور داغ آپ کی غلامی کا　خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں　ص ۲۸۱
دیکھیے ـــــ: (۳) آرزوئے بخششِ خاص۔ (۴) ادائے خاص۔ (۵) اُمیدِ نگاہِ خاص۔ (۶) بارگاہِ خاص۔ (۷) روشِ خاص۔ (۸) سُرورِ خاصِ خواص۔ (۹) لطفِ خاص۔ (۱۰) موکبِ خاص۔

خاطر۳؂:(۱) کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے　جانتا ہے محوِ پُرسش ہائے پنہانی مجھے　ص ۲۳۲
(۲) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف　جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل　ص ۱۲۴
دیکھیے ـــــ: (۳) بارِ خاطر۔ (۴) برقِ خرمن ہائے خاطر۔ (۵) پریشانیِ خاطر۔ (۶) رنجیدہ خاطر۔ (۷) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر۔ (۸) صفحۂ خاطر۔ (۹) عقدۂ خاطر۔ (۱۰) غبارِ کلفتِ خاطر۔ (۱۱) غنچۂ خاطر۔ (۱۲) فتادہ خاطر۔ (۱۳) گمانِ رنجشِ خاطر۔ (۱۴) گشودِ غنچۂ خاطر۔ (۱۵) کلفتِ خاطر۔

خاطرِ آزاد: خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ!　حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل　ص ۵۲

خاطرِ آزردگاں: دیکھیے: غبارِ خاطرِ آزردگاں۔

خاطرِ آسودہ: دیکھیے: فریبِ خاطرِ آسودہ۔

خاطرِ آغاز: دیکھیے: خارِ خارِ خاطرِ آغاز۔

خاطرِ آگاہ: دیکھیے: نصیبِ خاطرِ آگاہ۔

۱؂ خاشاک : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
۲؂ خاص : دس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۳؂ خاطر : اُنتیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ستّائیس بار]۔

خاطرِ احباب:	دیکھیے: غبارِ خاطرِ احباب۔		
خاطر افروزی:	دیکھیے: تمنائے خاطر افروزی۔		
خاطرِ بیتاب:	بے خود زِ بس کہ خاطرِ بیتاب ہو گئی	مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہو گئی	ص۹۶
خاطرِ جمع:	واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالبؔ!	چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ	ص۷۲
خاطرِ حضرت:	دیکھیے: انبساطِ خاطرِ حضرت۔		
خاطرِ عاشق:	دیکھیے: شکیبِ خاطرِ عاشق۔		
خاطرِ غمگیں:	پیری و نیستی خدا کی پناہ!	دستِ خالی و خاطرِ غمگیں	ص۲۸۱
خاطرِ وابستہ:	(۱) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا	دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا	ص۲۱
	(۲) دیکھیے: گشادِ خاطرِ وابستہ۔		
خاقان[1] نام آور:	جانتا ہوں، ہے خطِ لوحِ ازل	تم پہ اے خاقانِ نام آور! کھُلا	ص۱۴۱
خاک[2]:	(۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کے، گردوں ہر صبح	خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں	ص۸
	(۲) کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب!	نقشِ ہر ذرّہ سویدائے بیاباں نکلا	ص۱۳
	(۳) ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک	تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چارِ صحرا	ص۲۶
	(۴) ہے تنگ زِ واماندہ شدن حوصلۂ پا	جو اشک گرا خاک میں ہے آبلۂ پا	ص۲۹
	(۵) دل وجگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے	ولے ہنوز خیالِ وصال خام رہا	ص۳۰
	(۶) اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات	لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر	ص۴۱
	(۷) بنتا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار	آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف!	ص۴۹
	(۸) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت	صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں	ص۶۰
	(۹) بجائے دانہ، خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری	مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو	ص۶۷
(۱۰)	بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے	گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ	ص۷۱

---

[1] خاقان : ایک بار [مرکّب]۔
[2] خاک : پچاسی بار [مفرد: پینتالیس بار، مرکّب: چالیس بار]۔
خاکی : ایک بار۔
خاکیوں : ایک بار۔

(۱۱) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی ص۷۶

(۱۲) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا ص۱۶۲

(۱۳) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد ص۱۶۶

(۱۴) مے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں — خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بیداد فن ہنوز ص۱۷۱

(۱۵) ہر ایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست — گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز ص۱۷۲

(۱۶) ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن — خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک ص۱۷۵

(۱۷) آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں ص۱۸۳

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف ص۱۸۴]

(۱۸)،(۱۹) مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سوائے خونِ جگر، سُو جگر میں خاک نہیں

(۲۰) مگر غبار ہوئے پر ہَوا اُڑا لے جائے — وگرنہ تاب وتواں بال و پر میں خاک نہیں

(۲۱) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے — کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں

(۲۲) بھلا اُسے نہ سہی کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر مرے نَفَسِ بے اثر میں خاک نہیں

(۲۳) خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں

(۲۴) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں

(۲۵) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! — کھُلا کہ فائدہ عرضِ ہُنر میں خاک نہیں

(۲۶) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں — خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھّر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

(۲۷) سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی، کہ پنہاں ہوگئیں ص۱۹۱

(۲۸) گل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا! — خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے ص۲۰۳

(۲۹) خاک میں ناموسِ پیمانِ محبّت مل گئی — اُٹھ گئی دُنیا سے راہ ورسمِ یاری، ہائے ہائے ص۲۰۳

(۳۰) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غُبار نہیں ہے ص۲۰۸

(۳۱) کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ — کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہوگئے ص۲۲۹

(۳۲) بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی — یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے — ص۲۳۱

(۳۳) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں — بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پر گئی — ص۲۳۳

(۳۴) مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہاے گراں مایہ کیا کیے؟ — ص۲۴۳

(۳۵) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے — گھِستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے — ص۲۴۸

(۳۶) روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی — اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہ گزار کی — ص۲۵۱

(۳۷) بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد — ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۳۸) آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضعِ سوز و نم و رم و آرام — ص۱۳۸

(۳۹) مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم خاک بہ فرقِ تمکیں — ص۱۳۴

(۴۰) کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی — جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار — ص۱۲۵

(۴۱) سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے — آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے — ص۱۱۵

(۴۲) ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے! — بیستوں: خوابِ گرانِ خسروِ پرویز ہے — ص۸۵

(۴۳) خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ! — حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گُل — ص۵۲

(۴۴) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنّاے نشاط — تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا! — ص۱۵۰

(۴۵) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپولے تاک — ص۱۳۰

(۴۶) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن، تکیہ — ص۳۰۳

دیکھیے ـــــ: (۴۷) آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک۔ (۴۸) اہلِ خاک۔ (۴۹) ایک مُشتِ خاک۔ (۵۰) بالِ خاک۔ (۵۱) ذرّہ ذرّۂ خاک۔ (۲۵)، (۳۵)، (۴۵) زیرِ خاک [تین بار]۔ (۵۵) ساکنانِ خطۂ خاک۔ (۵۶) سرتاسرِ خاک۔ (۵۷) طاؤسِ خاک۔ (۵۸) طلسمِ خاک۔ (۵۹)، (۶۰) کفِ خاک [دوبار]۔ (۶۱) مثلِ ذرّہ ہاے خاک۔ (۶۲)، (۶۳) مُشتِ خاک [دوبار]۔ (۶۴) نقابِ خاک۔ (۶۵) ہر ایک ذرّہ خاک۔ (۶۶) ہر ذرّہ خاک۔ (۶۷) ہر ذرّۂ خاک۔ (۶۸)، (۶۹) دیکھیے: ہر کفِ خاک [دوبار]۔ (۱۷)، (۷۲)

یک کفِ خاک [دوبار]۔

خاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق:	بر خاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق	ہے سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی	ص ۴۵۴
خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ:	جز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ، حاصل؟	ہر چند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے	ص ۱۱۱
خاکِ در:	مردمک سے ہو عزا خانۂ اقبال نگاہ	خاکِ در کی ترے جو چشم نہ آئنہ دار	ص ۱۳۳
خاکِ درِ مے خانہ:	اسدؔ! خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں	گئے وہ دن کہ پائی جامِ مے سے زانو زانو تھا	ص ۲۲
خاکِ دشتِ مجنوں:	رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے	اگر بودے بجائے دانہ دہقاں نوکِ نشتر کی	ص ۲۰۷
خاکِ شہیداں:	بجز پروازِ شوقِ ناز، کیا باقی رہا ہوگا!	قیامت اک، ہوائے تُند ہے خاکِ شہیداں پر	ص ۱۶۷
خاکِ صحرائے نجف:	خاکِ صحرائے نجف جوہرِ سیرِ عُرفا	چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار	ص ۱۲۳
خاکِ عاشق:	خاکِ عاشق بس کہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق	جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا	ص ۴۴۵
خاکِ فرصت:	خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا اے انتظار!	ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے	ص ۷۸
خاکِ کشتگاں:	دشتِ اُلفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس و بس	پیچ و تابِ جادہ، ہے خطِ کفِ افسوس و بس	ص ۴۶
خاکِ گردیدن:	دیکھیے: باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن۔		
خاکِ گلشن:	دیکھیے: کفِ ہر خاکِ گلشن۔		
خاکِ مجنوں:	دیکھیے: آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں۔		
خاکی:	کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی	جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار	ص ۱۲۵
خاکیوں:	تیرے دَر کے کیے اسبابِ نثار آمادہ	خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں	ص ۱۳۵
خاک انداز[1]:	نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ!	جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز	ص ۱۷۲
خاکبازیِ[2] امید:	خاکبازیِ اُمید کارخانۂ طفلی	یاس کو دوعالم سے لب بہ خندہ وا پایا	ص ۱۳

1۔ خاک انداز : ایک بار۔

2۔ خاکبازی : ایک بار [مرکّب]۔

خاک نشیں:[1] ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں ص۹

(۲) ہے مشق اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور — ہوں خاک نشیں از پےِ ادراکِ قدم بوس ص۳۶

(۳) دیکھیے: غالبؔ خاک نشیں۔

خاکسار:[2] (۱) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن — کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ ص۲۷۹

(۲) ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ — نے دانۂ فتادہ ہوں نے دامِ چیدہ ہوں ص۲۹۹

(۳) دیکھیے: غالبؔ خاکسار۔

خاکساری: براے حلِ مشکل ہوں زِ پا اُفتادۂ حسرت — بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا ص۱۸

خاکستر:[3] دیکھیے ــــــ: (۱) کفِ خاکستر۔ (۲) مشتِ خاکستر۔ (۳) مضمونِ خاکستر۔ (۴) تہِ خاکسترِ صد آئنہ۔

خاکسترنشینی: (۱) خیالِ دوُد تھا سر جوشِ سوداے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار آتش ص۴۷

(۲) دیکھیے: نازشِ ایامِ خاکسترنشینی۔

خال:[4] (۱) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں — مردمک سے ہے خال بر لبِ گور ص۴۱

(۲) صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ ہوا عارض پہ خال ص۵۱

(۳) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے ص۳۵۴

(۴) حکم ناطق لکھا گیا کہ لکھیں — خال کو دانہ اور زلف کو دام ص۱۳۸

خالِ رُخ: دیکھیے: نشانِ خالِ رُخ۔

خالِ رُخِ زنگی: کُلفت کشیِ ہستی بدنامِ دو رنگی ہے — یھاں تیرگیِ اختر خالِ رخِ زنگی ہے ص۱۱۵

خالِ روے لیلا: دیکھیے: عکسِ خالِ روے لیلا۔

---

[1] خاک نشیں: تین بار [مرکب: ایک بار]۔

[2] خاکسار: تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
خاکساری: ایک بار۔

[3] خاکستر: چار بار [مرکب]۔
خاکسترنشینی: ایک بار۔

[4] خال: دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔

خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں: خال سیاہِ رنگیں رُخاں سے — ہے داغِ لالہ در خوں تپیدن ص۴۵۰

خالِ گنجِ دہن: دلِ آشفتگاں خالِ کُنجِ دہن کے — سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلا: اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے — خالِ مشکینِ رخِ دل کش لیلا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

خالقِ[1] اکبر: خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے ص۲۴۰

خالی[2]: (۱) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چند آخر ص۴۰

(۲) کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ص۱۶۴

(۳) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے ص۲۰۹

(۴) رہا آباد عالم اہلِ ہمّت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے ص۲۰۹

(۵) شبنم بہ گُلِ لالہ نہ خالی زِ ادا ہے — داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

(۶) نہیں ہے خالی آرایش سے بے سامانیِ عاشق — شکستِ حال انداز آفرینِ کج کلاہی ہے ص۴۵۵

(۷) یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص۱۲۸ [سونے روپے کے چھلّے]

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۴۵۵]

(۸)،(۹) نہ چھوڑ و محفلِ عشرت میں جائے مے کشاں! خالی — کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی

(۱۰) نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں — کہ تارِ جادہ سے ہے لجّۂ ریگِ رواں خالی

(۱۱) دکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کرخانہ مانندِ کماں خالی

(۱۲) محبّت ہے نوا سازِ فغاں در پردۂ دل ہا — کرے ہے مغز سے مانندِ نَے کے استخواں خالی

(۱۳) عبث ہے خطِّ ساغر جلوہ، طوقِ گردنِ قمری — مَےِ اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی

(۱۴) نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی

(۱۵) اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی

دیکھیے ـــــ: (۱۶) دامِ خالی۔ (۱۷) دستِ خالی۔ (۱۸) ساغرِ خالی۔ (۱۹) مینائے خالی۔ (۲۰) یک ساغرِ

---

[1] خالق : ایک بار [مرکّب]۔

[2] خالی : اکیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: چھے بار]۔

خالی۔(۲۱) یک گوشۂ دلِ خالی۔

خام[1]: (۱) دل وجگر تپِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — ولے ہنوز خیالِ وصال، خام رہا ص۳۰

دیکھیے ـــــ:(۲)،(۳) خیالِ خام [دوبار]۔(۴) طمعِ خام۔

خامسِ[2] آلِ عبا: نہ بادشاہ، نہ سلطاں؛ یہ کیا ستایش ہے؟ — کہو کہ خامسِ آلِ عبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

خامُش[3]: اے اسدؔ! خامُش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع — ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگِ دل ص۵۳

خامُشی[4]: (۱) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے — اُس کی تو خامُشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں ص۱۷۸

(۲) گر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے ص۲۰۵

(۳) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد — کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا ص۴۴۶

(۴) گداے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے — کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے ص۱۱۲

(۵) چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے — سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۱۱

دیکھیے ـــــ:(۶) بہانہ پردازِ خامُشی۔(۷) دوچارِ خامُشی۔(۸) عرضِ تمناے خامُشی۔

خاموش[5]: (۱) گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے ص۱۲۳

(۲)،(۳) دیکھیے: آتشِ خاموش [دوبار]۔

خاموشی[6]: (۱) مُہر بجاے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں — قاصدِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۸

(۲) نشو و نما ہے اصل سے غالبؔ! فروع کو — خاموشی ہی سے نکلے ہے، جو بات چاہیے ص۲۱۹

(۳) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع ص۱۷۴

دیکھیے ـــــ:(۴) پیچ و تابِ خاموشی۔(۵) رہنِ خاموشی۔

خاموشیِ بلبل: کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے — نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ ص۴۸

خاموشیِ دل: دیکھیے: باغِ خاموشیِ دل۔

---

[1] خام : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

[2] خامس : ایک بار [مرکّب]۔

[3] خامُش : ایک بار۔

[4] خامُشی : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔

[5] خاموش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

[6] خاموشی : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔

خاموشیِ عاشق: گو حوصلہ پا مردِ تغافل نہیں لیکن — خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے — ص۱۱۱

خامہ[1]: (۱) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ! — عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا — ص۱۸

(۲) دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلا دوں — انگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا — ص۱۵۹

(۳) خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن — شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے — ص۲۴۱

(۴) ہے خامہ، فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ! — یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے — ص۹۷

(۵) ہے سوادِ خط: پریشاں موئے اہلِ عزا — خامہ میرا: شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے — ص۱۰۳

(۶) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری — خامہ میرا: تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے — ص۱۰۴

(۷) خامہ انگشت بہ دنداں کہ اِسے کیا لکھیے! — ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے! — ص۱۲۲

(۸) بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے — خامہ نخلِ رطب فشاں ہوجائے — ص۱۳۰

(۹) خامے کا صفحے پر رواں ہونا — شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا — ص۱۳۰

(۱۰) خامے سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھلا — ص۱۴۰

دیکھیے ——: (۱۱)-(۱۴) دیکھیے: صریرِ خامہ [چار بار]۔ (۱۵) گریبانِ شقِ خامہ۔ (۱۶) لغزشِ رفتارِ خامہ۔
(۱۷) موئے خامہ۔ (۱۸) نالِ خامہ۔ (۱۹) ہر صریرِ خامہ۔

خامۂ بہزاد: دیکھیے: خطِ خامۂ بہزاد۔

خامۂ غالبؔ: سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی — یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے — ص۲۵۱

خامہ فرسا: دیکھیے: ذوقِ خامہ فرسا۔

خامۂ فرسودہ: دیکھیے: نوکِ خامۂ فرسودہ۔

خامۂ فولاد: دیکھیے: رنگِ خامۂ فولاد۔

خامۂ قدرت: دیکھیے: مدِ خامۂ قدرت۔

خامۂ مانیؔ: (۱) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر — شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانیؔ مانگے — ص۷۸

---

[1] خامہ : تیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: بیس بار]۔

(۲) نقشِ نازِ بُتِ طنّاز بہ آغوشِ رقیب　　پاے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے　ص۲۰۹

خامۂ مژگاں: پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بہ خونِ دل　　سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے　ص۲۲۵

خامۂ مو: دیکھیے: پاے خامۂ مو۔

خامۂ ہذیاں تحریر: نقشِ ''لاحول'' لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر!　　''یا علی'' عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں!　ص۳۴

خامی[۱]: اے خیالِ وصل! نادر ہے مَے آشامی تری　　پُختگی ہاے کبابِ دل ہوئی خامی تری　ص۹۳

خانقاہ[۲]: جب مے کدہ چُھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید　　مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو　ص۱۹۷

خانگی[۳]: کیا کروں، غم ہاے پنہاں لے گئے صبر و قرار　　دُزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے　ص۹۳

خانماں[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲) سیلِ خانماں [دو بار]۔ (۳) ہوسِ خانماں۔

خانماں خراب: دیوار، بارِ منّتِ مزدور سے ہے خم　　اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے　ص۲۰۱

خانمانِ عاشقاں: خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے　　شعلہ رو جب ہو گئے گرمِ تماشا، جل گیا　ص۲۰

خانماہا: خانماہا پایمالِ شوخیِ دعویٰ، اسدؔ!　　سایۂ دیوار سیلابِ در و دیوار ہے　ص۸۳

خانہ[۵]: (۱) دُکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن　　سراسر عجز ہو، کر خانہ مانندِ کماں خالی　ص۴۵۵

(۲) خانہ ہے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز　　دوبیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز　ص۴۳

دیکھیے ـــــ: (۳) آتش خانہ۔ (۴)-(۸) آئنہ خانہ [۵ بار]۔ (۹)-(۱۳) آئینہ خانہ [۵ بار]۔ (۱۴) ابرِ مَے خانہ۔ (۱۵)-(۱۹) بُت خانہ [۵ بار]۔ (۲۰) بُت خانۂ آزر۔ (۲۱) بُت خانۂ چیں۔ (۲۲) تہ بندیِ دُودِ چراغِ خانہ۔ (۲۳) جراحت خانہ۔ (۲۴) خس خانہ۔ (۲۵)، (۲۶) خلوت خانہ [دو بار]۔ (۲۷)، (۲۸) خُم خانہ [دو بار]۔ (۲۹) دروازۂ مَے خانہ۔ (۳۰) درونِ خانہ۔ (۳۱) دوا خانہ۔ (۳۲) دودِ چراغ خانہ۔ (۳۳) زنداں خانہ۔ (۳۴) سیہ خانۂ لیلیٰ۔ (۳۵) شراب خانہ۔ (۳۶) شمعِ خلوت خانہ۔ (۳۷)، (۳۸) شمعِ ماتم خانہ [دو بار]۔ (۳۹) صورت خانۂ خمیازہ۔ (۴۰) طرف خانۂ دہر۔ (۴۱) عزا خانۂ اقبالِ نگاہ۔

---

۱ خامی : ایک بار
۲ خانقاہ : ایک بار۔
۳ خانگی : ایک بار۔
۴ خانماں : پانچ بار [مرکّب]۔ خانماں ہا : پانچ بار [مرکّب]۔
۵ خانہ : ایک سو پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک سو تین بار]۔
خانہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۴۲) غم خانہ۔ (۴۳) قمار خانۂ عشق۔ (۴۴) کلفت خانہ۔ (۴۵) کمیں خانہ۔ (۴۶) کمیں خانۂ تعمیر۔ (۴۷) کیفیتِ مے خانہ۔ (۴۸)-(۶۰) مے خانہ [تیرہ بار]۔ (۶۱) مے خانۂ نیرنگ۔ (۶۲) مے خانہ ہا۔ (۶۳) نازِ مسجد و بُت خانہ۔ (۶۴) نامِ صاحبِ خانہ۔ (۶۵) نگار خانہ۔ (۶۶) نہاں خانہ۔ (۶۷) وحدت خانہ۔ (۶۸) ودیعت خانہ۔ (۶۹) ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ۔

خانہ آبادی: دیکھیے: آرزوے خانے آبادی۔

خانہ آرائی: نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر — ص۱۶۷

خانۂ آگہی: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ بلا سمجھ — ص۷۲

خانۂ آئینہ: (۱) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم! — ص۵۳

(۲) نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے — لگاوے خانۂ آئینہ میں روے نگار، آتش — ص۱۷۳

(۳) غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں — کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے — ص۲۱۱

خانہ بربادی: دیکھیے: تعمیرِ بنائے خانہ بربادی۔

خانۂ تنگ: خانۂ تنگ ہجومِ دو جہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یہاں قالبِ خشتِ دیوار — ص۲

خانۂ خاتم: (۱) گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اخگر ہوا — ص۲۰

(۲) ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور — یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں — ص۱۸۸

خانہ خراب: میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! — پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا — ص۱۳

خانہ خرابِ صحرا: دل در رکابِ صحرا خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا — ص۲۶

خانہ خرابی: اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا — ص۱۵۱

خانۂ درویش: دیکھیے: چراغِ خانۂ درویش۔

خانۂ دل: (۱) شمعِ خانۂ دل۔ (۲) چراغِ خانۂ دل۔

خانۂ زنجیر: (۱) چشم بر چشم چنے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیر، نگہ کا بازار — ص۲

(۲) سُنبلستانِ جنوں ہوں، ستم نسبتِ زلف — موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے — ص۱۰۷

دیکھیے ــــــ: (۳) بنائے خانۂ زنجیر۔ (۴) متاعِ خانۂ زنجیر۔ (۵) نگینِ خانۂ زنجیر۔

خانۂ زیں: دیکھیے: (۱) روزنِ دیوارِ خانۂ زیں۔ (۲) سیلِ خانۂ زیں۔

خانۂ عاشق: مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص۱۴۵

خانۂ مجنوں: خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے ص۸۹

خانۂ مجنونِ صحراگرد: مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص۱۴۶

خانۂ مکتب: ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے ص۲۱۴

خانہ ویراں: دیکھیے: خیالِ خانہ ویراں۔

خانہ ویراں ساز: دیکھیے: عشقِ خانہ ویراں ساز۔

خانہ ویراں سازیِ حیرت: خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست ص۱۴۶

خانہ ویرانی: (۱) سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے سَیل، یہاں کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے ص۸۷

(۲) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں ص۱۸۰

(۳) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو! ص۲۰۰

(۴) دیکھیے: قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔

خانہ ویرانیِ اُمید: خانہ ویرانیِ اُمید و پریشانیِ بیم جوشِ دوزخ ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں ص۷

خانہ ہائے مُنعماں: دیکھیے: گردِ خانہ ہائے مُنعماں۔

خانۂ ہمسایہ: دیکھیے: یک سرودِ خانۂ ہمسایہ۔

خانہ بہ خانہ[1]: اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ ص۳۵۱

خانہ برانداز[2]: زباں سے عرضِ تمنائے خامُشی معلوم! مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے ص۹۹

خانہ بردوشاں[3]: دیکھیے: ہجومِ خانہ بردوشاں۔

خانہ زاد[4]: (۱) خانہ زاد اور مُرید اور مدّاح تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار ص۱۲۶

---

۱ خانہ بہ خانہ : ایک بار۔

۲ خانہ برانداز : ایک بار [مرکّب]۔

۳ خانہ بردوشاں : ایک بار [مرکّب]۔

۴ خانہ زاد : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

(۲) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں   دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں   ص۱۲۹

خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں: خموشی: خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے   غبارِ سرمہ یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے   ص۸۱

خانہ زادِ زلف: خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں؟   ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا!   ص۵۵

خانہ زادِ نالۂ رنجور: حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں   نوحہ گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے   ص۹۳

خاوَر:[1] (۱) دیکھیے: دروازۂ خاور۔ (۲) یک قیامت خاور۔

خبر:[2] (۱) اسدؔ! قربانِ لطفِ جورِ بے دل   خبر لیتے ہیں لیکن بے دلی سے   ص۹۱

(۲) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے   وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے   ص۹۸

(۳) تاچند نفَس غفلتِ ہستی سے برآوے   قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے   ص۱۱۳

(۴) مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے   آم کے آگے نیشکر کیا ہے   ص۱۳۰

(۵) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی   آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا!   ص۱۶۲

(۶) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پرزے   دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا   ص۱۶۲

(۷) ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن   خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک   ص۱۷۵

(۸) پھر بے خودی میں بھول گیا راہِ کوے یار   جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں   ص۱۹۰

(۹) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر   لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں   ص۱۹۱

(۱۰) لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر   اب تک، وہ جانتا ہے کہ، میرے ہی پاس ہے   ص۲۰۴

(۱۱) دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سَیر ہی سہی   اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے   ص۲۱۸

(۱۲) سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر؟   وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے   ص۲۲۶

(۱۳) ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی   کچھ ہماری خبر نہیں آتی   ص۲۳۸

(۱۴) زِہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب   کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے کیا کہیے   ص۲۴۷

(۱۵) شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر   ص۲۵۰

---

۱ خاور : دو بار [مرکّب]۔   ۲ خبر : اُنیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: دو بار]۔

(۱۶) لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود　کسے خبر ہے کہ وھاں جُنبشِ قلم کیا ہے　ص ۳۱۱

(۱۷) میں آپ سے جاچکا ہوں، اب بھی　اے بے خبری! اُسے خبر کر　ص ۴۴۸

دیکھیے ــــــ: (۱۸) اُڑتی سی اک خبر۔ (۱۹) اک خبر۔

خبط[1]: یہ خبط نہیں تو اور کیا ہے؟ ص ۳۰۵

ختم[2]: ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام　شاعری سے نہیں مجھے سروکار　ص ۱۲۷

(۲) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر　قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت　ص ۱۲۷

(۳) شرمِ رُسوائی سے جاچُھپنا نقابِ خاک میں　ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے　ص ۲۰۴

ختمِ رُسل: دیکھیے: (۱) جان ودلِ ختمِ رُسل۔ (۲)، (۳) وحیِ ختمِ رُسل [دوبار]۔

خُتن[3]: (۱) یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟　ہے ربطِ مُشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز　ص ۴۲

(۲) کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب　مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد　ص ۳۸

(۳) حجرالاسودِ دیوارِ حرم کیجے فرض　نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے　ص ۱۲۲

خجالت[4]: ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ　اپنے سے کھینچتا ہوں خجالت ہی کیوں نہ ہو　ص ۱۹۳

خجالتِ بیجا: دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے　اے مدّعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے　ص ۱۰۵

خجالت گاہِ پیدائی: شکستِ قیمتِ دل آں سوے عُذرِ شناسائی　طلسمِ نااُمیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی　ص ۹۲

خجستہ[5]: خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر　کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ　ص ۱۲۹

خجل[6]: مدّعی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل　ہے تماشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر　ص ۴۰

خجل نشینی: بے گریہ کمالِ تر جبینی ہے مجھے　در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے　ص ۴۵۷

خجلت[7]: دیکھیے ــــــ: (۱) بے دماغِ خجلت۔ (۲) تبِ خجلت۔ (۳) عرق ریزیِ خجلت۔

خجلتِ تقصیر: جب کرم رُخصتِ بیباکی و گستاخی دے　کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں　ص ۱۸۲

---

۱ خبط : ایک بار۔
۲ ختم : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۳ ختن : تین بار [مرکّب]۔
۴ خجالت : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
خجالت گاہ : ایک بار [مرکّب]۔
۵ خجستہ : ایک بار۔
۶ خجل : دوبار [مفرد ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۷ خجلت : چھے بار [مرکّب]۔

خجلت کشِ وفا: خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے — اے مدّعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے — ص۹۰

خجلتِ گدازیِ نفسِ نارسا: ہے پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی — خجلت گدازیِ نفسِ نارسا مجھے — ص۷۶

خُدا[۱]: (۱) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے — رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا — ص۲۸

(۲) ہزار آفت و یک جانِ بے نواے اسدؔ — خدا کے واسے اے شاہِ بے کساں فریاد! — ص۳۷

(۳) غالبؔ! ہے رُتبہ فہمِ تصوّر سے کچھ پرے — ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص۵

(۴) گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کُلفتِ ماسوا سمجھ — ص۷۲

(۵) چربیِ پہلوے خیال، رزقِ دوعالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! سمجھ — ص۷۳

(۶) خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر — پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے — ص۹۱

(۷) بُت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے — حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے — ص۹۴

(۸) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ! خدا گواہ — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۹) سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے — خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے — ص۱۳۱

(۱۰) تیرے در کے کیے اسبابِ نثار آمادہ — خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں — ص۱۳۵

(۱۱)،(۱۲) نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا — ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا مَیں تو کیا ہوتا؟ — ص۱۶۰

(۱۳) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد — مجھ سے مرے گُنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ — ص۱۷۶

(۱۴) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم — ص۱۷۷

(۱۵) وہ حلقہ ہاے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم — ص۱۷۷

(۱۶)،(۱۷) رات کے وقت مَے پیے، ساتھ رقیب کو لیے — آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ کرے خدا کہ یوں — ص۱۷۸

(۱۸) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں — ص۱۸۴

(۱۹) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں — ص۱۸۴

(۲۰) ڈر نالہ ہاے زار سے میرے، خدا کو مان — آخر نواے مرغِ گرفتار بھی نہیں — ص۱۸۴

---

[۱] خدا : سڑسٹھ بار [مفرد: چھپّن بار، مرکّب: گیارہ بار]۔ خدانخواستہ : ایک بار۔ خدانکردہ : دوبار۔

(۲۱) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے! کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۲۲) غالبؔ! خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز دیکھوں علی بہادرِ عالی گُہر کو مَیں ص۱۹۰

(۲۳) جہاں ہوں غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں ص۱۹۲

(۲۴) سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو! ص۱۹۷

(۲۵) خدا شرمائے ہاتھوں کو کہ رکھتے ہیں کشاکش میں کبھی میرے گریباں کو کبھی جاناں کے دامن کو ص۱۹۸

(۲۶) مرے دل میں ہے غالبؔ! شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی ص۲۰۲

(۲۷) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! رحمت، کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے ص۲۰۵

(۲۸) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص۲۱۳

(۲۹) کس کا سُراغِ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا! آئینہ، فرشِ شش جہتِ انتظار ہے ص۲۱۷

(۳۰) پھونکا ہے کس نے گوشِ محبّت میں اے خدا! افسونِ انتظار تمنّا کہیں جسے ص۲۱۸

(۳۱) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ! کوئی نہیں تیرا تو مری جان! خدا ہے ص۲۱۹

(۳۲) قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر، غالبؔ! وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

(۳۳) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے ص۲۲۷

(۳۴) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ! ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے! ص۲۳۴

(۳۵) جب کہ تجھ بِن نہیں کوئی موجود پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۳۶) بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی ص۲۴۲

(۳۷) سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ! خدا سے کیا ستم و جَورِ ناخدا کہیے ص۲۴۸

(۳۸) کہتے ہیں کہیں خدا سے، اللہ اللہ! وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص۲۵۴

(۳۹) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس ص۲۶۳

(۴۰) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس! ص۲۶۴

(۴۱) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم ص۲۶۵

	(۴۲) خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند	ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ	ص۲۷۷
	(۴۳) خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں	بنے گا شرق سے تا غرب اُس کا بازی گاہ	ص۲۷۷
	(۴۴) وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ!		ص۲۷۷
	(۴۵) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو		ص۲۷۹
	(۴۶) خدا نے دی ہے وہ غالب کو دستگاہِ سخن	کڑوڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ	ص۲۷۹
	(۴۷) دل اُس کا پھوڑ کے، نکلے بہ شکل پھوڑے کے	خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار، گرہ	ص۲۷۹
	(۴۸) پیری و نیستی، خدا کی پناہ!	دستِ خالی و خاطرِ غمگیں	ص۲۸۱
	(۴۹) خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی؟	کہو کہ رہبرِ راہ خدا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
	(۵۰) خدا کا بندہ، خداوندگار بندوں کا	اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو؟	ص۲۸۵
	(۵۱) خدا سے میں بھی چاہوں از رہِ مہر	فروغِ میرزا حاتم علی مہرؔ	ص۲۹۴
	(۵۲) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام	یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَ الاکرام	ص۲۹۷
	(۵۳) میں قائلِ خدا و نبیؐ و امام ہوں	بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں	ص۲۹۸
	(۵۴) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر	اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن، تکیہ	ص۳۰۳
	(۵۵) تم ہو بُت پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟	تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اَور سہی	ص۳۱۱
	(۵۶) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملّت کا	خدا کے واسطے، ایسے کی پھر قسم کیا ہے!	ص۳۱۱
	(۵۷) بن گیا سُبحہ وہ زُنّار، خدا خیر کرے!	وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے	ص۳۱۲

دیکھیے ـــــ: (۵۸) رہبرِ راہِ خدا۔ (۵۹) طالبانِ خدا۔ (۶۰) مدّاحِ ممدوحِ خدا۔ (۶۱) مظہرِ فیضِ خدا۔
(۶۲) نامِ خدا۔ (۶۳) ہمسایۂ خدا۔

خداپرست:	ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی	جس کو ہو دین و دل عزیز اُس کی گلی میں جائے کیوں	ص۱۹۳
خداساز:	میں اور حظِ وصل، خدا ساز بات ہے!	جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں	ص۱۸۹
خدانخواستہ:	ہَے ہَے! خدا نخواستہ وہ اور دشمنی!	اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے!	ص۵۰۲

خدانکردہ:(۱)	طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ!	ہے نامہ بر کو اُس سے دعواے ہم کلامی	ص۴۷
(۲)	ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ	ہَے ہَے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں!	ص۱۷۸
خدا:	دیکھیے: قائلِ خداونبیؐ وامام۔		
خداے کریم:	اے جہاں آفریں خداے کریم!	صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم	ص۲۷۶
خدائی[1]:	(۱) کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟	بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا	ص۱۶۲
	(۲) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے	جسے تو بندگی کہتا ہے دعویٰ ہے خدائی کا	ص۱۶
	(۳) دیکھیے: پندارِ خدائی۔		
خدایا[2]:	(۱) نہ دیکھیں روے یک دل سردغیرازشمعِ کافوری	خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو	ص۶۷
	(۲) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے	کہ ہیں صدرخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی	ص۷۶
	(۳) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو	جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی	ص۹۲
	(۴) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صدرنج وتعب کاٹے	خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے	ص۹۷
	(۵) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی	نگہ، حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے	ص۱۰۸
	(۶) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟	نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست دشمن کو	ص۱۹۸
	(۷) خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟	کہ جتنا کھینچتا ہوں، اَور کھنچتا جائے ہے مجھ سے	ص۲۲۴
	(۸) دیکھیے: بارِ خدایا۔		
خداوند[3]:	(۱) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے	دو وہ چیزیں کہ طلب گار ہے جن کا عالم	ص۲۶۵
	(۲) خدا کا بندہ، خداوندگار بندوں کا	اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
	(۳) تم ہو بُت پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟	خداوند ہی کہلاؤ، خدا اَور سہی	ص۳۱۱
خداوندِ بندہ پرور:	اِس خداوندِ بندہ پرور کو	وارثِ گنج و تاج و افسر کو	ص۱۳۰
خداوندِ کارساز:	عطا کرے گا خداوندِ کارساز اِسے	روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ	ص۲۷۸

---

۱ خدائی : تین بار[مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔

۲ خدایا : آٹھ بار۔

۳ خداوند : چھے بار۔[مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
خداوندا : ایک بار۔ خداوندگار : ایک بار۔

خداوندگار: دیکھیے: خداوند[۲]۔

خداوندِ نعمت: جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب | لکھے ہے: خاوندِ نعمت سلامت! ص۱۶۴

خداوندا: سبب، وارستگاں کو تنگِ ہمّت ہے، خداوندا! | اثر سرمے سے اور لب ہاے عاشق سے صدا گم ہو! ص۶۸

خدمت[۱]: شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی | عصاے سبز دے نرگس کو خدمت دی نظارت کی ص۹۷

(۲) دیکھیے: قابلِ خدمت۔

خدنگ[۲]: دیکھیے: زخمِ خدنگ۔

خراب[۳]: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ | خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ، بلا سمجھ ص۴۷

(۲) خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب | جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے ص۸۹

(۳) بے خونِ دل ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار | یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سُراغ کا ص۱۵۰

(۴) خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش | شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں ص۱۸۸

(۵) نقصان نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب | سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص۱۸۸

(۶) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت | غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص۲۰۶

(۷) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ الفت | فقط خراب لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے ص۲۲۷

دیکھیے ــــــ: (۸) بیابانِ خراب۔ (۹) جہانِ خراب۔ (۱۰) خانماں خراب۔ (۱۱) خانہ خراب۔ (۱۲) خانہ خرابِ صحرا۔ (۱۳) مرادِ دلِ خراب۔

خراب آبادِ غُربت: خراب آبادِ غُربت میں عبث افسوسِ ویرانی | گُلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن ص۴۴۹

خرابِ بادۂ الفت: دیکھیے: خراب[۷]۔

خرابِ نالۂ بلبل: خرابِ نالۂ بلبل شہیدِ خندۂ گل | ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رسوائی! ص۱۱۰

خرابِ وحشتِ تسخیر: ذوقِ خودداری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے | آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے ص۹۵

---

[۱] خدمت : دوبار[مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
[۲] خدنگ : ایک بار[مرکّب]۔
[۳] خراب : سولہ بار[مفرد: سات بار، مرکّب: نوبار]۔
خراب آباد : ایک بار[مرکّب]۔

خراباتِ[1]: (۱) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے :بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے ص۲۱۹

(۲) دیکھیے: اہلِ خرابات۔

خراباتِ جنوں: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی بہ عشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ پیمائی ص۹۲

خرابی[2]: (۱) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا ص۱۵۰

(۲) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا ص۱۵۶

(۳) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص۱۸۶

دیکھیے——:(۴) خانہ خرابی۔(۵) ذوقِ خرابی۔(۶) گرفتارِ خرابی۔

خرابی ہائے دل: دیکھیے: فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل۔

خراج[3]: (۱) گریہ ہائے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج ص۳۵

(۲) خراج بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پُرشکن، تکیہ ص۳۰۳

خراجِ دہِ ویراں: خراجِ دہِ ویراں یک کفِ خاک بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے ص۹۱

خراشِ[4] دل: دیکھیے: نمک پاشِ خراشِ دل۔

خراشِ نالہ: دیکھیے: نذرِ خراشِ نالہ [مزید دیکھیے: نوائے جگر خراش]۔

خرام[5]: (۱) شب، نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح، موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص۱۳

(۲) آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں ص۵۶

(۳) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سمجھ ص۷۳

(۴) اسدؔ طلسمِ قفس میں زہے، قیامت ہے! خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے ص۱۱۲

(۵) تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام ص۱۳۸

دیکھیے——:(۶)،(۷) درسِ خرام [دوبار]۔(۸) سرگرمِ خرام۔(۹) سعیِ خرام۔(۱۰) عناں گیرِ خرام۔

---

[1] خرابات : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
[2] خرابی : ایک بار [مرکّب]۔
[3] خراج : تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔
[4] خراش : دوبار [مرکّب]۔
[5] خرام : بائیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: سترہ بار]۔

(۱۱) گرمِ خرام۔ (۱۲) گریبانِ خرام۔ (۱۳) برقِ خرام

خرامِ اظہار: دیکھیے: موجِ خرامِ اظہار۔

خرامِ جلوہ فرمایاں: دیکھیے: پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں۔

خرامِ دُلدُل: دیکھیے: گردِ خرامِ دلدل۔

خرامِ ساقی: دیکھیے: لطفِ خرامِ ساقی۔

خرامِ ناز: (۱) عدم: ہے خیرخواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ ناز: برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا ص۱۲

(۲) سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ نازِ بے پروا قاتل پسند آیا ص۱۲

دیکھیے ـــــ: (۳) گرمِ خرامِ ناز۔ (۴) ہوائے خرامِ ناز۔

خرامِ یار: دیکھیے: موجِ خرامِ یار۔

خراج[1]: دیکھیے: (۱) فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لالا۔ (۲) جمع و خرج۔

خرد[2]: (۱) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی — ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں ص۵۸

(۲) کل اِس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام ص۲۶۴

(۳) دیکھیے: اصلِ خرد۔ (۴) اہلِ خرد۔

خردفزا: دیکھیے: نکتہ ہائے خردفزا۔

خردماغی ہائے فردفزا مُنعم[3]: اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے ص۷۹

خرشید[4]: (۱) دید حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص۲۷

(۲) شرر، ہے رنگ بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں — کرے ہے سنگ پر خرشید، آبِ روئے کار آتش ص۴۷

(۳) نور سے تیرے ہے اُس کی روشنی — ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال ص۵۱

(۴) ذرّہ اُس گرد کا، خرشید کو آئینۂ ناز — گرد اُس دشت کی، اُمید کو احرامِ بہار ص۱۳۳

---

[1] خرج : دوبار [مرکّب]۔

[2] خرد : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

[3] خردماغی : ایک بار [مرکّب]۔

[4] خرشید : اٹھائیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تیئیس بار]۔

(۵) چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے   خرشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا   ص ۱۵۲

دیکھیے ـــــ: (۶) اشکِ دیدۂ خرشید۔ (۷)، (۸) پرتوِ خرشید [دو بار]۔ (۹)، (۱۰)، (۱۱) پنجۂ خرشید [تین بار]۔ (۱۲)، (۱۳) جلوۂ خرشید [دو بار]۔ (۱۴) رنگِ رخسارِ گلِ خرشید۔ (۱۵) ساغرِ خرشید۔ (۱۶) غلافِ دفچۂ خرشید۔ (۱۷)، (۱۸) مہ و خرشید۔

خرشید جمال: دیکھیے: مہِ خرشید جمال۔

خرشیدِ جہاں تاب: (۱) لوگوں کو ہے خرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا   ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اَور   ص ۱۷۰

(۲) دیکھیے: پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب۔

خرشید دیدہ: دیکھیے: شبنمِ خرشید دیدہ۔

خرشید رو: دیکھیے: ساقیِ خرشید رو۔

خرشید طلعت: دیکھیے: ہر بُتِ خرشید طلعت۔

خرشیدِ عالم تاب: دیکھیے: روکشِ خرشیدِ عالم تاب۔

خرشیدِ فلک: دادِ دیوانگیِ دل، کہ ترا مدحت گر   ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں   ص ۹

خرشیدِ قیامت: بیکسی ہاے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے!   سایہ خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے   ص ۲۱۲

خرشید و ماہ: کیا وہ بھی بے گنہ کش و حق ناشناس ہیں؟   مانا کہ تم بشر نہیں خرشید و ماہ ہو   ص ۱۹۶

خرقہ[۱] و سجادہ: رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہنِ مے   مدت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہوا کیے   ص ۲۴۳

خرقۂ زُہّاد: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام   آستر ہے خرقۂ زُہّاد کا صوفِ مداد   ص ۳۸

خرقۂ ہستی: رنگ ریزِ جسم و جاں نے از خمستانِ عدم   خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج   ص ۴۴۷

خرگہِ[۲] نہ پایہ: یہ خرگہِ نہ پایہ جو مدت سے بپا ہے   کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟   ص ۲۸۴

خرمن[۳]: (۱) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں   چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا   ص ۲۸

---

۱ خرقہ : تین بار [مرکّب]۔

۲ خرگہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳ خرمن : تیرہ بار۔ [مفرد: سات بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۲) فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیدادِ دشمن پر   کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر   ص۴۱

(۳) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی   ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مُور خرم میں   ص۵۸

(۴) بجائے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری   مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو   ص۶۷

(۵) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے   انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں   ص۱۸۵

(۶) غالبؔ! کچھ اپنی سعی سے کہنا نہیں مجھے   خرمن جلے اگر نہ ملخ کھائے کشت کو   ص۱۹۷

(۷) خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سَو بار ابر آوے   سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق خرمن کو   ص۱۹۸

(۸) دیکھیے: برقِ خرمن۔

خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ: خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ ہیں، ہو سُو ہو   ہم یک طرف ہیں، برقِ شرر بیز یک طرف   ص۴۹

خرمنِ پروانہ: دیکھیے: برقِ خرمنِ پروانہ۔

خرمنِ راحت: دیکھیے: برقِ خرمنِ راحت۔

خرمن زارِ گوہر: دیکھیے: برقِ خرمن زارِ گوہر۔

خرمنِ سعیِ سپند: دیکھیے: برقِ خرمنِ سعیِ سپند۔

خرمن سوزِ اسبابِ ہوس: نیازِ عشق خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر   جو ہو جاوے نثارِ برق مشتِ خار و خس بہتر   ص۲۹۴

خرمن ہائے خاطر: دیکھیے: برقِ خرمن ہائے خاطر۔

خروش[1]: (۱) دیکھیے: مے کدۂ بے خروش۔ (۲) جوش و خروش۔

خروش آمادہ: دیکھیے: وحشتِ شوقِ خروش آمادہ۔

خریدار[2]: (۱) جنسِ بازارِ معاصی اسد اللہ اسدؔ   کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں   ص۱۳۵

(۲) پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب   عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے   ص۲۲۵

دیکھیے ـــــ: (۳) چشمِ خریدار۔ (۴) عیارِ طبعِ خریدار۔

---

۱ خروش : تین بار [مرکّب]۔

۲ خریدار : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

خریداری : ایک بار۔

خریدہ : دو بار [نیز دیکھیے: ناخریدہ]۔

خریدارِ ذوقِ خواری: چشم، دلاّلِ جنسِ رُسوائی | دل، خریدارِ ذوقِ خواری ہے | ص۲۲۴

خریدارِ متاعِ جلوہ: حُسنِ بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے | آئنہ زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے | ص۲۱۵

خریدارِ وفا: گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو | جوں ذرّہ صد آئینہ بے زنگ نکالوں | ص۶۱

خریداری: ہو سخن کی جسے طلبگاری | کرے اِس نسخے کی خریداری | ص۲۶۸

خریدہ: (۱) دیکھیے: بے زر خریدہ۔ (۲) دیکھیے: یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ۔

خزاں[1]: (۱) مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے | آم کے آگے نیشکر کیا ہے

نہ گل اُس میں، نہ شاخ و بر، نہ بار | جب خزاں آئے تب ہو اُس کی بہار | ص۱۳۰

(۲) ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ | جس کی بہار یہ ہو پھر اُس کی خزاں نہ پوچھو | ص۲۰۱

(۳) خزاں کیا! فصلِ گل کہتے ہیں کس کو! کوئی موسم ہو | وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے | ص۲۲۰

دیکھیے ـــــــ: (۴)، (۵) بہارِ بے خزاں [دو بار]۔ (۶) بیمِ خزاں۔ (۷) حنائے پائے خزاں۔ (۸) خونِ خزاں۔ (۹) صرفِ خزاں۔ (۱۰) گلِ موسمِ خزاں۔ (۱۱) وداعِ خزاں۔

خزانِ چمنِ خلدِ بریں: خانہ ویرانیِ اُمید و پریشانیِ بیم | جوشِ دوزخ، ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں۔ | ص۷

خزانِ چمنستانِ سخن: دیکھیے: فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن۔

خزاں حاصل: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب | رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب | ص۳۲

خزانِ رنگِ طرب گاہِ بہار: دیکھیے: طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار۔

خزانی: دیکھیے: شہیدِ گلِ خزانیِ شمع۔

خزینۂ[2] راز: دیکھیے: درِ خزینۂ راز۔

خس[3]: (۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط | شعلہ خس میں جیسے، خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا | ص۱۵۱

(۲) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے | جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں | ص۱۸۰

---

[1] خزاں : پندرہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بارہ بار]۔
خزانی : ایک بار [مرکّب]۔

[2] خزینہ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] خس : تیئیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: اُنیس بار]۔

(۳) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ص۱۸۹

(۴) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے ص۲۳۶

دیکھیے ——:(۵)،(۶)،(۷) خاروخس [تین بار]۔(۸) فروغِ شعلۂ خس۔(۹) گلِ اقبالِ خس۔(۱۰) مُشتِ خس۔(۱۱) مُشتِ خاروخس۔(۱۲) نبضِ خس۔(۱۳) ہجومِ خاروخس۔(۱۴) یک کفِ خس۔

خس بہ دنداں: (۱) ہجومِ نالہ، حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے ص۲۱۰۱

(۲) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے داغ پُشتِ دستِ عجز؛ شعلہ خس بہ دنداں ہے ص۲۱۷

خس خانہ: روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ لیکن! خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں ص۳۵۴

خسِ جوہر: نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے لگادے خانۂ آئینہ میں روے نگار آتش ص۱۷۳

خس و آتش: دیکھیے: صحبتِ خس و آتش۔

خس وخار: فرش اِس دشتِ تمنّا میں نہ ہوگا گر عدل گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار ص۵

خس وخاشاک: پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے ص۲۲۹

خس وخاشاکِ ساحل: دیکھیے: جویاے خس وخاشاکِ ساحل۔

خس وخاشاکِ گلستاں: نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ! ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے ص۲۱۲

خست[1]: کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں ص۱۸۹

خستگی[2]: (۱) خستگی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سرِ دست نسبت اک گونہ مرے دل کو تری ہات سے ہے ص۱۲۸

(۲) ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے ص۲۵۰

(۳) خستگی کا تم سے کیا شکوہ کہ یہ ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے ص۲۵۰

خستن[3]: دیکھیے: سینہ خستہ۔

خستہ[4]: (۱) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

دیکھیے ——:(۲) اسدؔ خستہ۔(۳) کامِ دلِ خستہ۔(۴) دلِ خستہ۔(۵) سرِ خستہ۔(۶)،(۷) غالبؔ خستہ [دو بار]۔(۸) غالبؔ دلِ خستہ۔

---

[1] خست : ایک بار [مرکّب]۔
[2] خستگی : تین بار۔
[3] خستن : ایک بار۔
[4] خستہ : تیرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بارہ بار]۔

خستہ تن:	(۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور	تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانْو	ص۱۹۶
	(۲) دیکھیے: رنجورِ خستہ تن۔		
خستہ جاں:	دیکھیے: اسدِ خستہ جاں۔		
خستۂ تیغِ ستم:	دیکھیے: خستگی[۲]۔		
خستہ نوازی:	قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر!	کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل!	ص۱۲۴
خسروؔ[۱][۱]:	(۱) تکلّف برطرف، فرہاد اور اتنی سبک دستی!	خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی	ص۷۷
	(۲) وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے	ایرج و تور و خسرو و بہرام	ص۱۳۷
	(۳) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس	رنگ کا زرد پر کہاں بو باس	ص۱۳۱
	(۴) دیکھیے: مزدوریِ عشرت گہِ خسرو۔		
خسروِ پرویز:	(۱) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن	خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف	ص۴۹
	(۲) ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے	بیستوں، خوابِ گرانِ خسروِ پرویز ہے	ص۸۵
خسروؔ[۲] [۲]:	ملے دو مرشدوں کو حقدرتِ حق سے ہیں دو طالب	نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ	ص۲۹۳
خسروِ[۳] آفاق:	تاجِ زرّیں، مہرِ تاباں سے سوا	خسروِ آفاق کے مُنہ پر کھُلا	ص۱۳۹
خسروِ انجم:	خسروِ انجم کے آیا صرف میں	شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھُلا	ص۱۳۹
خسروِ روز:	مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز	ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام	ص۱۳۸
خسروِ ستارہ سیاہ:	لکھیں گے لوگ اِسے خسروِ سپاہ		ص۲۷۸
خسروِ شیریں سخن:	غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو	پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانْو	ص۱۹۶
خسروِ نام دار:	مملکتِ کمال میں ایک امیرِ نامور	عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نام دار ایک	ص۲۹۶
خُسروانِ شکوہ:	چشمِ بددور! خسروانہ شکوہ	لوحَش اللہ! عارفانہ کلام	ص۱۳۷

---

۱ خسرو(۱) : چھے بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۲ خسرو(۲) : ایک بار۔
۳ خسرو : چھے بار[مرکّب]۔

خسروانہ : ایک بار[مرکّب]۔
خسروی : ایک بار[مرکّب]۔

خسروی: دیکھیے: شاہیِ خسروی۔

خسک[1]: دیکھیے: پیراہنِ خسک۔

خشت[2]: (۱) خشت پُشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سَیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ ص۱۱

(۲) کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابیِ ہائے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا ص۲۳

دیکھیے ـــــ: (۳) سنگ و خشت۔ (۴) ہر سنگ و خشت۔

خشتِ خُمِ صہبا: صومعے میں اِسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز — مے کدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے ص۱۲۲ [چھٹی ڈلی]

خشتِ دیوار: دیکھیے: (۱)، (۲) قالبِ خشتِ دیوار [دوبار]۔

خشتِ درودیوارِ دوست: دیکھیے: قالبِ خشتِ درودیوارِ دوست۔

خشتِ دیوارِ چمن: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ص۵۹

خشتِ لحد: دیکھیے: قالبِ خشتِ لحد۔

خُشک[3]: (۱) برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں — اشک ہوجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص۳۳

(۲) ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص۷۵

(۳) دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سرِ دامن بھی ابھی تَر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

دیکھیے ـــــ: (۴) خارِ خشک۔ (۵) دوجہاں حشرِ زبانِ خشک۔ (۶) کِشتِ خشک۔ (۷)، (۸) لبِ خشک [دوبار]۔ (۹) مثلِ خارِ خشک۔

خشکیِ مَے: خشکیِ مَے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص۶۸

خشمِ[4] تُندخویاں: تیز تر ہوتا ہے خشمِ تند خویاں عجز سے — ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغ شعلہ خار و خس ص۴۵

خشمگیں: وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکرا! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! ص۲۷۷

خصم[5]: دیکھیے: تیغِ خصم۔

خصمِ خوںبہا: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو — کُشتۂ تغافل کو خصمِ خوںبہا پایا ص۱۳

خصومت[6]: دیکھیے: قطعِ خصومت۔

---

۱ خسک : ایک بار [مرکّب]۔
۲ خشت : دس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۳ خشک : نوبار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔
خشکی : ایک بار [مرکّب]۔
۴ خشم : ایک بار [مرکّب]۔
خشمگیں : ایک بار۔
۵ خصم : دوبار [مرکّب]۔
۶ خصومت : ایک بار [مرکّب]۔

خضر:[1] (۱) بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں   خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا   ص۲۲

(۲) سیرِ آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا   خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا   ص۲۸

(۳) اسدؔ! جز آب بخشیدن زِ دریا، خضر کو کیا تھا؟   ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی   ص۷۷

(۴) ممکن ہے کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر؟   گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت   ص۱۲۷

(۵) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا   گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے   ص۱۲۸

(۶) یا لگاکر خضر نے شاخِ نبات   مدّتوں تک دیا ہے آبِ حیات   ص۱۳۱ [آم کے لیے]

(۷) وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر!   نہ تم کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے   ص۲۳۶

(۸) لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں   جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے   ص۲۳۷

(۹) کیا کیا خضر نے سکندر سے!   اب کسے رہ نما کرے کوئی   ص۲۴۲

(۱۰) مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس   خضر بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم   ص۲۶۵

دیکھیے ـــــ: (۱۱)-(۱۳) عمرِ خضر [تین بار]۔ (۱۴) رشتۂ عمرِ خضر۔ (۱۵) نقشِ پاے خضر۔

خضر آبادِ آسایش: جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضر آبادِ آسایش   بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا   ص۱۶

خضرِ راہِ عشق: کرے ہے رہ رواں سے خضرِ راہِ عشق جلّادی   ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی   ص۴۵۱

خضرِ صحراے سخن: دیکھیے: عصاے خضرِ صحراے سخن۔

خضرِ صحراے طلب: کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب   مشک ہے سُنبلستانِ زلف میں گردِ سواد   ص۳۸

خضرت سلطاں:[2] خضر سلطاں جو رکھے خالقِ اکبر سرسبز   شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے   ص۲۴۰

خط:[3] (۱) نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ   رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا   ص۱۴۰

(۲) ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟   یارب اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا!   ص۱۶۱

(۳) قاصد کے آتے آتے خط اک اَور لکھ رکھوں   میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں   ص۱۸۸

(۴) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا   نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیوں کر ہو   ص۱۹۷

---

[1] خضر : اٹھارہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
خضر آباد : ایک بار [مرکّب]۔

[2] خضر سلطاں: ایک بار۔

[3] خط (۱) : گیارہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: ایک بار]۔

	(۵) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا	ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے	ص۲۱۲
	(۶) دے کے خط مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر	کچھ تو پیغامِ زبانی اَور ہے	ص۲۳۷
	(۷) غیر پھرتا ہے لیے یوں ترے خط کو کہ اگر	کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے؟ تو چھپائے نہ بنے	ص۲۴۶
	(۸) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط تو ہم سے لکھواوے	ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے	ص۲۵۰
	(۹) خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو	ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے	ص۲۵۰
	(۱۰) تھا تو خط، پر نہ تھا جواب طلب	کوئی اُس کا جواب کیا لکھتا	ص۲۹۳
	(۱۱) دیکھیے: نامہ وک خط۔		
خط[1] [۲]:	(۱) اے عبادت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ؟	اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟	ص۸
	(۲) خوانا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا	تدبیرِ پیچ و تابِ نَفَس کیا کرے کوئی!	ص۸۸
	(۳) دیکھیے: حُسنِ ربطِ خط۔		
خطِ تقدیر:	دیکھیے: فرمانِ خطِ تقدیر۔		
خطِ چیں:	(۱) نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا	جبیں پر میری مدِّ خانۂ قدرت خطِ چیں ہے	ص۸۹
	(۲) جبینِ صبحِ اُمید فسانہ گویاں پر	درازیِ رگِ خوابِ بتاں خطِ چیں ہے	ص۱۰۳
خطِ شکستہ:	ہے سرنوشت میں رقمِ واشکستگی	ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل	ص۵۱
خطِ غبار: (۱)	نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف!	رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف!	ص۴۹
(۲)	ظاہر ہے ہم سے کلفتِ بختِ سیاہ روز	گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطِ غبار کے	ص۸۰
خطِ لوحِ ازل:	جانتا ہوں، ہے خطِ لوحِ ازل	تم پہ اے خاقانِ نام آور! کھلا	ص۱۲۱
خطِ لوحِ مزار:	گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار	اسدؔ، آئینۂ پردازِ معانی مانگے	ص۷۸
خط[2] [۳]:	(۱) بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرفِ مو پریشاں	دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی	ص۹
	(۲) سرمنزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور	جو خط ہے کفِ پا پہ سو ہے سلسلۂ پا	ص۲۹
	(۳) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں بُجز کسبِ جمعیت	سویدا میں نَفَس، مانندِ خط نقطے میں پنہاں	ص۸۱

[1] خط(۲): گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نو بار]۔

[2] خط(۳): تینتیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: اکتیس بار]۔

(۴) بے مَے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی؟ — کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خطِ ایاغ کا — ص۱۴۹

دیکھیے ــــــ: (۵) نقطہ وخط۔ (۶) یک خطِ پُشتِ لبِ بام۔

خطِ پرکار: کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر — سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار — ص۱۳۲

خطِ پرکارِ ہستی: ہے دو عالم صیدِ اندازِ شہِ دلدل سوار — یہاں خطِ پرکارِ ہستی حلقۂ فتراک ہے — ص۱۰۶

خطِ پیالہ: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ — خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے — ص۲۱۳

خطِ پیشانی: دیکھیے: سوادِ خطِ پیشانی۔

خطِ پیمانہ: بس کہ ہیں بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ ہم — موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم — ص۵۴

خطِ پیمانۂ بے مُل: حسرتِ دستگہ و پاے تحمل تاچند — رگِ گردن خطِ پیمانۂ بے مُل تاچند — ص۳۹

خطِ پیمانۂ مَے: بس کہ مَے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ — خطِ پیمانۂ مَے ہے نفسِ دُزدیدہ — ص۷۱

خطِ جام: (۱) ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز — وہاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر خطِ جام ہے — ص۱۰۱

دیکھیے ــــــ: (۲) رشتۂ خطِ جام۔ (۳) مثلِ خطِ جام۔

خطِ جام آشنا: روانیِ موجِ مَے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی — ص۹۷

خطِ جامِ آفتاب: دیکھیے: عکسِ خطِ جامِ آفتاب۔

خطِ جامِ مَے: قطرۂ مَے بس کہ حیرت سے نَفَس پرور ہوا — خطِ جامِ مَے سراسر رشتۂ گوہر ہوا — ص۱۵۱

خطِ جامِ مَے نوشاں: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں — وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟ — ص۴۴۹

خطِ ساغر: کجا مے؟ کو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے — ص۸۱

خطِ ساغر جلوہ: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری — مے اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی — ص۴۵۵

خطِ ساغرِ راقم: دیدہ تا دل اسدؔ! آئینہ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار — ص۱۳۳

خطِ ساغرِ مُل: پَے بہ منزل بُردنی ہے خضرِ مَے سے اے اسدؔ! — جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے — ص۴۵۴

خطِ سبز: بتاں! زہرابِ اِس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا — ص۳۱

خطِ عجز: گر صفحے کو نہ دیجیے پروازِ سادگی — جُز خطِ نقشِ تمنا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

خطِ عجزِ ما و تو: ہے خطِ عجزِ ما و تو، اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ ص۷۳

خطِ فنا: دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمّت سلامت ص۳۳

خطِ قدرت آثار: موجِ طوفانِ غضب چشمۂ نہ چرخ حباب — ذوالفقارِ شہِ مرداں: خطِ قدرت آثار ص۵

خطِ کفِ افسوس: دشتِ الفت میں ہے خاکِ کُشتگاں محبوس و بس — پیچ و تابِ جادہ، ہے ''کفِ افسوس'' و بس ص۴۶

خطِ لختِ دل: خطِ لختِ دل یک قلم دیکھتے ہیں — مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں ص۵۶

خطِ مسطر: دیکھیے: کجیِ یک خطِ مسطر۔

خطِ نازِ بسیار: تُہمتِ بے خودیِ کُفر نہ کھینچے یارب! — کجیِ ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار ص۶

خط[۴]:[1] (۱) ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے ص۹۸

(۲) ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں — کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے ص۱۰۳

(۳) خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہوگیا — ہالہ، دوُدِ شعلۂ جوالۂ مہ ہوگیا ص۴۴۵

(۴) نقشِ صد سطرِ تبسّم ہے برآبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے ص۴۵۲

(۵) حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے ص۴۵۲

دیکھیے ——: (۶)، (۷) آمدِ خط[دوبار]۔ (۸) تہ بندیِ خط۔ (۹) تُہمتِ خط۔ (۱۰)، (۱۱)، (۱۲) سبزۂ خط[تین بار]۔ (۱۳) سوادِ خط۔ (۱۴) عرق از خط چکیدہ۔ (۱۵)، (۱۶) عکسِ خط[دوبار]۔ (۱۷) غبارِ خط۔

خطِّ رُخسار: دیکھیے: دورِ خطِ رخسار۔

خطِّ رُخسارِ دوست: آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست — دوُدِ شمعِ کُشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست ص۱۶۴

خطِّ رُخسارِ ساقی: کجا مے؟ کو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص۸۱

خطِّ رُخِ یار: دیکھیے: حیرتِ خطِّ رُخِ یار۔

خطِّ سبز: (۱) زلفِ سیہ افعیِ نظرِ بدقلمی ہے — ہرچند خطِ سبز و زمرّد رقمی ہے ص۱۰۶

(۲) شمشیرِ صافِ یار جو زہراب دادہ ہو — وہ خطِّ سبز ہے کہ بہ رخسارِ سادہ ہو ص۳۰۱

(۳) دیکھیے: جوہرِ ایجادِ خطِ سبز۔

---

[1] خط(۴) : اُنتیس بار[مفرد: پانچ بار، مرکّب: چوبیس بار]۔

خطِّ سیاہ: صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا — ص۴۴۶

خطِّ عارض: خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے — ص۲۱۱

خطِّ نوخیز: (۱) خطِ نوخیز نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض — لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر — ص۴۰

(۲) خطِ نوخیز کی آئے نے میں دی کس نے آرایش — کہ ہے تہ بندیِ پرہائے طوطی رنگ جوہر کا — ص۴۴۴

(۳) دیکھیے: مثلِ خطِ نوخیز۔

خطّ وخال[۱]: دیکھیے: شورِ سودائے خطّ وخال۔

خط وخالِ بیاں: جُز دل، سراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ — آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ — ص۷۰

خط وخالِ ہزار عکس: دیکھیے: عرضِ جوہرِ خط وخالِ ہزار عکس۔

خطا[۲]: (۱) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص۱۴۸

(۲) کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم — آپ اُٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے — ص۲۴۰

(۳) روک لو گر غلط چلے کوئی — بخش دو گر خطا کرے کوئی — ص۲۴۲

(۴) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں — علی سے آکے لڑے اور خطا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

خطر[۳]: خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہوجاوے — غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہوجاوے — ص۲۱۳

خطوطِ[۴] روے قالیں: گیا جو نامہ بر وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا — خطوطِ روے قالیں، نقش ہے پُشتِ کبوتر کا — ص۴۴۴

خطّۂ[۵] خاک: دیکھیے: (۱)، (۲) ساکنانِ خطّۂ خاک [دوبار]۔

خطیب[۶]: بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِ پایۂ منبر کھُلا — ص۱۴۰

خفا[۷]: (۱) اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا — ص۱۵۱

(۲) درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد — ص۱۲۶

---

۱ خط وخال : تین بار[مرکّب]۔
۲ خطا : چار بار۔
۳ خطر : ایک بار۔
۴ خطوط : ایک بار[مرکّب]۔
۵ خطہ : ایک بار[مرکّب]۔
۶ خطیب : ایک بار۔
۷ خفا : تین بار۔

(۳) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے — یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے — ص۲۲۰

خفائی[1]: ہوں ظہورِ حق کے مقابل میں خفائی، غالبؔ! — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں — ص۱۸۶

خفتہ[2]: (۱) چشمِ پرواز و نَفَس خُفتہ، مگر ضعفِ اُمید — شہ پرکاہ پئے مژدہ رسانی مانگے — ص۷۸

(۲) سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

دیکھیے ـــــــ: (۳) بختِ خفتہ۔ (۴) بسملِ در دِخفتہ۔ (۵) پائے خفتہ۔

خفتۂ الفت: دیکھیے: نوائے خفتۂ اُلفت۔

خَفقانی[3]: باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

خَفقانی مزاج: گُل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص۴۹

خُلّت مشرباں[4]: دیکھیے: رتبۂ تسلیمِ خُلّت مشرباں۔

خُلد[5]: (۱) گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ، بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے کُلفتِ ماسوا سمجھ — ص۷۲

(۲) نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر — جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی — ص۱۲۳

(۳) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی! — گھر ترا خلد میں گر یاد آیا — ص۱۵۲

(۴) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھُلا — ص۱۶۱

(۵) اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام — قدرتِ حق سے یہی، حوریں اگر وھاں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۶) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے — ص۲۴۹

(۷) کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ؟ — خلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہَوا اَور سہی — ص۳۱۱

دیکھیے ـــــــ: (۸) حورانِ خلد۔ (۹) رہ روراہِ خلد۔

خلدِ بریں: دیکھیے: خزانِ چمنِ خلدِ بریں۔

---

[1] خفائی : ایک بار۔

[2] خفتہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[3] خفقانی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

[4] خلّت مشرباں : ایک بار [مرکّب]۔

[5] خلد : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔

خلش[1]:	کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	ص۱۶۰
خلشِ خار:	دیکھیے: طاقتِ خلشِ خار۔		
خلشِ غمزۂ خوں ریز:	خلش غمزۂ خوں ریز نہ پوچھ	دیکھ خونابہ فشانی میری	ص۲۳۰
خلشِ غمزہ ہاے ناز:	مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہاے ناز	کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف	ص۴۹
خلعت[2]:	(۱) ہمیں حریرِ شرر بافِ سنگ خلعت ہے	یہ ایک پیرہنِ زر نگار رکھتے ہیں	ص۹۳
	(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم	نمبر رہا نہ نذر نہ خلعت کا انتظام	ص۲۸۲
خلق[3]:	خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ	ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گرداندہ	ص۷۱
	(۲) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ	رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ	ص۷۳
	(۳) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک	خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار	
	مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات	اور چھماہی ہو سال میں دوبار	ص۱۲۶
	(۴) سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے	خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے	ص۱۳۱
	(۵) ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے	اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا	ص۱۴۰
	(۶) چھوڑوں گا میں نہ اُس بُتِ کافر کا پوجنا	چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر	ص۱۶۹
	(۷) دیا ہے خلق کو بھی تا اُسے نظر نہ لگے	بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے	ص۲۳۶
	(۸) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل	میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے	ص۲۳۶
	(۹) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے	تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے	ص۲۵۳
	(۱۰) کہے گی خلق اِسے داورِ سپہر شکوہ	لکھیں گے لوگ اِسے خسروِ ستارہ سپاہ	ص۲۷۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) بیگانگیِ خلق۔ (۱۲) پاے نگاہِ خلق۔ (۱۳) چشم بندِ خلق۔ (۱۴) دل و جانِ خلق۔ (۱۵) روشناسِ خلق۔ (۱۶) سرنوشتِ خلق۔ (۱۷) طلسمِ منتِ یک خلق۔ (۱۸) عیدِ خلق۔ (۱۹) کثرتِ دل ہاے خلق۔ (۲۰) مشکل آساں کن یک خلق۔ (۲۱) خونِ خلق۔

---

۱ خلش : چار بار (مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۲ خلعت : دوبار۔
۳ خلق : بائیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: بارہ بار]۔

خلقِ حسدقماش: ہے خلقِ حسد قماش لڑنے کے لیے وحشت کدۂ تلاش لڑنے کی لیے ص۲۵۳

خُلق[1]: دیکھیے:(۱)،(۲) قالبِ خشتِ دیوار[دوبار]۔

خلقت[2]: تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص۲۸۳

خلل[3]: بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہاے گل کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا ص۱۴۹

خلوت[4]: (۱) بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے ص۹۰

(۲) ہے آدمی بجاے خود اک محشرِ خیال ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

(۳) میرے ہونے میں ہے کیا رُسوائی؟ اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی ص۲۲۰

دیکھیے——:(۴) فشارِ رنگیِ خلوت۔(۵) ہر خلوت وجلوت۔

خلوتِ آبلہ: ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار ص۵

خلوتِ آبلہ پا: خلوتِ آبلہ پا میں ہے جولاں میرا خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا ص۲۱

خلوتِ بال وپرِقمری: خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

خلوتِ جانانہ: تاچند نازِ مسجد و بُت خانہ کھینچیے جوں شمع دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے ص۱۰۵

خلوتِ خانہ: (۱) دیکھیے: زبانِ شمعِ خلوت خانہ۔(۲)،(۳) شمعِ خلوت خانہ[دوبار]۔

خلوتِ دل: خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق آستاں میں، صفتِ آئنہ، در پنہاں ہے ص۱۰۹

(۲) دیکھیے: چراغِ خلوتِ دل۔

خلوتِ سنگ: داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ص۴۳

خلوتِ شب ہا: بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں در خلوتِ شب ہا سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا ص۲۳

خلوتِ شب ہاے تار: دیکھیے: سُراغِ خلوتِ شب ہاے تار۔

---

[1] خُلق : دوبار[مرکّب]۔

[2] خلقت : ایک بار۔

[3] خلل : ایک بار۔

[4] خلوت : اُنیس بار[مفرد: تین بار، مرکّب: سولہ بار]۔

خلوت خانہ: تین بار[مرکّب]۔

خلوت کدہ: دوبار[مرکّب]۔

خلوت گاہ: ایک بار[مرکّب]۔

خلوتِ فسردگیِ انتظار: ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے ص۱۱۰

خلوت کدۂ غنچہ: دیکھیے: جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ۔

خلوت کدۂ غنچۂ باغ: موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ گُم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار ص۱۳۲

خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں: تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل ہنوز آئینہ، خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے ص۸۱

خلوتِ ناز: دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا ص۱۴

خلوتِ ناموس: دیکھیے: مجلس فروزِ خلوتِ ناموس۔

خلوت وجلوت: دیکھا اسدؔ کو خَلوت و جَلوت میں بارہا دیوانہ گر نہیں ہے تو ہُشیار بھی نہیں ص۱۸۴

خلوت ومحفل: دیکھیے: آئینہ بندِ خلوت ومحفل۔

خلیدہ[1]: دیکھیے: خارِ خلیدہ

خلیدۂ رگِ ابرِ بہار: مژگاں، خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص۶۸

خلیفہ[2]: یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار ص۳۹۳

خلیل[3]: تجھ سے عالم پہ کھُلا رابطۂ قربِ کلیم تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل ص۱۲۴

خَم[4]: (۱) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا کہ شاخِ گل کا خَم، انداز ہے بالیں شکستن کا ص۲۷

(۲) دیوار، بارِ منّتِ مزدور سے ہے خَم اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے ص۲۰۱

دیکھیے ——: (۳)، (۴) پیچ وخم [دوبار]۔ (۵) تُہمتِ خَم۔ (۶) طُرّۂ پُرپیچ وخم۔ (۷) قامتِ خم۔

خَمِ التجا: دیکھیے: پُشتِ خَمِ التجا۔

خَم بہ خَم: دیکھیے: (۱) زُلفِ خم بہ خم۔ (۲) طُرّہ ہائے خم بہ خم۔

خَمِ پُشت: ہوئے مشقِ جُراتِ نازرہ ورسمِ طرحِ آداب خَمِ پُشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی ص۱۰

خَمِ تسلیم: (۱) نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن ورگنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا ص۴۳۶

---

[1] خلیدہ : دوبار [مرکّب]۔
[2] خلیفہ : ایک بار۔
[3] خلیل : ایک بار [مرکّب]۔
[4] خَم : اُنتیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ستائیس بار]۔
خم بہ خم : دوبار [مرکّب]۔

(۲) دیکھیے: یک خَمِ تسلیم۔

خَمِ جعدِ پُرشکن:	خراج بادشاہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج	کہ بن گیا ہے خَمِ جعدِ پُرشکن تکیہ	ص ۳۰۳
خَمِ حلقۂ زُنّار:	مرجاؤں نہ کیوں رشک سے، جب وہ تنِ نازک	آغوشِ خَمِ حلقۂ زُنّار میں آوے	ص ۲۴۴
خَمِ دستِ نوازش:	اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ الفت ہائے خوباں ہوں	خَمِ دستِ نوازش ہوگیا ہے طوق گردن میں	ص ۱۸۱
خَمِ دوشِ مزدور:	دیکھیے: ہجومِ خَمِ دوشِ مزدور۔		
خَمِ زلف:	دیکھیے: موے خَمِ زلف۔		
خَمِ زلفِ دوتا:	گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز	یعنی دُعا بجز خَمِ زلفِ دوتا نہ مانگ	ص ۵۰
خَم شدۂ نازِ زمیں:	نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے	اَبداً پُشتِ فلک خَم شدۂ نازِ زمیں	ص ۱۳۴
خَمِ شمشیر:	دیکھیے: (۱) سجودِ خَمِ شمشیر۔ (۲) طاقِ خَمِ شمشیر۔ (۳) محرابِ خَمِ شمشیر۔		
خَمِ طرّۂ یار:	دیکھیے: شکن آموزِ خَمِ طرّۂ یار۔		
خَمِ کاکل:	دیکھیے: آرایشِ خَمِ کاکل۔		
خَم گردیدنی:	دیکھیے: بالانشینِ فیضِ خم گردیدنی۔		
خَمِ گیسو:	(۱) سروکارِ تواضع تا خَمِ گیسو رسانیدن	بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا	ص ۲۴
	(۲) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صدر رنج و تعب کاٹے	خَمِ گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے	ص ۹۷
	(۳) دیکھیے: حلقۂ خَمِ گیسو۔		
خَمِ محراب:	دیکھیے: قبضۂ تیغِ خَمِ محراب۔		
خَمِ ہستی:	دیکھیے: پیچ و خَمِ ہستی۔		
خُم:	(۱) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار	یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے	ص ۲۴۲
	دیکھیے: (۲) پاے خُم۔ (۳) صد خُم۔		

۱؎ خُم : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
خُم کدہ : ایک بار۔
خُم خانہ : ایک بار۔
خُمستاں : دوبار [مرکّب]۔

خُم خانۂ جنوں: دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل — خُم خانۂ جنوں میں دماغِ رسیدہ ہوں — ص۶۱

خُم خانۂ منزل: آبلہ، پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا — اے دماغِ نارسا! خُم خانۂ منزل نہ پوچھ — ص۴۲

خُم رنگِ سیہ: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر — خُمِ رنگِ سیہ پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا — ص۲۲

خُم صہبا: دیکھیے: خشتِ خُمِ صہبا۔

خُم کدہ: باغِ شگفتہ، تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خم کدہ کس کے دماغ کا؟ — ص۱۵۰

خُم مستاں: انگور سعیِ بے سروپائی سے سبز ہے — غالبؔ! بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے — ص۴۷

خُم مَے: (۱) ہے دَورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا — یک بار لگادو خُمِ مَے میرے لبوں سے — ص۲۰۱

(۲) مے پرستاں! خُمِ مَے مُنہ سے لگائے ہی بنے — ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی — ص۲۰۹

خُمستاں: دیکھیے: یک خُمستاں۔

خُمستانِ عدم: رنگ ریزِ جسم و جاں نے از خُمستانِ عدم — خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج — ص۴۴۷

خُمار[1]: (۱) تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ مُحیط تَرزپہ — کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خُمار — ص۶

(۲) دریائے مَے ہے ساقی لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے — ص۹۴

دیکھیے ـــــ: (۳) آغوشِ خمار۔ (۴) اندازۂ خمار۔ (۵) بے خمار۔ (۶) تقریبِ مضامینِ خمار۔ (۷) جنوں بیتابِ دورانِ خمار۔ (۸) خمیازۂ خمار۔ (۹) ساغرِ مَے رنجِ خمار۔ (۱۰) لبریزِ خمار۔ (۱۱) نذرِ خمار۔ (۱۲) یک درازیِ عمرِ خمار۔

خُمارِ بنگ: دیکھیے: نشہ فرسائے خمارِ بنگ۔

خُمارِ تشنہ کامی: بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی — جو تو دریائے مَے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا — ص۱۴۸

خُمارِ رسوم و قیود: دیکھیے: سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود۔

خُمارِ شوقِ ساقی: شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا — تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا — ص۱۴۶

خُمارِ صحرا: دیکھیے: عرضِ خمارِ صحرا۔

خُمارِ ضبط: خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے — تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن — ص۴۴۹

خُمارگاہِ قسمت: مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہِ قسمت — جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی — ص۱۰

خُمارِ منّتِ ساقی: خُمارِ منّتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ! — دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ — ص۳۵

خُمارِ مَے: دیکھیے: لطفِ خُمارِ مَے۔

---

[1] خُمار : بیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔ خمارگاہ : ایک بار [مرکّب]۔

خموش:[۱] (۱) بزم میں اُس کے روبہ رو کیوں نہ خموش بیٹھیے — اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں — ص۱۷۸

(۲) ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے — ص۲۳۰

(۳) داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی — اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے — ص۲۳۰

(۴) دیکھیے: زبانِ خموش۔

خموشاں: دیکھیے: طلسمِ شہرِ خموشاں۔

خموشی:[۲] (۱) از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے — ص۷۶

(۲) خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ یھاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے — ص۸۱

(۳) ہوں ہیولاے دو عالم، صورت تقریر اسدؔ — فکر نے سونپی خموشی کی نگہبانی مجھے — ص۸۶

(۴) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مُردہ ہوں، میں بے زباں، گورِ غریباں کا — ص۱۵۷

(۵) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۶) ہجومِ نالہ، حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے — خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے — ص۲۱۰

دیکھیے ــــــ: (۷)، (۸) زندانِ خموشی [دوبار]۔ (۹) شمعِ خموشی۔ (۱۰) مجبورِ خموشی۔ (۱۱) مُہرِ خموشی۔

خموشیِ چمنِ حسرتِ دیدار: ہوں خموشیِ چمنِ حسرتِ دیدار اسدؔ! — مژہ ہے شانہ کشِ طرّۂ گفتار ہنوز — ص۴۳

خموشیِ دل: دیکھیے: آئنہ دارِ خموشیِ دل۔

خموشیوں: خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے — نگاہِ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے — ص۲۱۸

خمیازہ:[۳] (۱) تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تَنز پہ — کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خمار — ص۶

(۲) دیکھی وفاے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ، یک درازیِ عمرِ خمار تھا — ص۱۷

(۳) کیفیتِ ہجومِ تمنّا رسا اسدؔ! — خمیازہ، ساغرِ مَے رنجِ خمار ہے — ص۹۰

(۴) دریاے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موج خمیازہ آشنا ہے — ص۹۴

(۵) بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی — جوتو دریاے مَے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا — ص۱۲۸

---

[۱] خموش : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
خموشاں : ایک بار [مرکّب]۔
[۲] خموشی : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سات بار]۔
خموشیوں : ایک بار۔
[۳] خمیازہ : اُنتیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: تیرہ بار]۔
خمیازہ ہا : ایک بار۔

(۶) مے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں   خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بیداد فن ہنوز   ص۱۷۱

دیکھیے ــــــ: (۷) صورت خانۂ خمیازہ۔ (۸) طاقتِ خمیازہ۔ (۹) موجِ خمیازہ۔

خمیازۂ ایجاد: دیکھیے: عرضِ خمیازۂ ایجاد۔

خمیازۂ خمار: یعنی دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر   خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے   ص۱۰۵

خمیازۂ روانی: درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟   اِس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے   ص۹۴

خمیازۂ ساحل: نااُمیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار   کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا   ص۱۴

خمیازۂ ساغر: اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں   بہ رنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا   ص۱۶

خمیازۂ سیلاب: دیکھیے: عرضِ خمیازۂ سیلاب۔

خمیازۂ طرب: درد آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے یارب!   خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے   ص۱۱۳

خمیازۂ عرضِ صورت: نقشِ معنی ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت   سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں   ص۱۳۴

خمیازۂ مجنوں: دیکھیے: عرضِ خمیازۂ مجنوں۔

خمیازۂ یک نشہ: دیکھیے: موجِ خمیازۂ یک نشہ۔

خمیازہ ہاے صبح آغوشاں: دیکھیے: مے کیفیتِ خمیازہ ہاے صبح آغوشاں۔

خمیدگی: انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں   مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی   ص۴۵

خمیدن[1]: خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشتِ اعمالی   دماغِ زُہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے   ص۴۵۵

خمیدن ہاے چنگ: اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے   نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ آخر   ص۴۰

خمیدہ: دیکھیے: (۱) چرخِ خمیدہ۔ (۲) نغمۂ چنگِ خمیدہ۔

خنجر[2]: (۱) طُرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہاے یار   ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مُستزاد   ص۳۸

(۲) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں   کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا   ص۱۴۰

(۳) بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز   نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ   ص۱۶۶

(۴) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم   دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں   ص۱۸۸

---

[1] خمیدن : ایک بار۔   خمیدگی: ایک بار۔   خمیدہ : دوبار [مرکّب]۔
خمیدن ہا : ایک بار [مرکّب]۔

[2] خنجر : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سات بار]۔

	(۵) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی	وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے	ص۲۱۳
	(۶) دشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو	خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلوں کی	ص۲۲۸
	(۷) سادگی پر اُس کی مرجانے کی حسرت دل میں ہے	بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے	ص۲۳۱
	(۸) رہے نہ جان تو قاتل کو خوںبہا دیجے	کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے	ص۲۴۸
	(۹) دیکھیے: دشنہ و خنجر۔		
خنجر آزما:	ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں	تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا	ص۱۶۲
خنجرِ جلّاد:	ریشۂ شُہرت دوانیدن ہے، رفتن زیرِ خاک	خنجرِ جلّاد برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے	ص۹۹
خنجرِ زہراب دادہ:	کو بہ وقتِ قتل حقِّ آشنائی اے نگاہ!	خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا	ص۲۵
خنجرِ سینہ شگاف:	اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف	پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف	ص۱۱۷
خنجرِ قاتل:	دیکھیے: شایانِ دست و خنجرِ قاتل۔		
خنجرِ کیں:	بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول	پرِ پروانہ مری بزم میں ہے خنجرِ کیں	ص۸
خنداں[1]:	زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ!	غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح	ص۳۷
خندہ[2]:	(۱) بجاے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس یہاں تک	کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گل چیں کا	ص۲۸
	[چار بار بہ طورِ ردیف ص۸۷]:		
	(۲)،(۳) خودفروشی ہاے ہستی بس کہ جاے خندہ ہے	ہر شکستِ قیمتِ دل میں صداے خندہ ہے	
	(۴) نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط	دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضاے خندہ ہے	
	(۵) جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ!	صبح و شبنم، فرصتِ نشو و نماے خندہ ہے	
	[پانچ بار بہ طورِ ردیف ص۲۱۴]		
	(۶)،(۷) عرضِ نازِ شوخیِ دنداں، براے خندہ ہے	دعویِ جمعیّتِ احباب، جاے خندہ ہے	
	(۸) ہے عدم میں غنچہ، محوِ عبرتِ انجامِ گل	یک جہاں زانو تامّل در قفاے خندہ ہے	
	(۹) کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام	ورنہ دنداں در دل افشردن، بناے خندہ ہے	

---

۱ خنداں : ایک بار۔
۲ خندہ : تیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: اُنتیس بار]۔
خندہا : تین بار [مرتّب]۔
خندیدنی : ایک بار [مرتّب]۔

(۱۰) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں   دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے

دیکھیے ——:(۱۱) لب بہ خندہ وا۔(۱۲) دیکھیے: یک خندہ۔

خندۂ احباب: نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی   ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جَیب و دامن میں   ص۱۸۰

خندۂ بیجا: کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب!   زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے   ص۹۱

خندۂ بےخودیِ کبک: سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے   خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار   ص۲

خندۂ دل: دیکھیے: صدائے خندۂ دل۔

خندۂ دنداں نما: (۱) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے   صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے   ص۲۰۶

(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی   مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی   ص۲۰۷

(۳) دیکھیے: صد خندۂ دنداں نما۔

خندہ زیرِلب: یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ 'یارب' مجھے   سُبحۂ زاہد ہوا ہے، خندہ زیرِ لب مجھے   ص۲۱۴

خندۂ زیرِلب: پردۂ دردِ دل آئینۂ صد رنگ نشاط   بخیۂ زخمِ جگر خندۂ زیرِ لب تھا   ص۲۴

خندۂ شیریں: آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد   چشمِ مور آئینۂ دل نگرانی مانگے   ص۷۸

خندۂ قاتل: دیکھیے: مثلِ خندۂ قاتل۔

خندۂ گل: (۱) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر   نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں   ص۸

(۲) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط   خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے   ص۱۱۰

(۳) کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل   راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار   ص۱۳۲

(۴) مجھ کو ارزانی رہے! تجھ کو مبارک ہوجیو!   نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک   ص۱۷۵

دیکھیے ——:(۵) شکنِ خندۂ گل۔(۶) شہیدِ خندۂ گل۔(۷) فضائے خندۂ گل۔

خندہ ہائے بیجا: غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو   مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا   ص۱۴۷

خندہ ہائے گل: (۱) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل   کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا   ص۱۳۹

(۲) ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل   بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل   ص۱۷۶

خندیدنی انداز: نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ   حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے   ص۳۵۲

خو:[1] (۱) تمھیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا ‌ بتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو، تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۲) شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو ‌ جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو ص۱۹۹

(۳) وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟ ‌ سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو ص۱۹۹

(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو ‌ معشوقی و بے حوصلگی طُرفہ بلا ہے ص۲۱۹

(۵) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے ‌ بے نیازی تری عادت ہی سہی ص۲۲۱

(۶) ضد کی ہے اَور بات مگر خو بری نہیں ‌ بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے ص۲۴۳

(۷) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو ‌ دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے ص۲۴۳

(۸) نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں ‌ مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو، بجا کہیے ص۲۴۸

دیکھیے ـــــــ:(۹)-(۱۳) بدخو [پانچ بار]۔(۱۴) بیدادخو۔(۱۵) تندیِ خو۔(۱۶) شوخِ تند خو۔(۱۷) فتنہ خو۔(۱۸) مستِ فتنہ خو۔(۱۹) نالۂ بیمارِ بدخو۔

خوکردۂ اختر شماری: کس طرح کاٹے کوئی شب ہاے تارِ برشکال ‌ ہے نظر خوکردۂ اختر شماری، ہاے ہاے! ص۲۰۴

خوکردۂ دیدار: خانہ ہے سیل سے خوکردۂ دیدار ہنوز ‌ دور بیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز ص۴۳

خوکردۂ نظارہ: دیکھیے: وحشیِ خوکردۂ نظارہ۔

خوناکردگاں: اے بہ ضبطِ حال خوناکردگاں! جوشِ جنوں ‌ نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہو ص۲۰

خوہا: دیکھیے: بیگانگیِ خوہا۔

خوے خوش: عطا کرے گا خداوندِ کارساز اِسے ‌ روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ ص۲۷۸

خوے سوال: بے طلب دیں، تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے ‌ وہ گدا جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے ص۲۳۹

خوے گرم: دیکھ تری خوے گرم، دل بہ تپش رام ہے ‌ طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے ص۹۹

خوے یار: ملتی ہے خوے یار سے نار ڈالتہاب میں ‌ کافر ہوں گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ص۱۸۸

---

[1] خو : تیئیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
خوکردہ : تین بار [مرکّب]۔
خوناکردگاں : ایک بار۔
خوہا : ایک بار [مرکّب]۔

خواب:[۱]

(۱) شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا — صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا — ص ۱۳

(۲) شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح — وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا — ص ۲۵

(۳) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ — ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس — ص ۴۶

(۴) ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی مُضمر ہیں افسانے میں تعبیریں — ص ۶۴

(۵) نشاطِ دیدۂ بینا ہے، کُو خواب و چہ بیداری — بہم آوردہ مژگاں، روے برروے تماشا ہے — ص ۸۴

(۶) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو — یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے — ص ۹۱

(۷) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — جب آنکھ کھُل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا — ص ۱۴۳

(۸) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا خواب میں آکر تبسّم ہاے پنہاں کا؟ — ص ۱۵۷

(۹) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر — آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں — ص ۱۸۸

(۱۰)،(۱۱) ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شُہود — ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں — ص ۱۸۹

(۱۲) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دُکھتے ہیں آج اُس بُتِ نازک بدن کے پانْو — ص ۱۹۶

(۱۳) وہ آکے خواب میں، تسکینِ اضطراب تو دے — ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے — ص ۲۲۳

دیکھیے ——: (۱۴) افسونِ خواب۔ (۱۵) اک دیدۂ بے خواب۔ (۱۶) پریشاں خواب۔ (۱۷) جلسۂ خواب۔ (۱۸) جوہرِ رگِ خواب۔ (۱۹) دیتِ خواب۔ (۲۰) رختِ خواب۔ (۲۱)-(۲۴) رگِ خواب [چار بار]۔ (۲۵) سامانِ خور و خواب۔ (۲۶) سرخوشِ خواب۔ (۲۷) فرشِ خواب۔ (۲۸) فسونِ خواب۔ (۲۹) مجالِ خواب۔ (۳۰) مجموعۂ یک خواب۔ (۳۱) مژۂ خواب۔ (۳۲) یک رگِ خواب۔

خواب آلودہ مژگاں: دیکھیے: شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں۔

خوابِ بتاں: دیکھیے: درازیِ رگِ خوابِ بتاں۔

خواب بستن: گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم، شب پیدا — نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو، خواب بستن کا — ص ۲۷

خواب بندی: نظر راحت پہ میری کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی — ص ۴۷

خوابِ بے تعبیر: دیکھیے: حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر۔

---

۱ خواب : بہتر بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: اُنسٹھ بار]۔ خوابناک : دو بار [مرکّب]۔

خواب بندی : ایک بار۔ خواب گاہ : ایک بار۔

خوابِ پا: دیکھیے: (۱) محملِ خوابِ پا۔ (۲) دیکھیے: یک مژہ خوابِ پا۔

خوابِ پریشاں: (۱) فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقب "خوابِ پریشاں" میرا؟ ص۲۱

(۲) غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں مغزِ سر خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص۶۳

دیکھیے ——: (۳) سازِ یک خوابِ پریشاں۔ (۴) سامانِ یک خوابِ پریشاں۔ (۵) صد خوابِ پریشاں۔

خوابِ پریشاں زدہ: دیکھیے: فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ۔

خوابِ جمعیّتِ محمل: خوابِ جمعیّتِ محمل پریشاں مجھ سے رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے ص۸۲

خوابِ خسروؔ: تکلّف برطرف، فرہاد اور اِتنی سبک دستی! خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسروؔ نے گرانی کی ص۷۷

خوابِ خوش: دیکھیے: یک خوابِ خوش۔

خوابِ زلیخا: (۱) کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی جسے موئے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ص۶۷

(۲) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے ص۲۱۳

(۳) دیکھتا ہوں اُسے تھی جس کی تمنّا مجھ کو آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو ص۳۰۱

دیکھیے ——: (۴) افسانۂ خوابِ زلیخا۔ (۵) صفتِ رگِ خوابِ زلیخا۔

خوابِ سبزۂ بیگانہ: دیکھیے: آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ۔

خوابِ سحر: دیکھیے: لذّتِ خوابِ سحر۔

خوابِ سنگیں: (۱) صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! پئے سنجیدنِ یاراں ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا ص۲۸

(۲) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی قیامت، کُشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص۲۱۷

(۳) دیکھیے: یک محملِ خوابِ سنگیں۔

خوابِ صیّاد: ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں خوابِ صیّاد سے پرواز گرانی مانگے ص۸۷

(۲) دیکھیے: دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیّاد۔

خوابِ عدم: دیکھیے: (۱) وحشتِ خوابِ عدم۔ (۲) چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ۔

خوابِ غفلت: خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے شام، سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

خوابِ فرامش: تپیدن دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فرامش ہے رکھا! اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا ص۲۹

خواب گاہ: فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرَن تکیہ ص ۳۰۳

خوابِ گراں: دیکھیے: (۱) حریفِ سختی خوابِ گراں۔ (۲) حسابِ سختی خوابِ گراں۔ (۳) ہمہ خوابِ گراں۔

خوابِ گرانِ خسروِ پرویز: (۱) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف ص ۴۹

(۲) ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے بیستوں، خوابِ گرانِ خسروِ پرویز ہے ص ۸۵

خوابِ گرانِ شیریں: دیکھیے: آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں۔

خوابِ گل: غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے ص ۲۱۷

خوابِ ناز: دیکھیے: محوِ خوابِ ناز۔

خوابِ نازِ گل رُخاں: ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی خوابِ نازِ گل رُخاں دودِ چراغِ کشتہ ہے ص ۸۰

خوابناک: دیکھیے: (۱) مژۂ خوابناک۔ (۲) یک مژۂ خوابناک۔

خواب و بیداری: خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوشیار ص ۲۹۰

خوابیدنی[1]: نواے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص ۱۱۵

خوابیدہ[2]: (۱) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص ۵۹

دیکھیے ــــــ: (۲) پاے خوابیدہ۔ (۳)، (۴) راہِ خوابیدہ [دوبار]۔ (۵)، (۶) رہِ خوابیدہ [دوبار]۔ (۷) فتنۂ خوابیدہ۔ (۸) مژگانِ خوابیدہ۔ (۹) یک رہِ خوابیدۂ شوق۔

خوار[3]: گرچہ از روے ننگِ بے ہُنری ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار ص ۱۲۵

خواری[4]: (۱) کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہاے عزیزاں خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے ص ۷۴

(۲) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ! میری دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہاے ہاے! ص ۷۵

دیکھیے ــــــ: (۳) خریدارِ ذوقِ خواری۔ (۴) ذوقِ خواری۔

خواص[5]: دیکھیے: سُرورِ خاصِ خواص۔

خوانا[6]: خوانا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا تدبیرِ پیچ و تابِ نفَس کیا کرے کوئی! ص ۸۸

---

[1] خوابیدنی : ایک بار۔
[2] خوابیدہ : نوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
[3] خوار : ایک بار۔
[4] خواری : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔
[5] خواص : ایک بار [مرکّب]۔
[6] خوانا : ایک بار۔

خوانِ[1] گفتگو: یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ! کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی ص۱۰

خواہاں[2]: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نَفَسِ یک دیگر ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح ص۳۷

خواہانِ داد: ہم نے سوزِ غمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد! ص۳۸

خواہش[3]: خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیداد گر کو میں؟ ص۱۹۰

(۲) مَےِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی ص۲۰۲

(۳) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے ص۲۱۱

(۴) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے ص۲۴۹

خواہشِ آب: بے دلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل ص۵۳

خواہشیں: دیکھیے: خواہش[۸]۔

خواب[4]: (۱) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی ص۲۰۷

(۲) خوب تھا پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہے ص۲۴۰

(۳) تین تہوار اور ایسے خوب جمع ہرگز ہوئے نہ ہوں گے کہیں ص۲۸۰

دیکھیے ـــــــ: (۴)، (۵)، (۶)، (۷)، (۸) کیا خوب [پانچ بار]۔

خوب رُو: خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند ص۲۷۷

خواب رویوں: (۱) کثرتِ جور و ستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے ص۷۸

(۲) چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسدؔ آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے! ص۲۲۳

خوب وقت: مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے! خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس! ص۱۷۳

خوباں[5]: (۱) کریں خوباں جو سیرِ حُسنِ اسدؔ! یک پردہ نازک تر دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو ص۶۸

(۲) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر ص۱۲۸

---

۱ خوان : ایک بار۔

۲ خواہاں : دوبار[مرکّب: ایک بار]۔

۳ خواہش : چھے بار[مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔

خواہشیں : ایک بار۔

۴ خواب : نوبار[مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔

خوب رو : ایک بار۔

خوب رویوں : دوبار۔

۵ خوباں : تیس بار[مفرد: پانچ بار، مرکّب: پچیس بار]۔

(۳) سادہ پُرکار ہیں خوباں، غالبؔ! ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۴) ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے شعلۂ شمع پرافشانِ بہ خود لرزیدن ص۴۵۰

(۵) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ ۓ شکست بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے ص۴۵۴

دیکھیے ـــــــ: (۶) بزمِ خوباں۔ (۷) بیمِ طبعِ نازکِ خوباں۔ (۸) پنجۂ خوباں۔ (۹) چشمِ خوباں۔ (۱۰) حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں۔ (۱۱) حُسنِ خوباں۔ (۱۲) حُسنِ خوباں۔ (۱۳) حیرتِ آغوشِ خوباں۔ (۱۴) خیالِ شوخیِ خوباں۔ (۱۵) دلِ خوباں۔ (۱۶) زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں۔ (۱۷) شعلۂ آوازِ خوباں۔ (۱۸) شکوۂ خوباں۔ (۱۹) صبا خرامیِ خوباں۔ (۲۰) عشرتِ صحبتِ خوباں۔ (۲۱) عقدِ گردنِ خوباں۔ (۲۲) فروغِ رخِ افروختۂ خوباں۔ (۲۳) قامتِ خوباں۔ (۲۴) لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں۔ (۲۵) ناخنِ انگشتِ خوباں۔ (۲۶) نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں۔ (۲۷) نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں۔ (۲۸) نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں۔ (۲۹) یک مژگانِ خوباں۔

خوبانِ دل آزار: دہنِ شیریں جا بیٹھیے لیکن اے دل! نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس ص۱۷۳

خوبی[1]: توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھُلا
نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب تو کہے بُت خانۂ آزر کھُلا ص۱۳۹

خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں: کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں، غالبؔ! بدی کی اُس نے جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی ص۲۰۳

خوبیِ تسلیم ورضا: رنج طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی ص۳۱۰

خوبیِ تقدیر: دیکھیے: شایۂ خوبیِ تقدیر۔

خوبیِ ہوا: نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے طراوتِ چمن و خوبیِ ہوا کہیے ص۲۴۸

خود[2]: (۱) اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوئے باغ ہیں ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس ص۴۶

(۲) خوں در جگر نہفتہ، بہ زردی رسیدہ ہوں خود آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ ہوں ص۶۱

(۳) گرچہ از روئے ننگِ بے ہُنری ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار ص۱۲۵

(۴) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص۱۲۸

---

[1] خوبی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔ [2] خود : پینسٹھ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اٹھاون بار]۔

(۵) ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے ص۲۱۲

(۶) خود آسماں ہے مہاراوراجہ پر صدقے ص۲۷۸

(۷) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور ص۲۸۳

(۸) دُکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن سراسر عجز کر خانہ مانندِ کماں خالی ص۴۵۵

دیکھیے ــــــ: (۹)، (۱۰) بجائے خود [دوبار]۔ (۱۱) چشمِ خود۔

خودآرا: خودآرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا ص۲۱

(۲) غافل بہ وہمِ ناز خودآرا ہے ورنہ یہاں بے شانۂ صبا نہیں طُرّہ گیاہ کا ص۱۴۹

دیکھیے ــــــ: (۳) بتانِ خودآرا۔ (۴) حرزِ بازوے شگرفانِ خودآرا۔ (۵)، (۶) حُسنِ خودآرا [دوبار]۔

(۷) خودبین وخودآرا۔ (۸) عزمِ صفِ مژگانِ خودآرا۔

خودآرائی خود آرائی سے آئینہ، طلسمِ مومِ جادو تھا ص۲۲

(۲) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر ص۴۰

(۳) وھاں خودآرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال یہاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص۱۳۵

دیکھیے ــــــ: (۴) آئینہ صدرنگ خودآرائی۔ (۵) انجامِ خودآرائی۔ (۶) بیکاریِ خودآرائی۔ (۷) ترکِ خود آرائی۔ (۸) ذوقِ خودآرائی۔ (۹) رنجِ خودآرائی۔ (۱۰) سروبرگِ خودآرائی۔ (۱۱) نقشِ خودآرائی۔ (۱۲) ننگِ بے دماغانِ خودآرائی۔ (۱۳) وقتِ خودآرائی۔

خودآرایاں: کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خودآرایاں صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے ص۹۷

خودبیں: (۱) دہر جُز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں ص۱۳۳

(۲) دیکھیے: آزادہ وخودبیں۔

خودبیں وخودآرا: سچ کہتے ہو، خودبیں وخودآرا ہوں، نہ کیوں ہوں؟ بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے ص۲۴۹

خودبینی: (۱) بےخبرمت کہ ہمیں، بیداد! خودبینی سے پوچھ قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا ص۱۵

(۲) خوشا! خود بینی و تدبیر وغفلت نقد اندیشہ بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے ص۱۰۸

دیکھیے ــــــ: (۳) ذوقِ خودبینی۔ (۴) رنگ ریزی ہاے خودبینی۔ (۵) نازِ خودبینی۔ (۶) نازِ خودبینی۔ (۷)

نقشِ خود بینی۔

خود بینیِ حُسن: جوہر ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حُسن — جو نہ دیکھا تھا سُو آئینے میں پنہاں نکلا ص۱۳

خود پرستی: خود پرستی سے رہے باہمدگر ناآشنا — بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا ص۱۹

(۲) دیکھیے: پردۂ خود پرستی۔

خودداری: دیکھیے: (۱) دردِ سرِ خودداری۔ (۲) ذوقِ خودداری۔ (۳) زورقِ خودداری۔ (۴) یک عُمرِ خودداری۔

خودداریِ ساحل: حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ص۱۴۸

خودرائی: دیکھیے: دوشِ خودرائی۔

خود رستہ: کسو کو زِ خود رستہ کم دیکھتے ہیں — کہ آہو کو پابندِ رَم دیکھتے ہیں ص۵۶

خودرفتگاں: یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سر تاپا گداز — بہرِ از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث ص۳۴

خودرفتگی: دیکھیے: مشقِ از خودرفتگی۔

خودرفتگی ہائے حیرت: نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت — زِ خود رفتگی ہائے حیرت سلامت ص۳۲

خود رفتہ: دیکھیے: دلِ بیمارِ ازخودرفتہ۔

خودرفتۂ بیدائے خیال: ہوں زِ خود رفتۂ بیدائے خیال — بھول جانا ہے نشانی میری ص۲۳۱

خود رمیدہ: اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ — ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ ص۳۵۰

خودشناسی: دیکھیے: بجَیبِ خودشناسی۔

خودفروشی ہائے ہستی: خودفروشی ہائے ہستی بس کہ جائے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے ص۸۷

خودکامی: دیکھیے: شُست و شوئے نقشِ خود کامی۔

خودگزشتگی: از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے ص۷۶

خودگزشتنِ دل: زِ خود گزشتنِ دل، کاروانِ حیرت ہے — نگہ، غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی ص۱۱۰

خودنمائی: دیکھیے: سرگرمِ خودنمائی۔

خود بہ خود:[1] (۱) دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بہ خود پہنچے ہے گُل گوشۂ دستار کے پاس ص۷۳

---

[1] خود بہ خود : تین بار۔

(۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بہ خود مرے اندر کفن کے پانْو — ص۱۹۶

(۳) خود بہ خود کچھ ہم سے کنیانے لگا — اِس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا — ص۲۶۶

خُور[1]: خُور شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ! — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا — ص۱۲

(۲) حیرت سے ترے جلوے کی ازبس کہ ہیں بیکار — خور، قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص۴۶

(۳) جادہ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع — چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع — ص۱۷۴

دیکھیے۔۔۔۔۔۔:(۴) آئینۂ خُور۔(۵)،(۶)،(۷) پرتوِ خُور[تین بار]۔(۸)،(۹)،(۱۰) جلوۂ خُور[تین بار]۔(۱۱) چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خورنا دیدہ۔(۱۲) رنگِ پرتوِ خُور۔

خوٗراک[2]: پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق — جوں شمع آپ اپنی وہ خوٗراک ہوگئے — ص۱۲۴ [نسخۂ عرشی طبع ثانی]

خوردن[3]: (۱) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنّا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن — ص۴۵۰

(۲) دیکھیے: برہم خوردن۔

خوردہ: دیکھیے: (۱) آہوے رم خوردہ۔(۲) زنگار خوردہ۔(۳) عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

خُورّم[4]: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خورّم — ص۲۶۵

خوروخواب[5]: دیکھیے: سامانِ خوروخواب۔

خوش[6]: خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں — ص۵۵

(۲) خراجِ دِہِ ویراں یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے — ص۹۱

(۳) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں — یعنی سبقِ شوقِ مکرّر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

(۴) کیا رہوں غربت میں خوش جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھُلا — ص۱۶۱

(۵) اِن آبلوں سے پانْو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۶) خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پاے گل — ص۱۷۶

---

[1] خُور : بارہ بار[مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔
[2] خوٗراک : ایک بار۔
[3] خوردن : دو بار۔
خوردہ : تین بار۔
[4] خُورّم : ایک بار[مرکّب]۔
[5] خوروخواب: ایک بار[مرکّب]۔
[6] خوش : اُنتیس بار
[مفرد: سترہ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

(۷) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! — خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں — ص۱۸۲

(۸) سب، رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۹) دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یہاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں — ص۱۹۱

(۱۰) ہے بارے، اعتمادِ وفاداری اِس قدر — غالبؔ! ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہرباں ہے — ص۲۰۴

(۱۱) گر خامشی سے فائدہ اِخفاے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے — ص۲۰۵

(۱۲) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے — ہر غنچے کا گل ہونا آغوش کشائی ہے — ص۲۱۰

(۱۳) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھا دے مجھے — ص۲۳۵

(۱۴) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے — ۲۴۰

(۱۵) خوش ہوتے ہیں پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے — آئی شبِ ہجراں کی تمنّا مرے آگے — ص۲۴۹

(۱۶) خوش ہوا ے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا — باندھ شہ زادہ جواں بخت کے سر پر سہرا — ص۲۸۷

(۱۷) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی — تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اور سہی — ص۳۱۱

دیکھیے ——:(۱۸) خوے خوش۔(۱۹) یک خوابِ خوش۔(۲۰) شرمندۂ بوے خوشِ گُل رویاں۔

خوش اُفتادگی: خوش اُفتادگی کہ بہ صحراے انتظار — جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سُرمہ سا کروں — ص۵۵

خوش تر: (۱) اسدؔ! جمعیّتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر — دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے — ص۸۱

(۲) دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص۱۱۴

(۳) درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے — ص۲۱۱

خوش خطاں: دیکھیے: انتظارِ خوش خطاں۔

خوش گفتار: دیکھیے: شاعرِ نغز گوے خوش گفتار۔

خوش نما: ہوئے مشقِ جرأتِ ناز رہ و رسمِ طرحِ آداب — خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی — ص۱۰

خوش نوایانِ چمن: حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ہے — چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمائش ہے — ص۲۴۴

خوش و ناخوش: گزری نہ بہ ہر حال یہ مدت خوش و ناخوش — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اور — ص۱۷۱

خوشا[1]:	خوشا وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو	جنونِ یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے	ص ۷۵
	(۲) خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ	بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے	ص ۱۰۸
	(۳) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں	برانگشت حسابِ اشک ناخن نعلِ واژگوں ہے	ص ۱۱۱
	(۴) خوشا! مستی کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل ہے	نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے	ص ۱۱۵
	(۵) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل	رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا! موجِ شراب	ص ۱۶۳
	(۶) وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا! طالعِ شوق	مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں	ص ۱۸۵
	(۷) خوشا! اقبالِ رنجوری عیادت کو تم آئے ہو	فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے	ص ۲۱۲
	(۸) شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا! لذّتِ فراغ	تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی	ص ۲۳۳
	(۹) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بجھے جوں شعلۂ خامش	کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا	ص ۴۴۵
	(۱۰) فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں	خوشا اے غفلت آگاہاں! نَفَس دُزدیدن و مُردن	ص ۴۴۹
	(۱۱) خوشا! طوطیِ و کنجِ آشیانہ	نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ	ص ۴۵۱
خوشامد[2] طلبوں:	ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے	تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے	ص ۲۰۱
خوشنودیِ[3] احباب:	خوشنودیِ احباب کا طالب غالبؔ		ص ۲۹۴
خوشہ[4]:	نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں	چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا	ص ۲۸
خوشی[5]:	(۱) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان، جھوٹ جانا	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا	ص ۱۵۹
	(۲) خوشی کیا! کھیت پر میرے اگر سَو بار ابر آوے	سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق، خرمن کو	ص ۱۹۸
	(۳) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانْو پھول گئے	کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانْو داب تو دے	ص ۲۲۳
	(۴) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ!	شاہِ دیں دار نے شفا پائی	ص ۲۵۱
	(۵) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے	پییں بادۂ ناب اور آم کھائیں	ص ۲۶۴
	(۶) جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے	گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیوں کر سہرا!	ص ۲۸۷

---

۱ خوشا : گیارہ بار۔
۲ خوشامد : ایک بار [مرکّب]۔
۳ خوشنودی : ایک بار [مرکّب]۔
۴ خوشہ : ایک بار۔
۵ خوشی : آٹھ بار۔

(۷) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر — کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا — ص۲۸۸

(۸) خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا — ہماری زندگی کیا اور ہم کیا — ص۲۹۳

خوف[۱]: لوں وام بختِ خُفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے — غالبؔ! یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں — ص۱۷۷

خوفِ بدآموزیِ عدو: یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے — وگرنہ خوفِ بدآموزیِ عدو کیا ہے — ص۲۳۱

خوفِ رقیب: میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے — ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں — ص۱۸۹

خوفِ عظیم: دیکھیے: رابطۂ خوفِ عظیم۔

خوفِ گم راہی: مجھے راہِ سخن میں خوفِ گم راہی نہیں غالبؔ! — عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا — ص۱۸

خوگر[۲]: رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج — مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں — ص۱۹۲

خوں[۳]: (۱) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم! — خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں — ص۷

(۲) خوں ہوا جوشِ تمنّائے دوعالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں — ص۷

(۳) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے — زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کُشا پایا — ص۱۳

(۴) خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا — خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا — ص۲۱

(۵) بہ تمنّا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار — دیدہ گو خوں ہو تماشائے چمن مطلب تھا — ص۲۴

(۶) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت — ص۳۲

(۷) درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۸) اے ادافہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں — ہے بہ صحرائے تحیّر چشمِ قربانی جرس — ص۳۵

(۹) عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال

(۱۰) خوں در جگر نہفتہ، بہ زردی رسیدہ ہوں — خود آشیانِ طائرِ رنگِ بریدہ ہوں — ص۶۱

(۱۱) دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں — خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ — ص۷۱

(۱۲) بعد از وداعِ یار بہ خوں در تپیدہ ہیں — نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے — ص۸۰

(۱۳) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا سوائے آئیں ہے — نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے — ص۸۹

---

۱ خوف : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

۲ خوگر : ایک بار۔

۳ خوں : ایک سو سینتالیس بار [مفرد: چھبّیس بار، مرکّب: ایک سو اکیس بار]۔

(۱۴) سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

(۱۵) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو — جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی — ص۹۲

(۱۶) وحشت نہ کھینچ قاتل، حیرت نفَس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے! — ص۹۳

(۱۷) پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوق پرافشانی! — ص۱۰۹

(۱۸) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا — ص۱۴۳

(۱۹) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص۱۴۶

(۲۰) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں جیسے خوں رگ میں، نہاں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۲۱) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص۱۶۶

(۲۲) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہ پرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب — ص۱۶۳

(۲۳) سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل — ص۱۷۶

(۲۴) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲۵) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲۶) دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۲۷) عُمر ہرچند کہ ہے برق خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص۲۲۱

(۲۸) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ — رہنے دے مجھے یہاں کہ ابھی کام بہت ہے — ص۲۴۵

(۲) ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص۲۴۹

(۳۰) اگر آرزو ہے راحت، تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کام رانی — ص۱۰

(۳۱) دیدہ خوں بار ہے مدت سے، و لے آج ندیم — دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے — ص۳۱۲

(۳۲) خالِ سیاہِ رنگیں رخاں سے — ہے داغِ لالہ در خوں تپیدہ — ص۴۵۰

(۳۳) ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں بہار — گلشن کو رنگِ گل سے ہے در خوں تپیدگی — ص۴۵۴

(۳۴) دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک — ص۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۳۵) اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل۔ (۳۶) اندازِ چکیدن ہائے خوں۔ (۳۷) پرِ پروازِ رنگ

رفتۂ خوں۔(۳۸) دیدۂ پُرخوں۔(۳۹)،(۴۰) تشنۂ خوں۔(۴۱)،(۴۲)،(۴۳) جوے خوں [تین بار]۔ (۴۴) دجلۂ خوں۔(۴۵) ساحلِ دریاے خوں۔(۴۶) سینۂ پُرخوں۔(۴۷) فرقِ خوں۔(۴۸) غریقِ بحرِ خوں۔(۴۹) قطرۂ خوں۔(۵۰) قلزمِ خوں۔(۵۱) مانندِ خوں۔(۵۲)،(۵۳) موجِ خوں [دوبار]۔ (۵۴)،(۵۵) موجۂ خوں [دوبار]۔(۵۶) ہجومِ ریزشِ خوں۔(۵۷)،(۵۸) ہر قطرہ خوں [دوبار]۔(۵۹) ہر یک قطرہ خوں۔(۶۰) یک قطرہ خوں۔(۶۱)،(۶۲)،(۶۳) یک قطرۂ خوں [تین بار]۔(۶۴) یک مُشتِ خوں۔

خونِ آدینہ: عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید، رسا — خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا — ص۲۱

خوں آشام: دیکھیے: تیغِ خوں آشام۔

خونِ اظہار: ناز پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، ولے — پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار — ص۶

خوں بار: (۱) دیکھیے: خون [۳۱]۔

(۲) دست گاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں۔ (۳) دیدۂ خوں بار۔

خوں باری: دیکھیے: جوشِ خوں باری۔

خونِ آدینہ: دیکھیے: (۱) روانی ہاے موجِ خونِ بسمل۔(۲) قطرہ ہاے خونِ بسمل۔

خونِ بے گنہ: نہ مارا جان کر بے جرم، قاتل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص۱۴۶

خونِ تماشا: دیکھیے: تشنۂ خونِ تماشا۔

خونِ جگر: (۱) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ! التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے — ص۷۶

(۲) غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص۱۳۵

(۳) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب — خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا — ص۱۵۴

(۴) ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے رُوتا — ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور — ص۱۷۰

(۵) عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک! — ص۱۷۵

(۶) مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سواے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

دیکھیے ــــــ: (۷) پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر۔(۸) قطرۂ خونِ جگر۔(۹) نقشۂ خونِ جگر۔

خوں چکاں:	خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں	سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خوں ریز ہے	ص۸۵
	(۲) دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلا دوں	اُنگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا	ص۱۵۹
	(۳) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم	دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں	ص۱۸۸
	(۴) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر	کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو	ص۱۹۸
	(۵) دیکھیے: حکایاتِ خوں چکاں۔		
خوں چکاں کفن:	اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں	پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی	ص۲۴۳
خوں چکانی:	زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے	چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا	ص۳۰
خونِ خزاں:	لنگرِ عیش پہ سرشارِ تماشائے دوام	کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار	ص۷
خونِ خلق:	ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق	لرزے ہے موجِ مَے تری رفتار دیکھ کر	ص۱۶۹
خونِ دل:	(۱) کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں	جو کہ کھایا خونِ دل، بے منّتِ کیموس تھا	ص۱۵۴
	(۲) پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بہ خونِ دل	سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے	ص۲۲۵
	(۳) چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ		ص۳۹
	(۴) بے خونِ دل ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار	یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سُراغ کا	ص۱۵۰
خونِ دل و دیدہ:	دیکھیے: تشنۂ خونِ دل و دیدہ۔		
خونِ دو عالم:	(۱) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا	کہ: مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر	ص۱۶۸
	(۲) دیکھیے: تشنۂ خونِ دو عالم۔		
خونِ دو عالم ہستی:	موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی	ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار	ص۵
خوں ریز:	(۱) دیکھیے: خلشِ غمزۂ خوں ریز۔ (۲) نشترِ خوں ریز۔		
خوں ریزی:	(۱) دیکھیے: سامانِ خوں ریزی۔ (۲) طوفان طرازِ شوقِ خوں ریزی۔		
خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار:	دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار	آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے	ص۲۱۸
خونِ صد برق:	جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی	خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار	ص۵
خونِ صوفی:	اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ!	مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال	ص۵۲

خونِ فسردہ: دیکھیے: قطرۂ خونِ فسردہ۔

خوں فشاں: (۱) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے — ص۱۱۲

دیکھیے ــــــ: (۲) چشمِ خوں فشاں۔ (۳) مژگانِ خوں فشاں۔ (۴) مژۂ خوں فشاں۔

خونِ کبوتر: ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار — قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج — ص۴۵۷

خونِ کُشتگاں: (۱) بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دست وخونِ کُشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹

(۲) بہارِ حیرتِ نظّارہ سخت جانی ہے — حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے — ص۱۱۲

خونِ گرم: مری تعمیر میں مُضمر ہے اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرم دہقاں کا — ص۱۵۶

خونِ گرمِ دہقاں: کارگاہِ ہستی میں لالہ، داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے — ص۲۱۷

خوں گشتہ: (۱) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص۱۵۷

(۲) دیکھیے: دلِ خوں گشتہ۔

خونِ گشتۂ رشکِ وفا: ز بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا — چُرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا — ص۱۷

خونِ گل: دیکھیے: بہارِ رنگِ خونِ گل۔

خونِ ناب: جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو — یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا — ص۱۴۵

خونِ نگہ: کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موے دماغ — کہ ہوا خونِ نگہ شوق میں نقشِ تمکیں — ص۸

خونِ وفا: (۱) شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟ — آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا — ص۱۳

(۲) دیکھیے: ریزشِ خونِ وفا۔

خونِ ہُدہُد: سر خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا — خونِ ہُدہُد سے لکھا نقشِ گرفتاروں کا — ص۲۸

خوناب[۱]: ہر بُنِ مُو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۶۲

خونابہ: ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا — دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا — ص۱۴۵

خونابہ فشاں: دیکھیے: دیدۂ خونابہ فشاں۔

خونابہ فشانی: خلشِ غمزۂ خوں ریز نہ پوچھ — دیکھ خونابہ فشانی میری — ص۲۳۰

---

[۱] خوناب : ایک بار۔ خونابہ : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

خونابہ مشرب: دیکھیے: عشقِ خونابہ مشرب۔

خونابۂ ہلاہلِ حسرت: ہے جُنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار | خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں ص۶۱

خوںبہا[1]: (۱) اگر آرزو رسا ہو، پےِ دردِ دل دوا ہو | وہ اجل کہ خوںبہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی ص۱۰

(۲) اے آرزو شہیدِ وفا! خوںبہا نہ مانگ | جُز بہر دست و بازوے قاتل دُعا نہ مانگ ص۵۰

(۳) ریگِ رواں و ہر تپش درسِ تسلیِ شعاع | آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوںبہا سمجھ ص۷۲

(۴) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" | ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سُبحہ کو خوںبہا سمجھ ص۷۳

(۵) برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے | مینا شکستگاں کو کُہسار خوںبہا ہے ص۹۴

(۶) اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں | میں بھی ہوں شمعِ کشتہ گر داغ خوںبہا ہے ص۹۴

(۷) محابا کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ | شہیدانِ نگہ کا خوںبہا کیا! ص۱۵۷

(۸) رہے نہ جان تو قاتل کو خوںبہا دیجے | کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے ص۲۴۸

خوںبہاے دیدن ہا: حیرتِ تپیدن ہا خوںبہاے دیدن ہا | رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے ص۸۸

خوںبہاے یک جہاں اُمید: شکوہ و درد و درد و داغ، اے بے وفا معذور رکھ! | خوںبہاے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال ص۵۲

خوںیں[2]: دیکھیے: فشارِ دلِ خوںیں۔

خوںیں جگر: دیکھیے: دلِ خوںیں جگر۔

خوںیں نفس: دیکھیے: دلِ خوںیں نفس۔

خوںیں نگاہانِ جنوں: دیکھیے: دیدۂ خوںیں نگاہانِ جنوں۔

خوںیں نوا: بھرا ہے غالبؔ دل خستہ کے کلام میں درد | غلط نہیں ہے کہ خوںیں نوا کہیں اُس کو ص۲۸۶

خوںیں نواے گل: دیکھیے: نالۂ لبِ خوںیں نواے گل۔

خوںیں ورق: نالہ، خوںیں ورق و دل، گلِ مضمونِ شفق | چمن آراے نَفَس وحشتِ تنہائی ہے ص۱۰۴

خویش[3]: (۱) شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن | ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص۸۶

(۲) رامشگرِ اربابِ فنا نالۂ زنجیر | عیشِ ابد از خویش بُروں تاختنی ہے ص۱۱۱

---

[1] خوںبہا : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] خوںیں : سات بار [مرکّب]۔

[3] خویش : دو بار [مرکّب]۔

خوۓ شرمِ سردبازاری[1]: خوۓ شرمِ سردبازاری ہے سیلِ خانماں — اسدؔ! نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو — ص۶۹

خیاباں خیاباں ارم[2]: جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں — خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

خیال[3]:

(۱) اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہواے کام رانی — ص۱۰

(۲) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے — ص۹۹

(۳) کس کا خیال آئینۂ انتظار تھا — ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا — ص۱۷

(۴) تا کجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال! — دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا — ص۲۰

(۵) نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا — تکلّف کو خیال آیا ہو گر بیمار پُرسی کا — ص۲۶

(۶) دہانِ رنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ — کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا — ص۳۰

(۷) فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز — ص۴۳

(۸) شکوہ دردودردوداغ، اے بے وفا! معذور رکھ — خوں بہاے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال — ص۵۲

(۹) ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلّیِ شعاع — آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوں بہا سمجھ — ص۷۲

(۱۰) تکلّف برطرف، فرہاد اور اتنی سبک دستی — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی — ص۷۷

(۱۱) اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال — یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۱۲) پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال — پھر مہ و خرشید کا دفتر کھلا — ص۱۴۰

(۱۳) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا — ص۱۴۳

(۱۴) وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا — ص۱۴۵

(۱۵) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا — ص۱۵۱

(۱۶) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال — دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا — ص۱۵۲

(۱۷) گو میں رہا رہینِ ستم ہاے روزگار — لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا — ص۱۵۳

(۱۸) احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے — زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا — ص۱۵۵

---

[1] خوۓ : ایک بار[مرکّب]۔

[2] خیاباں : ایک بار[مرکّب]۔

[3] خیال : چھیاسٹھ بار [مفرد: اکتیس بار، مرکّب: پینتیس بار]۔

خیال آباد : دوبار[مرکّب]۔

خیالی : ایک بار[مرکّب]۔

(۱۹) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال　ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا　ص۱۵۶

(۲۰) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال　خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھُلا　ص۱۶۱

(۲۱) ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے　بہ جلوہ ریزیِ بادو بہ پرفشانیِ شمع　ص۱۷۴

(۲۲) غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو　جس کا خیال، ہے گُلِ جَیبِ قبائے گل　ص۱۷۶

(۲۳) ہَے ہَے! خدا نخواستہ وہ اور دشمنی!　اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے!　ص۲۰۵

(۲۴) گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال　موج، مُحیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں　ص۱۷۸

(۲۵ کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟　دشمنی اپنی تھی، میری دوست داری، ہائے ہائے!　ص۲۰۴

(۲۶) جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال　دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے　ص۲۱۱

(۲۷) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال　صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے　ص۲۲۶

(۲۸) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں　غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے　ص۲۳۰

(۲۹) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن　دل کے خوش رکھنے کو، غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے　ص۲۴۰

(۳۰) تمھیں نہیں ہے سرِرشتۂ وفا کا خیال　ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے مگر ہے کیا؟ کہیے　ص۲۴۷

(۳۱) دنداں کا خیال چشمِ تر! کر　ہر دانۂ اشک کو گُہر کر　ص۲۴۸

دیکھیے——:(۳۲)،(۳۳) آئینۂ خیال [دوبار]۔(۳۴) انتظار آوارۂ دشتِ خیال۔(۳۵)،(۳۶) بزمِ خیال [دوبار]۔(۳۷)،(۳۸) جلوۂ خیال [دوبار]۔(۳۹) ذوقِ خیال۔(۴۰) جوہر افشانیِ نیرنگِ خیال۔(۴۱) جَیبِ خیال۔(۴۲)،(۴۳) چراغانِ خیال [دوبار]۔(۴۴) چربِ پہلوے خیال۔(۴۵) حلقۂ دامِ خیال۔(۴۶) حیرت کدۂ نقشِ خیال۔(۴۷) رعنائیِ خیال۔(۴۸) رہِ وادیِ خیال۔(۴۹) خود رفتۂ بیدائے خیال۔(۵۰) زلفِ خیال۔(۵۱) سادگیِ یک خیال۔(۵۲) سودائیِ خیال۔(۵۳) سیلابِ یک موجِ خیال۔(۵۴) شامِ آں سوے خیال۔(۵۵) شکستِ سازِ خیال۔(۵۶) گزر گاہِ خیال۔(۵۷) گلزارِ خیال۔(۵۸) گنجفہ بازِ خیال۔(۵۹) مجموعۂ خیال۔(۶۰) محشرِ خیال۔(۶۱) محشرِ خیال۔(۶۲) مُرغِ خیال۔(۶۳) نشتر زارِ سودائے خیال۔(۶۴) نظارہ و خیال۔(۶۵) نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال۔

خیال آباد:　دیکھیے: شمعِ خیال آباد۔

خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست:　در خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست　صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے　ص۳۸

خیالِ انتفاع:　چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے　عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع　ص۴۸

خیالِ بسا بلند: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ قد سے عصا بلند! ص۳۸

خیالِ بے وفائی: بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی ص۹

خیالِ تنگ دل: رشتۂ فہمیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کو تہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل ص۵۳

خیالِ جلوۂ جانانہ: دیکھیے: گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ۔

خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں: دیکھیے: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں۔

خیالِ جلوۂ گل: خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں ص۱۸۴

خیالِ حُسن: ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خُلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھُلا ص۱۶۱

خیالِ خام: (۱) کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے — پُختگی ہائے تصوّر یہاں خیالِ خام ہے ص۱۰۱

(۲) چاہا تھا میں نے تم کو مہِ چاردہ کہوں — دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیالِ خام ص۲۸۲

خیالِ خانہ ویراں: یک درِ بر روے رحمت بستہ دَورِ شش جہت — ناامیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے! ص۱۰۱

خیالِ دوُد: خیالِ دوُد تھا سر جوشِ سوداے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار، آتش ص۴۷

خیالِ زخم: مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے — پُرگُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص۱۳۹

خیالِ زلف: دیکھیے: (۱) سوداے خیالِ زلف۔ (۲) شامِ خیالِ زلف۔

خیالِ زلف و رُخِ دوست: نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ! — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا ص۳۰

خیالِ سادگی ہاے تصوّر: خیالِ سادگی ہاے تصوّرنقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں ص۶۴

خیالِ ساقی: دیکھیے: نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی۔

خیالِ شربتِ عیسیٰ: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترجبینی ہے — اسدؔ! ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا ص۴۴۴

خیالِ شوخیِ خوباں: پریشانی سے، مغز سر ہوا ہے پنبۂ بالش — خیالِ شوخیِ خوبیں کو راحت آفریں پایا ص۲۲

خیالِ طرّۂ لیلا: عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بہ سر — کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی ص۲۱۵

خیالِ عارضِ یار: اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — یہ شامِ غم آپ پر سحر کر ص۴۴۸

خیالِ عندلیب: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ص۳۲

خیالِ قدِ یار: دیکھیے: عکسِ خیالِ قدِ یار۔

خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل: نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے ص۷۷

خیالِ مرگ: خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے — مرے دامِ تمنّا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی ص۲۰۲

خیالِ مے و ساغر: دیکھیے: گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر۔

خیالِ وصال: دل و جگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — ولے ہنوز خیالِ وصال، خام رہا ص۳۰

خیالِ وصل:	اے خیالِ وصل! نادر ہے مۓ آشامی تری	پُختگی ہاے کبابِ دل ہوئی خامی تری	ص۹۳
خیالِ یار:	دیکھیے: (۱) پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔ (۲) دامانِ خیالِ یار۔		
خیالی:	دیکھیے: اصنامِ خیالی۔		
خیام[۱]:	تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں	استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام	ص۲۸۲
خیر[۲]:	(۱) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے!	رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا	ص۲۸
	(۲) یوسف اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی!	گر بگڑ بیٹھے تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا	ص۱۵۸
(۳)	معلوم ہوا کہ خیر، ٹھینگا باجا		ص۲۹۳
(۴)	بن گیا سُبحہ وہ زُنّار، خدا خیر کرے!	وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے	ص۳۱۲
خیرباد[۳]:	جو آؤں سامنے اُن کے تو "مرحبا" نہ کہیں	جو جاؤں وھاں سے کہیں کو تو "خیر باد" نہیں	ص۱۹۲
خیرخواہِ[۴] جلوہ:	عدم، ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی	خرامِ ناز، برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا	ص۱۲
خیرخواہِ جناب:	پیش گاہِ حضور: شوکت و جاہ	خیر خواہِ جناب: دولت و دیں	ص۲۸۰
خیرخواہِ دید:	خیرخواہِ دید ہوں از بہرِ دفعِ چشم زخم	کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی	۹۱
خیرات[۵] خوارِ محض:	بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ!	خیرات خوارِ محض ہوں نوکر نہیں ہوں میں	ص۲۹۸
خیرہ سر[۶]:	دیکھیے: منشیِ خیرہ سر۔		
خیرہ سری:	دیکھیے: جوشِ خیرہ سری۔		
خَیلِ[۷] مُور:	(۱) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی	ہوا ہے جوہرِ آئینہ خَیلِ مور خرمن میں	ص۵۸
	(۲) دیکھیے: زیرِ پاے خَیلِ مور۔		
خَیل و سپہ:	حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے، جب ہو موجود	ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کُوس و علم	ص۲۶۵
خیمہ[۸]:	کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے!	مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی؟	ص۲۰۷
خیمۂ شبّیر:	یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے	کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟	ص۲۸۴
خیمۂ لیلیٰ:	خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب	جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے	ص۸۹

---

۱ خیام : ایک بار۔
۲ خیر : چار بار۔
۳ خیرباد : ایک بار۔
۴ خیرخواہ : تین بار [مرکّب]۔
۵ خیرات : ایک بار [مرکّب]۔
۶ خیرہ سر : ایک بار [مرکّب]۔
خیرہ سری : ایک بار [مرکّب]۔
۷ خَیل : تین بار [مرکّب]۔
۸ خیمہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

و

داد[1]: داد از دستِ جفائے صدمۂ ضربُ المثل — گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے — ص۸۸

(۲) ظلم ہے گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے گر کرو نہ مجھ کو پیار — ص۱۲۶

(۳) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! — تیر بھی سینۂ بسمل سے پَر افشاں نکلا — ص۱۴۴

(۴) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک — ص۱۷۵

(۵) دل لگا کر، لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا — بارے، اپنی بیکسی کی ہم نے پائی داد یھاں — ص۱۷۹

(۶) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی — روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں — ص۱۸۸

(۷) کبھی تو اِس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے — کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے — ص۲۱۳

(۸) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟ — رشک آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے — ص۲۱۴

(۹) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے — ص۲۱۹

(۱۰) دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی — ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے — ص۲۱۹

(۱۱) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا — کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے — ص۲۲۷

(۱۲) ہوئی جن سے توقّع خستگی کی داد پانے کی — وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے — ص۲۵۰

(۱۳) جو وھاں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ہے حضور کو — دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام — ص۲۸۳

(۱۴) ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد! — مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۱۵) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عُمر — نہ ملے داد مگر رُوزِ جزا ہے تو سہی — ص۳۱۱

---

[1] داد : تئیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

دیکھیے ———: (۱۶) خواہانِ داد۔ (۱۷) دولت ودین ودانش وداد۔ (۱۸) شیوعِ دانش وداد۔

دادخواہ: جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ! پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا ص۱۳۹

دادخواہِ تپش: داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی بر لب کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا ص۲۸

دادخواہی: دیکھیے: (۱) مضمون دادخواہی۔ (۲) نشانِ دادخواہی۔

دادِ دیوانگیِ دل: دادِ دیوانگیِ دل کہ ترا مدحت گر ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں ص۹

دادن[1]: دیکھیے ———: (۱) شب درمیاں دادن۔ (۲) کوچہ دادن۔ (۳) کوچہ دادنِ موج۔

دادوستد[2]: تم کون سے تھے ایسے کھرے دادوستد کے کرتا ملکُ الموت تقاضا کوئی دن اَور ص۱۷۱

دادہ[3]: دیکھیے ———: (۱) جاں دادہ۔ (۲) خرمن بہ باددادۂ دعویٰ۔ (۳) خنجرِ زہراب دادہ۔ (۴) دل از کف دادۂ غفلت۔ (۵) زہراب دادہ۔ (۶) زہراب دادہ پیکاں۔ (۷)، (۸) سرشکِ سر بہ صحرادادہ [دوبار]۔ (۹) عرضِ صحرادادہ۔ (۱۰) عشقِ داغ بیروں دادہ۔ (۱۱) قتلِ عاشقِ دل دادہ۔ (۱۲) متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ۔ (۱۳) ہزار تیغ بہ زہراب دادہ۔

داد[4] ودیدِ گراں مایہ: وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے ہمدم! وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے ص۳۱۲

دارا[5]: پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا ص۱۳۹

داراب[6]: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ! فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو ص۱۹۹

دار[7] ورَسَن: قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے جہاں ہم ہیں، وہاں دارورسن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

داڑھی[8]: دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی غمِ گیتی سے مرا سینہ: عُمَر کی زنبیل ص۱۲۴

داستاں[9]: رزم کی داستاں اگر سُنیے ہے زباں میری تیغ جوہر دار ص۱۲۶

داستانِ شوق: وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۴

داستانِ شہِ دکن: ورزشِ قصّۂ کہن کب تک؟ داستانِ شہِ دکن کب تک؟ ص۲۶۷

داغ[10]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سُنبل زار ص۳

---

[1] دادن : تین بار [مرکّب]۔
[2] دادوستد : ایک بار۔
[3] دادہ : تیرہ بار [مرکّب]۔
[4] دادودید : ایک بار [مرکّب]۔
[5] دارا : ایک بار۔
[6] داراب : ایک بار۔
[7] دار : ایک بار [مرکّب]۔
[8] داڑھی : ایک بار۔
[9] داستان : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
[10] داغ : ایک سو اکیس بار [مفرد: چھتّیس بار، مرکّب: پچاسی بار]۔
داغوں : ایک بار۔
داغ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۲) ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ
داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا ص ۱۶
[بہ طورِ ردیف سات بار، ص ۴۸]

(۳)،(۴) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ
دیتا ہے اَور، جوں گل و شبنم، بہار داغ

(۵) جوں چشمِ باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل
رکھتا ہے داغِ تازہ کا یھاں انتظار داغ

(۶) بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں
دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ

(۷) جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے
یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ

(۸) ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے ستارگاں
دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ

(۹) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں اسدؔ!
دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ

(۱۰) شکوہ دردو درد داغ، اے بے وفا! معذور رکھ
خوںبہاے یک جہاں امید ہے تیرا خیال ص ۵۲

(۱۱) پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت
ہیں داغ سے معمور شقائق کی کُلاہیں ص ۵۹

(۱۲) طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں
یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں ص ۶۰

(۱۳) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود
رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ص ۶۳

(۱۴) بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو
جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص ۶۷

(۱۵) تاچند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے
اب چار سوے عشق سے دُکاں اُٹھائیے ص ۷۳

(۱۶) ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال
داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ص ۸۶

(۱۷) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم
مثلِ دوُدِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے ص ۸۹

(۱۸) پَر افشاں ہو گئے شعلے ہزاروں
رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے ص ۹۱

(۱۹) اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں
میں بھی ہوں شمعِ کُشتہ گر داغ خوںبہا ہے ص ۹۴

(۲۰) ذرّہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض؟
ہر بیاباں یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے ص ۹۵

(۲۱) ہے جلوۂ خیال سویداے مردمک
جوں داغ، شعلہ سر خطِ آغاز ہے مجھے ص ۹۷

(۲۲) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ
چوں پرِ طاؤس یکسر داغ مشک اندودہ ہے ص ۱۰۳

(۲۳) ہے ریا کا رتبہ بالاتر تصوّر کردنی
تیرگی سے داغ کہ مہ سیمِ مس اندودہ ہے

(۲۴) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے　　ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے　ص۱۰۷

(۲۵) لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار　　ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے　ص۱۰۸

(۲۶) بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز　　کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے؟　ص۱۱۳

(۲۷)،(۲۸) واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ　　زخم لیکن داغ سے بہتر کھلا　ص۱۴۰

(۲۹) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست　　ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دوُد تھا　ص۱۴۳

(۳۰) یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا　　یھاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا　ص۱۴۹

(۳۱) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا　　خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا　ص۱۶۲

(۳۲) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا　　کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے　ص۲۰۳

(۳۳) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے　　جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے　ص۲۱۰

(۳۴) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے　　داغ پشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے　ص۲۱۷

(۳۵) اِس طرح کے وصال سے یارب!　　کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا!　ص۲۶۰

(۳۶) اور داغ آپ کی غلامی کا　　خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں　ص۲۸۱

دیکھیے ـــــــ: (۳۷) بے داغ۔ (۳۸) چشمِ داغ۔ (۳۹) حیرت کدۂ داغ۔ (۴۰) ریزشِ نقشِ داغ۔
(۴۱) طاعت گاہِ داغ۔

داغِ آرزوے بوسہ: مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے　　کہ داغِ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا　ص۲۴

داغِ اطفال: داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز　　خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز　ص۴۳

داغِ انتظار: دیکھیے: یک دلِ داغ انتظار۔

داغِ انجام: دیکھیے: حیرتِ داغ انجام۔

داغِ بدگمانیِ شمع: جلے ہے، دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو　　نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع　ص۱۲۴

داغِ براگندہ: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب　　لالہ ہا داغ براگندہ و گل ہاے خار　ص۳

داغِ بے اثری: ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغ بے اثری　　اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ سیہ روزی　ص۱۰۰

داغِ بیروں دادہ: دیکھیے: عشقِ داغ بیروں دادہ۔

داغِ پلنگ: (۱) سبز ہے جامِ زمرّد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار — ص۱۳۲

(۲) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی — ہوا جامِ زمرّد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر — ص۱۶۸

(۳) دیکھیے: ساغرکشِ داغِ پلنگ۔

داغِ تازہ: (۱) جوں چشم باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل — رکھتا ہے داغِ تازہ کا یھاں انتظار داغ — ص۴۸

(۲) ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغ انتظار ہے — عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ — ص۷۰

(۳) چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام — ران پر داغِ تازہ دے کے وہیں — ص۲۸۱

(۴) دیکھیے: گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔

داغِ تمنّا: (۱) آتشِ موے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک — ورنہ ہم کس کے ہیں، اے داغِ تمنّا! آشنا — ص۱۹

(۲) ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرواز — اے داغِ تمنّا! سپر اندا ختنی ہے — ص۱۱۱

دیکھیے ــــــ: (۳) سوزِ آتشِ داغِ تمنّا۔ (۴) سوزشِ داغِ تمنّا۔ (۵) نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا۔

داغِ تمنّائے نشاط: لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنّائے نشاط — تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا — ص۱۵۰

داغِ جاں گداز: ستّر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز — جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام — ص۲۸۲

داغِ جُرات: نارکھینچا ہے، سراپا داغِ جُرات ہوں اسدؔ! — کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی؟ — ص۹۱

داغِ جگر: (۱) دیا داغِ جگر کو آہ نے سامان شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش — ص۴۷

(۲) بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم — ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو — ص۶۷

(۳) صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے — ص۸۱

(۴) حیرتِ آئنہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے — ص۸۸

(۵) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص۱۳۲

(۶) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل — آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا — ص۱۵۳

داغِ حسرتِ دل: آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد — مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ — ص۱۷۶

داغِ حسرتِ نَفَسِ ناکشیدہ: بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید — یک داغِ حسرتِ نفَسِ ناکشیدہ کھینچ — ص۳۶

داغِ حسرتِ ہستی: جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے — ہوں شمعِ کُشتہ، درخورِ محفل نہیں رہا — ص۱۵۳

داغِ حیرت: آئینہ داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر ص۴۱

داغِ حیرت انشائی: دیکھیے: نیرنگِ داغِ حیرت انشائی۔

داغِ دل: (۱) چارسوئے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے ص۱۱۴

(۲) بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم کہ داغِ دل بہ جبینِ کُشادہ رکھتے ہیں ص۶۰

(۳) سُراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

(۴) داغِ دل گر نظر نہیں آتا بو بھی اے چارہ گر نہیں آتی؟ ص۲۳۸

دیکھیے——:(۵) نقدِ داغِ دل۔(۶) ہر داغِ دل۔

داغِ دلِ بیدرد: شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

داغِ دلِ سیہ دلاں: مفتِ صفائے طبع ہے جلوۂ نازِ سوختن داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے ص۱۱۵

داغِ ربطِ ہم: داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ گر گل ہو شہید لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

داغِ ساماں: کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے ص۲۱۷

داغِ سایۂ بالِ ہما: وہ بے دماغِ منتِ اقبال ہوں کہ میں وحشت بہ داغِ سایۂ بالِ ہما کروں ص۵۶

داغِ سوادِ ختن: یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز ص۴۲

داغِ شراب: (۱) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص۶۲

(۲) بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوئے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص۳۱

داغِ شرابِ پرتگالی: ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے نشانِ خالِ رُخ داغِ شرابِ پرتگالی ہے ص۷۹

داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ: نشۂ مَے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے ص۷۹

داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ: نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

داغِ شوخیِ مطلب: ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

داغِ طرب: بزم، داغِ طرب و باغ، کشادِ پرِ رنگ شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند ص۳۹

داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا: مسی آلودہ سر انگشتِ حسیناں لکھیے داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی]

داغِ طعنِ بدعہدی: نہ جانوں کیونکے مٹے داغِ طعنِ بدعہدی — تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے — ص۲۱۴

داغِ عشق: فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر — ہے داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز — ص۱۷۱

داغِ عیوبِ برہنگی: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص۱۴۳

داغِ غلامی: ہے نقشِ مُریدی ترا: فرمانِ الٰہی — ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت — ص۱۲۷

داغِ غمِ عشق: دیکھیے: نشاطِ داغِ غمِ عشق۔

داغِ فراقِ صحبتِ شب: داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی — اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے — ص۲۳۰

داغِ کہن: دیکھیے: گُل فروشِ شوخیِ داغِ کہن۔

داغِ گرمیِ افسانہ: فرطِ بےخوابی سے، ہیں شب ہائے ہجرِ یار میں — جوں زبانِ شمع داغِ گرمیِ افسانہ ہم — ص۵۴

داغِ لالہ: (۱) خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں سے — ہے داغِ لالہ در خوں تپیدہ — ۴۵۰

(۲) سودائیِ خیال ہے طوفانِ رنگ و بو — یہاں ہے کہ داغِ لالہ دماغِ بہار ہے — ص۹۰

داغِ ماہ: دیکھیے ——: (۱) آئنہ پردازِ داغِ ماہ۔ (۲) شست وشوے داغِ ماہ۔

داغِ مرہم: دیکھیے: سوادِ داغِ مرہم۔

داغِ مشک آلودۂ وحشت: نمل بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے — سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے — ص۴۵۳

داغِ مشک اندودہ: دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ۔

داغِ مہ: (۱) گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا — بے تکلف، داغِ مہ مُہرِ دہاں ہوجائے گا — ص۱۵۰

(۲) شب کہ وہ گُل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! — داغِ مہ جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا — ص۴۴۶

(۳) دیکھیے: عکسِ داغِ مہ۔

داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا: داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا مستی سی سپند — دودِ مجمر لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا — ص۲۵

داغِ ناتمامی: اُس شمع کی طرح سے جس کو کوئی بُجھا دے — میں بھی، جلے ہوؤں میں، ہوں داغِ ناتمامی — ص۲۰۳

داغِ نمایاں: بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے — چھپاؤں کیونکے غالبؔ! سوزشیں داغِ نمایاں کی — ص۷۷

داغِ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل: بہ سخن اوجِ دہِ مرتبۂ معنی و لفظ — بہ کرم داغِ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل — ص۱۲۴

داغِ نہاں: لوگوں کو ہے خورشیدِ جہاں تاب کا دھوکا — ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اَور — ص۱۷۰

داغِ نفروختن: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے — ہے شمعِ جادہ داغِ نفروختن ہنوز ص۴۲

داغِ نیم رنگی شامِ وصالِ یار: ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار — نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج ص۳۵

داغِ ہائے پنہاں: دیکھیے: سوزشِ داغ ہائے پنہاں۔

داغِ ہم طرحی: دیکھیے: بے قرارِ داغِ ہم طرحی۔

داغوں: دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار — اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا ص۱۵۱

دال[1] [۱]: (۱) بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال — ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال ص۲۵۳

(۲) شاہ پسند دال۔ (دیکھیے: دال[۳] کے تحت)

دال[2] [۲]: ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال — [دیکھیے: دال[۱] مصرعِ اوّل]۔

دال[3] [۳]: یہ شاہ پسند دال، بے بحث و جدال — ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال ص۲۵۳

دام[4]: (۱) یک جہاں بسملِ اندازِ پر افشانی ہے — دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار ص۵

(۲) شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے — دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا ص۱۱

(۳) ہے ترحّم آفریں آرایشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یہاں ص۵۷

(۴) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سُو اشکِ کباب ہے ص۷۵

(۵) دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے، طاؤس ہو — جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ ہے ص۸۹

(۶) اُڑ کے جاتا کہاں؟ کہ تاروں کا — آسماں نے بچھا رکھا تھا دام ص۱۳۵

(۷) حکمِ ناطق لکھا گیا کہ لکھیں — خال کو دانہ اور زلف کو دام ص۱۳۸

(۸) یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا ص۱۴۵

(۹) ہے ذرّہ ذرّہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق — گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے ص۲۱۷

(۱۰) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے ص۲۲۶

(۱۱) دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر — یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے؟ ص۲۵۰

---

1. دال[۱] : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
2. دال[۲] : ایک بار۔
3. دال[۳] : ایک بار۔
4. دام[۱] : اکتالیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: تیس بار]۔
دام گاہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

دیکھیے۔۔۔۔: (۱۲) اشکِ چشمِ دام۔ (۱۳) رگِ دام۔ (۱۴) صرفِ قماشِ دام۔ (۱۵) صیدش زدام جستہ۔
(۱۶) گرفتارِ چشمِ دام۔ (۱۷)، (۱۸) مژگانِ چشمِ دام [دوبار]۔

دامِ اظہار: ذوقِ تسلیمِ تمنّاے بہ گلزارِ حضور عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار ص۵

دامِ تمنّا: خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے مرے دامِ تمنّا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی ص۲۰۲

دامِ تمنّاے جلوہ: دیکھیے: نقدِ دامِ تمنّاے جلوہ۔

دامِ تہِ سبزہ: عشق کمیں گاہِ درد، وحشتش دل دور گرد دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص۴۴

دامِ جوہرِ آئینہ: اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے صیادِ بے پروا بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہوجاوے شکار اپنا ص۱۵

دامِ چشمِ گریاں: دیکھیے: صیدِ دامِ چشمِ گریاں۔

دامِ چیدہ: ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں ص۲۹۹

دامِ خالی: مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس ص۱۷۳

دامِ خیال: دیکھیے: حلقۂ دامِ خیال۔

دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا: دیکھیے: صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا۔

دامِ رگِ گل: بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی بے خودی دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار ص۳

دامِ شنیدن: آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا ص۱۴۲

دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد: سنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار ص۳

دامِ گلۂ اُلفت: بیگانگیِ خوہا، موجِ رمِ آہوہا دامِ گلۂ اُلفت زنجیرِ پشیمانی ص۱۰۹

دامِ نظر: دیکھیے: پرفشانِ دامِ نظر۔

دامِ وفا: دیکھیے: اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا۔

دامِ ہرکاغِ آتش زدہ: کفِ ہر خاکِ بہ گردوں شدہ: قمری پرواز دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار ص۱۳۲

دامِ ہرموج: دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک! ص۱۷۵

دامِ ہواے گل: دیکھیے: حلقۂ دامِ ہواے گل۔

دامِ ہوس: (۱) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم! شرحِ برخود غلطی ہاے تحمل تاچند ص۳۹

	(۲) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے	دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف	ص۴۹
دام گاہ:	بزمِ قدح سے عیشِ تمنّا نہ رکھ کہ رنگ	صیدِ زِ دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا	ص۱۳۹
دام گاہِ عجز:	دام گاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں	پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے	ص۱۰۳
دام[۲]:	درم و دام اپنے پاس کہاں؟	چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟	ص۲۹۸
دام و درمِ چند:	الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں	زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا	ص۴۳۶

داماں: دیکھیے——: (۱) پروائے داماں۔ (۲) تارِ داماں۔ (۳) تہِ داماں۔ (۴) زیبِ داماں۔ (۵) سازِ چمن طرازیِ داماں۔ (۶) قدرتِ برچیدنِ داماں۔

دامانِ باد: دیکھیے: جُنبشِ دامانِ باد۔

دامانِ باغباں:	یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط	دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے	ص۲۳۰
دامانِ بہار:	وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش نے کھویا	صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار	ص۶
دامانِ خیالِ یار:	سنبھلنے دے مجھے اے نااُمیدی، کیا قیامت ہے!	کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے	ص۲۲۵
دامانِ دل:	دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے	اے مدّعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے	ص۱۰۵

دامانِ دودِ شمعِ بالیں: دیکھیے: تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں۔

دامانِ شوق:	دامانِ شفق طرف نقابِ مہِ نو ہے	ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں	ص۶۰

دامانِ صبا: دیکھیے: تہِ دامانِ صبا۔

دامانِ صحرا:	(۱) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی، چہ ویرانی	کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے	ص۸۴

دیکھیے——: (۲) رشتۂ دامانِ صحرا۔ (۳) یک دوچیں دامانِ صحرا۔

دامانِ صدکفن:	منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے	دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے	ص۹۰

دامانِ ضمیر: دیکھیے: گرد زِ دامانِ ضمیر۔

دامانِ عصیاں: دیکھیے: نمِ دامانِ عصیاں۔

دامانِ گلچیں:	ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر	شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گلچیں ہے	ص۸۹

دامانِ نگاہِ واپسیں: دیکھیے: یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں۔

---

۱ داماں : بائیس بار [مرتّب]۔

دامن:[1] (۱) عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۲) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے — پُر گُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا — ص۱۳۹

(۳) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص۱۸۵

(۴) آبرو کیا خاک اُس گُل کی کہ گلشن میں نہیں! — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں — ص۱۸۴

(۵) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو کبھی جاناں کے دامن کو — ص۱۹۸

(۶) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے — رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا — ص۱۸۷

دیکھیے ——: (۷) بخیۂ دامن۔ (۸) پا بہ دامن۔ (۹) تارِ دامن۔ (۱۰) جَیب و دامن۔ (۱۱) حسرت کشِ دامن۔ (۱۲) سرِ دامن۔ (۱۳) صرفِ بخیۂ دامن۔ (۱۴) نورالعینِ دامن۔ (۱۵) یک گوشۂ دامن۔ (۱۶) صد دامن آسماں۔

دامنِ آلودۂ عصیاں: بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غُبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہو گیا — ص۳۰

دامنِ آئینہ: ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس — لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے — ص۱۱۰

دامنِ افسانہ: راحت کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے — پائے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے — ص۱۰۵

دامن افشانی: دیکھیے: گرمِ دامن افشانی۔

دامنِ تمثال: (۱) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز — دامنِ تمثال مثلِ برگِ گُل تر ہو گیا — ص۳۰

(۲) ضبط سے مطلب بجز وابستگی، دیگر نہیں — دامنِ تمثال آبِ آئینہ سے تر نہیں — ص۶۶

دامن چیدنی: اگر گُل حُسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے — پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے — ص۱۱۵

دامنِ خاشاک: دیکھیے: چینِ دامنِ خاشاک۔

دامنِ دلِ دیوانہ: زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے — ص۱۰۵

دامنِ دیوانہ: دیکھیے: غبارِ دامنِ دیوانہ۔

دامنِ زیں: (۱) برگِ گُل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جَولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص۹

(۲) سب نے جانا کہ ہے پری توسن — اور بالِ پری ہے دامنِ زیں — ص۲۸۰

---

[1] دامن : تینتالیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سینتیس بار]۔ دامن گیر : ایک بار۔

دامنِ شوقِ دویدہ:	پیچیدگی، ہے حاملِ طومارِ انتظار	پائے نظر بہ دامنِ شوقِ دویدہ کھینچ	ص ۳۶
دامنِ شوقِ رمیدہ:	برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز	اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ	ص ۳۶
دامنِ صحرا:	(۱) ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز	زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا، نہیں	ص ۶۵
	(۲) حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم	پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے	ص ۱۰۶
دامنِ صدرنگ گلستاں:	نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانیؔ ہے	بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے	ص ۴۵۳
دامن فشانی:	چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے	بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے	ص ۱۱۴
دامنِ قاتل:	دیکھیے: تارِ دامنِ قاتل۔		
دامنِ قطعِ شب:	یادِ روزے کہ نَفَس سلسلۂ یارب تھا	نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا	ص ۲۴
دامن کشی:	دیکھیے: مانعِ دامن کشی۔		
دامنِ کوتاہ:	دیکھیے: یک دامنِ کوتاہ۔		
دامنِ گردوں:	دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع	گوہرِ شب تاب اشکِ دیدۂ خرشید ہے	ص ۱۰۴
دامنِ گلچیں:	نقشِ سُمِ سمند سے یکسر	بن گیا دشت دامنِ گلچیں	ص ۲۸۱
دامن گیر:	بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا	غریقِ بحر جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے	ص ۷۷
دامنِ مژگاں:	ہے دستِ رَد بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر	پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں	ص ۶۱
دامنِ مژہ:	حیراں ہوں دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں	خط، صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے	ص ۴۵۲
دانا[۱]:	(۱) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ!	دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا	ص ۱۵۱
	(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟	بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا	ص ۱۵۹
	دیکھیے ـــــــ: (۳) حکیمِ حاذق و دانا۔ (۴) سخنِ ناصحِ دانا۔		
دانائی[۲]:	دیکھیے ـــــــ: (۱) حرزِ فسونِ دانائی۔ (۲) گمانِ غرورِ دانائی۔		
دانتوں[۳]:	نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو	لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا	ص ۱۵۶
دانش[۴]:	(۱) تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین	تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل	ص ۱۲۴

---

۱ دانا : چار بار [مرکّب: دو بار]۔
۲ دانائی : دو بار [مرکّب]۔
۳ دانتوں : ایک بار۔
۴ دانش : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

دیکھیے:—— (۲) لافِ دانش۔ (۳) دولت ودین ودانش وداد۔ (۴) شیوعِ دانش وداد۔

دانہ[1]: (۱) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے — ص۷۵

(۲) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی — نظر دانہ سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آتا ہے — ص۹۸

(۳) حکمِ ناطق لکھا گیا کہ لکھیں — خال کو دانہ اور زلف کو دام — ص۱۳۸

(۴) بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہاے مژگاں کا — کہ ہر یک قطرۂ خوں دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا — ص۱۵۶

(۵) رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بو دے بجاے دانہ دہقاں نوکِ نشتر کی — ص۲۰۷

(۶) وہ راوراجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار، گرہ — ص۲۷۹

(۷) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش — صدف سے آسیاے آب میں ہے دانہ گوہر کا — ص۴۴۴

(۸) بجاے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص۶۷

دیکھیے:—— (۹)، (۱۰) آب ودانہ [دوبار]۔ (۱۱) سُبحۂ صد دانہ۔ (۱۲) ہردانہ۔

دانۂ اشک: دیکھیے: ہردانۂ اشک۔ — ص۸۸

دانۂ انگور: (۱) پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز — ص۴۵

(۲) ہے زِ پا اُفتادگیِ نشۂ بیماری مجھے — بے سخن تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے — ص۹۳

دانۂ فتادہ: ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ — نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں — ص۲۹۹

دانۂ تسبیح: زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے مُنعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا — ص۲۰

دانۂ صیاد: دیکھیے: ہردانۂ صیاد۔

دانۂ سرشک: بار لائی ہے دانہ ہاے سرشک — مژہ، ہے ریشۂ زرِ انگور — ص۴۱

دانے: (۱) اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے

(۲) گن کر دیویں گے ہم دُعائیں سو بار — فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے — ص۲۵۴

داور[2]: (۱) دیکھیے: دفترِ مدحِ جہاں داور۔

(۲) دیکھیے: ہزار دانے۔

---

[1] دانہ : اٹھارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: بارہ بار]۔ دانے : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
دانہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔ [2] داور : دوبار [مرکّب]۔

داورِ سپہرشکوہ: کہے گی خلق اِسے داورِ سپہر شکوہ | لکھیں گے لوگ اِسے خسروِ ستارہ سپاہ | ص۲۷۸

دائرہ[1]: چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا | چاند کا دائرہ لے زہرہ نے گایا سہرا | ص۲۸۸

دائم[2]: دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں | خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں | ص۱۹۰

(۲) آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز | پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں | ص۱۸۹

دائم الحبس[3]: دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ! | جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم | ص۱۷۷

دایہ[4]: دیکھیے: دستِ دایہ۔

دبستاں[5]: (۱) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید، رسا | خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا | ص۲۱

(۲) میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھُل گیا | بلبلیں، سُن کر مرے نالے، غزل خواں ہوگئیں | ص۱۹۲

دیکھیے ـــــ: (۳) دیوارِ دبستاں۔ (۴) لوحِ دبستاں۔

دبیر[6]: اِس سے اندازِ شوکتِ تحریر | اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر | ص۲۶۷

دجلہ[7]: قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل | کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا | ص۱۹۲

دجلہ فشاں: جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں | ہے اِسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم | ص۲۶۵

دجلۂ خوں: ہاں اے نَفَسِ یادِ سحر! شعلہ فشاں ہو | اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو | ص۲۸۴

دُختِ رَز[8]: دیکھیے: عقدِ وصلِ دختِ رز۔

دخل[9]: خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق | آستاں میں، صفتِ آئنہ، در پنہاں ہے | ص۱۰۹

دخلِ پَے بُردن: مہِ نو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا | نہیں ممکن بہ جولاں ہاے گردوں دخلِ پَے بردن | ص۴۴۹

دخلِ تصرّف: اثر میں یہاں تک لے دستِ دعا دخلِ تصرّف کر | کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے | ص۱۰۵

دخلِ عزیزاں: دیکھیے: (۱)، (۲) دیکھیے: ناخنِ دخلِ عزیزاں [دوبار]۔

دخلِ غیر: دیکھیے: منعِ دخلِ غیر۔

---

۱ دائرہ : ایک بار۔
۲ دائم : دوبار۔
۳ دائم الحبس : ایک بار۔
۴ دایہ : ایک بار [مرکّب]۔
۵ دبستاں : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔
۶ دبیر : ایک بار۔
۷ دجلہ : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
۸ دُخت : ایک بار [مرکّب]۔
۹ دخل : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

دَر:[۱]

(۱) ذوقِ گُلچینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں — ص۹

(۲) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا — اک گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا — ص۱۸

(۳) خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں، صفتِ آئنہ، در پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۴) تیرے در کے کیے اسبابِ نثار آمادہ — خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں — ص۱۳۵

(۵) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا — ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام — ص۱۳۷

(۶) بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کھُلا — ص۱۳۹

(۷) کُنج میں بیٹھا رہوں یوں پَر کھُلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کھُلا — ص۱۴۰

(۸) تم کرو صاحبقرانی، جب تلک — ہے طلسمِ روز و شب کا در کھُلا — ص۱۴۱

(۹) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھُلا — اِس تکلّف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا — ص۱۶۰

(۱۰) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھُلا — ص۱۶۱

(۱۱) در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا! — جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھُلا — ص۱۶۱

(۱۲) گھر جب بنا لیا ترے دَر پر، کہے بغیر — جانے گا اب بھی تو نہ مرا گھر، کہے بغیر — ص۱۶۹

(۱۳) مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھّر نہ گھسے گا — ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اَور — ص۱۷۰

(۱۴) جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار — اے کاش! جانتا نہ ترے رہگزر کو میں — ص۱۹۰

(۱۵) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں — خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھّر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

(۱۶) دَیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اُٹھائے کیوں — ص۱۹۳

(۱۷) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ! — اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

(۱۸) پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیرِ بارِ منّتِ درباں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۱۹) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا — کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے — ص۲۲۷

(۲۰) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں — اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے — ص۲۳۹

(۲۱) دل ہی تو ہے، سیاستِ درباں سے ڈر گیا — میں اور جاؤں در سے ترے بِن صدا کیے! — ص۲۴۲

---

[۱] در : ستّر بار [مفرد: پچیس بار، مرکّب: پینتالیس بار]۔

(۲۲) ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں سلطانِ بَرّ و بحر کے در کا ہوں میں غلام ص۲۸۳

(۲۳) دَر پر امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں ص۲۹۸

(۲۴) تماشاے گُل و گلشن ہے مُفتِ سر بہ جیبی ہا بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا دَر نہیں ہوتا ص۴۴۵

(۲۵) نہ دیکھی کوئی ہم نے آشیانِ بلبل کا گلشن میں کہ جس کے دَر پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا ص۴۴۵

دیکھیے ـــــ: (۲۶) اِصطکاکِ دَر۔ (۲۷)، (۲۸) حلقۂ بیرونِ دَر [دو بار]۔ (۲۹) خاکِ دَر۔ (۳۰) درپئے دیوار و دَر۔ (۳۱)، (۳۲)، (۳۳) دیوار و دَر [تین بار]۔ (۳۴) زخمِ روزنِ دَر۔ (۳۵) زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔ (۳۶) شایستۂ گدائیِ ہر دَر۔ (۳۷) گنبدِ بے دَر۔

درِ آئینہ: بر روے شش جہت درِ آئینہ باز ہے یہاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا ص۱۵۳

درِ برروے رحمت: دیکھیے: یک درِ برروے رحمت بستہ۔

درِ حضور: خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس ص۲۶۳

درِ خزینۂ راز: ہاں، دلِ دردمندِ زمزمہ ساز کیوں نہ کھولے درِ خزینۂ راز ص۱۳۰

درِ دل: نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی ص۱۰

درِ دوعالم: ہنوز اے اثرِ دیدہ ننگِ رسوائی نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص۴۳

درِ شاہِ نجف: اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے ص۴۵۶

درِ عدالتِ ناز: پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز گرم بازارِ فوج داری ہے ص۲۲۴

درِ کعبہ: بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا ص۱۶۲

درِ گنجِ محبّت: دیکھیے: قفلِ درِ گنجِ محبّت۔

درِ گنجینۂ گوہر: بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کُھلا رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کُھلا ص۱۶۰

درِ مے خانہ: دیکھیے: خاکِ درِ مے خانہ۔

درِ مے کدہ: دیکھیے: رندانِ درِ مے کدہ۔

درِ نکشودۂ دل: گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے ص۱۱۴

در و دیوار: (۱) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا ص۱۵۰

(۲)،(۳) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار　　نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار

(۴) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ　　کہ ہوگئے مرے دیوار و در، در و دیوار

(۵) نہیں ہے سایہ، کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار　　گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار

(۶) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مَےِ جلوہ　　کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار

(۷) جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار تو آ　　کہ ہیں دکانِ متاعِ نظر در و دیوار

(۸) ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے　　کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار

(۹)،(۱۰) وہ آرہا ہے مرے ہمسایے میں تو سایے سے　　ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار

(۱۱) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی　　ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار

(۱۲) نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب　　کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار

(۱۳) نہ کہہ کسی سے غالبؔ! نہیں زمانے میں　　حریفِ رازِ محبّت مگر دَر و دیوار

(۱۴) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ!　　ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے　　ص۲۳۳

(۱۵) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے　　کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو　　ص۱۹۶

دیکھیے ـــــــ:(۱۶) سیلابِ در و دیوار۔(۱۷) ہر در و دیوارِ غم کدہ۔(۱۸) در و دیوارِ دوست۔

درِ یار:　　بعدِ یک عمر ورع بار تو دیتا بارے　　کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا　　ص۱۵۸

دُر[۱]:　　دیکھیے: پُردُر۔

دُرِّ ثمیں:　　یہاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے　　ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِّ ثمیں　　ص۲۸۱

دُرِ شہوار:　　ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام　　دُرِ شہوار ہیں جو گرتے ہیں قطرے پیہم　　ص۲۶۵

دُرِ معنی:　　دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی　　غمِ گیتی سے مرا سینہ: عَمر کی زنبیل　　ص۱۲۴

درا[۲]:　　دیکھیے: ہرزہ درا۔

دراز[۳]:　　(۱) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع　　مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے　　ص۹۶

---

۱ دُر　: چار بار[مرکّب]۔　　　۳ دراز　: پانچ بار

۲ درا　: ایک بار[مرکّب]۔　　　[مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

(۲) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب کہ عُمرِ خضر دراز! — ص۱۷۱

(۳) یہ جتنے سینکڑے ہیں سب ہزار ہوجاویں — دراز اِس کی ہر عُمر اِس قدر! سخن کوتاہ — ص۲۷۸

دیکھیے ـــــ: (۴) ذوقِ تارِ گیسوے دراز۔ (۵) مژہ ہاے دراز۔

درازدستیِ قاتل:[۱] فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں — دراز دستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے — ص۲۳۶

درازی:[۲] (۱) بھرم کُھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا — اگر اِس طُرّۂ پُرپیچ و خم کا پیچ و خم نکلے — ص۲۴۹

(۲) افسانہ اسدؔ! بہ ایں درازی — اے غم زدہ! قصہ مختصر کر — ص۴۴۸

درازیِ رگِ خوابِ بتاں: جبینِ صبحِ اُمیدِ فسانہ گویاں پر — درازیِ رگِ خوابِ بتاں خطِ چیں ہے — ص۱۰۳

درازیِ عُمرِ خُمار: دیکھیے: یک درازیِ عمرِ خُمار۔

دربار:[۳] سمجھا اُسے گرداب، ہوا پاش پاش دل — دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام — ص۲۸۲

درباردار: گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں — ص۱۲۹

درباں:[۴] (۱) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا — ص۱۵۷

(۲) بعدِ یک عمر ورع بار تو دیتا بارے — کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا! — ص۱۵۸

دیکھیے ـــــ: (۳) زیرِ بارِ منّتِ درباں۔ (۴) سیاستِ درباں۔ (۵) صرفِ درباں۔ (۶) منّتِ درباں۔

دربانی:[۵] وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے! — تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے — ص۲۳۲

دربہ در:[۶] خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر — پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے — ص۹۱

درپردہ:[۷] (۱) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست — ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا — ص۲۰

(۲) اسد کو بُت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص۲۳

(۳) بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہّاد کا صوفِ مداد — ص۳۸

(۴) فانوسِ شمع ہے کفنِ کُشتگانِ شوق — در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز — ص۴۲

---

۱ درازدستی : ایک بار[مرکّب]۔

۲ درازی : چار بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۳ دربار : ایک بار۔

دربار دار : ایک بار۔

۴ درباں : چھے بار[مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

۵ دربانی : ایک بار۔

۶ دربہ در : ایک بار۔

۷ درپردہ : نو بار۔

(۵) صد رنگ گُل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیازی — ص۴۷

(۶) مدّعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی — ص۹۱

(۷) دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے — کر گئی وابستۂ تن، میری عریانی مجھے — ص۲۳۲

(۸) در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے — ص۲۳۵

(۹) پریشانی اسدؔ! در پردہ ہے سامانِ جمعیّت — کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجومِ خانہ بردوشاں — ص۲۴۹

درپَےِ[۱] حصولِ شرف: میں جو ہوں درپَےِ حصولِ شرف — نام عاصی کا ہے غلامِ نجف — ص۲۶۸

درپَےِ دیوارودر: اے عافیت کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپَےِ دیوار و در ہے آج — ص۱۶۵

درخشاں[۲]: دیکھیے: (۱) زحمتِ مہرِ درخشاں۔ (۲) شعاعِ مہرِ درخشاں۔

درخواست[۳]: آج جو دیدہ ور کرے درخواست — تین بھیجے رُپَے وہ بے کم و کاست — ص۲۶۸

دَرخُور[۴]: نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخُور مرے تن میں — ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں — ص۱۸۰

درخورِ عرض: درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد — ص۱۶۶

درخورِ عقدِ گہر: افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت — ص۱۶۳

درخورِ قہروغضب: درخُورِ قہر و غضب جب کوئی ہم سا نہ ہوا — پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا — ص۱۶۲

درخورِ محفل: جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے — ہوں شمعِ کشتہ، درخورِ محفل نہیں رہا — ص۱۵۳

درد[۵]: (۱) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے — درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں — ص۸

(۲) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست — ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا — ص۲۰

(۳) ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیّاد — بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا — ص۳۰

(۴)، (۵) شکوہ درد و درد داغ، اے بے وفا! معذور رکھ — خوںبہاے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال — ص۵۲

(۶) بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو — جوں شمعِ غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو — ص۶۷

(۷) نہیں بُجز درد تسکینِ نکوہش ہاے بیدرداں — کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو — ص۶۸

---

[۱] درپَے : دوبار [مرکّب]۔

[۲] درخشاں : دوبار [مرکّب]۔

[۳] درخواست : ایک بار۔

[۴] دَرخُور : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

[۵] درد : چھیاسٹھ بار [مفرد: چھبیس بار، مرکّب: تینتالیس بار]۔

(۸) درد ناپیدا و بیجا تُہمتِ وارستگی — پردہ دارِ یاوگی ہے وسعتِ مشرب مجھے — ص۸۶

(۹) خُدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی — نگہ، حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۱۰) درد، آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب! — خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے — ص۱۱۳

(۱۱) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا — ص۱۴۳

(۱۲) جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی — دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا — ص۱۵۴

(۱۳) عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہوجانا — درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہوجانا — ص۱۵۶

(۱۴) درد منّت کشِ دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا — ص۱۶۱

(۱۵) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہوجیو! — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک — ص۱۷۵

(۱۶) دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں! — روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں! — ص۱۹۴

(۱۷) درد سے میرے ہے تجھ کو بےقراری، ہائے ہائے! — کیا ہوئی ظالم! تری غفلت شعاری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

(۱۸) ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز — یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۱۹) افسردگی نہیں طرب انشائے التفات — ہاں، درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۲۰) دلِ ناداں! تجھے ہوا کیا ہے؟ — آخر اِس درد کی دوا کیا ہے؟ — ص۲۳۸

(۲۱) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف — آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے — ص۲۴۱

(۲۲)،(۲۳) ہمارے درد کی یارب! کہیں دوا نہ ملے — اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۲۴) بھرا ہے غالبؔ دلِ خستہ کے کلام میں درد — غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو — ص۲۸۶

دیکھیے ـــــ:(۲۵) آسایشِ درد۔(۲۶) آئنہ ایجادِ درد۔(۲۷) اہلِ درد۔(۲۸) پاسِ درد۔(۲۹) توفیرِ درد۔(۳۰) ذوقِ درد۔(۳۱) سُراغِ درد۔(۳۲) کمیں گاہِ درد۔(۳۳) مائدۂ لذّتِ درد۔(۳۴) وقفِ درد۔ (۳۵) ہر درد۔(۳۶) یک درد (۳۷) یک درد وصد دوا۔

درد آشنائی: اسد کو بُت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص۲۳

درد آفریں: عیسیٰ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف — درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف — ص۲۹

دردِ اثرِ بانگِ حزیں: رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں — نالۂ مرغِ سحر تیغِ دو دم ہے ہم کو — ص۱۹۵

دردِ اسیری: نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم — شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل تاچند — ص۳۹

دردِ اظہارِ تپش کسوتیِ گل: دردِ اظہارِ تپش کسوتیِ گل معلوم! — ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے — ص۱۰۸

دردِ امتحاں: دیکھیے: عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں۔

دردِ بےدوا: عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا — ص۱۴۳

دردِ بیکسی: دیکھیے: وحشتِ دردِ بیکسی۔

دردِ بےوفائی: دیکھیے: عرضِ دردِ بےوفائی۔

دردِ پریشانیِ نگاہ: عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ — یہ گردِ وہم جز بہ سرِ امتحاں نہیں — ص۵۷

دردِ تمہید: دیکھیے: جانِ دردِ تمہید۔

دردِ جدائیِ اسداللہ خاں: کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ — ص۷۰

دردِ خفتہ: دیکھیے: بسملِ دردِ خفتہ۔

دردِ دروں: دیکھیے: باعثِ افزایشِ دردِ دروں۔

دردِ دل: (۱) اگر آرزو رسا ہو، پےِ دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوںبہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی — ص۱۰

(۲) آشنا غالبؔ! نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا — ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع — ص۴۸

(۳) دردِ دل لکھوں کب تک؟ جاؤں اُن کو دکھلادوں — اُنگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا — ص۱۵۹

(۴) دیکھیے: پردۂ دردِ دل۔

دردِ سر: جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کُجا و کُو نظر، نقش کو مدعا سمجھ — ص۷۳

دردِ سرِ اہلِ سلامت: بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تاچند؟ — مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا — ص۲۱

دردِ سرِ خودداری: سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خود داری — معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی — ص۱۰۹

دردِ سرِ یاراں: فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا اے غفلت آگاہاں! نفس دُزدیدن و مُردن — ص۳۴۹

دردِ طلب: (۱) یک مُشتِ خوں ہے پرتوِ خُور سے تمام دشت — دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ — ص۳۶

(۲) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب   دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے   ص۱۰۶

دردِ غریبی: دیکھیے: ہجومِ دردِ غریبی۔

دردِ کشیدہ: گو یاد مجھ کو کرتے ہیں خوباں   لیکن بسانِ دردِ کشیدہ   ص۴۵۰

دردِ گرفتاریِ مستی: دیکھیے: محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی۔

درد والم: دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر   نہ گریۂ سحری ہے نہ آہِ نیم شبی ہے   ص۲۰۵

درد وغم: دیکھیے: فوجِ درد وغم۔

دردِ ہلاک نامہ بر: ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار   قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج   ص۴۵۷

دردؔ[1]: ہم سخن اور ہم زباں حضرتِ قاسمؔ و طپاںؔ   ایک طپشؔ کا جانشیں، دردؔ کا یادگار ایک   ص۲۹۶

دردمند[2]: (۱) یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟   ہے ربطِ مشک داغِ سوادِ ختن ہنوز   ص۴۲

(۲) ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو   گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں   ص۲۹۹

دیکھیے ——: (۳) غم خوارِ جانِ دردمند۔ (۴) مداحِ دردمند۔

دردمندِ زمزمہ ساز: دیکھیے: دلِ دردمندِ زمزمہ ساز۔   گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے   ص۸۸

دردمندِ سینہ فگار: تھا میں اک بے نوائے گوشہ نشیں   تھا میں اک دردمندِ سینہ فگار   ص۱۲۵

دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل: نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے   سوادِ خطِ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا   ص۱۶

دردمندے: دیکھیے: دلِ ہر دردمندے۔

دُردِ[3] بادہ: ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے   کہ بعد از صافیِ ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے   ص۹۸

دُردِ تہِ پیمانہ: داغِ مُہر ضبطِ بیجا مستیِ سعیِ سپند   دودِ مجمر، لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا   ص۲۵

دُردِ تہِ جام: کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ   ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے   ص۲۴۵

دُردِ مےِ صدا: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مےِ صدا ہے   اَعمیٰ کو سرمۂ چشم آوازِ آشنا ہے   ص۹۴

دُردِ یک ساغرِ غفلت: لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم!   دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں   ص۱۳۴

---

۱ دردؔ : ایک بار۔

۲ دردمند : سات بار[مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔

دردمندے : ایک بار۔

۳ دُرد : پانچ بار[مرکّب]۔

دُردی : ایک بار[مرکّب]۔

دُردی کشِ پیمانۂ جم: صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ   وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں   ص۱۸۶

درسِ[1] آرزو: دیکھیے: اوّلِ درسِ آرزو۔

درسِ آگاہی: دیکھیے: گردن کشِ یک درسِ آگاہی۔

درسِ اسرار: دیکھیے: مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار۔

درسِ بےخودی: دیکھیے: فنا تعلیمِ درسِ بےخودی۔

درسِ تاسّف: ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسّف ہی سہی   شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مردگاں!   ص۶۶

درسِ تپش: درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے   وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلّص صبور تھا   ص۱۸

درسِ تسلّیِ شعاع: ریگِ رواں و ہر تپش درسِ تسلّیِ شعاع   آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوںبہا سمجھ   ص۷۲

درسِ جنوں: شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے   جادۂ سیرِ دوجہاں یک مژہ خوابِ پا سمجھ   ص۷۲

درسِ خرام: (۱) دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا   موجِ بہار یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے   ص۹۴

(۲) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟   اِس موجِ مَے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے   ص۹۴

درسِ دفترِ امکاں: یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھُلا   جادہ، اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا   ص۱۴۶

درسِ سرابِ سطرِ آگاہی: دیکھیے: وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی۔

درسِ شغلِ تنہائی: دیکھیے: چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔

درسِ عنوانِ تماشا: درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر   ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے   ص۲۱۱

درسِ نثرہائے کہن: تا کجا درسِ نثرہائے کہن؟   تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن   ص۲۶۷

درسِ نیرنگ: (۱) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ؟   اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟   ص۸

(۲) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب!   غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے   ص۱۰۹

درست[2]: (۱) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست   ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دُود تھا   ص۱۴۳

(۲) سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست   لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو!   ص۱۹۷

---

۱ درس : سترہ بار [مرکّب]۔

۲ درست : دوبار۔

درشتیِ غم:[1]	ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے	اُمید نااُمید و تمنّا شکستہ دل	ص۵۱
درشدہ:[2]	بہ چشمِ درشدہ مژگاں، ہے جوہرِ رگِ خواب	نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی	ص۱۱۰
درکار:[3]	(۱) فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ	بہ وہمِ زرگرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا	ص۲۳
	(۲) وصل میں دل انتظارِ طُرفہ رکھتا ہے مگر	فتنہ تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے	ص۸۳
	(۳) کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش	جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار	ص۱۲۶
	(۴) درکار ہے شگفتنِ گل ہائے عیش کو	صبحِ بہار پنبۂ مینا کہیں جسے	ص۲۱۸
	(۵) ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے	بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ	ص۲۷۹
درم:[4]	دیکھیے: بندۂ بہ درم ناخریدہ۔		
درمِ چند:	دیکھیے: زہرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند۔		
درم و دام:	درم و دام اپنے پاس کہاں	چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں	ص۲۹۸
درماں:[5]	دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر	ہوا سکتے سے میں آئینہ دستِ طبیب آخر	ص۴۱
درمانِ ریشِ دل:	چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے	مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے	ص۷۸
درماندگی:[6]	درماندگی میں غالبؔ! کچھ بن پڑے تو جانوں	جب رشتہ بے گرہ تھا ناخن گرہ کُشا تھا	ص۱۵۸
	(۲) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا	ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے	ص۲۱۲
درمیاں:[7]	(۱) جس جا کہ پائے سیلِ بلا درمیاں نہیں	دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں	ص۵۷
	(۲) کس مُنہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا	پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں	ص۱۸۸
	(۳) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جُرم کس کا ہے	نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیاں کیوں ہو	ص۲۰۰
درمیانِ اشک:	آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک	لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک	ص۵۰

---

۱ دُرشتی : ایک بار [مرکّب]۔
۲ درشدہ : ایک بار۔
۳ درکار : پانچ بار۔
۴ درم : تین بار [مرکّب]۔
۵ درماں : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۶ درماندگی : دوبار۔
۷ درمیاں : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔

درمیاں دادن: دیکھیے: شب درمیاں دادن۔

درنگ[1]: ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے — کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے
کہتے ہیں: کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص ۲۵۴

دروازہ[2]: (۱) ہم پکاریں اور کھلے، یوں کون جائے — یار کا دروازہ پاویں گر کھلا ص ۱۴۰
(۲) مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ — خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص ۱۳۶
(۳) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! — پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص ۲۵۰

دروازۂ خاور: صبح دم دروازۂ خاور کھلا — مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص ۱۳۸

دروازۂ مے خانہ: کھول کر دروازۂ مے خانہ بولا مے فروش — اب شکستِ توبہ مے خواروں کو فتح الباب ہے ص ۳۰۴

درودن[3]: دیکھیے: معزولِ شعلہ درودن۔

دروں[4]: دیکھیے: باعثِ افزایشِ دردِ دروں۔

درونِ جوہرِ آئینہ: درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے ص ۱۰۸

درونِ خانہ: گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے ص ۱۱۳

درویش[5]: (۱) ہاں بھلا کر، ترا بھلا ہوگا — اور درویش کی صدا کیا ہے ص ۲۳۸
(۲) دیکھیے: چراغِ خانۂ درویش۔

درویشی: دیکھیے: سازِ درویشی۔

دَرہَم[6]: اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ — تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے ص ۱۰۲

دری[7]: دیکھیے: روشِ کبکِ دری۔

دریا[8]: (۱) دریا بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ! — ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ ص ۳۶

---

۱ درنگ : ایک بار۔
۲ دروازہ : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔
۳ درودن : ایک بار۔
۴ دروں : تین بار [مرکب]۔
۵ درویش : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
درویشی : ایک بار [مرکب]۔
۶ دَرہَم : ایک بار۔
۷ دری : ایک بار [مرکب]۔
۸ دریا : چھیالیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: تیس بار]۔

(۲) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں — ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل ص۵۱

(۳) طلسمِ مستیِ دل آس سوے ہجومِ سرشک — ہم ایک مے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں ص۶۳

(۴) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص۷۵

(۵) اسدؔ! بجز آب بخشیدن ز دریا خضر کو کیا تھا؟ — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی ص۷۷

(۶) نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خودشناسی میں — کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے ص۸۴

(۷) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ! — گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا ص۱۴۵

(۸) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا ص۱۴۷

(۹) نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے — مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا ص۱۴۸

(۱۰) عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہوجانا — درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا ص۱۵۶

(۱۱) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا ص۱۶۲

(۱۲) قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن — ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں ص۱۸۵

(۱۳) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا زمین کو عرقِ انفعال ہے ص۲۰۵

(۱۴) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ دریا کہیں جسے ص۲۱۸

(۱۵)،(۱۶) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہوجائے — کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے ص۲۳۹

(۱۷) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا، مرے ہوتے — گھِستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے ص۲۴۸

دیکھیے ــــــ:(۱۸) آبِ ہفت دریا۔(۱۹) پیراہنِ دریا۔(۲۰) جانبِ دریا۔(۲۱) حریفِ جوششِ دریا۔ (۲۲) دعوتِ دریا۔(۲۳) رہ بہ قطرہ بہ دریا۔(۲۴) زخمِ موجۂ دریا۔(۲۵) سات دریا۔(۲۶) سنگِ راہِ جوششِ دریا۔(۲۷) سوے دریا۔(۲۸) طوفانیِ آئینۂ دریا۔(۲۹) غرقِ دریا۔(۳۰) لبِ دریا۔(۳۱) موجۂ دریا۔

دریا آشنا: شوق ہے ساماں ترا! نازشِ اربابِ عجز — ذرّہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا ص۱۴۹

دریابار: دیکھیے:(۱) ابرِ دریابار۔(۲) چشمِ دریابار۔

دریا بخششِ ساقیِ کوثر: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترجبینی ہے | اسدؔ! ہوں مست دریا بخششِ ساقیِ کوثر کا ص۴۴۴

دریا دستگاہ: قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ | جز حیا، پرکارِ سعی بے سر و پائی نہیں ص۶۵

دریاکشی: دیکھیے: دعویِ دریاکشی۔

دریاے بیتابی: نہ اتنا بُرِشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ | مرے دریاے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی ص۲۰۲

دریاے بےساحل: دیکھیے: مے خانۂ دریاے بےساحل۔

دریاے خوں: دیکھیے: ساحلِ دریاے خوں۔

دریاے رنگ: دیکھیے: غرقۂ دریاے رنگ۔

دریاے شاہی: دیکھیے: گوہرِ دریاے شاہی۔

دریاے معاصی: دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک | میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

دریاے مَے: دریاے مَے ہے ساقی لیکن خمار باقی | تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے ص۹۴

دریاے نور: سچ ہے، تم آفتاب ہو جس کے فروغ سے | دریاے نور ہے فلکِ آبگینہ فام ص۲۸۲

دریافت[1]: عیب کا دریافت کرنا ہے ہُنر مندی اسدؔ! | نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا ص۲۹

دریافتن[2]: دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے | اے نامہ رساں! نامہ رساں چاہیے جاسوس ص۴۶

دریدن[3]: دیکھیے: پیراہن دریدن۔

دریدہ[4]: دیکھیے: (۱) اشارۂ جَیبِ دریدہ۔ (۲) جَیبِ دریدہ۔ (۳) رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ۔ (۴) نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ۔

دریغ[5]: (۱) اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے | طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا ص۱۵

(۲) دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے | کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی ص۷۶

(۳) زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! | ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رُخسار ہے ص۸۳

(۴) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو | تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں ص۱۸۵

(۵) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ | رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

---

۱ دریافت : ایک بار۔
۲ دریافتن : ایک بار [مرکّب]۔
۳ دریدن : ایک بار۔
۴ دریدہ : چار بار [مرکّب]۔
۵ دریغ : پانچ بار۔

دریغا[1]: (۱) دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے بقدرِ یک نفَس جادہ بہ صد رنج وتعب کاٹے ص۹۸
(۲) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَور ساغر کا ص۴۴۴
(۳) دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل رہا پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن ص۴۴۹
(۴) اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں ورنہ کانٹے میں تُلے ہے سخنِ سنجیدہ ص۴۵۱
(۵) اسداللہ خاں تمام ہوا اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز ص۱۷۲

دریوزہ[2]: دیکھیے: کاسۂ دریوزہ۔

دریوزہ گرِ بوسہ: ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے ص۸۰

دریوزگیِ جلوۂ دیدار: دیکھیے: سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار۔

دریوزۂ ساماں ہا: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سروسامانی ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی ص۱۰۸

دُزد[3]: کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر وقرار دُزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے ص۹۳

دُزدِ حنا: دیکھیے: کاوشِ دزدِ حنا۔

دُزدِ حنائے کفِ نگاریں: شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے کہ ماہ دُزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے ص۱۰۲

دُزدیِ زخم: دیکھیے: سرِ دُزدیِ زخم۔

دُزدیدن[4]: دیکھیے: نفَس دُزدیدن۔

دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ: دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں ص۵۶

دُزدیدن و مُردن: دیکھیے: نفَس دُزدیدن و مُردن۔

دُزدیدہ: دیکھیے ــــــ: (۱) عزادارِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ۔ (۲) نفَسِ دُزدیدہ۔

دُزدیدہ نفَس: دیکھیے: افسردۂ دُزدیدہ نفَس۔

دُزدیدنی: جفا شوخ وہوس گستاخِ مطلب ہے، مگر عاشق نفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے ص۱۱۵

---

[1] دریغا : پانچ بار۔
[2] دریوزہ : دوبار [مرکّب]۔
دریوزہ گر : ایک بار [مرکّب]۔
دریوزگی : ایک بار [مرکّب]۔
[3] دُزد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
دُزدی : ایک بار [مرکّب]۔
[4] دُزدیدن : تین بار [مرکّب]۔
دُزدیدہ : تین بار [مرکّب]۔ دُزدیدنی : ایک بار۔

دست[1]: (۱) بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنائے دست وخونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے ص۸۹

(۲) پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن — دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا ص۱۴۷

(۳) بہ دست آوردنِ دل گوہرِ دریائے شاہی ہے — وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے ص۴۵۴

دیکھیے ـــــ: (۴) زراز دست رفتہ۔ (۵) سبک دست۔ (۶)، (۷)، (۸)، (۹) کفِ دست [چار بار]۔

(۱۰) کم تریں مزدورِ سنگیں دست۔ (۱۱) ہمہ دست۔ (۱۲) یک دست۔ (۱۳) یک دست وصد دُعا۔

دستِ آرزو: ہوئے یہ رہرواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے ص۴۵۵

دستِ اربابِ ہمّت: دیکھیے: دل ودستِ اربابِ ہمّت۔

دستِ ازجاں شُستہ بررُو: رہا نظّارہ وقتِ بے نقابیِ آپ پر لرزاں — سرشک آگیں مژہ سے دست ازجاں شستہ بررُو تھا ص۴۲

دستِ افسوس: دیکھیے: مساسِ دستِ افسوس۔

دستِ افشار: دیکھیے: طلائے دست افشار۔

دستِ بُتِ مستِ حنا: دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے ۲۱۸

دستِ برسر: کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست برسر، سر بہ زانوئے دلِ مایوس تھا ص۲۱

دستِ برہم سودہ: دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ اسدؔ — اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث ص۳۴

دستِ بُریدہ: (۱) نے سُبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں ص۲۹۹

(۲) دیکھیے: نبضِ دستِ بُریدہ۔

دست بہ دست: سلطنت دست بہ دست آئی ہے — جامِ مَے خاتمِ جمشید نہیں ص۱۸۳

دست بہ دنداں گزیدہ: دیکھیے: پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ۔

دستِ بیکار: طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ — زانوئے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار ص۳

دستِ پُرنگار: دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پُرنگار — شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا ص۲۵

دستِ تسلیم: دیکھیے: بادبہ دستِ تسلیم۔

دستِ تمنّا: دیکھیے: تہی آغوشیِ دستِ تمنّا۔

---

[1] دست: ستّاسی بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پچاسی بار]۔

دستِ تہِ سنگ آمدہ: مجبوری و دعواے گرفتاریِ اُلفت! | دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے | ص۲۱۹

دستِ جفاے صدمہٗ ضربُ المثل: داد از دستِ جفاے صدمہٗ ضرب المثل! | گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے | ص۸۸

دستِ چنار: دیکھیے: رونقِ دستِ چنار۔

دستِ حنا آلودہ: تکلّف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی | دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے | ص۸۱

دستِ خالی: پیری و نیستی، خدا کی پناہ! | دستِ خالی و خاطرِ غمگیں | ص۲۸۱

دستِ دایہ: بہرِ پروردن سراسر لُطف گستر سایہ ہے | پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے | ص۱۰۳

دستِ دُعا: (۱) گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار | جوں پنجۂ خرشید ہو اے دستِ دعا! گرم | ص۴۳۸

(۲) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب | فرو ہوتا ہے سرِ سجدے میں، اے دستِ دُعا! گم ہو | ص۶۸

(۳) اثر میں یہاں تک اے دستِ دعا! دخلِ تصرّف کر | کہ سجدہ قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے | ص۱۰۵

(۴) رکھتا ہے انتظارِ تماشاے حُسنِ دوست | مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دعا بلند | ص۳۸

دیکھیے ——:(۵) بلندیِ دستِ دعا۔(۶) جوہرِ دستِ دعا۔

دستِ دگراں: دیکھیے: آئنہ پردازیِ دستِ دگراں۔

دستِ افشار: (۱) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو | دستِ رد سطرِ تبسّم یک قلم انشا کرے | ص۱۰۱

(۲) ہے دستِ رد بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر | پاے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں | ص۶۱

(۳) دیکھیے: غرورِ دستِ رد۔

دستِ رنگیں: دستِ رنگیں سے جو رُخ پرواکرے زلفِ رسا | شاخِ گل میں ہونہاں، جوں شانہ در شمشادِ گل | ص۵۲

دستِ زیرِ پہلو: ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے | کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے | ص۹۸

دستِ سبو: دیکھیے: پیمانۂ دستِ سبو۔

دستِ سعیِ نارسا: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنّا کو | پریشاں تر ہے موے خامہ سے تدبیر مانی کی | ص۷۷

دستِ سلام: سروکارِ تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن | بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا | ص۲۴

دستِ سلیماں: دیکھیے: (۱)، (۲) خاتمِ دستِ سلیماں [دوبار]۔

دستِ سوال: دیکھیے: یک دستِ سوال۔

دستِ شانہ: (۱) بس کہ ہر یک موے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع — پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم — ص۵۴

(۲) کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ — دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں — ص۵۸

دستِ شرم: بہ روے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا — ص۲۶

دستِ شنا: دیکھیے: دل و دستِ شنا۔

دستِ شیشہ دلی ہاے دوستاں: جوابِ سنگ دلی ہاے دشمناں، ہمّت — ز دستِ شیشہ دلی ہاے دوستاں فریاد — ص۳۷

دستِ طلب: دیکھیے: آئینۂ دستِ طلب۔

دستِ عجز: دیکھیے: (۱)، (۲)، (۳) پُشتِ دستِ عجز [تین بار]۔

دستِ فرسودِ ہوس: کرے ہے دستِ فرسودِ ہوس وہمِ توانائی — پرِ افشاندہ در کنجِ قفس تعویذِ بازو ہے — ص۹۸

دستِ قضا: چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے — خرشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

دستِ کرم: (۱) جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں — ہے اسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم — ص۲۶۵

(۲) ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں جو گرتے ہیں قطرے پیہم — ص۲۶۵

دستِ گزیدہ: ٹوٹا ہے افسوس! موے خمِ زلف — ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ — ص۳۵۰

دستِ مُشتِ پر: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی — زِ دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد! — ص۳۷

دستِ موسیٰ: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز — دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا — ص۱۴

دستِ نگارے: دیکھیے: دل بہ دستِ نگارے ندادہ۔

دستِ نگاریں: (۱) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجاے زخم گل بر گوشۂ دستار ہو پیدا — ص۳۱

(۲) دیکھیے: محوِ ناخنِ دستِ نگاریں۔

دستِ نوازش: دیکھیے: خمِ دستِ نوازش۔

دست و بازو: نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

دست و بازوے فرہاد: ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے — بیستوں خوابِ گرانِ خسروِ پرویز ہے — ص۸۵

دست و بازوے قاتل: اے آرزو شہیدِ وفا! خوں بہا نہ مانگ — جُز بہرِ دست و بازوے قاتل دُعا نہ مانگ — ص۵۰

دست و پا: (۱) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو — ص۶۹

	(۲) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جُرات	کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے	ص۹۸
	(۳) مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ!	پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے	ص۱۱۴
	(۴) ترے دل میں ہو خیالِ وصل میں شوق کا زوال	موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں	ص۱۷۸
	دیکھیے ـــــ: (۵) دلِ بے دست و پا۔ (۶) قطرۂ بے دست و پا۔		
دست و جبیں:	تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں	تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں	ص۱۳۵
دست و خنجرِ قاتل:	دیکھیے: شایانِ دست و خنجرِ قاتل۔		
دست و گریباں:	دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح	ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح	ص۳۷
دستِ ہوس:	(۱) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ!	دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
	(۲) پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں	فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو	ص۴۵۰
دستگرداں[۱]:	دیکھیے: متاعِ دستگرداں۔		
دستگیری[۲]:	جنوں کی دستگیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی	گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر	ص۱۶۸
دستار[۳]:	(۱) آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے	دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں	ص۵۶
	(۲) موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ	گُم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار	ص۱۳۲
	دیکھیے ـــــ: (۳) حریفِ منّتِ دستار۔ (۴) ذوقِ آرایشِ سر و دستار۔ (۵)، (۶) گوشۂ دستار [دو بار]۔		
دستارِ بادامی:	تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں	یھاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری	ص۴۵۳
دستارِ دوست:	دیکھیے: گلِ دستارِ دوست۔		
دسترسِ[۴] وصلِ تمنّا:	اے اسدؔ! دسترسِ وصلِ تمنّا معلوم!	کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے	ص۸۳
دستگاہ[۵]:	(۱) افطارِ صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو	اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے	
	جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو	روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے!	ص۱۲۸
	(۲) دیکھیے: دریا دستگاہ۔		

---

۱ دستگرداں : ایک بار [مرکّب]۔

۲ دستگیری : ایک بار۔

۳ دستار : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔

۴ دسترس : ایک بار [مرکّب]۔

۵ دستگاہ : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

(۳) دیکھیے: صحرا دستگاہ۔

دستگاہِ تمام: فنِ صورت گری میں تیرا گُرز | گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام
اُس کے مضروب کے سر و تن سے | کیوں نمایاں ہو صورتِ اِدغام ص ۱۳۸

دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں: دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں دیکھنا! | یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے ص ۲۲۷

دستگاہِ سخن: (۱) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن | کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ ص ۲۷۹
(۲) دیکھیے: پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن۔

دستگاہِ فقر: یقیں ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو | دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے ص ۹۸

دستگہ[۱]: دیکھیے: حسرتِ دستگہ۔

دستگہِ وصل: ہے مشق اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور | ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس ص ۴۶

دستگہِ یک قدم: دیکھیے: بساطِ دستگہِ یک قدم۔

دستور[۲]: ظلم کرنا گدائے عاشق پر | نہیں شاہانِ حُسن کا دستور ص ۴۲

دستورِ فنِ شعر: دستورِ فنِ شعر یہی ہے قدیم سے | یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام ص ۲۸۳

دستہ[۳]: دیکھیے: یک دستہ۔

دستۂ نسرین و نسترن: بنا ہے تختۂ گل ہائے یاسمن بستر | ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ ص ۳۰۳

دشت[۴]: (۱) صُبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ! | جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا ص ۱۷
(۲) سیرِ آں سوئے تماشا ہے طلبگاروں کا | خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا ص ۲۸
(۳) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ! | بسانِ دشت دلِ پُر غبار رکھتے ہیں ص ۶۴
(۴) ذرّہ اُس دشت کا: خرشید کو آئینۂ ناز | گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار ص ۱۳۲
(۵) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! | دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا ص ۱۵۲
(۶) شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں | جادہ غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص ۱۸۲
(۷) کم نہیں وہ بھی خرابی میں پہ وسعت معلوم؟! | دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص ۱۸۶

---

[۱] دستگہ : تین بار [مرکّب]۔
[۲] دستور : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[۳] دستہ : دوبار [مرکّب]۔
[۴] دشت : سینتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: اُنتیس بار]۔

(۸) نقشِ سمِ سمند سے یکسر بن گیا دشت دامنِ گلچیں ص۲۸۱

(۹) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن تکیہ ص۳۰۳

دیکھیے ـــــ: (۱۰) اجزاے دوعالم دشت۔ (۱۱) بہ یک دشت۔ (۱۲) تمام دشت۔ (۱۳) خارِ دشت۔

(۱۴) سوے دشت۔ (۱۵) صفحۂ دشت۔ (۱۶) محملِ دشت۔ (۱۷) ہر دشت۔ (۱۸) ہر گرد بادِ دشت۔

دشتِ اُلفت: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور دلِ جبریل کفِ پا پہ مَے ہے رخسار ص۴

(۲) دشتِ اُلفت میں ہے خاکِ کُشتگاں محبوس وبس پیچ و تابِ جادہ ہے خطِّ کفِ افسوس وبس ص۴۶

دشتِ امکاں: ہے کہاں تمنّا کا دوسرا قدم یارب! ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا ص۱۲

دشتِ تتار: دیکھیے: دماغِ آہوے دشتِ تتار۔

دشتِ تسخیر: دشتِ تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدُل نعل در آتشِ ہر ذرّہ ہے تیغِ کُہسار ص۵

دشتِ تمنّا: فرش اِس دشتِ تمنّا میں نہ ہوتا گر عدل گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار ص۵

دشتِ خیال: دیکھیے: انتظار آوارۂ دشتِ خیال۔

دشتِ ساماں: رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! دشت ساماں ہے غُبارِ خاطرِ آشفتگاں ص۷۲

دشتِ عشق: دیکھیے: مجنونِ دشتِ عشق۔

دشتِ غم: ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں ص۲۹۹

دشتِ قیس: قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ ص۱۸۰

دشتِ مجنوں: دیکھیے: خاکِ دشتِ مجنوں۔

دشتِ نجف: دیکھیے: جادۂ دشتِ نجف۔

دشت نوردی: دیکھیے: (۱) ذوقِ دشت نوردی۔ (۲) مانعِ دشت نوردی۔

دشتِ وحشت: دیکھیے: غبارِ دشتِ وحشت۔

دشت وریگ: سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسدؔ دشت و ریگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے ص۱۰۹

دشتِ وفا: دیکھیے: موجِ سرابِ دشتِ وفا۔

دشت وکوہ: یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش کہ دشت وکوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ ص۲۷۷

دشمن[1]:

(۱) فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیدادِ دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص۴۱

(۲) میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں — دشمن سمجھ ولے نگہِ آشنا نہ مانگ — ص۵۰

(۳) ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ — دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا — ص۱۴۰

(۴) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے — عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا — ص۱۴۹

(۵) تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں ہم نے ہم زباں اپنا — ص۱۵۹

(۶) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں، اپنا — ص۱۵۹

(۷) جو منکرِ وفا ہو فریب اُس پہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں — ص۱۸۸

(۸) نہیں گر ہمدمی آساں نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟ — نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست دشمن کو — ص۱۹۸

(۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ — ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۱۰) خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہوجاوے — غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہوجاوے — ص۲۱۳

(۱۱) ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے — غیر کو تجھ سے محبّت ہی سہی — ص۲۲۰

(۱۲) دشمنی نے میری کھویا غیر کو — کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے — ص۲۲۳

(۱۳) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہوگئے — ص۲۲۹

(۱۴) بسے ہے یوں گہ و بے گہ کہ کوے دوست کو اب — اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے؟ — ص۲۴۷

(۱۵) وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن — لاحَولَ وَلا قُوَّۃَ اِلّا باللہ! — ص۳۱۳

دیکھیے ———: (۱۶) آشنا دشمن۔ (۱۷) تیغِ دشمن۔ (۱۸) دوست دارِ دشمن۔ (۱۹) علی الرّغمِ دشمن۔ (۲۰) کُشتۂ دشمن۔ (۲۱) مہربانی ہاے دشمن۔

دشمنِ آلِ نبی: دشمنِ آلِ نبی کو بہ طرب خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار — ص۱۳۳

دشمنِ اربابِ وفا: اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! — اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا! — ص۱۵۶

دشمنِ ایمان وآگہی: ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے — ص۲۳۰

دشمنِ جانی: دل کے ہاتھوں سے کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

---

[1] دشمن : اٹھائی بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: تیرہ بار]۔ دشمناں : ایک بار [مرکّب]۔

دشمنِ حسرتِ عاشق: دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ — جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شبِ تار ص۲

دشمنِ دیں: دیکھیے: ایک دشمنِ دیں۔

دشمن کام: لکھ دیا شاہدوں کو: عاشق کُش — لکھ دیا عاشقوں کو: دشمن کام ص۱۳۸

دشمناں: دیکھیے: جوابِ سنگ دلی ہاے دشمناں۔

دشمنی[1]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے وصال کا مذکور ص۴۲

(۲) کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال — دشمنی اپنی تھی میری دوستداری، ہاے ہاے! ص۲۰۴

(۳) ہَے ہَے، خدا نخواستہ وہ اور دشمنی! — اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے! ص۲۰۵

(۴) دشمنی نے میری کھویا غیر کو — کس قدر دشمن ہے، دیکھا چاہیے ص۲۲۳

دُشنام[2]: (۱) بوسہ نہیں نہ دیجے، دُشنام ہی سہی — آخر زباں تو رکھتے ہو تم گر دہاں نہیں ص۱۸۸

(۲) دیکھیے: لذّتِ دشنام۔

دشنہ[3]: (۱) گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب؟ — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھُلا ص۱۶۰

(۲) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس ص۱۷۳

(۳) دشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو — خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلوں کی ص۲۲۸

دشنہ وخنجر: مقصد ہے ناز وغمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر ص۱۶۹

دشنۂ غمزہ: دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں ص۱۹۳

دشنۂ مژگاں: چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سُرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے ص۲۲۶

دشوار[4]: (۱) موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دُشوار ص۵

(۲) یک جہاں بسملِ اندازِ پرافشانی ہے — دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار ص۵

(۳) میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ — تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار ص۱۲۷

(۴) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا ص۱۵۰

---

۱ دشمنی : چار بار۔

۲ دشنام : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

۳ دشنہ : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

۴ دشوار : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: دو بار]۔

دشواری : ایک بار [مرکّب]۔

(۵)،(۶) ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے   دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں   ص۱۸۴

(۷) دیکھیے: عقدۂ دشوار۔

دشوار پسند: دیکھیے: ہمّتِ دشوار پسند۔

دشواریِ رہ: ناچار بے کسی کی بھی حسرت اُٹھائیے   دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ   ص۲۰۱

دُعا[1]:   (۱) اے آرزو شہیدِ وفا! خوں‌بہا نہ مانگ   جُز بہرِ دست و بازوے قاتل دعا نہ مانگ   ص۵۰

(۲) گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز   یعنی دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ   ص۵۰

(۳) اسدؔ! شکوہ کُفر و دُعا ناسپاسی   ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم   ص۵۵

(۴) ختم کرتا ہوں اب دُعا پہ کلام   شاعری سے نہیں مجھے سروکار   ص۱۲۷

(۵) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر   قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت   ص۱۲۷

(۶) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں!   یہ دُعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے   ص۱۲۸

(۷) دے دُعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول   کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں   ص۱۳۵

(۸) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز   دُعا قبول ہو یارب کہ عُمرِ خضر دراز!   ص۱۷۱

(۹) گر تجھ کو ہے یقینِ اِجابت، دُعا نہ مانگ   یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدعا نہ مانگ   ص۱۶۷

(۱۰) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دُعا   وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں   ص۱۹۱

(۱۱) نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا؟   رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو   ص۱۹۹

(۱۲) جان تم پر نثار کرتا ہوں   میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے   ص۲۳۸

(۱۳) مدح کے بعد دُعا چاہیے اور اہلِ سخن   اُس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم   ص۲۶۵

(۱۴) دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بغض   پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ   ص۲۷۹

(۱۵) ہے دُعا بھی یہی کہ دُنیا میں   تم رہو زندہ جاوداں، آمیں!   ص۲۸۱

(۱۶) دستورِ فنِّ شعر یہی ہے قدیم سے   یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام   ص۲۸۳

(۱۷) ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے   اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام!   ص۲۸۳

---

[1] دُعا : اکتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: چودہ بار]۔   دعاہا : ایک بار [مرکّب]۔   دعائیں: تین بار۔

دیکھیے ـــــــ: (۱۸) بلندیِ دستِ دُعا۔ (۱۹) تاثیرِ دعا۔ (۲۰) جوہرِ دستِ دعا۔ (۲۱)-(۲۴) دستِ دعا [چار بار]۔ (۲۵) سامانِ دُعا۔ (۲۶) یک دعا۔ (۲۷) یک دست وصد دعا۔

دعاے بقاے جنابِ فیض مآب: پئے دعاے بقاے جنابِ فیض مآب — لگے گی اِس میں ثوابت کی اُستوار گرہ ص۲۷۹

دعاے دل: تمنّاے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعاے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے ص۱۰۸

دعاے مدعا گم کردگاں: غم و عشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعاے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے ص۸۹

دعویٰ[1]-دعوا: (۱) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا ص۱۶

(۲) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رُسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا ص۱۴۶

(۳) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا ص۱۴۶

(۴) حریفِ جوششِ دریا نہیں خود داریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ص۱۴۸

(۵) کیا کس نے جگر داری کا دعویٰ؟ — شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا؟ ص۱۵۷

(۶) سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا — رو بہ رو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا ص۱۶۳

(۷) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی، غالبؔ! — میرے دعوے پہ یہ حجّت ہے کہ مشہور نہیں ص۱۸۶

دیکھیے ـــــــ: (۸) پامالِ شوخیِ دعویٰ۔ (۹) خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ۔ (۱۰) سازِ دعویٰ۔ (۱۱) سرِ دعویٰ۔

دعویٰ آرائی: اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث ص۳۴

دعویِ باطل: دیکھیے: سرِ دعویِ باطل۔

دعویِ تمکیں: خرابِ نالۂ بلبل، شہیدِ خندۂ گل — ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رُسوائی ص۱۱۰

دعویِ ثابت قدمی: ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک — اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے! ص۱۰۶

دعویِ جمعیّتِ احباب: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں براے خندہ ہے — دعویِ جمعیّتِ احباب جاے خندہ ہے ص۲۱۴

دعویِ چمن نسبی: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے — کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے ص۷۵

دعویِ دریا کشی: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویِ دریا کشی و نشۂ پیمائی عبث ص۳۴

دعویِ طاقت شکستن ہا: دیکھیے: فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا۔

---

[1] دعویٰ-دعوا: بتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: پچیس بار]۔

دعویِ عاشق: شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ، دُزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے ص۱۰۲

دعویِ عشقِ بتاں: دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح — ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح ص۳۷

دعویِ وارستگی: (۱) وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم ص۱۷۷

(۲) الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی — سرو، ہے باوصفِ آزادی، گرفتارِ چمن ص۱۸۱

دعوائے پرافشانی: جُو غبارِ کردہ سیر، آہنگِ پرواز کو؟ — بلبلِ تصویر و دعوائے پرافشانی عبث ص۳۴

دعوائے تنک پیرہنی: دی لطفِ ہَوا نے بہ جنوں طُرفہ نزاکت — تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے ص۱۱۱

دعوائے جنوں: دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی ص۱۰۹

دعوائے رسائی: وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر — یھاں نالے کو اور اُلٹا دعوائے رسائی ہے ص۲۱۰

دعوائے عشق: وفا مقابل و دعوائے عشق بے بُنیاد — جنونِ ساختہ و فصلِ گل، قیامت ہے! ص۲۱۴

دعوائے گرفتاریِ اُلفت: مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت! — دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے ص۲۱۹

دعوائے مینائی: نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث — رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث ص۳۴

دعوائے ہم کلامی: طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ! — ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص۴۷

دفتر[1]: (۱) پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام — اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھُلا ص۱۳۹

(۲) پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال — پھر مہ و خرشید کا دفتر کھُلا ص۱۴۰

(۳) بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھُلا — رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھُلا ص۱۶۰

دفترِ امکاں: دیکھیے: درسِ دفترِ امکاں۔

دفترِ ربطِ مزاج: دیکھیے: تمام دفترِ ربطِ مزاج۔

دفترِ مدحِ جہاں داوَر: ہوسکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — دفترِ مدحِ جہاں داور کھُلا ص۱۴۱

دَفچۂ[2] خرشید: دیکھیے: غلافِ دفچۂ خرشید۔

دفع[3]: تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سَیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت ص۱۲۷

دفعِ پیکانِ قضا: تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! ص۱۲۷

---

۱ دفتر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

۲ دفچہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳ دفع : تین بار [مرکّب: دوبار]۔

دفعِ چشمِ زخم: خیر خواہِ دید ہوں از بہرِ دفعِ چشمِ زخم — کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی ص۹۱

دفن[1]: (۱) موت بس اُن کی ہے جو مر کے وہیں دفن ہوئے — زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے ص۲۱۳

(۲) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل — میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے ص۲۳۶

دفینہ[2]: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ! — سینہ کہ تھا دفینہ گہر ہائے راز کا ص۱۵۵

دُکاں، دُکان[3]: (۱) تاچند داغ بیٹھے، نقصاں اُٹھائیے — اب چار سوے عشق سے دُکاں اُٹھائیے ص۴۳

(۲) خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے — شعلہ رو جب ہوگئے گرمِ تماشا، جل گیا ص۲۰

دُکانِ متاعِ نظر: جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار تو آ — کہ ہیں دُکانِ متاعِ نظر در و دیوار ص۱۶۷

دُکانِ ناوکِ تاثیر: دُکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کر خانہ مانندِ کماں خالی ص۴۵۵

دکن[4]: دیکھیے ——: (۱) داستان شہِ دکن۔ (۲) حیدر آبادِ دکن۔

دُکھ[5]: (۱) تو اور سوے غیر نظر ہائے تیز تیز! — میں اور دُکھ تری مژہ ہائے دراز کا! ص۱۵۵

(۲) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا — کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا ص۱۶۲

(۳) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی ص۴۰۷

(۴) ابنِ مریم ہوا کرے کوئی — میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی ص۲۴۲

(۵) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ! — دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ! ص۲۵۳

دگر[6]: (۱) نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفَس دگر — آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص۵۱

دیکھیے ——: (۲) اندازِ دگر۔ (۳)، (۴) دل ہائے دگر [دو بار]۔ (۵)، (۶) رنگِ دگر [دو بار]۔ (۷) طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر۔ (۸) عمرِ دگر۔ (۹) وقتِ دگر۔

دگراں: دیکھیے: آئنہ پردازیِ دستِ دگراں۔

دگرسو: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگرسو غمِ خار ص۱۳۳

دل[7]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم — لالے کے داغ سے جوں نقطہ وخط، سُنبل زار ص۳

---

[1] دفن : دو بار۔

[2] دفینہ : ایک بار۔

[3] دُکاں، دُکان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

[4] دکن : دو بار [مرکّب]۔

[5] دُکھ : پانچ بار۔

[6] دگر : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔
دگراں : ایک بار [مرکّب]۔

[7] دل : چھے سو ستائیس بار
[مفرد: دو سو پینتالیس بار، مرکّب: تین سو بیاسی بار]۔

(۲) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے — درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں — ص ۸

(۳) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں لیکن آخر — جس کو دل کہتے تھے سُو تیر کا پیکاں نکلا — ص ۱۳

(۴) نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم — جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ! دل باندھا — ص ۱۴

(۵) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ فسونِ خواب تھا — ص ۱۵

(۶) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا؟ — ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا — ص ۱۷

(۷) مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا — ص ۱۷

(۸) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص ۱۷

(۹) درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلّص صبور تھا — ص ۱۸

(۱۰) ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا — ص ۱۹

(۱۱) تا کجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال! — دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا — ص ۲۰

(۱۲) رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا — ص ۲۵

(۱۳) دل در رکابِ صحرا خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا: عرضِ خمارِ صحرا — ص ۲۶

(۱۴) دیوانگیِ اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہواے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص ۲۶

(۱۵) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پاے بہ زنجیر آیا — ص ۲۷

(۱۶) شب کہ دل زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر آیا — نالہ بر خود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا — ۲۷

(۱۷) عیادت سے زِبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا — نظر آتا ہے موے شیشہ رشتہ شمعِ بالیں کا — ص ۲۸

(۱۸) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل! — چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا — ص ۲۸

(۱۹) وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے — جرسِ قافلہ یھاں دل ہے گراں باروں کا — ص ۲۸

(۲۰) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا — ص ۲۹

(۲۱) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت — ص ۳۲

(۲۲) جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو اے بیداد خو! تعلیم خارائی عبث — ص ۳۴

(۲۳) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ! کیا کیا! — رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر — ص ۴۰

(۲۴) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز	شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر	ص۴۰
(۲۵) بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر	دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر	ص۴۰
(۲۶) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے	کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز	ص۴۳)
(۲۷) دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے اسدؔ!	شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قُلقُل ہنوز	ص۴۴
(۲۸) دل میں ہے سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز	ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز	ص۴۴
(۲۹) ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز	اے دل وائے جانِ ناز! اے دین وائے ایمانِ عجز!	ص۴۴
(۳۰) ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے ستارگاں	دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ	ص۴۸
(۳۱) ہیں میری مُشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں	پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف!	ص۴۹
(۳۲) عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے	خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال	ص۵۲
(۳۳) کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا	آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں	ص۵۹
(۳۴) اے نوا سازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں	یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں	ص۶۳
(۳۵) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک	درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں	ص۵۶
(۳۶) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل!	سوادِ داغِ مرہم مردمک ہے چشمِ سوزن میں	ص۵۸
(۳۷) کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ!	دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں	ص۵۸
(۳۸) دل کو، اظہارِ سخن اندازِ فتح الباب ہے	یہاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں	ص۶۲
(۳۹) سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسدؔ!	جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں	ص۶۵
(۴۰) وہ دل، جوں شمع، بہرِ دعوتِ نظارہ لاجس سے	نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو	ص۶۷
(۴۱) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا	اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو	ص۶۷
(۴۲) دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں	آئینہ ایسے طاق پہ گُم کر کہ تو نہ ہو	ص۶۸
(۴۳) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بینوائے دل	یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ	ص۷۰
(۴۴) جُو دل، سُراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ	آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ	ص۷۰
(۴۵) شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ	خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ بلا سمجھ	ص۷۲

(۴۶) دل ہی نہیں کہ منّتِ درباں اُٹھایئے　　کس کو وفا کا سلسلہ جنباں اُٹھایئے　　ص۷۳

(۴۷) طاقتِ فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد　　اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی!　　ص۷۴

(۴۸) خوشا وہ دل! کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو　　جنونِ یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے　　ص۷۵

(۴۹) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ!　　دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے　　ص۷۵

(۵۰) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید　　یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی　　ص۷۷

(۵۱) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب!　　مری فریاد کو کہسار، سازِ عجز نالی ہے　　ص۷۹

(۵۲) رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر　　گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے　　ص۸۱

(۵۳) وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر　　فتنہ تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے　　ص۸۳

(۵۴) دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے　　یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے　　ص۸۵

(۵۵) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر　　بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے　　ص۸۵

(۵۶) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیر آگاہی ملے؟　　گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے　　ص۸۶

(۵۷) حیرتِ فکرِ سخن سازِ سلامت ہے اسدؔ!　　دل پسِ زانوئے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے　　ص۸۸

(۵۸) اے غنچۂ تمنّا، یعنی کفِ نگاریں!　　دل دے تو ہم بتادیں مُٹھی میں تیری کیا ہے　　ص۹۵

(۵۹) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے　　خمش گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے　　ص۹۷

(۶۰) دیکھ تری خوئے گرم دل بہ تپش رام ہے　　طائرِ سیماب کو شعلہ رگِ دام ہے　　ص۹۹

(۶۱) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے　　قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سونگہ آلودہ ہے　　ص۱۰۳

(۶۲) نالہ خونیں ورق و دل گلِ مضمونِ شفق　　چمن آرائے نفَس وحشتِ تنہائی ہے　　ص۱۰۴

(۶۳) تاچند نازِ مسجد و بُت خانہ کھینچیے　　جوں شمع دل بہ خلوتِ جانا نہ کھینچیے　　ص۱۰۵

(۶۴) جامِ ہر ذرّہ ہے سرشارِ تمنّا مجھ سے　　کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے　　ص۱۰۸

(۶۵) اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں　　موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے　　ص۱۱۳

(۶۶) جمعیّتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو　　دل تا مژہ آغوشِ وداعِ نظر آوے　　ص۱۱۳

(۶۷) ہر غنچہ اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گل ہے　　دل فرشِ رہِ ناز ہے بیدلؔ اگر آوے　　ص۱۱۴

(۶۸) رنجشِ یارِ مہرباں عیش و طرب کا ہے نشاں	دل سے اُٹھے ہے جو غبار گردِ سوادِ باغ ہے	ص۱۱۶
(۶۹) دل سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج	نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج	ص۱۱۸
(۷۰) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض	اور اِس چکنی سپاری کو سویدا کہیے	ص۱۲۲
(۷۱) خستگی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سرِ دست	نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے	ص۱۲۸
(۷۲) بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار	دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام	ص۱۳۷
(۷۳) لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک	میری حدِّ وسع سے باہر کھُلا	ص۱۳۹
(۷۴) واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ	زخم لیکن داغ سے بہتر کھُلا	ص۱۴۰
(۷۵)،(۷۶) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا	دل کہاں کہ گم کیجے، ہم نے مدعا پایا	ص۱۴۳
(۷۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل	خوں کیا ہوا دیکھا، گُم کیا ہوا پایا	ص۱۴۳
(۷۸) دل گزر گاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی	گر نفَس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا	ص۱۴۴
(۷۹) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ!	آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا سُو طوفاں نکلا	ص۱۴۴
(۸۰) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا	تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا	ص۱۴۴
(۸۱) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ!	گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا	ص۱۴۵
(۸۲) مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے!	خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا	ص۱۴۵
(۸۳) ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا	دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا	ص۱۴۵
(۸۴) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟	کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا	ص۱۴۵
(۸۵) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ	اِس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا	ص۱۴۷
(۸۶) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تادمِ مرگ	دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا!	ص۱۴۷
(۸۷) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار اسدؔ!	غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا	ص۱۴۷
(۸۸) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا	گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا	ص۱۴۷
(۸۹) دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے	ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا	ص۱۴۸

(۹۰) ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی	میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا	ص۱۴۸
(۹۱) آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے	صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!	ص۱۴۸
(۹۲) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے	پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا	ص۱۵۰
(۹۳) دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا	آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا	ص۱۵۱
(۹۴) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں	آگ اِس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا	ص۱۵۱
(۹۵) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار	اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا	ص۱۵۱
(۹۶) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ! کہ دل	دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا جل گیا	ص۱۵۱
(۹۷) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا	یعنی، یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
(۹۸) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا	مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہوجائے گا	ص۱۵۱
(۹۹) پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا	دل، جگر تشنۂ فریاد آیا	ص۱۵۲
(۱۰۰) آہ! وہ جُراتِ فریاد کہاں!	دل سے تنگ آکے جگر یاد آیا	ص۱۵۲
(۱۰۱)،(۱۰۲) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا	جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا	ص۱۵۳
(۱۰۳) دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ وہاں	حاصل، سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا	ص۱۵۳
(۱۰۴) مرنے کی اے دل! اَور ہی تدبیر کر کہ میں	شایانِ دوست و خنجرِ قاتل نہیں رہا	ص۱۵۳
(۱۰۵)،(۱۰۶) حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو	دل بہ دل پیوستہ، گویا یک لبِ افسوس تھا	ص۱۵۴ [دوبار]
(۱۰۷)،(۱۰۸) جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی	دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا	ص۱۵۴ [دوبار]
(۱۰۹) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز	ناخن پہ قرض اس گرہِ نیم باز کا	ص۱۵۵
(۱۱۰) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام	مٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہوجانا	ص۱۵۶
(۱۱۱) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال	ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا	ص۱۵۶
(۱۱۲) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں	وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا	ص۱۵۸
(۱۱۳) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے	کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا	ص۱۵۸
(۱۱۴) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	ص۱۶۰

(۱۱۵) غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے	غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا	ص۱۶۰
(۱۱۶) رہزنی ہے کہ دلستانی ہے!	لے کے دل، دلستاں روانہ ہوا	ص۱۶۲
(۱۱۷) چشمِ ماروش! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے	دیدۂ پُرخوں ہمارا، ساغرِ سرشارِ دوست	ص۱۶۴
(۱۱۸) تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار، اے دل!	کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ	ص۱۶۵
(۱۱۹) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی	اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد	ص۱۶۶
(۱۲۰) لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر	میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر	ص۱۶۷
(۱۲۱) بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بیتابی	ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر	ص۱۶۸
(۱۲۲) کہتے ہیں، جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن	جانوں کسی کے دل کی میں کیوں کر کہے بغیر	ص۱۶۹
(۱۲۳) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات	دے اَور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اَور	ص۱۷۰
(۱۲۴) لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین	کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اَور	ص۱۷۰
(۱۲۵) ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا	ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اَور	ص۱۷۰
(۱۲۶) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں	جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز	ص۱۷۲
(۱۲۷)، (۱۲۸) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے	ہے ترے تیر کا پیکان عزیز	ص۱۷۳ [دوبار]
(۱۲۹) دہنِ شیر میں جا بیٹھیے لیکن اے دل!	نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس	ص۱۷۳
(۱۳۰) جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے	اے ناتمامیِ نَفَسِ شعلہ بار حیف!	ص۱۷۴
(۱۳۱) جلے ہے دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو	نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع	ص۱۷۴
(۱۳۲) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے!	دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک	
(۱۳۴) گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال	موج، محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں	ص۱۷۸
(۱۳۵) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے	بے صدا ہوجائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن	ص۱۷۹
(۱۳۶)، (۱۳۷) دل تو دل، وہ دماغ بھی نہ رہا	شورِ سودائے خطّ و خال کہاں!	ص۱۸۲
(۱۳۸) ایسا آساں نہیں لہو رونا	دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں!	ص۱۸۲
(۱۳۹) دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کرچکے	دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں	ص۱۸۳

(۱۴۰) گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف	یھاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں	ص ۱۸۴
(۱۴۱) دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی	حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں	ص ۱۸۷
(۱۴۲) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جوفرصت غش سے	اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟	ص ۱۸۷
(۱۴۳) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا	آگ مطلوب ہے ہم کو جو ہَوا کہتے ہیں	ص ۱۸۷
(۱۴۴)،(۱۴۵) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دونیم	دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں فشاں نہیں	ص ۱۸۸ [دوبار]
(۱۴۶) ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو	ہے عارِ دل، نَفَس اگر آذر فشاں نہیں	ص ۱۸۸
(۱۴۷) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے!	جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں	ص ۱۸۹
(۱۴۸) حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں	مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں	ص ۱۹۰
(۱۴۹) کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	ص ۱۹۰
(۱۵۰) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار	جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں	ص ۱۹۲
(۱۵۱) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام!	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	ص ۱۹۲
(۱۵۲) دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں	روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں	ص ۱۹۲
(۱۵۳) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظّارہ سے وا ہو	ص ۱۹۴
(۱۵۴) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا	ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۴
(۱۵۵)،(۱۵۶) دل کو میں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ہے	کس قدر ذوقِ گرفتارِ ہَم ہے ہم کو!	ص ۱۹۵ [دوبار]
(۱۵۷) دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار	پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو	ص ۱۹۵
(۱۵۸)،(۱۵۹) کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو	نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو	ص ۱۹۹ [دوبار]
(۱۶۰)،(۱۶۱) یہ کہہ سکتے ہو: ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ	کہ جب دل میں تمھیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو	ص ۲۰۰ [دوبار]
(۱۶۲)،(۱۶۳) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ	طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ	ص ۲۰۱ [دوبار]
(۱۶۴) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے	ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی	ص ۲۰۳
(۱۶۵) مرے دل میں ہے غالب شوقِ وصل وشکوۂ ہجراں	خدا وہ دن کرے! جو اُس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی	ص ۲۰۲

(۱۶۶) حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی!	دل، جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی	ص۲۰۳
(۱۶۷) تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ	تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری؟ ہائے ہائے!	ص۲۰۴
(۱۶۸) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا	دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
(۱۶۹) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ! ابھی وحشت کا رنگ	رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
(۱۷۰) کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟	دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لال ہے	ص۲۰۵
(۱۷۱) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو	حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے	ص۲۰۵
(۱۷۲) کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ	شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے	ص۲۰۶
(۱۷۳) دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی	غیرِ گل، آئینۂ بہار نہیں ہے	ص۲۰۸
(۱۷۴) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت	ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے	ص۲۰۹
(۱۷۵) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک	آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے	ص۲۱۱
(۱۷۶) کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ!	کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے	ص۲۱۳
(۱۷۷) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ! مجھی سے ہو گئے	عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے	ص۱۴
(۱۷۸) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں	دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے	ص۲۱۵
(۱۷۹) افسردگی نہیں طرب انشائے التفات	ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی	ص۲۱۵
(۱۸۰) جُز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو	جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے	ص۲۱۶
(۱۸۱) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علَیہ	نظّارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے	ص۲۱۷
(۱۸۲) بے پردہ سوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر	ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے	ص۲۱۷
(۱۸۳) دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سیر ہی سہی	اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے	ص۲۱۸
(۱۸۴) خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے	نگاہ دل سے ترے سُرمہ سا نکلتی ہے	ص۲۱۸
(۱۸۵) دل، خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار	آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے	ص۲۱۹
(۱۸۶) عمر ہرچند کہ ہے برق خرام	دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی	ص۲۲۱

(۱۸۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے	آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے	ص۲۲۱
(۱۸۸) شوق کو یہ لت کہ ہردم نالہ کھینچے جائیے	دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے	ص۲۲۱
(۱۸۹) چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل!	بارے، اب اِس سے بھی سمجھا چاہیے	ص۲۲۲
(۱۹۰) پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے	سینہ، جویائے زخمِ کاری ہے	ص۲۲۳
(۱۹۱) چشم، دلاّلِ جنسِ رُسوائی	دل، خریدارِ ذوقِ خواری ہے	ص۲۲۳
(۱۹۲) دل، ہَوائے خرامِ ناز سے پھر	محشرستانِ بے قراری ہے	ص۲۲۳
(۱۹۳) دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے	پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے	ص۲۲۶
(۱۹۴) اللہ رے تیری تُندیِ خو! جس کے بیم سے	اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہَم ہوئے	ص۲۲۶
(۱۹۵) اچّھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصوّر	دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی	ص۲۲۸
(۱۹۶) سادگی پر اُس کی، مرجانے کی حسرت دل میں ہے	بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے	ص۲۳۱
(۱۹۷) دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا	میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے	ص۲۳۱
(۱۹۸) جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی	فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب وگِل میں ہے؟	ص۲۳۲
(۱۹۹) دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی	دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی	ص۲۳۳
(۲۰۰) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	ص۲۳۹
(۲۰۱) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت، لیکن	دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ! یہ خیال اچّھا ہے	ص۲۴۰
(۲۰۲) رکھیو غالبؔ! مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف	آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے	ص۲۴۱
(۲۰۳) جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا	کُریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے؟	ص۲۴۱
(۲۰۴) چال، جیسے کڑی کمان کا تیر	دل میں ایسے کے جا کرے کوئی	ص۲۴۲
(۲۰۵) دل ہی تو ہے، سیاستِ درباں سے ڈر گیا	میں اور جاؤں در سے ترے بن صدا کیے!	ص۲۴۲
(۲۰۶) میری قسمت میں غم گر اِتنا تھا	دل بھی یارب! کئی دیے ہوتے	ص۲۴۳
(۲۰۷) رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر	غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے	ص۲۴۳

(۲۰۸) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے!	ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے	ص۲۴۷
(۲۰۹) وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے	نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے	ص۲۴۸
(۲۱۰) دل کو آنکھوں نے پھنسایا کیا مگر	یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے؟	ص۲۵۰
(۲۱۱) مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل!		ص۲۵۲
(۲۱۲) دل تھا کہ جو جانِ درد تمہید سہی	بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی	ص۲۵۲
(۲۱۳) دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا	اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا	ص۲۵۳
(۲۱۴) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ!	دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ	ص۲۵۳
(۲۱۵) اِس طرح کے وصال سے یارب!	کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا	ص۲۶۰
(۲۱۶) ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی	لے کے دل سررشتۂ آزادگی	ص۲۶۶
(۲۱۷) میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں	بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں	ص۲۶۶
(۲۱۸) سخت مشکل ہوگا سُلجھانا تجھے	قہر ہے، دل اِن سے اُلجھانا تجھے	ص۲۶۶
(۲۱۹) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب	غوطے میں جاکر، دیا کٹ کر جواب	ص۲۶۶
(۲۲۰) تاکجا درسِ نثر ہائے کہن؟	تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن	ص۲۶۷
(۲۲۱) شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں	مانتا لیکن ہمارا دل نہیں	[قادرنامہ]
(۲۲۲) دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بُغض	پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ	ص۲۷۹
(۲۲۳) دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے		ص۲۷۹
(۲۲۴) پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ		ص۲۷۹
(۲۲۵) چاہا تھا میں نے، تم کو مہِ چاردہ کہوں	دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیالِ خام	ص۲۸۲
(۲۲۶) سمجھا اُسے گر آب، ہوا پاش پاش دل	دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام	ص۲۸۲
(۲۲۷) کیوں کہا تو نے کہ کہہ دل کا غم اُس کے روبرو		ص۲۸۹
(۲۲۸) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا	ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک	ص۲۹۷

(۲۲۹) اپنے دل ہی سے، میں احوالِ گرفتاریِ دل — جب نہ پاؤں کوئی غم خوار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

(۲۳۰) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

(۲۳۱) ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ — ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں — ص۳۰۰

(۲۳۲) دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے — دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے — ص۳۰۴

(۲۳۳) لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے — جان جائے تو بلا سے پہ کہیں دل آئے — ص۳۱۲

(۲۳۴) دیدہ خوں بار ہے مدت سے، ولے آج ندیم! — دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے — ص۳۱۲

(۲۳۵) بن گیا سُبحہ وہ زُنار، خدا خیر کرے! — وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے — ص۴۳۵ [طبعِ ثانی]

(۲۳۶) جس دل میں کہ ''تا بہ کے'' سما جائے — وھاں عزتِ تختِ کَے نہیں ہے — ص۳۲۰

(۲۳۷) دل تو ہو، اچھا، نہیں ہے گر دماغ — کچھ تو اسبابِ تمنا چاہیے — ص۳۲۰

(۲۳۸) اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں — سمجھیں تو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں — ص۴۳۹ [طبعِ ثانی]

(۲۳۹) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — یہ شامِ غم آپ پر سحر کر — ص۳۴۸

(۲۴۰) اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی — ص۳۵۵

سات بار بہ طورِ ردیف، ص۵۳]

(۲۴۱)،(۲۴۲) گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ دل — ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل

(۲۴۳) بے دلوں سے ہے تپش جوں خواہشِ آب از سراب — ہے شرر موہوم گر رکھتا نہ وے سنگ، دل

(۲۴۴) رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کو تہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل

(۲۴۵) ہوں ز پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز — کس قدر ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ، دل

(۲۴۶) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست — کھنچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ، دل

(۲۴۷) اے اسدؔ! خامش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع — ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل

[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیف، رباعی، ص۱۱۷]

(۲۴۸)-(۲۵۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل

(۲۵۳) ہے سرنوشت میں رقمِ وا شکستگی ہوں جوں خطِ شکستہ بہ جا شکستہ دل

(۲۵۴) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل

(۲۵۵) ناسازیٔ نصیب درشتیٔ غم سے ہے اُمید، نااُمید و تمنا، شکستہ دل

(۲۵۶) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ! صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل

دوریِ یارانِ یک دل۔ (۳۴۶) دعاے دل۔ (۳۴۷) دنداں وردِ دل افشردن (۳۴۸) دوشِ دل۔
(۳۴۹)، (۳۵۰) دیدہ تا دل [دوبار]۔ (۳۵۱)-(۳۵۲) دیدہ و دل [دوبار]۔ (۳۵۳) دیدۂ دل۔
(۳۵۴) دین و دل۔ (۳۵۵) رازِ دل۔ (۳۵۶) رنجشِ دل۔ (۳۵۷)-(۳۶۲) زخمِ دل [چھے بار]۔
(۳۶۳) زخم ہاے دل۔ (۳۶۴) زخم ہاے کہنۂ دل۔ (۳۶۵) زِخود گزشتنِ دل۔ (۳۶۶) زنجیریِ بے ربطیِ
دل۔ ((۳۶۷) سادہ دل۔ (۳۶۸) سازِ عریانیِ کیفیتِ دل۔ (۳۶۹) سازِ یک گلستاں دل۔ (۳۷۰) ساغرِ
بے حوصلۂ دل۔ (۳۷۱) سامان نازِ زخمِ دل۔ (۳۷۲) سرتا سرِ دل۔ (۳۷۳) سررشتۂ بیتابیِ دل۔ (۳۷۴)
سعیِ دل۔ (۳۷۵) سنگ دل۔ (۳۷۶) سوزِ دل۔ (۳۷۷)، (۳۷۸) سوزشِ دل [دوبار]۔ (۳۷۹)-
(۳۸۱) سوے دل [تین بار]۔ (۳۸۲)، (۳۸۳) سویداے دل [دوبار]۔ (۳۸۴) شاہِ روشن دل۔
(۳۸۴) شررِ اسیر دل۔ (۳۸۶)، (۳۸۷) شکستِ قیمتِ دل [دوبار]۔ (۳۸۸) شمع خانۂ۔ (۳۸۹) شورِ
رُسوائیِ دل۔ (۳۹۰) شیونِ دل۔ (۳۹۱) صد جُنبشِ دل۔ (۳۹۲) صداے خندۂ دل۔ (۳۹۳) صفاے
دل۔ (۳۹۴) ضبطِ سوزِ دل۔ (۳۹۵) طرزِ عروجِ اضطرابِ دل۔ (۳۹۶) طفلِ دل۔ (۳۹۷) طلسمِ مستیِ
دل۔ (۳۹۸) طوفاں کدۂ دل۔ (۳۹۹) طوفانِ نالۂ دل۔ (۴۰۰) عارِ دل۔ (۴۰۱) عرضِ افسونِ گدازِ دل۔
(۴۰۲) عشرتِ پارۂ دل۔ (۴۰۳) عقدۂ دل۔ (۴۰۴) علاجِ بے دماغی ہاے دل۔ (۴۰۵)-(۴۰۸)
غبارِ دل [چار بار]۔ (۴۰۹) غفلتِ رسوائیِ دل۔ (۴۱۰) غمِ دل۔ (۴۱۱) فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل۔
(۴۱۲) فسردہ دل۔ (۴۱۳) فغانِ دل۔ (۴۱۴) فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل۔ (۴۱۵) قبلۂ چشم و دل۔ (۴۱۶)
قفسِ دل۔ (۴۱۷) کامِ دل۔ (۴۱۸) کشادن ہاے دل۔ (۴۱۹) کلفتِ دل۔ (۴۲۰) کمرِ دل۔ (۴۲۱)
کیفیتِ دل۔ (۲۲۲)، (۴۲۳)، (۴۲۴) گدازِ دل [تین بار]۔ (۴۲۵)، (۴۲۶) لختِ دل [دوبار]۔
(۴۲۷) لخت لختِ دل۔ (۴۲۸) محوِ تماشاے شکستِ دل۔ (۴۲۹) مدعاے دل۔ (۴۳۰) مطربِ دل۔
(۴۳۱) مقدارِ حسرتِ دل۔ (۴۳۲) مکتبِ غمِ دل۔ (۴۳۳) ملکِ دل۔ (۴۳۴) موجۂ کیفیتِ دل۔
(۴۳۵) نازِ ناتوانی ہاے دل۔ (۴۳۶)-(۴۳۹) نالۂ دل [چار بار]۔ (۴۴۰) نامرادِ دل۔ (۴۴۱) نشانِ
روشنیِ دل۔ (۴۴۲) نقدِ داغِ دل۔ (۴۴۳) نقدِ صد دل۔ (۴۴۴) نمک پاشِ خراشِ دل۔ (۴۴۵) نہاں

دلِ افروز:	دیکھیے: حُسنِ دل افروز۔		
دل افسردگیاں:	دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں	موجِ مے، مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ	ص۷۱
دلِ افسردہ:	(۱) ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ!	شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے	ص۸۰
	(۲) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے	دلِ افسردہ، گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا	ص۱۵۷
دلِ افگار:	لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار	کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے	ص۱۰۲
دلِ الفت نسب:	دلِ الفت نسب و سینۂ توحید فضا	نگہِ جلوہ پرست و نفَسِ صدق گزیں	ص۱۳۵
دلِ اندیشہ:	دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں	خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ	ص۷۱
دلِ بیتاب:	(۱) کیسا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا	ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا	ص۲۸۴
	(۲) بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا	بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا	ص۴۴۶
	(۳) دیکھیے: یک بیاباں دلِ بیتاب۔		
دلِ بیدرد:	دیکھیے: داغِ دلِ بیدرد۔		
دلِ بےدست و پا اُفتادہ:	سرشکِ سر بہ صحرا دادہ، نور العین دامن ہے	دلِ بے دست و پا اُفتادہ، برخوردارِ بستر ہے	ص۲۱۲
دلِ بےقرار:	سیماب، پشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم	حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے	ص۲۱۰
دلِ بےمدّعا:	دیکھیے: یک دلِ بے مدّعا۔		
دلِ بےمدّعارسا:	دیکھیے: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدّعارسا۔		
دلِ بےہوائے گل:	شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے	مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل	ص۱۷۹
دلِ بدستِ نگارے ندادہ:	معاف بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز	دلِ بدستِ نگارے ندادہ رکھتے ہیں	ص۶۰
دلِ برصفِ مژگاں زدہ:	گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق	قطرۂ اشک، دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے	ص۱۰۹
دلِ بیمار:	دیکھیے: نبضِ دلِ بیمار۔		
دلِ بیمارِ ازخود رفتہ:	دلِ بیمارِ از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے	کہ مژگاں، ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے	ص۷۹
دلِ پاک:	ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک	تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچارِ صحرا	ص۲۶

دلِ پُرآتش:	چنار آسا عدم سے با دلِ پُرآتش آیا ہوں	تہی آغوشیِ دستِ تمنّا کا ہوں فریادی	ص ۴۵۱
دلِ پُرغبار:	جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ!	بسانِ دشت دلِ پُرغبار رکھتے ہیں	ص ۶۴
دلِ پروانہ:	(۱) تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار	بیتابیِ تجلّیِ آتش بہ جاں نہ پوچھ	ص ۷۰
	(۲) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار!	دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار	ص ۱۳۳
	(۳) دیکھیے: چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ۔		
دلِ تا جگر:	دل تا جگر ساحلِ دریائے خوں ہے اب	اِس رہ گزر میں جلوۂ گُل، آگے گرد تھا	ص ۱۵۴
دلِ تپش انگیز:	دیکھیے: بیتابیِ دلِ تپش انگیز۔		
دلِ تسلیم آئیں:	دیکھیے: قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں۔		
دلِ تنگ:	دیکھیے: بمقدارِ دلِ تنگ۔		
دلِ جبریل:	دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور	دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رخسار	ص ۴
دلِ چاک:	اے اسدؔ! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے	حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا	ص ۴۴۵
دلِ چشم:	دیکھیے: سویدائے دلِ چشم۔		
دلِ حریص:	دیکھیے: شوقِ دلِ حریص۔		
دلِ حسرت پرست:	دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی	ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے	ص ۲۱۹
دلِ حسرت زدہ:	دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذّتِ درد	کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا	ص ۱۴۴
دلِ حسرت نصیب:	اسد کی طرح میری بھی، بغیر از صبحِ رُخساراں	ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب! آخر	ص ۴۱
دلِ حق شناس:	ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا	ہرچند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے	ص ۲۰۵
دلِ حیرت زدہ:	توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس	سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں	ص ۷
دلِ خالی:	دیکھیے: یک گوشۂ دلِ خالی۔		
دلِ ختمِ رُسُل:	دیکھیے: جان و دلِ ختمِ رُسُل۔		
دلِ خراب:	دیکھیے: مرادِ دلِ خراب۔		

دلِ خستگاں: دلِ خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک ص۵۰

دلِ خستہ: (۱) ہوئے یہ رہ رواں دلِ خستہ شرمِ نارسائی سے کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے ص۴۵۵

(۲) دیکھیے: غالبِؔ دل خستہ۔

دلِ خستہ: دیکھیے: کامِ دلِ خستہ۔

دلِ خُفتگاں: جُز دل، سُراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ ص۷۰

دلِ خوباں: ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر تاثیر جُستنِ اشک سے، نقشِ برآب ہے ص۴۵۲

دلِ خوں گشتہ: تکلّف سازِ رسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی دلِ خوں گشتہ، دردستِ حنا آلودہ عریاں ہے ص۸۱

دلِ خونیں: دیکھیے: فشارِ دلِ خونیں۔

دلِ خونیں جگر: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مُستغنی الٰہی! یک قیامت خاور آٹوٹے بدخشاں پر ص۴۰

دلِ خونیں نفَس: نظّارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص۵۱

دلِ دادہ: دیکھیے: قتلِ عاشقِ دل دادہ۔

دلِ داغِ انتظار: دیکھیے: یک دلِ داغِ انتظار۔

دلِ دردمندِ زمزمہ ساز: ہاں، دلِ دردمندِ زمزمہ ساز کیوں نہ کھولے درِ خزینۂ راز ص۱۳۰

دلِ دیوانہ: (۱) آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا ص۲۴

(۲) دیکھیے: دامنِ دلِ دیوانہ۔

دلِ رنجور: (۱) اُس کی بزم آرائیاں سُن کر، دلِ رنجور یہاں مثلِ نقشِ مدّعائے غیر بیٹھا جائے ہے ص۲۲۲

(۲) دیکھیے: پائے دلِ رنجور۔

دیکھیے ــــــ: (۱) پرستارِ دلِ رنجیدہ۔ (۲) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ۔

دلِ زار: اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں ہے حیا مانعِ گفتار، کہوں یا نہ کہوں ص۲۹۸

دلِ زِ کارِ جہاں اُفتادہ: تنِ بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں دلِ زِ کارِ جہاں اُفتادہ رکھتے ہیں ص۵۹

دلِ ساقی: دیکھیے: چشم و دلِ ساقی۔

دلِ سائل: دیکھیے: طلسمِ دلِ سائل۔

دلِ ستم آمادہ: دیکھیے: دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ۔

دلِ سرد: نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری — خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو — ص۶۷

دلِ سمندر: دیکھیے: کبابِ دلِ سمندر۔

دلِ سوختگاں: دیکھیے: بالشِ دلِ سوختگاں۔

دلِ سوزاں: (۱) دُوْد کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا — ص۲۵

(۲) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص۴۴۸

دلِ سیہ دلاں: دیکھیے: داغِ دلِ سیہ دلاں۔

دلِ شب: (۱) بہ تحیّر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل — دلِ شب آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا — ص۲۴

(۲) بس کہ سوداے خیالِ زلف وحشتناک ہے — تا دلِ شب، آبنوسی شانہ آسا چاک ہے — ص۱۰۶

دلِ شحنۂ تقدیر: موج ابروے قضا جس کے تصور سے دو نیم — بیم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار — ص۵

دلِ شکستہ: دیکھیے: تپشِ دلِ شکستہ۔

دلِ شوریدۂ غالبؔ: ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب — رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے — ص۲۳۲

دلِ صدا: دیکھیے: یک دلِ صدا۔

دلِ صد پارہ: دیکھیے: رازِ دلِ صد پارہ۔

دلِ صد چاک: دیکھیے ـــــ: (۱) بخیۂ زخمِ دلِ صد چاک۔ (۲) یک دلِ صد چاک۔

دلِ عاشق: زلفِ معشوق کشش، سلسلۂ وحشتِ ناز — دلِ عاشق، شکن آموزِ خمِ طرّۂ یار — ص۷

دلِ غافل از حقیقت: بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف، مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

دل فروز: دیکھیے: جمالِ دل فروز۔

دل فریب: نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب — تو کہے، بُت خانۂ آزر کھُلا — ص۱۳۹

دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا: دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا — موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی! — ص۲۳۳

دلِ فریبیِ عنواں:	دیکھیے: نذرِ دل فریبیِ عنواں۔		
دل فریبیوں:	اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے	روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا	ص۲۹۳
دلِ فسردہ:	برقِ بہ جانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ!	اے دلِ فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں	ص۵۷
دل کش:	(۱) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال	دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خورّم	ص۲۶۵
	دیکھیے ـــــ: (۲) قدِ دل کش۔ (۳) خالِ مُشکینِ رخِ دل کش۔		
دل کُشا:	(۱) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گُل ہے	زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا	ص۱۳
	(۲) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کُشا، لیکن	ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے	ص۱۰۷
	(۳) نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں	وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے	ص۲۴۸
دلِ کوہِ طور:	دیکھیے: لختِ دلِ کوہِ طور۔		
دلِ گداختہ:	(۱) خمارِ منتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ!	دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ	ص۳۵
	(۲) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ!	پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی	ص۲۱۶
دلِ گرمِ تپش:	فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے	دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلّی کا	ص۲۶
دلِ گم گشتہ:	پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال	دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا	ص۱۵۲
دلِ نالاں:	(۱) تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں!	جب اک نَفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے	ص۲۳۴
	(۲) دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا	نواے بربط و چنگ و چغانہ	ص۴۵۱
دلِ مایوس:	(۱) کرتا ہے، بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس	رنگِ زِ نظر رفتہ حناے کفِ افسوس	ص۳۶
	(۲) بس کہ ہے عبرت، ادبِ یادگی ہاے ہوس	میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری	ص۹۳
	(۳) دیکھیے: زانوے دلِ مایوس۔		
دلِ مجروح:	دیکھیے: گلشن آبادِ دلِ مجروح۔		
دلِ مجنوں:	کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب!	نقشِ ہر ذرّہ، سویداے بیاباں نکلا	ص۱۳
دلِ مضطر:	تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا	کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی	ص۳۱۱

دلِ مُور:	دیکھیے: نقشِ دلِ مُور۔		
دلِ نااُمید:	دلِ نااُمید کیوں کر یہ تسلّی آشنا ہو	جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی	ص۱۰
دلِ ناداں:	دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟	آخر اِس درد کی دوا کیا ہے؟	ص۲۳۸
دلِ نازک:	دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ!	نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں	ص۱۸۰
دلِ ناسوختہ:	نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند	دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا	ص۲۴
دلِ ناعاقبت اندیش:	اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر	کون لاسکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست؟	ص۱۶۴
دلِ ناکام:	غم کھانے میں بُودا، دلِ ناکام بہت ہے	یہ رنج کہ کم ہے مے گل فام، بہت ہے	ص۲۴۵
دلِ نالاں:	تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں!	جب اک نفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے	ص۲۳۴
دلِ نگرانی:	دیکھیے: آئینۂ دلِ نگرانی۔		
دلِ وابستہ:	(۱) طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گُل کیا	یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا	ص۲۱
	(۲) تھا دلِ وابستہ قفلِ بے کلید	کس نے کھولا؟ کب کھُلا؟ کیوں کر کھُلا؟	ص۱۳۹
	(۳) پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل	مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمایش ہے؟	ص۲۲۵
دلِ وارستۂ ہفتادو دو ملّت بیزار:	ہے اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا	دلِ وارستۂ ہفتادو دو ملّت بیزار	ص۶
دلِ واماندہ:	دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر	نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا	ص۲۹
دل وجاں:	(۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ!	کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی	ص۱۰
	(۲) تیری مدحت کے لیے ہیں دل وجاں، کام وزباں	تیری تسلیم کو ہیں لوح وقلم، دست وجبیں	ص۱۳۵
	(۳) تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے	لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اَور	ص۱۷۰
	دیکھیے ـــــ: (۴) تن ودل وجاں۔ (۵) عرضِ متاعِ عقل ودل وجاں۔		
دل وجانِ خلق:	نے سرد برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو	اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ	ص۴۳
دل وجاں فیض رسانا:	جاں پناہا! دل وجاں فیض رسانا! شاہا!	وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں	ص۱۳۴
دل وجگر:	(۱) دل وجگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے	ولے ہنوز خیالِ وصال خام رہا	ص۳۰

(۲) دل وجگر میں پر افشاں جو ایک موجۂ خوں ہے — ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم، آگے — ص ۲۲۸

(۳) دیکھیے: صفتِ دل وجگر۔

دل وچشمِ رقیب: دیکھیے: کوریِ دل و چشمِ رقیب۔

دل وچشم وزباں: کچھ اور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا — کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا — ص ۲۸۴

دلِ وحشی: میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے — عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا — ص ۱۴۹

دل ودستِ اربابِ ہمّت: دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمّت سلامت! — ص ۳۳

دل ودستِ شنا: پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب — دے بطِ مَے کو دل و دستِ شنا، موجِ شراب — ص ۱۹۳

دل ودماغ: شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص ۱۱۶

دل ودیدہ: (۱) باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب — نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

دیکھیے——:(۲) تشنۂ خونِ دل ودیدہ۔ (۳) یک شرر بالِ دل ودیدہ۔

دل ودیں: دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اِس بازار میں ساغر متاعِ دست گرداں ہے — ص ۲۱۰

دل ودین وخرد: دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی — ہوا ہے جوہرِ آئینہ، خیلِ مور خرمن میں — ص ۵۸

دل وزباں: لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور — کرکے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار، ایک — ص ۲۹۷

دل ومژگاں: دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا — آج پھر اُس کی روبکاری ہے — ص ۲۴۴

دل ہا: دیکھیے——:(۱) آئینہ فتراکِ دماغِ دل ہا۔ (۲) پردۂ دل ہا۔ (۳) صاحبِ دل ہا۔ (۴) ویرانیِ دل ہا۔

دل ہائے اغیار: دیکھیے: نگہبانِ دل ہائے اغیار۔

دل ہائے حزیں: دیکھیے——:(۱) اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں۔ (۲) فریادِ دل ہائے حزیں۔

دل ہائے خلق: دیکھیے: کثرتِ دل ہائے خلق۔

دل ہائے دگر: مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ! — پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے — ص ۱۱۳

دل ہائے دوستاں: دیکھیے: دستِ شیشۂ دل ہائے دوستاں۔

دل ہائے ہر دردمندے: از دلِ ہر دردمندے جوشِ بیتابی زدن — اے ہمہ بے مدعائی! یک دعا ہوجائیے — ص ۳۵۲

دلِ ہرقطرہ:	دلِ ہر قطرہ ہے سازِ أنا البحر	ہم اُس کے ہیں، ہمارا پوچھنا کیا!	ص۱۵۷
دلِ ہم دگر:	لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر	پنبۂ شیشہ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے	ص۱۱۵
دِلا:	(۱) تکلف عاقبت نہیں ہے، دلا! بندِ قبا واکر	نَفَس بعداز وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا	ص۲۷
	(۲) دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی	کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی	ص۱۰۰
	(۳) دلا! یہ درد و الم بھی تو مُغتنَم ہے کہ آخر	نہ گریۂ سحری ہے نہ آہِ نیم شبی ہے	ص۲۰۵
	(۴) سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار	ہر سبزۂ نوخاستہ یہاں بالِ پری ہے	ص۴۵۳
دلاّلِ[1] جنسِ رُسوائی:	چشم: دلاّلِ جنسِ رُسوائی	دل: خریدارِ ذوقِ خواری ہے	ص۲۲۴
دلبر[2]:	دیکھیے: فریادِ بیدادِ دلبر۔		
دلبراں:	دیکھیے——:(۱) ہوائے دلبراں۔(۲) وفائے دلبراں۔		
دلبری[3]:	ہے دلبری، کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ	کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند	
دلبریِ وعدۂ وفا:	اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا	وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!	ص۵۴
دل بستگی[4]:	(۱) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب	دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
	(۲) جنوں رُسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے	بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے	ص۱۰۸
	(۳)،(۴) دیکھیے: حاصلِ دلبستگی۔		
دل پزیر[5]:	اپنے پہ کررہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا	سمجھا ہوں دل پزیر متاعِ ہُنر کو میں	ص۱۹۰
دل تنگ[6]:	(۱) چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تأمّل ہنوز	غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز	ص۴۴
	(۲) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں، اے رشک!	محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں	ص۶۰
	(۳) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں	میں خار ہوں آتش میں چھپوں، رنگ نکالوں	ص۶۰

۱ دلاّل : ایک بار[مرکّب]۔
۲ دلبر : ایک بار[مرکّب]۔
دلبراں : دوبار[مرکّب]۔
۳ دلبری : تین بار[مرکّب:دوبار]۔
۴ دل بستگی : چار بار[مرکّب:دوبار]۔
۵ دل پزیر : ایک بار۔
۶ دل تنگ : تین بار۔
دل تنگی : ایک بار[مرکّب]۔

دل تنگیِ وحشت: خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا | خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا | ص۲۱

دل جمعی[1]: دیکھیے: باوجودِ دل جمعی۔

دل جوئیِ شبگیر[2]: ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع | پائے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے | ص۱۱۳

دلچسپ[3]: بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دلچسپ | نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے | ص۴۵۲

دلدار[4]: دیکھیے——:(۱) ساکنانِ کوچۂ دلدار۔(۲) نامۂ دلدار۔(۳) وعدۂ دلدار۔

دُلدُل[5]: (۱) وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار | جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گلچیں | ص۹

دیکھیے——:(۲) اُلفتِ دلدل۔(۳) گردِ خرامِ دلدل۔

دلدل سوار: دیکھیے: صید اندازشہِ دلدل سوار۔

دلربائی[6]: ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی | بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دلربائی کا | ص۱۶

دلستاں[7]: رہزنی ہے کہ دلستانی ہے؟ | لے کے دل دلستاں روانہ ہوا | ص۱۶۲

دلستانی: دیکھیے: (۱) غرورِ دلستانی۔(۲) بہ ذیلِ ''دلستاں''۔

دل شاد[8]: شاد و دل شاد و شادماں رکھیو | اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو | ص۱۳۱

دل لگی[9]: (۱) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! | کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں | ص۱۸۴

(۲) دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں | ورنہ یہاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے | ص۲۱۰

(۳) چھوڑی اسدؔ! ہم نے گدائی میں دل لگی | سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے | ص۲۲۷

دلنواز[10]: غم نے جب گھیرا تو چاہا ہم نے یوں اے دلنواز! | مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے، ہوویں چارہ ساز | ص۲۹۰

دَلو[11]: بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے | ریشے سے، ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے | ص۹۲

دِلّی[12]: (۱) کیجے جوں اشک اَور قطرہ زنی | اے اسدؔ! ہے ہنوز دِلّی دور | ص۴۲

---

۱ دل جمعی : ایک بار[مرکّب]۔
۲ دل جوئی : ایک بار[مرکّب]۔
۳ دلچسپ : ایک بار۔
۴ دلدار : تین بار[مرکّب]۔
۵ دُلدُل : چار بار[مرکّب]۔
۶ دلربائی : ایک بار۔
۷ دلستاں : ایک بار۔
دلستانی : دو بار[مرکّب: ایک بار]۔
۸ دلشاد : ایک بار[مرکّب]۔
۹ دل لگی : تین بار۔
۱۰ دلنواز : ایک بار۔
۱۱ دَلو: ایک بار۔
۱۲ دِلّی : سات بار۔

	(۲) دلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت	بیچارہ چند روز کا یہاں میہمان ہے	ص ۷۵
	(۳) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ!	میری، دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے!	ص ۸۰ [طبعِ ثانی]
	(۴) بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ! تو پھر	کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز، نوابی کرے	ص ۱۰۱
	(۵) ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ اُلفت اسدؔ!	ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا	ص ۱۵۵
	(۶) سر آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم	کہ دلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں	ص ۲۶۴
	(۷) اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ	آج ہم حضرتِ نوّابؔ سے بھی مل آئے	ص ۳۱۲
دلیل[1]:	(۱) تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید	تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل	ص ۱۲۴
	(۲) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے	یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قَسم ہوئے	ص ۲۲۶
دلیلِ سحر:	ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے	اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے	ص ۲۳۰
دَم[2] [۱]:	(۱) لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین	کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اَور	ص ۱۷۰
	(۲) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو	برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو	ص ۱۱۶
	(۳) ابر کا کررہی کیا دم بند	برق کو دے رہی ہے کیا الزام	ص ۱۳۸
	(۴) محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بے دماغی ہے	کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا	ص ۱۳۶
	(۵) دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز	پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا	ص ۱۵۲
	(۶) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے	دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے	ص ۲۲۱
	(۷) پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم	برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے	ص ۲۲۵
	(۸) نالے، عدم میں چند ہمارے سپرد تھے	جو وھاں نہ کھنچ سکے، سُو وہ یہاں آکے دم ہوئے	ص ۲۲۷
	(۹) واے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا	لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے	ص ۲۳۲
	(۱۰) گو ہاتھ کو جُنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے	رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے	ص ۲۴۹

---

۱ دلیل : تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔

۲ دَم [۱] : اٹھائیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

دَم [۲] : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

دَم [۳] : ستائیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پچیس بار]۔

دَم [۴] : ایک بار [مرکّب]۔

(۱۱) کھُلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے   بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ   ص۲۷۹

(۱۲) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے   بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے   ص۲۴۹

(۱۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا   اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے   ص۲۵۰

(۱۴) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی   یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے   ص۲۵۱

(۱۵) بات کرنے میں نکلتا ہے دم اُس کے رو بہ رو   ص۲۸۹

(۱۶) دیکھیے: کششِ دم۔

دمِ افعی: دیکھیے: حریفِ دمِ افعی۔

دم بھر: سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک   آگ بھڑکی، مینہ اگر دم بھر کھُلا   ص۱۴۰

دمِ چند: (۱)، (۲) دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا   یہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا   ص۴۴۶

دمِ سرد: ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا   باوَر آیا ہمیں پانی کا ہوا ہوجانا   ص۱۵۶

دمِ سردِ صبا: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ   ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازار   ص۴۸

دمِ سردِ کشیدہ: سودائے عشق سے دمِ سردِ کشیدہ ہوں   شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں   ص۶۱

دم شماری: دیکھیے: اضطرابِ دم شماری۔

دمِ صُبحِ قیامت: کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ! یک پردہ نازک تر   دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا کم ہو   ص۶۸

دمِ عیسیٰ: (۱) دیکھیے: حریفِ دمِ عیسیٰ۔ (۲) نیابتِ دمِ عیسیٰ۔

دمِ واپسیں: دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے   عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے   ص۳۱۲

دَم[۲]: (۱) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے   سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا   ص۱۳۲

(۲) دیکھیے: تیغ دودم۔

دمِ تیغِ توکّل: یقیں ہے، آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو   دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے   ص۹۸

دمِ شمشیر: حسرتِ لذّتِ آزار رہی جاتی ہے   جادۂ راہِ وفا جُز دمِ شمشیر نہیں   ص۱۸۲

دمِ شمشیرِ ابرو: دیکھیے: آبِ دمِ شمشیرِ ابرو۔

دَم[۳]: (۱) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام   پیمایشِ زمینِ رہِ عُمر بس تمام   ص۵۵

(۲) دل وجگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے — ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم، آگے — ص۲۲۸

دیکھیے ———:(۳)-(۷) صبحِ دم [پانچ بار]۔(۸)-(۱۲) ہردم [پانچ بار]۔

دمِ ایجاد: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا — دی ہے جائے دہن اُس کو دمِ ایجاد، نہیں — ص۱۸۶

دمِ بسمل: لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے — جان جائے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے — ص۳۱۲

دم بہ دم: ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص۲۴۹

دمِ تائید: کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ — یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے — ص۱۰۴

دمِ تحریر: (۱) پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق — آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ — ص۱۵۹

(۲) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی — ص۲۳۵

دمِ ذکر: ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۶۲

دمِ سماع: جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں — ص۱۸۹

دمِ صبح: دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح — یہی انداز اور یہی اندام — ص۱۳۵ [ماوتُو]

دمِ عرضِ پریشانیِ بزم: رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم — برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے — ص۷۸

دمِ عیسیٰ: (۱) مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا — ص۱۴۴

(۲) وہ محضِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں — نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ — ص۲۷۷

دمِ قتل: اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل — ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے — ص۹۰

دمِ مرگ: تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا — ص۱۴۷

دمِ نزع: روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۴۵۳

دَم[۴]: جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز — دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب — ص۱۶۳

دُم[۱]: دیکھیے: بالِ رعنائیِ دُم۔

دُمِ روباہ: ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو اُلجھی ہوئی ہوتی ہے دُمِ روباہ — ص۲۷۷

دُمِ گرگ: دیکھیے: ایک دُمِ گرگ۔

دماغ[۲]: (۱) خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں — ص۷

---

۱ دُم : تین بار [مرکّب]۔

۲ دماغ : بیالیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: اکتیس بار]۔

(۲) غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو — مجھے دماغ نہیں خندہ ہاے بیجا کا — ص۱۴۷
(۳) دل اُس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا — ص۱۴۷
(۴) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہاے گل — کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا — ص۱۴۹
(۵) باغِ شگفتہ، تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خُم کدہ کس کے دماغ کا؟ — ص۱۵۰
(۶) دل تو ہو، اچھا، نہیں ہے گر دماغ — کچھ تو اسباب تمنا چاہیے — ص۳۲۰
(۷) بہ بوے زلفِ مُشکیں یہ دماغ آشفتۂ رم ہیں — کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں — ص۸۱
(۸) فغاں! کہ بہرِ شفاے حصول ناشدنی — دماغ، ناز کشِ منّتِ طبیباں ہے — ص۱۰۲
(۹) وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغ کہاں — کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرداز — ص۱۷۱
(۱۰) دل تو دل، وہ دماغ بھی نہ رہا — شورِ سوداے خطّ و خال کہاں! — ص۱۸۲
(۱۱) نینداُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں — تیری زُلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں — ص۱۹۱

دیکھیے ـــــ: (۱۲) بے دل و بے دماغ (۱۳)-(۱۶) بے دماغ [چار بار]۔ (۱۷) بے دماغِ منّتِ اقبالؔ (۱۸) دل و دماغ (۱۹) شکوۂ ضعفِ دماغ۔ (۲۰) فکرِ سخنِ موے دماغ۔ (۲۱) محوِ تماشاے دماغ۔ (۲۲) موے دماغ۔

دماغِ آہوے دشتِ تتار: جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے — نافہ، دماغ آہوے دشتِ تتار ہے — ص۲۱۷

دماغِ بہار: سودائیِ خیال ہے طوفانِ رنگ و بو — یاں ہے کہ داغِ لالہ، دماغِ بہار ہے — ص۹۰

دماغِ بےخودی: دیکھیے: موے دماغِ بےخودی۔

دماغِ تماشاے سرو وگل: پیدا کریں دماغِ تماشاے سرو و گل — حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے — ص۸۲

دماغِ دل ہا: دیکھیے: آئنہ فتراکِ دماغِ گل ہا۔

دماغِ دوجہاں: عدم وحشت سُراغ و ہستی آئینہ بندِ رنگینی — دماغِ دوجہاں پر سُنبل و گل یک شبیخوں ہے — ص۱۱۱

دماغِ رسیدہ: (۱) دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل — خُم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں — ص۶۱
(۲) دیکھیے: بارگاہِ دماغِ رسیدہ۔

دماغِ زُہد: خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشت اعمالی — دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے — ص۴۵۴

دماغِ شوق: دیکھیے: آتشِ موے دماغِ شوق۔

دماغِ عجز: تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے ص۲۰۹

دماغِ عطرِ پیراہن: دماغ عطرِ پیراہن نہیں ہے — غمِ آوارگی ہاے صبا کیا! ص۱۵۷

دماغِ غفلتِ ساقی: یعنی دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر — خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے ص۱۰۵

دماغِ گردِراہ: عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کلہ جبریل کی ص۹۱

دماغِ منتِ گفت و شنود: پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل، مگر — کس کو دماغِ منتِ گفت و شنود تھا ص۱۲

دماغِ نارسا: آبلہ، پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا — اے دماغِ نارسا! خم خانۂ منزل نہ پوچھ ص۷۲

دماغِ ناز: ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی — خوابِ نازِ گل رخاں دودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں: بہارِ گل، دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ وزمیں یک قطرۂ خوں ہے ص۱۱۱

دماغِ نفریں: سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں ہوں لیکن — نہ سر و برگِ ستایش، نہ دماغِ نفریں ص۱۳۲

دماغِ وحشت: دیکھیے: موے دماغِ وحشت۔

دمک[1]: رخ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک — کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا ص۲۸۷

دَمَن[2]: ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب — اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ ص۳۰۳

دمیدن[3]: دیکھیے: (۱) حاصلِ تکلیفِ دمیدن۔ (۲) گلزارِ دمیدن۔

دمیدن ہا: دیکھیے: اصلِ دمیدن ہا۔

دمیدہ: دیکھیے: (۱) برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔ (۲) صبحِ دمیدہ۔ (۳) نادمیدہ۔

دن[4]: (۱) نہ ستم کر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی — مجھے طاقتِ آزمائی، تجھے اُلفت آزمائی ص۱۰

(۲) اسدؔ! خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا ص۲۲

(۳) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے — خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے ص۹۷

(۴) گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر ہم خاموش رہتے تھے ص۱۲۳

---

۱ دمک : ایک بار۔ — دمیدہ : تین بار [مرکّب]۔

۲ دمن : ایک بار۔ — دمیدن ہا : ایک بار [مرکّب]۔

۳ دمیدن : تین بار [مرکّب]۔ — ۴ دن : ستّاون بار [مفرد: بیالیس بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۵) رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار — ص۱۲۶

(۶) تم سلامت رہو ہزار برس — ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار — ص۱۲۷

(۷) نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں — نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت — ص۱۲۷

(۸)-(۱۰) تین دن مسہل سے پہلے، تین دن مسہل کے بعد — تین مسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟ — ص۱۲۹ [تین بار]

(۱۱) یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا — ص۱۴۵

(۱۲) ہے ایک تیر، جس میں دونوں چھِدے پڑے ہیں — وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا — ص۱۵۸

(۱۳) لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین — کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اَور — ص۱۷۰

(۱۴) وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے — ناز کھینچوں، بجائے حسرتِ ناز — ص۱۷۲

[گیارہ بار جُزوِ ردیف کے طور پر، ص۱۷۰]

(۱۵)،(۱۶) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اَور — تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اَور

(۱۷) مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا — ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اَور

(۱۸) آئے ہوئے کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟ — مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اَور

(۱۹) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے — کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اَور

(۲۰) ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ — کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اَور

(۲۱) تم ماہِ شبِ چاردہم تھے مرے گھر کے — پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور

(۲۲) تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے — کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اَور

(۲۳) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی — بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اَور

(۲۴) گزری نہ بہ ہرحال یہ مدّت خوش و ناخوش — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور

(۲۵) ناداں ہو جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ — قسمت میں ہے مرنے کی تمنّا کوئی دن اَور

(۲۶) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا — [قادرنامہ]

(۲۷) لال ڈگّی پر کرے گا جا کے کیا — پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا — ؍؍ ؍؍

(۲۸) کس روز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے — ص۲۴۳

	(۲۹) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤگے؟	یا فقط رستا ہمیں بتلاؤگے	ص۳۱۲
	(۳۰) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا	وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں	ص۱۹۱
	(۳۱) تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں	شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عُریاں ہوگئیں	ص۱۹۱
	(۳۲) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے	بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں	ص۱۹۲
	(۳۳) یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں	زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک	ص۱۷۵
	(۳۴) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا	وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو	ص۱۹۷
	(۳۵) نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا	رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو	ص۱۹۹
	(۳۶) مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں	خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی	ص۲۰۲
	(۳۷) آغوشِ گُل کشودہ برائے وداع ہے	اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے	ص۲۱۰
	(۳۸) جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن	بیٹھے رہیں تصوّرِ جاناں کیے ہوئے	ص۲۲۶
	(۳۹) کوئی دن گر زندگانی اَور ہے	اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اَور ہے	ص۲۳۷
	(۴۰) آہی جاتا وہ راہ پر، غالبؔ!	کوئی دن اَور بھی جیے ہوتے	ص۲۴۳
	(۴۱) شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر	دیکھیے کب دن پھریں حمام کے	ص۲۵۰
	(۴۲) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں	کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں	ص۲۹۸

دیکھیے ــــــ: (۴۳) ــ (۴۸) ایک دن [چھے بار]۔ (۴۹) اکیس دن۔ (۵۰) اور دن (۵۱) تین دن۔
(۲۵)، (۵۳)، (۵۴) دو دن [تین بار]۔ (۵۵) رات دن۔ (۵۶) سات دن۔

دن رات:	مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو؟	اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے	ص۲۱۹
دنوں:	(۱) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی	وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے	ص۲۲۹
	(۲) مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی	زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے	ص۲۱۲
دنداں[1]:	(۱) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے	جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت	ص۱۶۳
	(۲) دنداں کا خیال چشمِ تر کر	ہر دانۂ اشک کو گہر کر	ص۴۴۸

[1] دنداں : اٹھارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سولہ بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۳) انگشت بہ دنداں۔ (۴) بقدرِ لب و دنداں۔ (۵) جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں۔ (۶)، (۷) خس بہ دنداں [دو بار]۔ (۸) عرضِ نازِ شوخیِ دنداں۔

دنداں درجگر افشردن: دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبطِ افسردگاں | جوں صدف پُر دُر ہیں دنداں درجگر افشردگاں ص۶۶

دنداں دردل افشردن: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام | ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے ص۲۱۵

دندانِ شرار: سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے | خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار ص۲

دندانِ عجز: کو بیابانِ تمنّا و کجا جولانِ عجز | آبلے پا کے ہیں یھاں رفتار کو دندانِ عجز ص۴۴

دندانِ گزیدہ: دیکھیے: پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ۔

دندانِ گوہر: کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں | صدف، دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے ص۹۷

دندانِ گہر: بہ جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود | مسی مالیدہ دندانِ گہر ہے ص۴۵۵

دنداں نُما: دیکھیے ـــــــ: (۱)، (۲) خندۂ دنداں نُما [دو بار]۔ (۳) صد خندۂ دنداں نما۔

دُنیا[1]: (۱) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا | دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا ص۲۱

(۲) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو | یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے ص۹۱

(۳) تجھ سے عالم پہ کھُلا رابطۂ قربِ کلیم | تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل ص۱۲۴

(۴) بے دلی ہاے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق | بیکسی ہاے تمنّا کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں ص۱۳۴

(۵) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! | دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دُنیا و چہ دیں

(۶) جانتا ہوں کہ آج دُنیا میں | ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام ص۱۳۶

(۷) حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی | دوامِ کُلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا ص۱۴۷

(۸) غم سے مرتا ہوں کہ اِتنا نہیں دُنیا میں کوئی | کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد ص۱۶۶

(۹) ہیں اَور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچّھے | کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور ص۱۷۰

(۱۰) غالبؔ بھی گر نہ ہو، تو کچھ ایسا ضرر نہیں | دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو! ص۱۹۷

(۱۱) خاک میں ناموسِ پیمانِ محبّت مل گئی | اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہاے ہاے! ص۲۰۴

---

[1] دنیا : بائیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۱۲) بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے — ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے — ص ۲۴۸

(۱۳) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ! — شاہِ دیں دار نے شفا پائی — ص ۲۵۱

(۱۴) یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں عزّ و جاہ کے ساتھ — تمھیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ — ص ۲۷۸

(۱۵) ہے دُعا بھی یہی کہ دُنیا میں — تم رہو زندہ جاوداں، آمیں! — ص ۲۸۱

(۱۶) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ؟ — خلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہوا اور سہی — ص ۳۱۱

دیکھیے——:(۱۷) ترکِ دُنیا۔(۱۸) دین ودنیا۔(۱۹) طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا۔(۲۰) عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا۔(۲۱) غمِ دُنیا۔(۲۲) فکرِ دُنیا۔

دو[۱]:

(۱) ہند سے پہلے سات سات کے دو — دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی — ص ۲۶۲

(۲) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے — دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم — ص ۲۶۵

(۳) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک — ص ۲۹۶

(۴) جوے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

(۵) مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دو بار — ص ۱۲۶

(۶) صرفِ بہاے مَے ہوئے آلاتِ مے کشی — تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہوگئے — ص ۲۲۹

(۷) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل — دو دعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں نواب کو ہم — ص ۲۶۵

(۸) مت پوچھ اسدؔ! غصّۂ کم فرصتیِ زیست — دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے — ص ۷۴

(۹) دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح — یہی انداز اور یہی اندام — ص ۱۳۵

(۱۰) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ — بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام — ص ۱۳۵

(۱۱) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام — ص ۲۸۲

(۱۲) ہند میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں — ص ۲۶۵

(۱۳)، (۱۴) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب — نظام الدّین کو خسروؔ، سراج الدّین کو غالبؔ — ص ۲۹۳

(۱۵) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سایے سے سر، پانو سے ہے دو قدم آگے — ص ۲۲۷

---

[۱] دو : اَڑسٹھ بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: باوَن بار]۔

دوجہاں: (۱) دوجہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار — ص۴

(۲) دوجہاں، گردشِ یک سُبحۂ اسرارِ نیاز — نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۳) پشت و رُخِ آئنہ ہے دین و دنیا — منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل — ص۱۱۷

دیکھیے ———:(۴) جادۂ سیرِ دوجہاں۔(۵) دماغِ دوجہاں۔

دوجہاں ابر: دیکھیے: سرنوشتِ دوجہاں ابر۔

دوجہاں تیر: دیکھیے: زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر۔

دوجہاں حشرِ زبانِ خشک: حسرتِ عرضِ تمنّا یھاں سے سمجھا چاہیے — دوجہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں جوں شانہ ہم — ص۵۴

دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ: دیکھیے: فالِ دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ۔

دوجہاں ریگِ رواں: دیکھیے: مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں۔

دوجہاں کیفیت: دیکھیے: ہجومِ دوجہاں کیفیت۔

دوجہاں لالہ زار: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں، اسدؔ! — دکھلائے ہے مجھے دوجہاں لالہ زار، داغ — ص۴۸

دوجہاں مدارا: دیکھیے: آئنۂ دوجہاں مدارا۔

دوجہاں نازونیاز: دیکھیے: جامِ دوجہاں نازونیاز۔

دوجہاں وسعت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دوجہاں وسعت بقدرِ یک فضائے خندہ ہے — ص۸۷

دو دَستی: دیکھیے: تیغِ دودوستی۔

دو دَم: دیکھیے: تیغِ دودم۔

دورنگی: دیکھیے: بدنامِ دورنگی۔

دو سر: دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دوسر، تیغ ہے ذوالفقار ایک — ص۲۹۶

دوعالَم: (۱) خوں ہوا جوشِ تمنّا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں — ص۷

(۲) چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دوعالم جوں اشک — یاس پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں — ص۸

(۳) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی — یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا — ص۱۳

(۴) دوعالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمّت سلامت! — ص۳۲

(۵) ہے دوعالم صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار ص۱۰۶

(۶) جامِ ہر ذرّہ ہے سرشارِ تمنّا مجھ سے کس کا دل ہوں کہ دوعالم سے لگایا ہے مجھے ص۱۰۸

(۷) مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار ص۱۳۲

دیکھیے:—(۸) برہم زنِ دوعالم۔(۹) تشنۂ خونِ دوعالم۔(۱۰) خونِ دوعالم۔(۱۱) دردِ دوعالم۔(۱۲) سازِ دوعالم۔(۱۳) سُبحۂ عرضِ دوعالم۔(۱۴) شیرازۂ دوعالم۔(۱۵) طاقِ فراموشیِ سودائے دوعالم۔(۱۶) غمِ دوعالم۔(۱۷) موزونیِ دوعالم۔(۱۸) ناموسِ دوعالم۔(۱۹) نسیہ ونقدِ دوعالم۔(۲۰) ہیولائے دوعالم۔

دوعالم آداب: دیکھیے: گردابِ دوعالم آداب۔

دوعالم آگہی: اسدؔ! جمعیّتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر دوعالم آگہی سامانِ یک خواب پریشاں ہے ص۸۱

دوعالم احتمال: دیکھیے: رزقِ دوعالم احتمال۔

دوعالم اوہام: دیکھیے: گرفتارِ دوعالم اوہام۔

دوعالم وحشت: دیکھیے: اجزائے دوعالم وحشت۔

دوعالم دیدۂ بسمل: پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی دوعالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ پیمائی ص۹۲

دوعالم شکار: دیکھیے: شوخِ دوعالم شکار۔

دوعالم شورِ محشر: دیکھیے: سُراغِ آوارۂ عرضِ دوعالم شورِ محشر۔

دوعالم صفہاں: گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں نقشِ ہر گام: دوعالم صفہاں زیرِ نگیں ص۹

دوعالم فتنہ: دیکھیے: حشرِ دوعالم فتنہ۔

دوعالم فریاد: دیکھیے: عرضِ دوعالم فریاد۔

دوعالم نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دوعالم نیرنگ۔

دوعالم ہستی: دیکھیے: خونِ دوعالم ہستی۔

دونیم[۱]: (۱) موجِ ابروئے قضا جس کے تصوّر سے دونیم بیم سے جس کے دلِ مُحنۂ تقدیر فگار ص۵

(۲) خنجر سے چیر سینہ؟ اگر دل نہ ہو دونیم دل میں چھری چُبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں ص۱۸۸

---

[۱] دونیم : دوبار۔

دوتا[۱]: دیکھیے: خمِ زلفِ دوتا۔

دوا[۲]: (۱) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو   وہ اجل کہ خوںبہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی   ص۱۰

(۲) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی   وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں   ص۵۸

(۳) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا   درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا   ص۱۴۳

(۴) عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہوجانا   درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا   ص۱۵۶

(۵) پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا   یوں ہوتو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو   ص۱۹۴

(۶) دلِ ناداں! تجھے ہوا کیا ہے؟   آخر اِس درد کی دوا کیا ہے؟   ص۲۳۸

(۷) ابنِ مریم ہوا کرے کوئی   میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی   ص۲۴۲

(۸)،(۹) ہمارے درد کی یارب! کہیں دوا نہ ملے   اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اُس کو   ص۲۸۵ [دوبار]

دیکھیے ــــــ:(۱۰) تمنّاے دوا۔(۱۱) دردِ بےدوا۔(۱۲) مصیبتِ ناسازیِ دوا۔(۱۳) منّت کشِ دوا۔
(۱۴) نسخۂ عرضِ دوا۔(۱۵) یک درد وصد دوا۔

دواخانۂ ازل: نظر آتا ہے یوں مجھے یہ ثمر   کہ دوا خانۂ ازل میں مگر
آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام   شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام   ص۱۳۱ [آم کے لیے]

دوالی[۳]: دیکھیے: (۱) چراغانِ دوالی۔(۲) شبِ قدرو دوالی۔

دوام[۴]: (۱) حناے پاے خزاں ہے بہار اگر ہے یہی   دوام کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا   ص۱۴۷

دیکھیے ــــــ:(۲) برسبیلِ دوام۔(۳) ترازِ دوام۔(۴) سرشارِ تماشاے دوام۔

دوامِ اقبال: اوّلاً: عُمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال   ثانیاً: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم   ص۲۶۵

دَوانیدن[۵]: دیکھیے: ریشۂ شہرت دوانیدن۔

دوچار[۱][۶]: (۱) عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب   نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار   ص۴

---

۱ دوتا : ایک بار[مرکّب]۔
۲ دوا : سولہ بار[مفرد:نوبار، مرکّب:چھے بار]۔
دواخانہ : ایک بار[مرکّب]۔
۳ دوالی : دوبار[مرکّب]۔
۴ دوام : پانچ بار[مفرد:ایک بار، مرکّب:چار بار]۔
۵ دوانیدن : ایک بار[مرکّب]۔
۶ دوچار[۱] : پانچ بار[مفرد:تین بار، مرکّب:دوبار]۔

(۲) دھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا — اسدؔ حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش ص۴۷

(۳) اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا ص۱۶۰

دوچارِ خامشی: بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچارِ خامشی ہو — کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی ص۹

دوچارِ صحرا: ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چارِ صحرا ص۲۶

دوچار[۲][1]: (۱) تھک تھک کے ہر مقام پہ دوچار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں ص۱۹۱

(۲) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے ص۲۴۲

(۳) دیکھیے: اک دوچار۔

دوختن[2]: دیکھیے: تشنہ لب دوختن۔

دوختہ: دیکھیے: اضطرابِ چشمِ بر پا دوختہ۔

دُود[3]: (۱) میرا سُنبلستاں سے کرے ہے ہمسری — بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا ص۲۰

(۲) دُود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا ص۲۵

(۳) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

(۴) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دُود تھا ص۱۴۳

دیکھیے ـــــــ: (۵) خیالِ دُود۔ (۶) روزنِ پُر دُود۔ (۷) صورتِ دُود۔ (۸) مثلِ دُود۔ (۹) موجِ دُود۔

دُودِ جگر: ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغِ بے اثری — اُگی ہے دُودِ جگر سے شبِ سیہ روزی ص۱۰۰

دُودِ چراغ: (۱) بہ بوے زُلفِ مشکیں یہ دماغ آشفتۂ رم ہیں — کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے ص۸۱

(۲) فکرِ سخن یک انشا زندانیِ خموشی — دودِ چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے ص۹۴

(۳) فکرِ سخن بہانۂ پردازِ خامشی — دودِ چراغ سرمۂ آواز ہے مجھے ص۹۷

(۴) تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے — تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا ص۱۵۰

دُودِ چراغ خانہ: (۱) تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دودِ چراغ خانہ غبارِ سفر ہے آج ص۳۵

(۲) دیکھیے: تہ بندیِ دودِ چراغ خانہ۔

---

۱ دوچار[۲] : تین بار۔ — دوختہ : ایک بار [مرکّب]۔

۲ دوختن : ایک بار [مرکّب]۔ — ۳ دُود : بتّیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔

دُودِ چراغ کشتہ: (۱) نشۂ مے بے چمن دودِ چراغ کشتہ ہے | جام داغِ شعلہ اندودِ چراغ کشتہ ہے ص۷۹
(۲) ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی | خوابِ نازِ گل رُخاں، دودِ چراغ کشتہ ہے ص۸۰
(۳) رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغ کشتہ ہے! | نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغ کشتہ ہے ص۲۱۰
دُودِ چراغِ محفل: بوے گل، نالۂ دل، دُودِ چراغ محفل | جو تری بزم سے نکلا، سُو پریشاں نکلا ص۱۴۴
دُودِ چراغاں: بہ اقلیمِ سخن، ہے جلوۂ گردِ سواد آتش | کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولاے مداد آتش ص۴۷
دُودِ دوزخ: دیکھیے: اثرِ شعلۂ دودِ دوزخ۔
دُودِ سپند: دیکھیے: زنجیریِ دودِ سپند۔
دُودِ شعلۂ آواز: چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے | سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۲۷
دُودِ شعلۂ جوّالۂ مہ: خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہوگیا | ہالہ دودِ شعلۂ جوّالۂ مہ ہوگیا ص۴۴۵
دُودِ شمعِ بالیں: دیکھیے: تۂ دامانِ دودِ شمعِ بالیں۔
دُودِ شمعِ کشتہ: (۱) سپند آہنگیِ ہستیّ و سعیِ نالہ فرسائی | غُبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ تقریریں ص۶۴
(۲) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست | دُودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست ص۱۹۴
دُودِ شمعِ کشتۂ گل: دُودِ شمعِ کشتۂ گل بزم سامانی عبث | یک شبہ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث ص۳۳
دُودِ مجمر: (۱) داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا مستیِ سعیِ سپند | دودِ مجمر لالہ ساں دُردِ تۂ پیمانہ تھا ص۲۵
(۲) وحشت انجمن ہے گُل، دیکھ لالے کا عالم | مثلِ دُودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے ص۸۹
دُودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا | نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۴۴۹
دُودمانِ آب وہوا[1]: دیکھیے: نازشِ دودمانِ آب وہوا۔
دُودہ[2]: ہے سوادِ خط پریشاں مویِ اہلِ عزا | خامہ میرا شمعِ قبرِ کُشتگاں کا دودہ ہے ص۱۰۲
دودھ[3]: دودھ میں پکّے تھے شلغم تتا ہاہا یا ہو ص۳۰۱
دَور[4]: (۱) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد | چرخ نے لی ہے جس سے گردش وام ص۱۳۷
(۲) ہوئی اِس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی | پھر آیا وہ زمانہ، جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص۲۵۰

---

۱ دودمان : ایک بار [مرکّب]۔
۲ دُودہ : ایک بار۔
۳ دودھ : ایک بار۔
۴ دَور : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۴) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص۴۴۴

دَورِ امامت: دیکھیے: اوّلیں دورِ امامت۔

دَورِ جام: مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! ص۱۸۸

دَورِ چرخ: اسدؔ! خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں — گریباں چاکیِ گل ہا نشانِ دادخواہی ہے ص۴۵۵

دَورِ خطِ رُخسار: حلقۂ گیسو کھلا دَورِ خطِ رخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہوگیا ص۴۴۵

دَورِ ساغر: (۱) عیش گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر — دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے ص۱۰۷

(۲) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مَے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دَورِ ساغر کی ص۲۰۷

(۳) نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دورِ ساغر کی — مری محفل میں، غالبؔ! گردشِ افلاک باقی ہے ص۱۰۷

دَورِ شش جہت: یک درِ بر روے رحمت بستہ دورِ شش جہت — نا اُمیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے! ص۱۰۱

دَورِ قدح: ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا — یک بار لگا دو خُمِ مَے میرے لبوں سے ص۲۰۱

دَورِ گردشِ ساغر: نشّے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہو ص۲۰

دَورِ گردوں: ہوگئے باہمدگر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنّا دَورِ گردوں ہے مجھے ص۱۰۰

دَورانِ[۱] خمار: دیکھیے: جنوں بیتابِ دورانِ خمار۔

دَورانِ سر: دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متّصل — خُم خانۂ جنوں میں دماغِ رسیدہ ہوں ص۶۱

دُور[۲]: (۱) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا — اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا ص۱۸

(۲) سر منزلِ ہستی سے ہے صحراے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سُو ہے سلسلۂ پا ص۲۹

(۳) کیجے جوں اشک اور قطرہ زنی — اے اسدؔ! ہے ہنوز دلّی دور ص۳۲

(۴) بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منع بارِ باغ — ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ ص۴۸

(۴) ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال — اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال ص۵۲

(۵) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشمِ کو کب تک پریدن منع ہے ص۱۱۲

---

۱ دَوران : دوبار [مرکّب]۔

۲ دُور : چوبیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

دوربیں : ایک بار۔

دور دراز : ایک بار [مرکّب]۔

دور دور : دوبار۔

دوری : دوبار [مرکّب]۔

(۶) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور	رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم	ص۱۷۷
(۷) غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں	بوسے کو پوچھتا ہوں میں، منہ سے مجھے بتا کہ یوں	ص۱۷۸
(۸) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں	غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں	ص۱۵۸
(۹) چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رَو کے ساتھ	پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں	ص۱۹۰
(۱۰) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ!	پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی	ص۲۱۶
(۱۱) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے، واہ واہ!	نغمہ ہو جاتا ہے وھاں گر نالہ میرا جائے ہے	ص۲۲۱
(۱۲) فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں	دراز دستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے	ص۲۳۶
(۱۳) گو وھاں نہیں پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں	کعبے سے اِن بُتوں کو بھی نسبت ہے دور کی	ص۲۴۴
(۱۴) لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور	کر کے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار ایک	ص۲۹۷
(۱۵) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی!	کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانْو	ص۳۲۲ [طبعِ ثانی]
(۱۶) اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے، لیکن	اُٹھائے کیونکے یہ رنجورِ خستہ تن تکیہ	ص۳۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۱۷) چشمِ بد دور۔ (۱۸) گُل از شاخ دور افتادہ۔

دَور اُفتادۂ ذوقِ فنا:	رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا ورنہ	اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا	ص۲۲
دَور اُفتادۂ چمنِ فکر:	دور اُفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ	مرغِ خیال بلبلِ بے بال و پَر ہے آج	ص۳۵
دوربیں:	خانہ ہے سیل سے خوگردۂ دیدار ہنوز	دور بیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز	ص۴۳
دورتر:	ہر چند اُمید دور تر ہو	اے حوصلے! سعی بیش تر کر	ص۴۳۸
دوردراز:	دیکھیے: اندیشہ ہائے دور دراز۔		
دوردور:	(۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور	تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانْو	ص۱۹۶
	(۲) ہے اصلِ تخم ہند سے اور اِس زمین سے	پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور	ص۲۶۳
دورگرد:	عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد	دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز	ص۴۴
دورگردِ عرضِ رسومِ نیاز:	میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں	دشمن سمجھ، ولے نگہِ آشنا نہ مانگ	ص۵۰
دورگردِ قربِ بساطِ نگاہ:	میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا	بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز	ص۴۲

دوریِ منزل: ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے ص۲۱۱

دوریِ یارانِ یک دل: دیکھیے: دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل۔

دوزخ[1]: (۱) طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو ص۱۹۷

(۲) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب! سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اَور سہی ص۳۱۱

دیکھیے—:(۳) آتشِ دوزخ۔(۴) اثرِ شعلہ ودودِ دوزخ۔(۵) جلوہ زارِ آتشِ دوزخ۔(۶) جوشِ دوزخ۔

دوست[2]: (۱) دوست اِس سلسلۂ ناز کے، جوں سُنبل وگل ابر ے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار ص۷

(۲) ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ دوست کا ہے راز دشمن پر کھُلا ص۱۴۰

(۳) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا اوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

(۴) دوست، غمخواری میں میری سعی فرماویں گے کیا؟ زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا ص۱۵۵

(۵) تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو دوست کی شکایت میں ہم نے ہم زباں اپنا ص۱۵۹

(۶) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غمگسار ہوتا ص۱۵۹

(۷) گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھُلا ص۱۶۰

(۸) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں ص۱۸۸

(۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو ص۲۰۰

(۱۰) قول حافظؔ کا ہے بجا اے دوست! ''ہرکرا پنج روزہ نوبتِ اوست'' ص۲۶۷

(۱۱) دوست گر کوئی نہیں ہے جو کرے چارہ گری نہ سہی، لیک تمنّائے دوا ہے تو سہی ص۳۱۱

(۱۲) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے ص۳۱۲

(۱۳) وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن! لاحول وَلا قوّۃ الّا باللہ ص۳۱۳

[بارہ بار بہ طورِ ردیف، ص ۱۶۴]:

(۱۴) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رُخسارِ دوست

---

[1] دوزخ : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

[2] دوست : بیالیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: اُنتیس بار]۔

دوست دار : ایک بار [مرکّب]۔

دوست داری : ایک بار۔

دوستاں : دوبار [مرکّب]۔

دوستو : ایک بار۔ دوستوں : ایک بار۔

(۱۵) اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر — کون لا سکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست

(۱۶) خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے — صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست

(۱۷) عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے — کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست

(۱۸) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست

(۱۹) غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست

(۲۰) تاکہ میں جانوں کہ ہے اِس کی رسائی وھاں تلک — مجھ کو دیتا ہے پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست

(۲۱) جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ — سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست

(۲۲) چُپکے چُپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر — ہنس کے کرتا ہے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست

(۲۳) مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے — یا بیاں کیجے سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست

(۲۴) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! زبس تکرارِ دوست

[پانچ بار بہ طورِ ردیف، ص ۳۳]:

(۲۵) چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست

(۲۶) برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یھاں — اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست

(۲۷) ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے — آفتابِ روزِ محشر ہے گُلِ دستارِ دوست

(۲۸) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست

(۲۹) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ — آتشِ مَے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست

دیکھیے ـــــ: (۳۰) آرزوے دوست۔ (۳۱) انتظارِ تماشاے حُسنِ دوست۔ (۳۲) بزمِ عیشِ دوست۔ (۳۳) بوے دوست۔ (۳۴) بیتابیِ یادِ دوست۔ (۳۵) بیدادِ دوست۔ (۳۶) تغافل دوست۔ (۳۷) حُسنِ تماشا دوست۔ (۳۸) خیال آبادِ سوداے سرِ مژگانِ دوست۔ (۳۹) رُخِ دوست۔ (۴۰) کوے دوست۔ (۴۱) ندیمِ دوست۔ (۴۲) نیازِ تماشے حُسنِ دوست۔ (۴۳) وصالِ دوست۔

دوست دارِ دشمن: دوست دارِ دشمن اعتمادِ دل معلوم! — آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص ۱۴۳

دوست داری: کیوں مری غمخوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟ — دشمنی اپنی تھی میری دوست داری، ہاے ہاے! ص ۲۰۴

دوستاں: دیکھیے: دستِ شیشۂ دل ہاے دوستاں۔

دوستانِ لباسی: دیکھیے: دیدارِ دوستانِ لباسی۔

دوستو: دوستو مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے وصال کا مذکور ص۴۲

دوستوں: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہاے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں ص۸۵

دوستی[1]: (۱) ہرچند کہ دوستی میں کامل ہونا — ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا ص۱۱۷

(۲) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۳) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غمگسار ہوتا ص۱۶۰

(۴) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی — مُنہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے ص۲۲۳

دیکھیے——:(۵) طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی۔(۶) غرورِ دوستی۔

دوسرا[2]: ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب؟ — ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا ص۱۲

دوش[3]: (۱) دیوانگی سے دوش پہ زُنّار بھی نہیں — یعنی ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں ص۱۸۳

(۲) ہوکر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے ص۳۲۰

(۳) دیکھیے: وبالِ دوش۔

دوشِ پیمبر: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر — نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص۱۳۵

دوشِ حباب: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویٔ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث ص۳۴

دوشِ خودرائی: ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ — ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی ص۱۱۰

دوشِ دل: انگورِ سعی بے سروپائی سے سبز ہے — غالبؔ! بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھایئے ص۴۷

دوشِ رمِ آہو: ز بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا — جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ص۸۱

دوشِ رمِ نخچیر: وسعتِ جَیب جنونِ تپشِ دل مت پوچھ — محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا ص۲۷

دوشِ شرار: بیش از نفَس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! ص۴۹

---

[1] دوستی : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

[2] دوسرا : ایک بار۔

[3] دوش : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔

دوشِ شوخیِ ساقیٔ مست: دیکھیے: محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

دوشِ مزدور: دیکھیے: ہجومِ غمِ دوشِ مزدور۔

دوشینہ[1]: دیکھیے: بادۂ دوشینہ۔

دولت[2]: (۱) پر، یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز — کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار — ص ۴

دیکھیے ——: (۲) توسنِ دولت۔ (۳) عمر و دولت۔ (۴) گرمیِ دولت۔

دولت خواہ: اُمیدوارِ عنایات شیو نارائن — کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ — ص ۲۷۸

دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم: اوّلاً عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال — ثانیاً دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم — ص ۲۶۵

دولتِ نظارۂ گل: فصلِ گل میں دیدۂ خونیں نگاہانِ جنون — دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے — ص ۱۰۳

دولت و بخت: دیکھیے: کارفرمائے دین و دولت و بخت۔

دولت و دیں: (۱) پیشگاہِ حضور: دولت و جاہ — خیر خواہِ جناب: دولت و دیں — ص ۲۸۰

(۲) دیکھیے: نصیرِ دولت و دیں۔

دولت و دین و دانش و داد: بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال — ہے لطف و عنایتِ شہنشاہ پہ دال

یہ شاہ پسند دال بے بحث و جدال — ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال — ص ۲۵۳

دولت و عزّ و جاہ: تم سلامت رہو ہزار برس — دولت و عزّ و جاہ روز افزوں — ص ۲۹۸

دولھا[3]: رخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا — ص ۲۸۷

دُوں[4]: دیکھیے: گردشِ گردونِ دوں۔

دُونا[5]: بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات — سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر — ص ۱۶۹

دونوں[6]: (۱) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھِدے پڑے ہیں — وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جُدا تھا — ص ۱۵۸

(۲) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں — ص ۱۱۹۳

(۳) دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی — دونوں کو اک ادا میں رضامند کرگئی — ص ۲۳۳

---

۱ دوشینہ : ایک بار [مرکّب]۔
۲ دولت : بارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
۳ دولھا : ایک بار۔
۴ دُوں : ایک بار [مرکّب]۔
۵ دونا : ایک بار۔
۶ دونوں : سات بار۔

	(۴)،(۵) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا	ایک مُحبّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک	ص۲۹۷
دونوں جہاں:	دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا	یہاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں	ص۱۹۱
دونوں یار:	دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار، ایک	وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک	ص۲۹۶
دَویدن[1]:	(۱) دَویدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا	بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ سُرمگیں پایا	ص۲۲
	(۲) محبّت، طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے	دویدن ریشہ ساں مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے	ص۸۴
	(۳) بیمِ طبعِ نازکِ خوباں وقتِ سیرِ باغ	ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے	ص۱۱۳
	دیکھیے ـــــ: (۴) بالا دویدن۔ (۵) سر رشتۂ یک ریشہ دویدن۔		
دویدہ:	دیکھیے: دامنِ شوقِ دویدہ۔		
دوئی[2]:	اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا	جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا	ص۱۶۰
دہاں[3]:	(۱) بوسہ نہیں نہ دیجیے، دشنام ہی سہی	آخر زباں تو رکھتے ہو تم، گر دہاں نہیں	ص۱۸۸
(۲)	دیکھیے: مُہرِ دہاں۔		
دہانِ تنگ:	دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟	کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا	ص۳۰
دہانِ زخم:	(۱) ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے	دہانِ زخم پیدا کر اگر کھاتا ہے غم میرا	ص۱۶
	(۲) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی	مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی	ص۲۱۵
	(۳) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہوگئی سناں پیدا	دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا	ص۲۹۳
دہانِ گل:	گروہ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال	خارِ گل بہرِ دہانِ گل زباں ہوجائے گا	ص۱۹
دہانِ گور:	ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے	سبزہ جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے	ص۹۳
دہانِ مار:	بہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز	دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے	ص۹۰
دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو:	دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو زنجیرِ رسوائی	عدم تک، بےوفا! چرچا ہے تیری بےوفائی کا	ص۱۳۶
دھبّے[4]:	رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم	دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے	ص۲۵۰
دہر[5]:	(۱) دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں	ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں	ص۱۳۳

---

۱ دویدن : پانچ بار[مرکّب: دو بار]۔
دویدہ : ایک بار[مرکّب]۔
۲ دوئی : ایک بار۔
۳ دہاں : دس بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔
۴ دھبّے : ایک بار۔
۵ دہر : بیس بار[مفرد: آٹھ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

(۲) دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلّی نہ ہوا — ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۴۴

(۳) ہنگامۂ زبونیِ ہمّت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

(۴) تیری وفا سے کیا ہو تلافی، کہ دہر میں — تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے ص۲۲۶

(۵) دہر میں اِس طرح کی بزمِ سُرور — نہ ہوئی ہو کبھی بروے زمیں ص۲۸۰

(۶) وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو — شاہانِ عصر چاہیے لیں عزّت اُس سے وام ص۲۸۳

(۷) اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے! — فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے ص۴۲۷ [طبعِ ثانی]

(۸) اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی ص۴۵۵

دیکھیے ـــــــ: (۹) اہلِ دہر۔ (۱۰) بہارِ نقش بندی ہاے دہر۔ (۱۱) تازگیِ بساطِ دہر۔ (۱۲) تمام دہر۔ (۱۳) چارسوے دہر۔ (۱۴) چمنِ دہر۔ (۱۵) حیاتِ دہر (۱۶) رُسواے دہر۔ (۱۷) طرب خانۂ دہر۔ (۱۸) طلسمِ دہر۔ (۱۹) غفلت ہاے اہلِ دہر۔ (۲۰) محیطِ دہر۔

دہری[1]: (۱)، (۲) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری
دہری کیونکر ہو جو کہ ہووے صوفی؟ — شیعی کیوں کر ہو ماوراء النّہری؟ ص۳۱۳

دہشت[2]: وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش انیسِ پرّۂ کاہ ص۲۷۷

دہقاں[3]: (۱) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرم دہقاں کا ص۱۵۶

(۲) رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بووے بجاے دانہ دہقاں، نوکِ نشتر کی ص۲۰۷

(۳) دیکھیے: خونِ گرمِ دہقاں۔

دہلی[4]: دیکھیے: (۱) شاہراہِ دہلی۔ (۲) شہرِ دہلی۔ (۳) مطبعِ بادشاہِ دہلی۔

دہلی واَلور: دیکھیے: جویاے حالِ دہلی واَلور۔

دھمکی[5]: دھمکی میں مرگیا جو نہ بابِ نبرد تھا — عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا ص۱۵۴

دہن[6]: (۱) شمع سے ہے بزمِ انگشتِ تحیّر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع ص۴۷

---

[1] دہری : دوبار۔
[2] دہشت : ایک بار۔
[3] دہقاں : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
[4] دہلی : چار بار [مرکّب]۔
[5] دھمکی : ایک بار۔
[6] دہن : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔

(۲) ہے جُنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار — خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں — ص۶۱

(۳) دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا — کھل گئی ہیچ مدانی میری — ص۲۱۳

(۴) جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن — از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں — ص۲۹۹

دیکھیے ——: (۵) تلخیِ کام ودہن۔ (۶) جاے دہن۔ (۷) خالِ کنجِ دہن۔ (۸) مُہرِ دہن۔

دہنِ شیر: دہنِ شیر میں جا بیٹھے لیکن اے دل! — نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس — ص۱۷۳

دہنِ گور: دیکھیے: نوکِ زبانِ دہنِ گور۔

دہنِ یار: نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مُور ہنوز — تب سے ہے یہاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز — ص۴۵

دُھن[1]: نزعِ مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے — رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ باز پسیں — ص۷

دُھواں[2]: (۱) شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دُھواں اُٹھتا ہے — شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد — ص۱۶۶

(۲) دُھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش — ص۴۷

دھوپ[3]: (۱) رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار! — ص۱۲۶

(۲) آگ تاپے کہاں تلک انساں — دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار — ص۱۲۶

(۳) دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی — وَقِنا رَبّنا عذاب النار — ص۱۲۶

دھوکا[4]: (۱) ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ — دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر، کھلا — ص۱۳۹

(۲) لاگ ہو تو اُس کو ہم سمجھیں لگاو — جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا — ص۱۶۱

(۳) لوگوں کو ہے خرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا — ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور — ص۱۷۰

(۴) جو تھا سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا — اے واے! نالۂ لبِ خونیں نواے گل — ص۱۷۶

(۵) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گل در قفاے گل — ص۱۷۶

دھول دَھپّا[5]: دھول دَھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں — ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ! پیش دستی ایک دن — ص۱۷۹

دھوم[6]: (۱)، (۲) چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا — ص۲۸۸

---

۱ دُھن : ایک بار۔

۲ دُھواں : دوبار۔

۳ دھوپ : تین بار۔

۴ دھوکا : پانچ بار۔

۵ دھول دھپّا : ایک بار۔

۶ دھوم : دوبار۔

دی[1]: دیکھیے: فرداودی۔

دَے[2]: (۱) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! دَے نے برباد کیا پیر ہنستاں میرا ص۲۱

(۲) شادی سے گزر کہ غم نہ رہوے اُردی جو نہ ہو تو دَے نہیں ہے ص۲۲۹

دیارِ[3] حُسن: دیکھیے: نشانِ سوادِ دیارِ حُسن۔

دیارِ عشق: دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے ص۹۸

دیارِ غیر: مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم ص۱۷۷

دیبا[4]: دیکھیے: (۱) صورتِ دیبا۔ (۲) کارخانۂ دیبا۔

دیباچہ[5] آرائی: اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد، آتش ص۴۷

دیباچۂ درسِ اسرار: دیکھیے: مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار۔

دیباچۂ وحشت: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ ص۱۷

دیتِ[6] خواب: جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب اسدؔ! شوخیِ نغمۂ بیدل نے جگایا ہے مجھے ص۱۰۸

دیجور[7]: دیکھیے: (۱) صبحِ شبِ دیجور۔ (۲) عطرِ شبِ دیجور۔

دید[8]: (۱) دید حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص۲۷

(۲) نزعِ مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ باز پسیں ص۷

(۳) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں جوں دوُد فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

(۴) صد جلوہ رو بہ رو ہے جو مژگاں اُٹھایئے طاقت کہاں کہ دید کا احساس اُٹھایئے ص۲۰۱

(۵) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مُشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے ص۲۱۳

دیکھیے ــــــ: (۶) بسملِ شوقِ بہارِ دید۔ (۷) جمعیتِ آوارگیِ دید۔ (۸) جنونِ دید۔ (۹) حسرتِ دید۔ (۱۰) خیرخواہِ دید۔ (۱۱) سعیِ دید۔ (۱۲) عرضِ نشاطِ دید۔ (۱۳) کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید۔ (۱۴) واماندگانِ دید۔

---

[1] دی : ایک بار [مرکّب]۔

[2] دے : دوبار۔

[3] دیار : تین بار [مرکّب]۔

[4] دیبا : تین بار [مرکّب]۔

[5] دیباچہ : تین بار [مرکّب]۔

[6] دیت : ایک بار [مرکّب]۔

[7] دیجور : دوبار [مرکّب]۔

[8] دید : سترہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

(۱۵) وقتِ دید۔

دیدِ گراں مایہ: دیکھیے: دادو دیدِ گراں مایہ۔

دیدِ یک غنچہ: تنگیِ حوصلہ گردابِ دو عالم آداب — دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار ص۶

دیدبانِ اشک[۱]: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں، اسدؔ — ہے برسرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک ص۵۰

دیدار[۲]: (۱) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

(۲) صبح سے دیکھیں گے رستا یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا [قادرنامہ]

دیکھیے ـــــ: (۳) تمنا کدۂ دیدار۔ (۴) جلوۂ دیدار۔ (۵)، (۶) حسرتِ دیدار [دوبار]۔ (۷) خارخارِ المِ حسرتِ دیدار۔ (۸) خموشیِ چمنِ حسرتِ دیدار۔ (۹) خوکردۂ دیدار۔ (۱۰) خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار۔ (۱۱) ذوقِ بیتابیِ دیدار۔ (۱۲) رقیبِ تمنائے دیدار۔ (۱۳) سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار۔ (۱۴) شوقِ دیدار۔ (۱۵)، (۱۶) طاقتِ دیدار [دوبار]۔ (۱۷) طالبِ دیدار۔ (۱۸) مژدۂ دیدار۔ (۱۹) نیازِ حسرتِ دیدار۔ (۲۰) ہجومِ مژدۂ دیدار۔ (۲۱) ہوائے دیدار۔

دیدارجُو: دیکھیے: دیدۂ دیدارجو۔

دیدارِ خوباں: دیکھیے: نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں۔

دیدارِ دوست: (۱) دیکھیے: پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست۔

(۲) دیکھیے: تابِ جلوۂ دیدارِ دوست۔

دیدارِ دوستاں لباسی: دیدارِ دوستانِ لباسی ناگوار — صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے ص۱۰۶

دیدارِ شہنشاہِ اُمم: دیکھیے: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم۔

دیدارِ صنم: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا — رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا ص۲۹

دیدارطلب: دیدار طلب ہے دلِ وامانده کہ آخر — نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گئے پا ص۲۹

دیدن[۳]: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زگل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے ص۱۱۴

دیدنِ مہتاب: دیکھیے: مستِ دیدنِ مہتاب۔

---

۱ دیدبان : ایک بار [مرتّب]۔
۲ دیدار : اُنتیس بار [مفرید: دوبار، مرتّب: ستائیس بار]۔
۳ دیدن : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
دیدن ہا : دوبار [مرتّب]۔

دیدن ہا: دیکھیے: (۱) خونبہاے دیدن ہا۔ (۲) عجزِ دیدن ہا۔

دیدہ[۱]:[۱] (۱) بہ تمنّا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار دیدہ گو خوں ہو، تماشاے چمن مطلب تھا ص۲۴

(۲) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علَیہ نظّارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص۲۱۷

(۳) دیدہ خوں بار ہے مدّت سے ولے آج ندیم! دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے ص۳۱۲

دیکھیے ———: (۴) اثرِ دیدہ۔ (۵) پاسِ بے رونقیِ دیدہ۔ (۶) تشنۂ خونِ دل و دیدہ۔ (۷) دل و دیدہ۔ (۸) روشنیِ دیدہ۔ (۹) مردمکِ دیدہ۔ (۱۰) یک شرر بالِ دل و دیدہ۔

دیدہ تا دل: (۱) دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا ص۱۴

(۲) دیدہ تا دل اسدؔ آئینۂ یک پرتوِ شوق فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار ص۱۳۳

دیدہ و دل: (۱) ہے غیرتِ اُلفت کہ اسدؔ! اُس کی ادا پر گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں ص۶۱

(۲) حضرتِ ناصح گر آویں دیدہ و دل فرشِ راہ کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا ص۱۵۵

دیدہ وَر: آج جو دیدہ ور کرے درخواست تین بھیجے رُپے وہ بے کم و کاست ص۲۶۸

دیدہ ہاے اختر: دیکھیے: ناخنکِ دیدہ ہاے اختر۔

دیدہ ہاے گریاں: گاہ رو کر کہا کیے باہم ماجرا دیدہ ہاے گریاں کا ص۲۶۰

دیدہ آہو: دیکھیے: (۱) بیاضِ دیدۂ آہو۔ (۲) سوادِ دیدۂ آہو۔

دیدۂ اختر: کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھُلا ص۱۶۱

دیدۂ اربابِ یقیں: دیکھیے: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں۔

دیدۂ باطن: دیکھ اے اسدؔ! بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا ہر ایک ذرّہ غیرتِ صد آفتاب ہے ص۴۵۲

دیدۂ بسمل: (۱) یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے یاں سُراغِ عافیت جُز دیدۂ بسمل نہ پوچھ ص۴۲

(۲) دیکھیے: دو عالم دیدۂ بسمل۔

دیدۂ بے خواب: دیکھیے: اک دیدۂ بے خواب۔

دیدۂ بینا: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جُزو میں کُل کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا ص۱۶۲

---

[۱] دیدہ[۱] : باون بار [مفرد: تین بار، مرکّب: اُنچاس بار]۔ دیدہ ہا : دو بار [مرکّب]۔ دیدہ ور : ایک بار۔

(۲) دیکھیے: نشاطِ دیدۂ بینا۔

دیدۂ پُرخوں: چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست ص۱۶۴

دیدۂ پُرنم: رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا ص۲۵۲

دیدۂ تر: پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا دل، جگر تشنۂ فریاد آیا ص۱۵۲

دیدۂ تصویر: دیکھیے: نگہِ دیدۂ تصویر۔

دیدۂ حیراں: (۱) بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا ص۱۴۷

(۲) دیکھیے: آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں۔

دیدۂ خرشید: دیکھیے: اشکِ دیدۂ خرشید۔

دیدۂ خونابہ‌فشاں: ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور ص۱۷۰

دیدۂ خوں‌بار: تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے ص۲۳۴

دیدۂ خوں‌بارِ مجنوں: دیکھیے: دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں۔

دیدۂ خونیں‌نگاہانِ جنوں: فصلِ گُل میں دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں دولتِ نظّارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے ص۱۰۲

دیدۂ دل: جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے ص۲۱۱

دیدۂ دیدارجو: غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا نہ مانے دیدۂ دیدار جوُ تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

دیدۂ روشن: کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ نقابِ یار ہے از پردہ ہاے چشمِ نابینا ص۴۴۷

دیدۂ ساغر: مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست موے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے ص۲۱۱

دیدۂ سوزن: دیکھیے: تارِ اشکِ دیدۂ سوزن۔

دیدۂ عاشق: دیکھیے: قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔

دیدۂ عبرت‌نگاہ: دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو میری سنو، جو گوشِ نصیحت نیوش ہو ص۲۳۰

دیدۂ عنقا: دیکھیے: مردمکِ دیدۂ عنقا۔

دیدۂ گریاں: (۱) نہیں ہے بازگشتِ سیلِ غار از جانبِ دریا ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جوُ تھا ص۲۲

(۲) دیکھ وہ برقِ تبسّم بس کہ دل بیتاب ہے دیدۂ گریاں مرا فوّارۂ سیماب ہے ص۳۰۴

دیدۂ نخچیر: (۱) اپنے کو دیکھتا نہیں، ذوقِ ستم تو دیکھ آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو ص۱۹۵

(۲) ضبط سے جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

دیکھیے ـــــ:(۳) بیاضِ دیدۂ نخچیر۔(۴) مژۂ دیدۂ نخچیر۔

دیدۂ نقشِ قدم: دیکھیے: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔

دیدۂ نم: دیکھیے: سرشکِ دیدۂ نم۔

دیدۂ یعقوب: نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر ص۱۶۷

دیدہ [۲] [۱]: دیکھیے: (۱) آہوے صیاد دیدہ۔(۲) شبنمِ خرشید دیدہ۔(۳) موے آتش دیدہ۔(۴) نادیدہ۔(۵) نادیدہ صفت۔(۶) ستم دیدۂ بازگشتن۔

دَیر [۲]: (۱) دَیر و حرم: آئینۂ تکرارِ تمنا واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں ص۵۹

(۲) کعبے میں جا بجائیں گے ناقوس اب تو باندھا ہے دَیر میں اِحرام ص۱۳۷

(۳) دَیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم غیر ہمیں اُٹھائے کیوں ص۱۹۳

دِیر [۳]: قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دِیر! کعبۂ امن و اماں! عُقدہ کُشائی میں یہ ڈھیل! ص۱۲۴

دیگر [۴]: (۱) نظّارہ دیگر و دلِ خونیں نَفَس دگر آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص۵۱

(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۶۶

دیکھیے ـــــ:(۳) رنگِ دیگر۔(۴) سرچشمۂ دیگر۔(۵) کیفیتِ دیگر۔(۶) ہالۂ دیگر۔(۷) ہم نَفَسِ دیگر۔

دیں [۵]: (۱) ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز اے دل وائے جانِ ناز! اے دین وائے ایمانِ عجز! ص۴۴

(۲) بے دلی ہاے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق بیکسی ہاے تمنا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں ص۱۳۴

(۳) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دُنیا و چہ دیں ص۱۳۴

(۴) تیرے در کے کیے اسبابِ نثار آمادہ خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں ص۱۳۵

دیکھیے ـــــ:(۵) افسردگی آوارۂ کفر و دیں۔(۶) ایک دشمنِ دیں۔(۷) دل و دیں۔(۸) دولت و دیں۔

---

[۱] دیدہ [۲] : چھے بار [مرکّب]۔

[۲] دَیر : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

[۳] دِیر : ایک بار۔

[۴] دیگر : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔

[۵] دیں : بیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

(۹) شہِ دیں۔ (۱۰) فخرِ دیں۔ (۱۱) کفر و دیں۔ (۱۲) کمالِ دیں۔ (۱۳) نصیرِ دولت و دیں۔

دیں دار: دیکھیے: شاہِ دیں دار۔

دینِ عجز: خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ | بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے ص۱۰۸

دینِ وخرد: دیکھیے: دل و دین و خرد۔

دینِ ودانش وداد: دیکھیے: دولت و دین و دانش و داد۔

دینِ ودل: ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی | جس کو ہو دین و دل عزیز اُس کی گلی میں جائے کیوں؟ ص۱۹۳

دینِ ودُنیا: پُشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دنیا | منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

دینِ ودولت وبخت: دیکھیے: کارفرمائے دین و دولت و بخت۔

دِین[۱]: دیکھیے: لبین دِین۔

دیوار[۲]: (۱) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس | تُو بے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص۴۶

(۲) سر پھوڑنا وہ غالبِ شوریدہ حال کا | یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر ص۱۶۹

(۳) مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی ہَے ہَے! | بیٹھنا اُس کا وہ آکر تری دیوار کے پاس! ص۱۷۳

(۴) وہ چُراوے باغ سے میوہ، جسے | پھاند جانا یاد ہو دیوار کا [قادرنامہ]

(۵) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر، وبالِ دوش | صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں ص۱۸۴

(۶) دیوار، بارِ منّتِ مزدور سے ہے خَم | اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے ص۲۰۱

(۷) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے! | مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی ص۲۰۷

دیکھیے ـــــــ: (۸) آئینۂ دیوار۔ (۹) بے در و دیوار۔ (۱۰) پسِ دیوار۔ (۱۱)-(۲۸) در و دیوار [۱۸ بار]۔ (۲۹) رخنۂ دیوار۔ (۳۰) ساقیِ مخموری تابِ دیوار۔ (۳۱) سایۂ دیوار۔ (۳۲) سایۂ دیوار۔ (۳۳) سیلابِ در و دیوار۔ (۳۴) طاقِ دیوار۔ (۳۵) قالبِ خشتِ دیوار۔ (۳۶) کالبدِ صورتِ دیوار۔

دیوارِ باغ: دیکھیے: (۱) خارِ سرِ دیوارِ باغ۔ (۲) روزنِ دیوارِ باغ۔

دیوارجُو: یہاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جُو | وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا ص۱۴۵

---

[۱] دِین : ایک بار [مرکّب]۔

[۲] دیوار : پچپن بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اڑتالیس بار]۔ دیواروں : تین بار۔ دیواریں : ایک بار۔

دیوارِ چمن: (۱) برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے — کِھل گئی مانندِ گُل سَو جا سے دیوارِ چمن ص۱۸۱

دیکھیے ـــــــ:(۲) خشتِ دیوارِ چمن۔(۳) طاقِ دیوارِ چمن۔

دیوارِ حرم: دیکھیے: حجرالاسودِ دیوارِ حرم۔

دیوارِ خانۂ زیں: دیکھیے: روزنِ دیوارِ خانۂ زیں۔

دیوارِ دبستاں: فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں "لام الف" لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر ص۱۶۷

دیوارِ دوست: دیکھیے: قالبِ خشتِ درو دیوارِ دوست۔

دیوارِ زنداں: دیکھیے: روزنِ دیوارِ زنداں۔

دیوارِ غم کدہ: دیکھیے: ہر درو دیوارِ غم کدہ۔

دیوارِ قصر: جن کی دیوارِ قصر کے نیچے — آسماں ہے گدائے سایہ نشیں ص۲۸۰

دیوارِ یار: دیکھیے: سایۂ دیوارِ یار۔

دیوارودر: (۱) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہوگئے مرے دیوار و در، در و دیوار ص۱۶۷

(۲) خیالِ جلوۂ گُل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں ص۱۸۴

(۳) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں — کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۴) دیکھیے: درپئے دیوارودر۔

دیواروں: (۱) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل! — چشمِ امید ہے روزن تری دیواروں کا ص۲۸

(۲) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں ص۱۸۰

(۳) ہوگئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب — ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

دیواریں: خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ، جوں غربال، دیواریں گلستاں کی ص۷۶

دیوان[1]: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ! — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں ص۵۷

دیوانِ بے شیرازہ: دیکھیے: یک دیوانِ بے شیرازہ۔

دیوانِ غزالی: جنوں کرا ے چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی! — نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ص۷۹

دیوانہ[2]: (۱) داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز — خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ص۴۳

---

[1] دیوان : تین بار [مرکّب: دو بار]۔

[2] دیوانہ : پندرہ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: آٹھ بار]۔ دیوانگاں : تین بار۔

	(۲) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش از مرگ واویلا!	رکھی بیجا بنے خانۂ زنجیر شیون پر	ص۴۱
	(۳) گرچہ ہوں دیوانہ؟ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب	آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا	ص۱۶۰
	(۴) دیکھا اسد کو خلوت و جلوت میں بارہا	دیوانہ گر نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں	ص۱۸۴
	(۵) پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے	شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گُل فشانی کی	ص۲۰۷
	(۶) رفوے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی	سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے	ص۲۰۸
	(۷) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز	گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں!	ص۲۹۸

دیکھیے ——: (۸) پیراہنِ دیوانہ۔ (۹) دامنِ دلِ دیوانہ۔ (۱۰) دلِ دیوانہ (۱۱) عاشقِ دیوانہ (۱۲) غبارِ دامنِ دیوانہ۔ (۱۳) غفلتِ دیوانہ۔ (۱۴)، (۱۵) موے سرِ دیوانہ [دوبار]۔

دیوانگاں:	(۱) دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے	ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجاے گل	ص۵۲
	(۲) جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں	دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں	ص۵۷
	(۳) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق	اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے	ص۸۲
دیوانگی[1]:	(۱) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے	سر میں ہواے گلشن، دل میں غبارِ صحرا	ص۲۶
	(۲) بجز دیوانگی ہوتا نہ انجامِ خود آرائی	اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی	ص۷۷
	(۳) دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا	موجِ بہار یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے	ص۹۴
	(۴) دیوانگی سے دوش پہ زُنّار بھی نہیں	یعنی، ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں	ص۱۸۳
	(۵) دیکھیے: ریشۂ دیوانگی۔		
دیوانگیِ دل:	دیکھیے: دادِ دیوانگیِ دل۔		
دیوانگیِ شوق:	واے دیوانگیِ شوق! کہ ہر دم مجھ کو	آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا	ص۱۵۰
دِیہِ ویراں[2]:	خراجِ دیہِ ویراں: یک کفِ خاک	بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے	ص۹۱

---

[1] دیوانگی : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
[2] دِیہ : ایک بار [مرکّب]۔

ڈ

ڈُگفر[۱]: سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کُلاہ! مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا ص۲۸۷

ڈلی[۲]: دیکھیے: چکنی ڈلی۔

ڈورے[۳]: گورے پنڈے پر نہ کر اِن کے نظر کھینچ لے تے ہیں یہ ڈورے ڈال کر ص۲۶۶

ڈھیل[۴]: (۱) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی ص۹۱

(۲) قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر! کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل! ص۱۲۴

---

۱ ڈر : ایک بار۔

۲ ڈلی : ایک بار۔

۳ ڈورے : ایک بار۔

۴ ڈھیل : دو بار۔

ذ

ذات [1]:	(۱) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے	رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے	ص۱۲۸
	(۲) دیکھیے: ہستیِ ذات۔		
ذبح [2]:	ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں	ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟	ص۸۴
ذرّہ [3]:	(۱) کوچہ دیتا ہے پریشان نظری پر صحرا	رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں	ص۸
	(۲) دادِ دیوانگیِ دل کہ ترا مدحت گر	ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں	ص۹
	(۳) گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو	جوں ذرّہ صد آئینۂ بے رنگ نکالوں	ص۶۱
	(۴) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں	وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں	ص۶۲
	(۵) ذرّہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض؟	ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے	ص۹۵
	(۶) ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز	گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار	ص۱۳۳
	(۷) شوق: ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز	ذرّہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا	ص۱۳۹
	(۸) ہے تجلی تری: سامانِ وجود	ذرّہ بے پرتوِ خرشید نہیں	ص۱۸۳
	(۹) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ	طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ	ص۲۰۱
	(۱۰) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے	پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے	ص۲۰۳

---

۱ ذات : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ ذبح : ایک بار۔

۳ ذرّہ : تینتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پچیس بار]۔

ذرّہ ہا : ایک بار۔

ذرّہ ذرّہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

ذرّے : دوبار [بہ طورِ جمع]۔

دیکھیے ــــــ: (۱۱) بدمستیِ ذرّہ۔ (۱۲) جامِ ہر ذرّہ۔ (۱۳) چشمکِ ذرّہ۔ (۱۴) سازِ یک ذرّہ۔ (۱۵) سرِ ہر ذرّہ۔ (۱۶) مثلِ ذرّہ۔ (۱۷) نعل در آتشِ ہر ذرّہ۔ (۱۸) نقشِ ہر ذرّہ۔ (۱۹)-(۲۵) ہر ذرّہ [سات بار]۔ (۲۶) ہر ایک ذرّہ۔

ذرّہ خاک: دیکھیے: ہر ذرّہ خاک۔

ذرّۂ خاک: دیکھیے: (۱) ہر ذرّۂ خاک۔ (۲) ہر ایک ذرّۂ خاک۔

ذرّۂ زمیں: دیکھیے: یک ذرّۂ زمیں۔

ذرّۂ عاشق: ہر ایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست | گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز ص۱۷۲

ذرّۂ ناچیز: کہ ہوا مجھ سا ذرّۂ ناچیز | روشناسِ ثوابت و سیّار ص۱۲۵

ذرّۂ نیرنگ سواد: دیکھیے: ہر ذرّۂ نیرنگ سواد۔

ذرّہ ہائے خاک: دیکھیے: مثلِ ذرّہ ہائے خاک۔

ذرّہ ذرّہ: (۱) کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے، ورنہ یاں | ذرّہ ذرّہ روکشِ خرشیدِ عالم تاب تھا ص۱۴۵

(۲) ذرّہ ذرّہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے | گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلیٰ آشنا ص۱۳۹

(۳) ہے ذرّہ ذرّہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق | گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے ص۲۱۷

ذرّہ ذرہ خاک: دیکھیے: آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک۔

ذرّہ ذرّۂ خاک: شہرِ دہلی کا ذرّہ ذرّۂ خاک | تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا ص۲۶۰

ذرّے: (۱) ہوگئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب | ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

(۲) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں | جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا ص۳۰

ذریعۂ[1] راحت: نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں | وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے ص۲۴۸

ذریعۂ عزّت: سَو پُشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری | کچھ شاعری ذریعۂ عزّت نہیں مجھے ص۱۴۴

ذکر[2]: (۱) کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! | اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! ص۱۴۳

(۲) ممکن ہے؟ کرے خضر سکندر سے ترا ذکر | گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت ص۱۲۷

(۳) ذکر اُس پری وَش کا اور پھر بیاں اپنا | بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا ص۱۵۹

---

[1] ذریعہ : دوبار [مرکّب]۔ [2] ذکر : نوبار [مفرد: سات بار، مرکّب: دوبار]۔

(۴) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں — ص۱۸۵

(۵) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ! — یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں — ص۱۹۲

(۶) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، ولے بااین ہمہ — ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے — ص۲۳۱

(۷) تا ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا — سُن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے — ص۲۳۴

(۸) دیکھیے: دمِ ذکر۔

ذکرِ وصلِ غیر: عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یہاں افسونِ خوابِ افسانہ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۴

ذلّت[1]: دے وہ جس قدر ذلّت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے — بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا — ص۱۵۹

ذلیل[2]: (۱) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص۱۸۹

(۲) بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں — چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل — ص۱۲۴

(۳) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور — بے وجہ کیوں ذلیل ہو غالبؔ ہے جس کا نام — ص۲۸۳

(۴) اہلِ ورع کے حلقے میں ہرچند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زُمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں — ص۲۹۹

ذمّہ[3]: لاغر اِتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے — میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے — ص۲۳۵

ذُوالجلالِ وَالاِکرام[4]: دیکھیے: مظہرِ ذوالجلالِ وَالاکرام۔

ذُوالجلالی: دیکھیے: صفاتِ ذوالجلالی۔

ذُوالفقار[5]: دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک — ص۲۹۶

ذُوالفقارِ شہِ مرداں: موجِ طوفانِ غضب: چشمۂ مُہ چرخِ حباب — ذوالفقارِ شہِ مرداں: خطِ قدرت آثار — ص۵

ذَوبانِ[6] اعضا: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے — تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گُل میں حرارت کی — ص۹۷

ذوق[7]: (۱) بازیِ خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق — ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا — ص۱۲

(۲) غفلت استعداد ذوق و مدّعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں بود و تارِ نغمہ ہے — ص۸۷

(۳) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار — ص۱۳۳

(۴) بے دلی ہائے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسی ہائے تمنّا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں — ص۱۳۴

(۵) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا — ص۱۴۶

---

[1] ذلّت : ایک بار۔

[2] ذلیل : چار بار۔

[3] ذمّہ : ایک بار۔

[4] ذوالجلال والاکرام : ایک بار [مرکّب]۔

ذوالجلالی : ایک بار [مرکّب]۔

[5] ذوالفقار : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

[6] ذوبان : ایک بار [مرکّب]۔

[7] ذوق : چھہتّر بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: ستّر بار]۔

(۶) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے　پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے　ص ۲۰۳
(۷) دیکھیے: صدذوق۔(۸) وجدِ ذوق۔

ذوقِ آتشِ گل: دُود میرا سُنبلستاں سے کرے ہے ہمسری　بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا　ص ۲۰

ذوقِ آرایشِ سرودستار: پیر و مرشد! اگرچہ مجھ کو نہیں　ذوقِ آرایشِ سرو دستار　ص ۱۲۶

ذوقِ اسیری: مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے　دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس　ص ۱۷۳

ذوقِ بذلہ سنجی: مگر اب ذوقِ بذلہ سنجی کو　ہے جدا گانہ کار فرمائی　ص ۲۶۲

ذوقِ بیتابیِ دیدار: ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے، ہے ہنوز　جوشِ جوہر سے دلِ آئینہ: گلدستۂ خار　ص ۶

ذوقِ بےقراری: نے حسرتِ تسلّی، نہ ذوقِ بے قراری　یک دردوصددوا ہے، یک دست وصددعا ہے　ص ۹۴

ذوقِ پرافشانی: پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی　خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی!　ص ۱۰۹

ذوقِ فشانی: دیکھیے: بیدادِ ذوقِ پرفشانی۔

ذوقِ پریدن: دیکھیے: بسملِ ذوقِ پریدن۔

ذوقِ تارِگیسوے دراز: سُنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز　نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے　ص ۸۷

ذوقِ تحسیں: دیکھیے: پیمانۂ ذوقِ تحسیں۔

ذوقِ تسلیمِ تمنّا: ذوقِ تسلیمِ تمنّا سے بہ گلزارِ حضور　عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار　ص ۵

ذوقِ تماشا: (۱) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ!　چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا　ص ۱۵۶
(۲) دیکھیے: مانعِ ذوقِ تماشا۔

ذوقِ تمنّاے شہادت: اے خوشا ذوقِ تمنّاے شہادت! کہ اسدؔ　بے تکلّف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا　ص ۲۸

ذوقِ تن آسانی: واے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا　لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے　ص ۲۳۲

ذوقِ تنہائی: نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے　ہوا ہر خلوت وجلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی　ص ۹۲

ذوقِ جلوہ پیرائی: دیکھیے: گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی۔

ذوقِ خامہ فرسا: یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب!　مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا　ص ۱۴۷

ذوقِ خرابی: حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی　عشقِ پُر عربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں　ص ۱۸۵

ذوقِ خواری: (۱) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ! ابھی وحشت کا رنگ　رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہاے ہاے!　ص ۲۰۴
(۲) دیکھیے: خریدارِ ذوقِ خواری۔

ذوقِ خودآرائی: مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی　ہوا ہے نقش بندِ آئینہ سنگِ مزار اپنا　ص ۱۵

ذوقِ خودبینی: نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی — تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص۱۷

ذوقِ خودداری: ذوقِ خود داری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے — آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے ص۹۵

ذوقِ خیال: میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے ص۸۸

ذوقِ درد: قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

ذوقِ دشت نوردی: اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بہ خود مرے، اندر کفن کے، پانو ص۱۹۶

ذوقِ دیدار: دیکھیے: تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار

ذوقِ راحت: اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع — پائے خوابیدہ بہ دل جوئی شبگیر آوے ص۱۱۳

ذوقِ رعنائی: دیکھیے: پرافشانِ ذوقِ رعنائی۔

ذوقِ زلیخا: تکلّف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خواب آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے ص۸۱

ذوقِ ستم: اپنے کو دیکھتا نہیں، ذوقِ ستم تو دیکھ — آئینہ تا کہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو ص۱۹۵

ذوقِ سجود: دیکھیے: گزارشِ ذوقِ سجود۔

ذوقِ سرشار: ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا — موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا ص۲۱

ذوقِ شعر: دیکھیے: کشتۂ ذوقِ شعر۔

ذوقِ شوخیِ اعضا: بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف بارِ بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے ص۸۵

ذوقِ صحبتِ احباب: بے دلا ہائے اسدؔ افسردگی آہنگ تر — یادِ ایامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا ص۱۵

ذوقِ صدائے چنگ: لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ — یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے ص۲۳۰

ذوقِ طربِ وصل: دیکھیے: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل۔

ذوقِ عُریانی: شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن — ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص۸۶

ذوقِ عشق: اے سرِ شُوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو! — جوشِ سودا کب حریفِ منّتِ دستار ہے ص۸۳

ذوقِ عیش: فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا ص۱۲

ذوقِ غفلتِ ساقی: مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب: یک مژۂ خوابناک ہے ص۲۱۶

ذوق فزا: میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں — یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے ص۲۴۱

ذوقِ فنا: (۱) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں؟ — ہم نہیں جلتے، نفَس ہرچند آتش بار ہے ص۳۵۲

(۲) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا — نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے ص۳۲۰

دیکھیے ــــــ: (۳) دور اُفتادۂ ذوقِ فنا۔ (۴) سرِ ذوقِ فنا۔

ذوقِ قتل: دیکھیے: افسونِ عرضِ ذوقِ قتل۔

---

[1] ذہن : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

ر

رابطۂ[1] خوفِ عظیم:	تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم	کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جَرِ ثقیل	ص۱۲۴
رابطۂ قربِ کلیم:	تجھ سے عالم پہ کُھلا رابطۂ قربِ کلیم	تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل	ص۱۲۳
رات[2]:	(۱) شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر	پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا	ص۱۸
	(۲) رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ نہ تھا	رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا	ص۲۵
	(۳) رات کو آگ اور دن کو دھوپ	بھاڑ میں جائیں ایسے لَیل و نہار!	ص۱۲۶
	(۴) سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو	موتیوں کا ہر طرف زیور کُھلا	ص۱۳۹
	(۵) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے	اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا	ص۱۴۶
	(۶) رات کے وقت مَے پیے، ساتھ رقیب کو لیے	آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں	ص۱۷۸
	(۷) غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا تو دیکھیے	سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۸) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا	وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو	ص۱۹۷
	(۹) نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا	رہا کھٹکا نہ چوری کا، دُعا دیتا ہوں رہزن کو	ص۱۹۹
	(۱۰) رات پی زمزم پہ مَے اور صبح دم	دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے	ص۲۵۰
	(۱۱) ایسی رونق ہوئی برات کی رات	کہ کواکب ہوئے تماشائی	ص۲۶۲
	(۱۲) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات	کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی	ص۲۶۲

---

[1] رابطہ : دوبار [مرکّب]۔
[2] رات : بیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: سات بار]۔

راتیں : دوبار۔

(۱۳) ہاں چھے گھنٹے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب شام سے آتے تو کیا اچّھی گزرتی رات سب ص۲۹۱

دیکھیے ــــــ: (۱۴) دو رات۔ (۱۵) ہر رات۔ (۱۶) دن رات

رات بھر: (۱) موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی ص۲۳۷

(۲) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن! تکیہ ص۳۰۳

رات دن: (۱) رات دن گردش میں ہیں سات آسماں ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا! ص۱۶۱

(۲) جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے ص۲۲۶

راتیں: (۱) نیند اُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں تیری زُلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں ص۱۹۱

(۲) جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات ماہِ نو نکلے پہ گزری ہوں گی راتیں پان سات ص۲۹۰

راجہ[1] اندر: راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے ہے وہ بالائے سطحِ چرخِ بریں ص۲۸۰

راحت[2]: (۱) اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی ص۱۰

(۲) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی ص۴۷

(۳) راحت، کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے پائے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے ص۱۰۵

(۴) ملتی ہے خوئے یار سے نار التہاب میں کافر ہوں گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ص۱۸۸

دیکھیے ــــــ: (۵) برقِ خرمنِ راحت۔ (۶) بہانۂ راحت۔ (۷) ذریعۂ راحت۔ (۸) ذوقِ راحت۔

راحت آفریں: پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا ص۲۲

راحت رسانی: مال و جاہ و دست و پائے زرخریدہ ہیں اسدؔ! پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے ص۱۱۴

راحت طلبی: سفرِ عیش میں کی ضعف نے راحت طلبی ہر قدم کو سایے کو میں اپنے شبستاں سمجھا ص۱۴۷

راز[3]: (۱) ہم کو ہے اِس راز داری پر گھمنڈ دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا ص۱۴۰

دیکھیے ــــــ: (۲) درخزینۂ راز۔ (۳) شفق کدۂ راز۔ (۴) کارنامۂ راز۔ (۵) گہرہائے راز۔ (۶) محرمِ راز۔ (۷) محمل نشینِ راز۔ (۸) نگانامۂ راز۔ (۹) نواہائے راز۔

---

[1] راجہ : ایک بار۔

[2] راحت : گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: سات بار]۔

[3] راز : پچیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چوبیس بار]۔
رازہا : ایک بار [مرکّب]۔

رازدار:	تو نے دیکھا، مجھ پہ کیسی بن گئی اے رازدار!	خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار	ص۲۸۹
رازداری:	ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ	[دیکھیے: راز]۔	ص۱۴۰
رازداں:	(۱) ذکر اُس پری وَش کا اور پھر بیاں اپنا	بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا	ص۱۵۹
	(۲) کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبّت کو!	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو	ص۱۹۹
رازِ دل:	رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے؟	مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمّام	ص۱۳۶
رازِ دلِ صد پارہ:	شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا	رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت	ص۳۲
رازِ عشق:	دیکھیے: پردہ دارِ رازِ عشق۔		
رازِ محبّت:	دیکھیے: حریفِ رازِ محبّت۔		
رازِ معشوق:	رازِ معشوق نہ رُسوا ہوجائے	ورنہ مرجانے میں کچھ بھید نہیں	ص۱۸۳
رازِ مکتوب:	وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا	رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا	ص۱۴۷
رازِ مہ و اختر:	وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود	صبح کو رازِ مہ و اختر کھُلا	ص۱۳۹
رازِ نالہ:	وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز	افشاں غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں	ص۵۶
رازِ نہاں:	آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے	اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے	ص۲۳۳
رازِ نہانِ عشق:	دیکھیے: حاملِ رازِ نہانِ عشق۔		
رازہائے سینہ گداز:	لافِ تمکیں: فریبِ سادہ دلی	ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز	ص۱۷۲
رازِ ہستی:	شاہِ روشن دل بہادر شہ کہ ہے	رازِ ہستی اُس پہ سر تا سر کھُلا	ص۱۳۹
راس[1]:	پی، جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب	اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے	ص۲۰۵
راستی آموز[2]:	بہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز	دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے	ص۹۰
راضی[3]:	(۱) میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں	وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا	ص۱۴۳
	(۲) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی	گوش منت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا	ص۱۴۴
	(۳) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا	مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہوجائے گا	ص۱۵۱

---

۱ راس : ایک بار۔
۲ راستی : ایک بار[مرکّب]۔
۳ راضی : تین بار۔

رافت[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) فرطِ رافت۔ (۲) محضِ رحمت ورافت۔

رافضی[2]: جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری ص۳۱۳

راقم[3]: دیکھیے: خطِ ساغرِ راقم۔

راکھ[4]: (۱) جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا کُریدتے ہو جو اَب راکھ جستجو کیا ہے؟ ص۲۴۱

(۲) ستّر برس کی عُمر میں یہ داغِ جاں گداز جس نے جلا کے راکھ مجھے کردیا تمام ص۲۸۲

راگ[5]: (۱) پُرہوں میں شکوے سے یوں راگ سے جیسے باجا اک زرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے ص۲۴۰

(۲) فخرِ مدحت سرائے ابراہیم ہے مقرّر جو اَب پےِ تعلیم

اُس کے فقروں میں کون آتا ہے کیا کہیں کیا وہ راگ گاتا ہے ص۲۶۷

رام[6]: (۱) وحشیِ بَن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ صرفِ قُماشِ دام کیا ص۲۶

(۲) دیکھ تری خوے گرم، دل بہ تپش رام ہے طائرِ سیماب کو شعلہ رگِ دام ہے ص۹۹

رام پور[7]: (۱) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر کہ جہاں ہشت بہشت آکے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵

(۲) رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور کہ ہے مرجع و مجمعِ اشراف نژادِ عالم ص۲۶۵

(۳) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خورّم ص۲۶۵

رامشگرِ[8] اربابِ فنا: رامشگرِ اربابِ فنا نالۂ زنجیر عیشِ ابد: از خویش بروں تاختنی ہے ص۱۱۱

ران[9]: چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام ران پر داغِ تازہ دے کے وہیں ص۲۸۱

راندہ[10]: حَیف بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ! یعنی ہیں ماندہ ازاں سو وا زیں سو راندہ ص۷۱

راوراجہ بہادر[11]: وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ ص۲۷۹

راہ[12]: (۱) گر دِرہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر ہر نَفَس راہ میں ٹوٹے نَفَسِ لیل و نہار ص۵

---

[1] رافت : دوبار [مرکّب]۔
[2] رافضی : ایک بار۔
[3] راقم : ایک بار [مرکّب]۔
[4] راکھ : دوبار۔
[5] راگ : دوبار۔ [6] رام : دوبار۔
[7] رام پور : تین بار۔
[8] رامشگر : ایک بار [مرکّب]۔
[9] ران : ایک بار۔
[10] راندہ : ایک بار۔
[11] راوراجہ : ایک بار۔
[12] راہ : پچاس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: چونتیس بار]۔
راہیں : ایک بار۔

(۲) بس کہ بے پایاں ہے صحراے محبت اے اسدؔ! — گرد باد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز — ص۴۴

(۳) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے — ص۹۲

(۴) عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۵) عُمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ — مرگئے پر، دیکھیے دکھلائیں کیا؟ — ص۱۶۱

(۶) زُنار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال — رہ رَو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۷) اِن آبلوں سے پانْو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۸) پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اَور — ص۱۷۰

(۹) ہرچند سبک دست ہوئے بُت شکنی میں — ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اَور — ص۱۷۰

(۱۰) وھاں وہ غرورِ عزّ و ناز، یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع — راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بُلائے کیوں — ص۱۹۳

(۱۱) عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سُست رَو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص۲۳۰

(۱۲) آہی جاتا وہ راہ پر غالبؔ! — کوئی دن اور بھی جیے ہوتے — ص۲۴۳

(۱۳) موت کی راہ نہ دیکھوں، کہ بِن آئے نہ رہے — تم کو چاہوں، کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے — ص۲۴۶

(۱۴) خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی! — کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۱۵) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ، غلط — کی تصوّر نے بہ صحراے ہوس راہ غلط — ص۲۹۵

(۱۶) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو — تا گل زِ جگر زخم میں ہے راہ نَفَس کو — ص۴۵۰

دیکھیے ـــــ: (۱۷) جادۂ راہ۔ (۱۸) خارِ راہ۔ (۱۹) دماغِ گردِ راہ۔ (۲۰) سختیِ راہ۔ (۲۱) سرِ راہ۔ (۲۲) غبارِ راہ۔ (۲۳) فرشِ راہ۔ (۲۴)، (۲۵) گردِ راہ [دوبار]۔ (۲۶) ہر سرِ راہ۔ (۲۷) ہر موجِ گردِ راہ۔

راہِ جوششِ دریا: دیکھیے: سنگِ راہِ جوششِ دریا۔

راہِ خدا: دیکھیے: رہبرِ راہِ خدا۔

راہِ خوابیدہ: (۱) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی — راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس افسانہ تھا — ص۲۵

(۲) کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار — ص۱۳۲

راہِ خُلد: دیکھیے: رہ رَوِ راہِ خُلد۔

راہِ سخن: (۱) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ! عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا ص۱۸

(۲) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۳) دیکھیے: رہ روانِ راہِ سخن۔

راہ شناس: مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس خضر بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم ص۲۶۵

راہِ شوق: (۱) خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

(۲) طے کرو راہِ شوق زُودا زُود آن پہنچی ہے منزلِ مقصود ص۲۶۷

راہِ صحرائے حرم: کُفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا راہِ صحرائے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس ص۴۶

راہِ طلبِ مے: یا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مے میں ہوا ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز ص۴۵

راہِ عدم: جس طرف سے آئے ہیں آخر اُدھر ہی جائیں گے مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے ص۱۰۳

راہِ عشق: (۱) بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص۱۰۱

(۲) دیکھیے: خضرِ راہِ عشق۔

راہِ فنا: دیکھیے: جادۂ راہِ فنا۔

راہِ کوئے یار: پھر بے خودی میں بھول گیا راہِ کوئے یار جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں ص۱۹۰

راہِ محبت: دیکھیے: سختیِ راہِ محبت۔

راہِ مژگاں: دیکھیے: طولِ میلِ راہِ مژگاں۔

راہِ وفا: دیکھیے: جادۂ راہِ وفا۔

راہِ ویرانی: دیکھیے: غبارِ راہِ ویرانی۔

راہِ یار: دیکھیے: گردِ راہِ یار۔

راہیں پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

راہبر[1]: چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رَو کے ساتھ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں ص۱۹۰

راہ رَو[2]: مسلکِ شرع کے ہیں راہ رَو و راہ شناس خضر بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم ص۲۶۵

---

۱ راہبر : ایک بار۔ ۲ راہ رَو : ایک بار۔

راہزن[1]: (۱) بھاگے تھے ہم بہت سو اُسی کی سزا ہے یہ — ہوکر اسیر دابتے ہیں راہزن کے پانْو — ص۱۹۶
(۲) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا — لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن تکیہ — ص۲۰۳

راہگزر[2]: (۱) زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی — کیوں ترا راہگزر یاد آیا — ص۱۵۲
(۲) دیکھیے: سرِ راہگزر۔

راہ ورسمِ[3] یاری: خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی — اُٹھ گئی دُنیا سے راہ ورسمِ یاری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

رایت[4] لشکر: مہر کانپا، چرخ چکّر کھا گیا — بادشہ کا رایت لشکر کھُلا — ص۱۴۰

رب[5] [یارب]: (۱) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! — موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ بہار — ص۳
(۲) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار — ص۴
(۳) تُہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب! — کمیِ ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار — ص۶
(۴) عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پائے چوبیں — ص۸
(۵) ہے کہاں تمنّا کا دوسرا قدم یارب! — ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا — ص۱۲
(۶) کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! — نقشِ ہر ذرّہ: سویدائے بیاباں نکلا — ص۱۳
(۷) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرّہ آہ کا — یارب! نَفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ — ص۱۳
(۸) فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! — کس زباں میں ہے لقب 'خوابِ پریشاں' میرا — ص۲۱
(۹) اسد کو بُت پرستی سے غرض دردآشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص۲۳
(۱۰) یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ — ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز — ص۴۲
(۱۱) کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! — جادہ، ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز — ص۴۳
(۱۲) عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال — ص۵۲
(۱۳) سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا — یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟ — ص۶۲
(۱۴) اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشک اندود ہے یارب! — لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں — ص۶۴
(۱۵) کس کو دوں یارب! حسابِ سوزناکی ہائے دل؟ — آمد و رفتِ نَفَس جُز شعلہ پیمائی نہیں — ص۶۵
(۱۶) عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار — یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو — ص۶۸

---

[1] راہزن : دوبار۔
[2] راہگزر : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
[3] راہ ورسم : ایک بار [مرتّب]۔
[4] رایت : ایک بار [مرتّب]۔
[5] رب : ترپّن بار۔
ربّ النّاس: ایک بار [مرتّب]۔

(۱۷) زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار	یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ وہ	ص۶۸
(۱۸) غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں	یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ	ص۷۰
(۱۹) تاچند پست فطرتیِ طبعِ آرزو؟	یارب! ملے بلندیِ دستِ دُعا مجھے	ص۷۶
(۲۰) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب!	مری فریاد کو کوہسار، سازِ عجز نالی ہے	ص۷۹
(۲۱) شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب!	آئینۂ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے	ص۸۸
(۲۲) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو	یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے	ص۹۱
(۲۳) دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب!	نَفَس آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے	ص۱۰۸
(۲۴) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب!	غنچہ صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے	ص۱۰۹
(۲۵) قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے	یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے	ص۱۱۳
(۲۶) تاچند نَفَس غفلتِ ہستی سے برآوے	قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے	ص۱۱۳
(۲۷) درد: آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے یارب!	خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے	ص۱۱۳
(۲۸) زاہد کہ جنوں سبحۂ تحقیق ہے، یارب!	زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے	ص۱۱۴
(۲۹) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب!	تیر بھی سینۂ بسمل سے پَر افشاں نکلا	ص۱۴۴
(۳۰) مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا	کس قدر یارب! ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا!	ص۱۵۳
(۳۱) مے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں یارب!	آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا	ص۱۵۹
(۳۲) بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا	رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا	ص۱۶۰
(۳۳) ہولیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟	یارب! اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا؟	ص۱۶۱
(۳۴) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات	دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اَور	ص۱۷۰
(۳۵) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز	دعا قبول ہو یارب! کہ عمرِ خضر دراز!	ص۱۷۱
(۳۶) یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟	لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر نہیں ہوں میں	ص۱۹۰
(۳۷) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار	جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں	ص۱۹۲
(۳۸) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں	دُنیا ہو یارب! اور مرا بادشاہ ہو	ص۱۹۷

(۳۹) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب!   قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی   ص ۲۰۳

(۴۰) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا   کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی   ص ۲۰۷

(۴۱) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے؟ قیامت ہے!   مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی   ص ۲۰۷

(۴۲) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک   آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے   ص ۲۱۱

(۴۳) یاد ہے شادی میں بھی "ہنگامۂ یارب" مجھے   سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے   ص ۲۱۳

(۴۴) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد   یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے   ص ۲۱۹

(۴۵) غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے؟   گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے   ص ۲۲۱

(۴۶) جس زخم کی ہوسکتی ہو تدبیر رفو کی   لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی   ص ۲۲۸

(۴۷) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب!   اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے   ص ۲۳۴

(۴۸) میری قسمت میں غم گر اِتنا تھا   دل بھی یارب! کئی دیے ہوتے   ص ۲۴۳

(۴۹) اِس طرح کے وصال سے، یارب!   کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا   ص ۲۶۰

(۵۰) ہمارے درد کی یارب! کہیں دوا نہ ملے!   اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اُس کو   ص ۲۸۵

(۵۱) ناگہاں یاد آگئی ہے مجھے کو یارب! کب کی بات   کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات   ص ۲۹۱

(۵۲) کیوں نہ فردوں میں دوزخ کو ملالیں یارب!   سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اَور سہی   ص ۳۱۱

(۵۳) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے   رشک آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے   ص ۲۱۴

ربّ النّاس: انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ النّاس   بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس   ص ۱۳۱ [آم کے لیے]

رباب[۱]:   دیکھیے: چنگ و رباب۔

ربط[۲]:   (۱) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا   اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو   ص ۶۷

(۲) بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر   ہرچند مری جان کو تھا ربط لبوں سے   ص ۲۰۱

(۳) انساں نیاز مندِ ازل ہے کہ جوں کماں   مطلب ہے ربط سے رگ و پَے کی خمیدگی   ص ۳۵۴

(۴) دیکھیے: گدازِ ربط۔

---

۱ رباب : ایک بار [مرکّب]۔   ۲ ربط : اُنتیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سولہ بار]۔

ربطِ اینِ وآں: دیکھیے: کلفتِ ربطِ این وآں۔

ربطِ پیکر آرائی: دیکھیے: افسونِ ربطِ پیکر آرائی۔

ربطِ تامّل: چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز ۔ غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز ص۴۴

ربطِ تمیزِ اعیاں: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مےِ صدا ہے ۔ اعمیٰ کو سرمۂ چشم آوازِ آشنا ہے ص۹۴

ربطِ خط: دیکھیے: حُسنِ ربطِ خط۔

ربطِ سروزانو: دیکھیے: جستجوے فرصتِ ربطِ سروزانو۔

ربطِ علائق: دیکھیے: رشتۂ ربطِ علائق۔

ربطِ مزاج: دیکھیے: تمام دفترِ ربطِ مزاج۔

ربطِ مژگاں: دیکھیے: خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔

ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن: یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ ۔ ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز ص۴۲

ربطِ نزاکت: دیکھیے: کارگہِ ربطِ نزاکت۔

ربطِ نہانی: در پردہ اُنھیں غیر سے ربطِ نہانی ۔ ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے ص۲۳۵

ربطِ نیاز: دیکھیے: کمیِ ربطِ نیاز۔

ربطِ ہم: دیکھیے: داغِ ربطِ ہم۔

ربطِ یک شیرازۂ وحشت: ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار ۔ سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل ناآشنا ص۱۹

رُپےَ[1]: آج جو دیدہ وَر کرے درخواست ۔ تین بھیجے رُپے وہ بے کم و کاست ص۲۶۸

رُتبہ[2]: (۱) غالبؔ! ہے رُتبہ فہمِ تصوّر سے کچھ پرے ۔ ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں ص۵۶

(۲) ہے فلک بالانشینِ فیضِ خَم گردیدنی ۔ عاجزی سے، ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں ص۶۶

(۳) ہے ریا کا رُتبہ بالاتر تصوّر کردنی ۔ تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے ص۱۰۳

(۴) کس رُتبے میں باریکی ونرمی ہے کہ جوں گل ۔ آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت ص۳۲

(۵) نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے ۔ اَبداً پُشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص۱۳۴

---

[1] رُپےَ : ایک بار۔ [2] رُتبہ : تیرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پانچ بار]۔

(٦) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ — رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں — ص ۱۹۱

(٧) یہ خرگہِ ئہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے — کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ — ص ۲۸۴

(٨) تنگ ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا — ص ۴۴۵

دیکھیے ——:(٩) بلند رُتبہ۔(١٠) جم رُتبہ۔(١١) فلک رُتبہ۔

رُتبۂ تسلیمِ خُلّت مشرباں: رُتبۂ تسلیمِ خُلّت مشرباں عالی سمجھ — چشمِ قربانی: گُلِ شاخِ ہلالِ عید ہے — ص ۱۰۴

رُتبۂ جوہر: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یہاں عَرَض سے رُتبۂ جوہر کھُلا — ص ۱۴۰

رحم[1]:

(١) ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخمِ دل پر رحم کر — آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال! — ص ۵۲

(٢) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ! — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص ۱۸۰

(٣) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر مرے نَفَسِ بے اثر میں خاک نہیں — ص ۱۸۴

(٤) پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے — خارِ رہ کو ترے ہم مہر، گیا کہتے ہیں — ص ۱۸۷

(٥) رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغِ کُشتہ ہے! — نبضِ بیمارِ وفا، دودِ چراغِ کُشتہ ہے — ص ۲۱۰

(٦) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب — رحم کر اپنی تمنّا پر کہ کس مشکل میں ہے — ص ۲۳۲

(٧) کیا تعجب ہے جو اُس کو، دیکھ کر آ جائے رحم — وہاں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے — ص ۲۳۵

(٨) دیکھیے: جائے رحم۔

رحمت[2]:

(١) خانمانِ جبریانِ غافل از معنی خراب! — جب ہوئے ہم بے گنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے؟ — ص ۹۵

(٢) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص ۱۴۹

(٣) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! — رحمت، کہ عُذر خواہِ لبِ بے سوال ہے — ص ۲۰۵

دیکھیے ——:(٤) بہانہ جُوئیِ رحمت۔(٥) یک درِ بر روئے رحمت بستہ۔

رحمتِ حق: دیکھیے ——:(١) آیتِ رحمتِ حق۔(٢) وسعتِ رحمتِ حق۔

رحمتِ عام: دیکھیے: اُمیدِ رحمتِ عام۔

رحمت و رافت: دیکھیے: محضِ رحمت و رافت۔

---

[1] رحم : آٹھ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: ایک بار]۔ [2] رحمت : نو بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔

رُخ[1]: (۱) دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہونہاں، جوں شانہ در شمشاد، گُل — ص ۵۲

(۲) بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق، دیدۂ حیراں سمجھا — ص ۱۴۷

(۳) میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں! — مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کام یاب ہے — ص ۲۰۶

(۴) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

(۵) نظّارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی — ص ۲۳۳

(۶) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا — ص ۲۸۷

(۷) خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہوگیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ہوگیا — ص ۴۴۵

دیکھیے ــــــ: (۸) پری رُخ۔ (۹) صافیِ رُخ۔ (۱۰)، (۱۱) عکسِ رُخ [دوبار]۔ (۱۲) قدو رُخ۔ (۱۳) کُشادہ رُخ۔ (۱۴) گرمیِ رُخ۔ (۱۵) نشانِ خالِ رُخ۔ (۱۶) نگارِ آتشیں رُخ۔

رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں: دیکھیے: زنگارِ رخِ آئینۂ حُسنِ یقیں۔

رُخِ آئینہ: دیکھیے: پُشت و رُخِ آئینہ۔

رُخِ افروختہ: دیکھیے: عکسِ رُخِ افروختہ۔

رُخِ افروختۂ خوباں: دیکھیے: فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں۔

رُخِ پُرنور: شیشۂ آتشیں: رُخِ پُرنور — عرق از رُخ چکیدہ: روغنِ مور — ص ۴۱

رُخِ دل کشِ لیلا: دیکھیے: خالِ مُشکینِ رخِ دل کشِ لیلا۔

رُخِ دوست: نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ! — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا — ص ۳۰

رُخِ روشن: رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک — کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا — ص ۲۸۷

رُخِ زنگی: دیکھیے: خالِ رُخِ زنگی۔

رُخِ عرق فشاں: دیکھیے: زلف و رخِ عرق فشاں۔

رُخِ نگار: رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیِ شمع — ص ۱۷۴

رُخِ ہرگل: دیکھیے: آتشِ رنگِ رُخِ ہرگل۔

---

[1] رُخ : تیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تئیس بار]۔

رُخِ یار: دیکھیے ـــــ:(۱) تابِ رُخِ یار۔(۲) حیرتِ خطِ رُخِ یار۔

رختِ[1] جنونِ سیل: ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ! رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص۱۰۵

رختِ خواب: فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پَرَن تکیہ ص۳۰۳

رختِ سفر: دیکھیے: بستنِ رختِ سفر۔

رُخسار[2]: (۱) دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور دلِ جبریل کفِ پا پہ مَے ہے رُخسار ص۴

(۲) شاید کہ مرگیا ترے رُخسار دیکھ کر پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا ص۱۸

(۳) پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا ص۱۴۷

دیکھیے ـــــ:(۴) دَورِ خطِ رخسار۔(۵) رہنِ جلوۂ رخسار۔(۶) سوزِ عشق آتشِ رخسار۔

رُخسارِ دوست: دیکھیے: خطِ رُخسارِ دوست۔

رُخسارِ سادہ: شمشیرِ صاف یار جو زہراب دادہ ہو وہ خطِ سبز ہے کہ بہ رُخسارِ سادہ ہو ص۳۰۱

رُخسارِ ساقی: دیکھیے: خطِ رخسارِ ساقی۔

رُخسارِ فروزاں: دیکھیے: شوقِ رخسارِ فروزاں۔

رُخسارِ یار: رُخسارِ یار کی جو کھُلی جلوہ گستری زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہوگئی ص۹۶

رُخساروں: دیکھیے: آئنہ رُخساروں۔

رَخشِ[3] سبک عناں: تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا تیرے رَخشِ سبک عناں کا خرام ص۱۳۸

رَخشِ عُمر: رَو میں ہے رَخشِ عُمر، کہاں دیکھیے تھمے نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں ص۱۸۹

رخشاں[4]: دیکھیے: مہرِ رخشاں۔

رخشندہ[5]: دیکھیے: انجمِ رخشندہ۔

رُخصت[6]: کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف! آہ و فریاد کی رُخصت ہی سہی ص۲۲۱

---

1 رخت : تین بار [مرکّب]۔

2 رخسار : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
رخساروں : ایک بار [مرکّب]۔

3 رخش : دو بار [مرکّب]۔

4 رخشاں : ایک بار [مرکّب]۔

5 رخشندہ : ایک بار [مرکّب]۔

6 رخصت : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

رُخصتِ اندازِ روانی: تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے   آئنہ رخصتِ اندازِ روانی مانگے   ص۷۸

رُخصتِ بیباکی گستاخی: جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے   کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں   ص۱۸۲

رُخصتِ نالہ: رُخصتِ نالہ مجھے دے کہ مَبادا ظالم!   تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا   ص۱۵۳

رخنہ[1]: دیکھیے: صدر رخنہ۔

رخنۂ دیوار: خانہ ہے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز   دور ہیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز   ص۴۳

رَد[2]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲)، دستِ رد [دوبار]۔ (۳) غرورِ دستِ رد۔

رَدِّ امتناعِ جلوہ: دیکھیے: یک دست ردِّ امتناعِ جلوہ۔

رَدِّ سحر: تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر   بادۂ گل رنگ کا ساغر کھلا   ص۱۳۹

رَدِّ قدح: کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد   مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے   ص۲۲۹

ردیفِ[3] شعر: یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ   ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! زِبس تکرارِ دوست   ص۱۶۵

رَز[4]: (۱) مُحتسب سے تنگ ہے ازبس کہ کارِ مے کشاں   رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا   ص۲۹

(۲) دیکھیے: عقدِ وصلِ دُختِ رَز۔

زَرِ انگور: دیکھیے: ریشۂ زَرِ انگور۔

رزق[5]: (۱) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا   خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا   ص۱۶۲

(۲) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے   جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت   ص۱۶۳

رزقِ دوعالم احتمال: چربیِ پہلوے خیال: رزقِ دو عالم احتمال   کل ہے جو وعدۂ وصال آج بھی اے خدا! سمجھ   ص۴۳

رزقِ مدعاطلبی: خوشا وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو   جنون و یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے   ص۷۵

رزقِ ہَم: اللہ رے تیری تُندیِ خو! جس کے بیم سے   اجزاے نالہ دل میں مرے رزقِ ہَم ہوئے   ص۲۶۶

رزقِ یک شبگیر: شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع   مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے   ص۹۶

---

[1] رخنہ : دوبار [مرکّب]۔
[2] رَد : چھے بار [مرکّب]۔
[3] ردیف : ایک بار [مرکّب]۔
[4] رَز : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
[5] رزق : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

رزم:[1] (۱) رزم کی داستان گر سُنیے — ہے زباں میری تیغ جوہر دار — ص۱۲۶

(۲) رزم میں اُوستادِ رستم وسام — ص۱۳۷

(۳) دیکھیے: وقتِ رزم۔

رزم گہ: بزم گہ میں امیرِ شاہ نشاں — رزم گہ میں حریفِ شیر کمیں — ص۲۸۰

رسا:[2] (۱) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی — ص۱۰

(۲) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا — خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا — ص۲۱

(۳) وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے — پیمانہ ہَوا ہے مشتِ غبارِ صحرا — ص۲۶

(۴) کیفیتِ ہجومِ تمنّا رسا اسدؔ! — خمیازہ: ساغرِ مئے رنجِ خمار ہے — ص۹۰

(۵) زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عُمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۶) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ — لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۷) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے — اَور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ — ص۱۸۷

(۸) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب — لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے — ص۲۴۰

دیکھیے ـــــــ: (۹) اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا۔ (۱۰) اندازِ رسا۔ (۱۱) بختِ رسا۔ (۱۲) زلفِ رسا۔

رسانیدن:[3] سروکارِ تواضع تا خَمِ گیسو رسانیدن — بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا — ص۲۴

رسائی:[4] (۱) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس — تُونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس — ص۴۶

(۲) تا کہ میں جانوں کہ ہے اِس کی رسائی وھاں تلک — مجھ کو دیتا ہے پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست — ص۱۹۴

(۳) دیکھیے: دعوائے رسائی۔

رسائیِ انجام: ہے ازل سے روائیِ آغاز — ہو ابد تک رسائیِ انجام — ص۱۳۸

رسائیِ لختِ جگر: مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں — اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گُل — ص۵۳

رستا:[5] (۱) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اَور — تنہا گئے کیوں؟ اب رہو تنہا کوئی دن اَور — ص۱۷۰

---

۱ رزم : چار بار [مرکّب: دو بار]۔

۲ رسا : بارہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: چار بار]۔

۳ رسانیدن : ایک بار۔

۴ رسائی : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

۵ رستا : تین بار۔

	(۲) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤگے؟	یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے	ص۳۱۳
	(۳) صبح سے دیکھیں گے رستا یار کا	جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا	[قادرنامہ]
رستخیز[۱]:	دیکھیے: شررآبادِ رستخیز۔		
رستخیز اندازہ:	شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا	تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا	ص۱۳۶
رستم[۲]:	بزم میں میزبانِ قیصر و جم	رزم میں اوستادِ رستم و سام	ص۱۳۷
رستن[۳]:	ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا	ص۲۷
رُسُل[۴]:	دیکھیے ــــــ: (۱) جان ودلِ ختمِ رُسُل۔ (۲)، (۳) وصیِ ختمِ رُسُل [دوبار]۔		
رسم[۵]:	رسم ہے، مُردے کی چھماہی ایک	خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار	ص۱۲۶
رسم وراہ[۶]:	تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو	مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو؟	ص۱۹۶
رسم وراہِ نگاری:	مرحبا! طرزِ نغز گفتاری	حبّذا! رسم و راہِ نگاری	ص۲۶۷
رسم ورہِ عام[۷]:	دیکھیے: پابستگیِ رسم ورہِ عام۔		
رسن[۸]:	دیکھیے: دارورسن۔		
رُسوا[۹]:	(۱) گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں	رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں	ص۱۱۸
	(۲) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رُسوا بے وفائی کا	بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا	ص۱۳۶
	(۳) ہوئے مرکے ہم جو رسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا	نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا	ص۱۶۰
	(۴) رازِ معشوق نہ رُسوا ہوجائے	ورنہ مرجانے میں کچھ بھید نہیں	ص۱۸۳
	(۵) کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبت کو!	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو	ص۱۹۹
	(۶) یا میرے زخمِ رشک کو رُسوا نہ کیجیے	یا پردۂ تبسّمِ پنہاں اُٹھائیے	ص۲۰۱

---

۱ رستخیز : دوبار [مرکّب]۔
۲ رستم : ایک بار [مرکّب]۔
۳ رستن : ایک بار۔
رستن ہا : ایک بار۔
۴ رُسُل : تین بار [مرکّب]۔
۵ رسم : ایک بار۔
۶ رسم وراہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۷ رسم ورہ : ایک بار [مرکّب]۔
۸ رسن : ایک بار [مرکّب]۔
۹ رسوا : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دوبار]۔

(۷) کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے — ص۲۰۶

(۸) چاکِ جگر سے جب رہِ پُرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جَیب کو رسوا کرے کوئی — ص۲۱۵

رُسوائے آئیں: تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے — نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا ور بازار رنگیں ہے — ص۸۹

رُسوائے دہر: رُسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم — بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ہوگئے — ص۲۲۹

رُسوائی[1]: (۱) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں، آوے جو رُسوائی گریباں کی — ص۷۶

(۲) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رُسوائی؟ — بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

(۳) میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی — اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی — ص۲۲۰

(۴) اپنی، رسوائی میں کیا چلتی ہے سعی — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے — ص۲۲۳

دیکھیے ـــــ: (۵) بیمِ رسوائی۔ (۶) تکلّف سازِ رسوائی۔ (۷) دلاّلِ جنسِ رُسوائی۔ (۸)، (۹) زنجیرِ رسوائی [دوبار]۔ (۱۰) شرمِ رسوائی۔ (۱۱) فالِ رسوائی۔ (۱۲) کسوتِ رُسوائی۔ (۱۳) کوچۂ رسوائی۔ (۱۴) ننگِ رُسوائی۔

رُسوائیِ اظہار: مژدۂ دیدار سے رسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے — ص۱۱۳

رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن: پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن — دست مرہونِ حنا، رُخسار رہنِ غازہ تھا — ص۱۴۷

رُسوائیِ دل: دیکھیے ـــــ: (۱) شورِ رسوائیِ دل۔ (۲) غفلتِ رسوائیِ دل۔

رُسوائیِ وارستگی: دیکھیے: جنوں رسوائیِ وارستگی۔

رُسوائیِ وصال: دیکھیے: طاقتِ رُسوائیِ وصال۔

رسول[2]: (۱) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک مُحبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص۲۹۷

(۲) دیکھیے: یارانِ رسول۔

رسوم[3]: دیکھیے: ترکِ رسوم۔

رسومِ نیاز: دیکھیے: دور گردِ رسومِ نیاز۔

---

[1] رسوائی : اُنّیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

[2] رسول : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[3] رسوم : تین بار [مرکّب]۔

رسوم وقیود: دیکھیے: سرگشتۂ خمارِ رسوم وقیود۔

رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی۔

رسیدن[1]: رسیدن گُلِ باغِ واماندگی ہے — عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم ص۵۵

رسیدنی: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دُودِ چراغِ خانہ غبارِ سفر ہے آج ص۳۵

رسیدہ: دیکھیے ——: (۱) بارگاہِ دماغ رسیدہ۔ (۲) دماغ رسیدہ۔ (۳) زردی رسیدہ۔ (۴) ستم رسیدہ۔ (۵) فقیرِ آفت رسیدہ۔

رسیدہ تر: یعنی، دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر — خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے ص۱۰۵

رشتہ[2]: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ! — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص۱۴

(۲) عیادت سے زِبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا — نظر آتا ہے موے شیشہ رشتہ شمعِ بالیں کا ص۲۸

(۳) تکلّف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے — کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر ص۴۱

(۴) جراحت دوزیِ عاشق ہے جاے رحم، ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے ص۸۵

(۵) درماندگی میں غالبؔ! کچھ بن پڑے تو جانوں — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا ص۱۵۸

(۶) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں — ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں ص۱۸۰

(۷) اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا! — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا! ص۲۵۴

(۸) دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھ کتنی اُٹھا لائے گا یہ تار، گرہ ص۲۷۸

(۹) گِنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ ص۲۷۸

(۱۰) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو — کہ چھوڑتا ہی رشتہ زینہار گرہ ص۲۷۹

(۱۱) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ ص۲۷۹

(۱۲) دیکھیے: ہر رشتہ۔

---

[1] رسیدن : ایک بار۔
رسیدگی : ایک بار۔
رسیدنی : ایک بار۔
رسیدہ : پانچ بار [مرکّب]۔
رسیدہ تر : ایک بار۔

[2] رشتہ : تینتالیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: بتّیس بار]۔
رشتہ برپا : ایک بار [مرکّب]۔
رشتہ دار : ایک بار [مرکّب]۔

رشتہ برپا:	دیکھیے: مرغِ رشتہ بر پا۔		
رشتہ دارِ نغمہ:	سُنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز	نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے	ص۸۷
رشتۂ اُلفت:	(۱) نفس در سینہ ہاے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ	نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گُسستن کا	ص۲۷
	(۲) خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہوجاوے	غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہوجاوے	ص۲۱۳
رشتۂ اَوقات:	دیکھیے: سرِ رشتۂ اوقات۔		
رشتۂ پا:	(۱) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر	رشتۂ پا یھاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے	ص۸۲
	(۲) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے	رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے	ص۱۰۱
رشتۂ پاسِ انفاس:	دیکھیے: سرِ رشتۂ پاسِ انفاس۔		
رشتۂ تحریر:	لیکن اِس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر	ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سُبحہ شمار	ص۶
رشتۂ تسبیح:	وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا	رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا	ص۲۹
رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا:	بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں در خلوتِ شب ہا	سرِ تارِ نظر ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا	ص۲۳
رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ:	وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا	رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ صرفِ قُماشِ دام کیا	ص۲۶
رشتۂ حُبّ الوطن:	جوں جادہ، سر بہ کوے تمنّاے بے دلی	زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز	ص۴۲
رشتۂ خطِ جام:	ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب	تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا	ص۲۷
رشتۂ دامانِ صحرا:	بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی	کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامانِ صحرا ہے	ص۸۴
رشتۂ ربطِ علائق:	ربطِ علائق: نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے	ہوئے ہیں پردہ ہاے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا	ص۲۳
رشتۂ جاں:	ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے	مانندِ نبضِ دستِ بُریدہ	ص۴۵۰
رشتۂ رگ ہاے خارا:	دیکھیے: صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا۔		
رشتۂ زنّار:	بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زُنّار	سرِ بہ پاے بُتِ نانہادہ رکھتے ہیں	ص۶۰
رشتۂ سازِ ازل:	نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے	رشتۂ سازِ اَزل ہے نگہِ باز پسیں	ص۷
رشتۂ سلامت:	دیکھیے: سرِ رشتۂ سلامت۔		
رشتۂ شمعِ سحرگہی:	دیکھیے: پیچ وتابِ رشتۂ شمعِ سحرگہی۔		

رشتۂ شیرازۂ مژگاں:	درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر	ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے	ص۲۱۱
رشتۂ عُمر:	یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عُمر میں گانٹھ	ہے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے	ص۲۵۳
رشتۂ عمرِ خضر:	وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اِس قدر نہیں	رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ	ص۷۲
رشتۂ فہمیدِ مُمسک:	رشتۂ فہمیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کوتہی	عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل	ص۵۳
رشتۂ فیضِ ازل:	فلک العرش: ہجومِ خمِ دوشِ مزدور	رشتۂ فیضِ ازل: سازِ طنابِ معمار	ص۱۳۳
رشتۂ گوہر:	(۱) قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفَس پرور ہوا	خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا	ص۱۵۱
	(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام	جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں	ص۲۹۸
	(۳) عجب اے آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی!	کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا	ص۴۴۵
	(۴) دیکھیے: صورتِ رشتۂ گوہر۔		
رشتۂ وفا:	دیکھیے: سرِ رشتۂ وفا۔		
رشتۂ ہر شمع:	شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا	رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا	ص۱۵۳
رشک[1]:	(۱) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی	کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بُت خانۂ چیں کا	ص۲۸
	(۲) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک!	محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں	ص۶۰
	(۳) رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ!	پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے	ص۹۳
	(۴) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف!	عقل کہتی ہے، کہ وہ بے مہر کس کا آشنا؟	ص۱۴۹
	(۵) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں	ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟	ص۱۹۰
	(۶) نہیں گر ہمدمی آساں نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟	نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست دشمن کو	ص۱۹۸
	(۷) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟	رشک آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے	ص۲۱۴
	(۸) دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے	میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے	ص۲۲۱
	(۹) ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے	مرتے ہیں مگر اُن کی تمنّا نہیں کرتے	ص۲۳۲
	(۱۰) مرجاؤں نہ کیوں رشک سے، جب وہ تنِ نازک	آغوشِ خمِ حلقۂ زُنّار میں آوے	ص۲۳۴

[1] رشک : اکتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: سترہ بار]۔

(۱۱) یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے — وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے — ص۲۴۱

(۱۲) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کہ کہوں لو نام نہ اُن کا مرے آگے — ص۲۴۹

(۱۳) رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کو جو ترے سر پہ، اُٹھایا سہرا — ص۲۸۸

(۱۴) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم — ص۳۴۸

دیکھیے——:(۱۵) بیتابیِ رشک۔(۱۶) بے دماغِ تپشِ رشک۔(۱۷) جوشِ رشک۔(۱۸) زخمِ رشک۔
(۱۹) سامانِ رشک۔(۲۰) مبتلائے آفتِ رشک۔

رشکِ امتحاں: بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے؟ — ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا — ص۱۲

رشکِ چمن: شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب! — آئنہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے — ص۸۸

رشکِ سوال وجواب: گزرا اسدؔ مسرتِ پیغامِ یار سے — قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے — ص۲۰۶

رشکِ غیر: دیکھیے: بیدادِ رشکِ غیر۔

رشکِ فارسی: جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی؟ — گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں — ص۱۷۸

رشکِ گلستانِ ارم: ہند میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں — حیدرآبادِ دکن رشکِ گلستانِ ارم — ص۲۶۵

رشکِ ماہ تاب: بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر — ہے نَفَس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر — ص۳۹

رشکِ نظّارہ: رشکِ نظّارہ تھی یک برقِ تجلّی کہ ہنوز — تشنۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار — ص۶

رشکِ وفا: دیکھیے: خوں گشتۂ رشکِ وفا۔

رشکِ ہمدگر: دیکھیے: شکوہ سنجِ رشکِ ہمدگر۔

رشکِ ہم‌طرحی: رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں — نالۂ مرغِ سحر تیغِ دو دم ہے ہم کو — ص۱۹۵

رضا[1]: دیکھیے——:(۱) خوبیِ تسلیم و رضا۔(۲) سمعِ رضا۔

رضاجوئیِ اغیار: گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے لیکن — جاتی ہے ملاقات کب ایسے سبھوں سے — ص۴۷

رضامند[2]: دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی — دونوں کو اک ادا میں رضامند کرگئی — ص۲۳۳

رضواں[3]: (۱) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی! — گھر ترا خلد میں گر یاد آیا — ص۱۵۲

---

[1] رضا : دوبار [مرکّب]۔
رضاجوئی : ایک بار [مرکّب]۔

[2] رضامند : ایک بار۔

[3] رضواں : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

(۲) بعدِ یک عمر ورع، بار تو دیتا بارے — کاش! رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا — ص۱۵۸

(۳) دیکھیے: باغِ رضواں۔

رطب فشاں:[1] دیکھیے: نخلِ رطب فشاں۔

رعد:[2] رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند! — برق کو دے رہا ہے کیا الزام

تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام — ص۱۳۸

رعشۂ اعضاے بہار:[3] غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز — شبنمِ صبح ہوئی رعشۂ اعضاے بہار — ص۳

رعنا:[4] دیکھیے: قامتِ رعنا۔

رعنائی: دیکھیے ـــــ: (۱) استقبالِ رعنائی۔ (۲) پرفشانِ ذوقِ رعنائی۔ (۳) شرمِ رعنائی۔

رعنائیِ خیال: تھی وہ اک شخص کے تصوّر سے — اب وہ رعنائیِ خیال کہاں! — ص۱۸۲

رعنائیِ دُم: دیکھیے: بالِ رعنائیِ دُم۔

رعنائیِ سرو: بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو — طوق ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ — ص۷۱

رعنائیِ ضعفِ پرواز: بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے — ص۱۱۳

رعونت:[5] میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں — کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں — ص۱۸۵

رعیّت:[6] گڑگانویں کی ہے جتنی رعیّت وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص۲۶۳

رَفت:[7] (۱) لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز — لیکن یہی کہ ''رَفت'' گیا، اور ''بود'' تھا — ص۱۴۳

(۲) دیکھیے: آمد و رفتِ نَفَس۔

رفتار:[8] (۱) جاے حیرت ہے کہ گل بازیِ اندیشۂ شوق — اِس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار — ص۳

(۲) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار — ص۵

---

۱ رطب : ایک بار [مرکّب]۔

۲ رعد : ایک بار۔

۳ رعشہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴ رعنا : ایک بار [مرکّب]۔

رعنائی : سات بار [مرکّب]۔

۵ رعونت : ایک بار۔

۶ رعیّت : ایک بار۔

۷ رفت : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

۸ رفتار : چھبّیس بار

[مفرد: ایک بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

(۳) شعلہ رُخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے　　خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا　ص۳۰

(۴) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ　　رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ　ص۳۶

(۵) گو بیابانِ تمنّا و کجا جولانِ عجز؟　　آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز　ص۴۴

(۶) رفتار سے شیرازۂ اجزاے قدم باندھ　　اے آبلے! محمل پئے صحراے عدم باندھ　ص۴۷

(۷) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق　　لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر　ص۱۶۹

(۸) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے　　میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے　ص۲۱۱

دیکھیے——:(۹) پاے رفتار۔(۱۰) تب گرمیِ رفتار۔(۱۱) تیزیِ رفتار۔(۱۲) جلوہ رفتار۔(۱۳) حبابِ موجۂ رفتار۔(۱۴) شوخیِ رفتار۔(۱۵) گرمیِ رفتار۔(۱۶) گرمیِ شعلۂ رفتار۔(۱۷) محمل آراے رفتار۔(۱۸) نرم رفتار۔

رفتارِ باغ:　دیکھیے: شوخیِ رفتارِ باغ۔

رفتارِ خامہ:　دیکھیے: لغزشِ رفتارِ خامہ۔

رفتارِ دوست:　دیکھیے——:(۱) رفتۂ رفتارِ دوست۔(۲) گرمیِ رفتارِ دوست۔

رفتارِ عُمر:　رفتارِ عُمر قطعِ رہِ اضطراب ہے　　اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے　ص۲۰۶

رفتارِ عُمرِ تیز رَو:　فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں!　　نہیں رفتارِ عُمرِ تیز رَو پابندِ مطلب ہا　ص۲۳

رفتارِ قاتل:　دیکھیے: خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل۔

رفتارِ قلم:　تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام　　تیری رفتارِ قلم: جُنبشِ بالِ جبریل　ص۱۲۴

رفتگاں:　دیکھیے: عرضِ تمنّاے رفتگاں۔

رفتن[1]:　ریشۂ شہرت دوانیدن ہے رفتن زیرِ خاک　　خنجرِ جلّاد برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے　ص۹۹

رفتنِ رنگِ حنا:　نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برقِ گداز　　رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار　ص۵

رفتنِ قاتل:　دیکھیے: لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل۔

رفتن ہا:　دیکھیے: نازِ رفتن ہا۔

---

[1] رفتن　: تین بار [مرکّب: دو بار]۔　　رفتگاں　: ایک بار [مرکّب]۔

رفتن ہا　: ایک بار [مرکّب]۔　　رفتہ　: اُنّیس بار [مرکّب]۔

رفتہ: (۱) شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو — مدّعا گم کردہ ہرسو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص ۹۳

دیکھیے ـــــ: (۲) آبِ رفتہ۔ (۳) باغِ رنگ ہاے رفتہ۔ (۴) پرِ پروازِ رنگِ رفتہ۔ (۵) تماشائیِ عُمرِ رفتہ۔ (۶) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔ (۷) دلِ بیمارِ ازخود رفتہ۔ (۸)-(۱۱) رنگِ رفتہ [چار بار]۔ (۱۲) رنگِ زنظر رفتہ۔ (۱۳) زرِ از دست رفتہ۔ (۱۴) صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ۔ (۱۵) عیشِ رفتہ۔

رفتہ یاراں: دیکھیے: فراقِ رفتہ یاراں۔

رفتۂ بیداے خیال: دیکھیے: خود رفتۂ بیداے خیال۔

رفتہ رفتہ[1]: سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے — ص ۲۲۶

رفعتِ[2] ہمّتِ صد عارف: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پُشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمّتِ صد عارف و یک اوجِ حصار — ص ۳۳۳ [صحراے نجف]

رُفَقا[3]: تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ — متفرّق ہوئے میرے رُفقا میرے بعد — ص ۳۸

رفو[4]: (۱) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر — بخیہ جسے کہتے ہو شکایت ہے رفو کی — ص ۱۱۶

(۲) جس زخم کی ہوسکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص ۲۲۸

(۳) دیکھیے: حاجتِ رفو۔

رفوے زخم: (۱) عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے — رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا — ص ۲۳

(۲) رفوے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے — ص ۲۰۸

رفیقِ[5] رہ: تنگی رفیقِ رہ تھی عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص ۱۲

رقصِ شرر[6]: (۱) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! — گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۲) دیکھیے: فرصتِ رقصِ شرر۔

رقصِ ناہید: ہوئی جب میرزا جعفرؔ کی شادی — ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید — ص ۱۲۹

رُقعہ[7]: رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟ — ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے — ص ۳۱۳

رقم[8]: (۱) نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رُخِ یار — صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا — ص ۱۴

---

[1] رفتہ رفتہ : ایک بار۔

[2] رفعت : ایک بار [مرکّب]۔

[3] رُفقا : ایک بار۔

[4] رفو : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

[5] رفیق : ایک بار [مرکّب]۔

[6] رقص : تین بار [مرکّب]۔

[7] رقعہ : ایک بار۔

[8] رقم : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: سات بار]۔

	(۲) دیدار طلب ہے دلِ وامانده کہ آخر	نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا	ص۲۹
	(۳) کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم	اُس رقم کو دیا ترازِ دوام	ص۱۳۸
	(۴) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی	لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی مجھے	ص۲۳۲
	(۵) مدح کے بعد دعا چاہیے، اور اہلِ سخن	اُس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم	ص۲۶۵
	(۶) دیکھیے: جواہر رقم۔		
رقم آموزِ عباراتِ قلیل:	فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر	کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل	ص۱۲۴
رقمِ اضطرار:	خورنا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا	تدبیرِ پیچ و تابِ نفَس کیا کرے کوئی	ص۸۸
رقمِ ایجاد:	بہرِ عرضِ حالِ شبنم سے رقمِ ایجادِ گل	ظاہرا ہے اِس چمن میں لالِ مادرزادِ گل	ص۵۲
رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں:	آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ	رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں	ص۱۳۵
رقم پزیر:	جب ازل میں رقم پذیر ہوئے	صفحہ ہائے لیالی و ایام	ص۱۳۸
رقمِ واشکستگی:	ہے سرنوشت میں رقمِ واشکستگی	ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل	ص۵۱
رقیب[۱]:	(۱) نفَس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو	زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے	ص۹۹
	(۲) ذکر اُس پری وَش کا اور پھر بیاں اپنا	بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا	ص۱۵۹
	(۳) کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب	گالیاں کھاکے بے مزا نہ ہوا	ص۱۶۲
	(۴) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں	تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر	ص۱۶۸
	(۵) ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار	میرا رقیب ہے نفَسِ عطر سائے گل	ص۱۷۶
	(۶) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے	آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں	ص۱۷۸
	(۷) جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار	اے کاش! جانتا نہ ترے رہ گزر کو میں	ص۱۹۰
	(۸) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے	قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو	ص۱۹۶
	(۹) باہمدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب	نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے	ص۲۲۵

---

۱ رقیب : اکیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: دس بار]۔
رقیباں : ایک بار [مرکب]۔
رقیبانہ : ایک بار۔
رقیبوں : دو بار۔

(۱۰) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے ص۲۴۷

(۱۱) تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم، کیا ہے رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے ص۲۵۱

دیکھیے——:(۱۲) آغوشِ رقیب۔(۱۳) ہمِ رقیب۔(۱۴) خوفِ رقیب۔(۱۵) قتلِ رقیب۔(۱۶) قسمتِ بختِ رقیب۔(۱۷) کوریِ دل وچشمِ رقیب۔(۱۸) گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب۔

رقیبِ آئینہ: نظر پرستی و بے کاریِ خود آرائی رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی! ص۱۱۰

رقیبِ تمنائے دیدار: از آں جا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم ص۵۵

رقیبِ سروساماں: شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا ص۱۴۴

رقیباں: دیکھیے: ہم نشینیِ رقیباں۔

رقیبانہ: دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح ص۳۷

رقیبوں: (۱) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟ اک تماشا ہوا گِلا نہ ہوا ص۱۶۱

(۲) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں ص۱۹۱

رکاب[1]: (۱) عیاں ہے پائے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خُور رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے ص۱۰۳

(۲) رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں ص۱۸۹

دیکھیے——:(۳) پابہ رکاب۔(۴) چشمِ بیدادِ رکاب۔(۵) طاؤس در رکاب۔(۶) گریۂ طوفاں رکاب۔

رکابِ صحرا: دل در رکابِ صحرا خانہ خرابِ صحرا موجِ سرابِ صحرا عرضِ خمارِ صحرا ص۲۶

رکابِ یار: دیکھیے: سُرمۂ چشمِ رکابِ یار۔

رگ[2]: (۱) اثر سوزِ محبّت کا قیامت بے محابا ہے کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص۸۴

(۲) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط شعلہ خس میں، جیسے خوں رگ میں، نہاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۳) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

رگِ ابرِ بہار: (۱) تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار لائے گا تابِ گرانباریِ گوہر، سہرا؟ ص۲۸۷

---

[1] رکاب : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔

[2] رگ : پچاس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سینتالیس بار]۔ رگوں : ایک بار۔ رگ ہا : دوبار [مرکّب]۔

	(۲) دیکھیے: خلیدۂ رگِ ابرِ بہار۔		
رگِ ابرِ بہاری:	بہارِ رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا	جنونِ برق نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا	ص۱۸
رگِ ابرِ سیاہ:	دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ	جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شبِ تار	ص۲
رگِ ابرِ گہربار:	رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا	ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا	ص۲۸۷
رگِ بالیدہ:	بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو	طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ	ص۷۱
رگِ بالیدۂ گردن:	زِ بس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا	رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا	ص۴۴۷
رگِ بستر:	(۱) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج	خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا	ص۲۹
	(۲) خوابِ جمعیتِ مخمل ہے پریشاں مجھ سے	رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے	ص۸۳
رگِ تار:	دیکھیے: بندِ رگِ تار۔		
رگِ تاک:	(۱) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر	شہ پرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب	ص۱۶۳
	(۲) دیکھیے: مژگانِ رگِ تاک۔		
رگِ جاں:	(۱) قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عُریانی	بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے	ص۱۰۲
	(۲) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا	سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں	ص۱۹۲
	(۳) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار	یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو	ص۱۹۸
	(۴) دیکھیے: صدرگِ جاں۔		
رگِ خارا:	(۱) ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز	مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے	ص۹۰
	(۲) اسدؔ! طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ	شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا	ص۴۴۷
رگِ خواب:	(۱) ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق	یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو	ص۶۹
	(۲) بے خود زِ بس کہ خاطرِ بیتاب ہوگئی	مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہوگئی	ص۹۶
	(۳) اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ	تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے	ص۱۰۲
	(۴) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد	کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا	ص۴۴۶
	(۵) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب	کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے	ص۴۵۵

(۶) دیکھیے: جوہرِ رگِ خواب۔

رگِ خوابِ بتاں: دیکھیے: درازیِ رگِ خوابِ بتاں۔

رگِ خوابِ زلیخا: دیکھیے: مُفتِ رگِ خوابِ زلیخا۔

رگِ دام: دیکھ تری خوے گرم دل بہ تپش رام ہے / طائرِ سیماب کو شعلہ رگِ دام ہے ص۹۹

رگِ سنگ: (۱) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا / جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا ص۱۶۰

(۲) دیکھیے: زُنارِ رگِ سنگ۔

رگِ سنگِ فساں: گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو / بال شیشے کا رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا ص۲۰

رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ: تیز تر ہوتا ہے خشمِ تُند خویاں عجز سے / ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ خار و خس ص۴۵

رگِ سودائیاں: خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں / سبزۂ صحراے الفت نشترِ خوں ریز ہے ص۸۵

رگِ گردن: (۱) حسرتِ دستگہ و پاے تحمل تا چند / رگِ گردن خطِ پیمانۂ بے مُل تا چند ص۳۹

(۲) بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زُنار / سرِ بہ پاے بُتِ نانہادہ رکھتے ہیں ص۶۰

(۳) خطر ہے رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہوجاوے / غرورِ دوستی آفت ہے تو دشمن نہ ہوجاوے ص۲۱۳

رگِ گل: (۱) رگِ گُل جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے / ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص۴۱

(۲) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست / بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے ص۳۵۴

دیکھیے ـــــــ: (۳) دامِ رگِ گل۔ (۴) نبضِ رگِ گل۔

رگِ لیلیٰ: رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے / اگر بووے بجاے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص۲۰۷

رگِ وپَے: (۱) کماں ہم بھی رگ و پَے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے / نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص۷۷

(۲) رگ و پَے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو / ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمایش ہے ص۲۴۵

(۳) انساں نیاز مندِ ازل ہے کہ جوں کماں / مطلب ہے ربط سے رگ وپَے کی خمیدگی ص۴۵۴

رگ ہاے خارا: دیکھیے: صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا۔

رگ ہاے مژہ: فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے / نفَس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا ص۴۴۴

رگِ ہر خار: لختِ جگر سے ہے وہ رگِ ہر خار شاخِ گُل / تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی ص۲۱۵

رگِ ہرسنگ: کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی | رگِ ہرسنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا | ص۳۱

رگِ یاقوت: (۱) یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے | ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب | ص۳۱

(۲) دیکھیے: شوخیِ رگِ یاقوت۔

رگوں: رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل | جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے! | ص۲۴۳

رَم[1]: (۱) اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں | بہ رنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا | ص۱۶

(۲) آتش و آب و باد و خاک نے لی | وضعِ سوز و نم و رم و آرام | ص۱۳۸

دیکھیے ـــــ: (۳) آشفتۂ رم۔ (۴) فکرِ حیرتِ رم۔ (۵) پابندِ رم۔ (۶) طاقتِ رم۔

رَمِ آہو: (۱) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا | رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں | ص۸

(۲) خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا اے انتظار! | ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے | ص۷۸

دیکھیے ـــــ: (۳) پا بہ زنجیرِ رمِ آہو۔ (۴) دوشِ رمِ آہو۔

رَمِ آہوہا: دیکھیے: موجِ رمِ آہوہا۔

رَم خوردہ: دیکھیے: عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

رَم خوردوں: وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا | رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا | ص۲۷

رَمِ نخچیر: (۱) زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے | چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا | ص۳۰

(۲) دیکھیے: دوشِ رمِ نخچیر۔

رمزِ[2] چمن ایمائی: باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ! | نفسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے | ص۱۰۳

رمزِ سرِ مژگاں: جوہرِ آئینہ جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں | آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا | ص۱۹

رَمَضان[3]: اے روشنیِ دیدہ شہاب الدّیں خاں! | کتنا ہے بتاؤ کس طرح سے رَمَضاں؟ | ص۳۱۳

رمیدن[4]: (۱) حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے | باوجودِ مشقِ وحشت رمیدن منع ہے | ص۱۱۲

دیکھیے ـــــ: (۲) پرافشانِ رمیدن۔ (۳) شررستانِ رمیدن۔

---

۱ رَم : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چودہ بار]۔

۲ رمز : دو بار [مرکّب]۔

۳ رَمَضان : ایک بار۔

۴ رمیدن : تین بار [مفرد: ایک بار]۔
رمیدہ : تین بار [مرکّب]۔

رمیدہ: دیکھیے ـــــ:(۱) خودرمیدہ۔(۲) بختِ رمیدہ۔(۳) دامنِ شوقِ رمیدہ۔

رنج[1]: (۱) رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج — مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں — ص۱۹۲

(۲) غم کھانے میں بودا دلِ ناکام بہت ہے — یہ رنج کہ کم ہے مۓ گل فام، بہت ہے — ص۲۴۵

(۳) رنج طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر؟ — ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی — ص۳۱۰

(۴) دیکھیے: تعلیمِ رنج۔

رنجِ امتحاں: بہانہ جوئیِ رحمت کمیں گرِ تقریب — وفاے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے — ص۱۱۲

رنجِ بالیں: تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے — ص۲۱۲

رنجِ بیتابی: (۱) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اٹھایا جائے — داغ پشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے — ص۲۱۷

(۲) دیکھیے: مدّعاے رنجِ بیتابی۔

رنجِ تعظیمِ مسیحا: رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اٹھتا مجھ سے — درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں — ص۸

رنجِ خمار: دیکھیے: ساغرِ مۓ رنجِ خمار۔

رنجِ خودآرائی: یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سر تا پا گداز — بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث — ص۳۴

رنجِ رہ: رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے — اٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے — ص۲۳۱

رنجِ سفر: دیکھیے: طاقتِ رنجِ سفر۔

رنج فزا: دیکھیے: بیدادگرِ رنج فزا۔

رنجِ کوہکن: سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن — خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف — ص۴۹

رنجِ گراں باریِ زنجیر: قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا — ص۱۵۸

رنجِ گراں نشیں: دیکھیے: شکایتِ رنجِ گراں نشیں۔

رنجِ نومیدی: دیکھیے: تابِ رنجِ نومیدی۔

رنجِ نومیدِ جاوید: رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! — خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں — ص۱۸۲

رنج والم: (۱) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر — تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل — ص۱۲۴

---

[1] رنج : پچیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: اکیس بار]۔

(۲) دیکھیے: غم وارنج والم۔

رنج وتعب: (۱)، (۲) دیکھیے: صدرنج وتعب [دوبار]۔

رنج ونشاطِ دہر: دیکھیے: وفاے فرصتِ رنج ونشاطِ دہر۔

رنجشِ[۱] حیرت سرشتاں: رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش جوہرِ آئینہ ہے یھاں گردِ میدانِ نزاع ص۴۸

رنجشِ خاطر: دیکھیے: گمانِ رنجشِ خاطر۔

رنجشِ دل: رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں ص۶۶

رنجشِ یارِمہرباں: رنجشِ یارِ مہرباں عیش وطرب کا ہے نشاں دل سے اُٹھے ہے جو غبار گردِ سوادِ باغ ہے ص۱۱۹

رنجشیں: بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں پر کچھ اب کے سرگرانی اَور ہے ص۲۳۷

رنجور[۲]: (۱) سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز ص۴۵

دیکھیے ——: (۲) پاے دلِ رنجور۔ (۳) تنِ رنجور۔ (۴) خانہ زادِ نالۂ رنجور۔ (۵)، (۶) دلِ رنجور [دوبار]۔ (۷) نالۂ رنجور۔

رنجورِ خستہ تن: اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے لیکن اُٹھائے کیونکے یہ رنجورِ خستہ تن تکیہ ص۲۰۳

رنجوری: دیکھیے: اقبالِ رنجوری۔

رنجہ[۳]: اے آبلے! کرم کر، یھاں رنجہ یک قدم کر اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا! ص۲۶

رنجیدہ[۴]: دیکھیے ——: (۱) پرستارِ دلِ رنجیدہ۔ (۲) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ۔

رنجیدہ خاطر: اسدؔ خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں گریباں چاکیِ گل ہا نشانِ دادخواہی ہے ص۴۵۵

رِند[۵]: کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش اے خوشا رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے ص۱۰۴

رندِ تمام ناز: نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ ص۷۳

رندِ شاہد باز: اسداللہ خاں تمام ہوا اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز ص۱۷۲

---

۱ رنجشیں : چار بار [مرکّب]۔
رنجشیں : ایک بار۔
۲ رنجور : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
۳ رنجہ : ایک بار۔
۴ رنجیدہ : تین بار [مرکّب]۔
۵ رند : تین بار [مرکّب]۔
رنداں : چار بار [مرکّب]۔
رندانہ : ایک بار [مرکّب]۔

رنداں: دیکھیے:(۱) جادۂ بادہ نوشیِ رنداں۔(۲) صحبتِ رنداں۔(۳) پُشتِ چشمِ رنداں۔

رندانِ درِ مے کدہ: رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں زاہد! زنہار نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے ص۲۰۱

رندانہ: دیکھیے: جراٰتِ رندانہ۔

رنگ[1]:

(۱) ناتوانی ہے تماشائیِ عُمرِ رفتہ رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص۱۴

(۲) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے! رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا ص۲۸

(۳) نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث رنگ ہے سنگِ محک، دعواے مینائی عبث ص۳۴

(۴) شرر ہے رنگ بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں کرے ہے سنگ پر خرشید آبِ روے کار آتش ص۴۷

(۵) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں میں خار ہوں آتش میں چبھوں، رنگ نکالوں ص۶۰

(۶) طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں ص۶۰

(۷) ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں ص۶۱

(۸) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دوُد رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ص۶۳

(۹) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ ص۷۳

(۱۰) رنگ نے گل سے دمِ عرضِ پریشانیِ بزم برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ص۷۸

(۱۱) ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا حنائے پنجۂ صیاد مرغِ رشتہ برپا ہے ص۸۴

(۱۲) ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابیِ اسدؔ! رنگ یہاں بُو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے ص۱۰۷

(۱۳) وضع میں اِس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

(۱۴) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس! ص۱۳۱

(۱۵) ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا ص۱۴۵

(۱۶) بزمِ قدح سے عیشِ تمنّا نہ رکھ کہ رنگ صیدِ زِ دام جَستہ ہے اِس دام گاہ کا ص۱۴۹

(۱۷) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص۱۵۴

(۱۸) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار ص۱۶۷

---

[1] رنگ : ایک سو ساٹھ بار
[مفرد: بتّیس بار، مرکّب: ایک سو اٹھائیس بار]۔

رنگ ہا : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
رنگے : ایک بار۔

(۱۹) صفاے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تغیّرِ آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر — ص۱۶۸

(۲۰) عاشقی صبر طلب اور تمنّا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک! — ص۱۷۵

(۲۱) قرض کی پیتے تھے مَے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں — رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن — ص۱۷۹

(۲۲) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲۳) ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص۱۸۵

(۲۴) دیکھیے لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ — اُس کی ہر بات پہ ہم ''نامِ خدا'' کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۲۵) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا — ہے دل پہ بار، نقشِ محبّت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

(۲۶) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ! ابھی وحشت کا رنگ — رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

(۲۷) ہو کے عاشق وہ پری رخ اَور نازک بن گیا — رنگ کھُلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے — ص۲۲۲

(۲۸) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے — ص۲۲۹

(۲۹) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے — تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے — ص۲۳۸

(۳۰) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو — ریختہ کے قماش کو پُود ہے ایک، تارا ایک — ص۲۹۶

(۳۱) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرایش؟ — کہ ہے تہ بندیِ پر ہائے طوطی رنگ جوہر کا — ص۴۴۴

(۳۲) نظر بندِ تصوّر ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی — ص۴۵۱

دیکھیے ـــــــ: (۳۳) آئنہ کیفیت صد رنگ۔ (۳۴) آئینۂ صد رنگ۔ (۳۵) آئینۂ صد رنگ خود آرائی۔ (۳۶) التماسِ رنگ۔ (۳۷) بادۂ گل رنگ۔ (۳۸) بقدرِ رنگ۔ (۳۹) بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک۔ (۴۰) تختۂ مشقِ رنگ۔ (۴۱) چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ۔ (۴۲) خُم رنگِ سیہ۔ (۴۳) ساقِ گل رنگ۔ (۴۴) شادابِ رنگ۔ (۴۵) شکستِ رنگ۔ (۴۶) شہ پر رنگ۔ (۴۷) صد آئینۂ بے رنگ۔ (۴۸)، (۴۹)، (۵۰) صد رنگ [تین بار]۔ (۵۱) صد رنگ تمنّا۔ (۵۲) صد رنگ ظہور۔ (۵۳) صد رنگ گل۔ (۵۴) دامنِ صد رنگ گلستاں۔ (۵۵) صد رنگ نقش۔ (۵۶) طلسمِ رنگ۔ (۵۷) طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہ بہار۔ (۵۸) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ۔ (۵۹) غرقۂ دریاے رنگ۔ (۶۰) غلتیدۂ صد رنگ۔ (۶۱) فصلِ رنگ۔ (۶۲) قفسِ رنگ۔ (۶۳) کُشادِ پرِ رنگ۔ (۶۴) لالہ رنگ۔ (۶۵)، (۶۶) موجِ رنگ [دو بار]۔ (۶۷) مےِ گل رنگ۔

(۶۸) نشۂ رنگ۔(۶۹)-(۷۵) ہر رنگ [سات بار]۔(۷۶) ہر رنگ جنوں۔(۷۷) ہر رنگ گردش۔

رنگِ احتیاج: رنگ ریزِ جسم و جاں نے از ثمستانِ عدم — خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج ۴۴۷

رنگِ ادائے گل: سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگ ادائے گل ص۱۷۶

رنگِ امتیاز: خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو — جُنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص۹۲

رنگِ امکاں: دیکھیے: شکستِ رنگِ امکاں۔

رنگِ باختہ: گیا جو نامہ بر، وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا — خطوطِ روے قالیں نقش ہے پُشتِ کبوتر کا ص۴۴۴

رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ: اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا ص۱۲

رنگِ پرتوِ خُور: عیاں ہے پاے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خُور — رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے ص۱۰۳

رنگِ پریدہ: (۱) اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ — ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ ص۴۵۰

(۲) دیکھیے: آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ۔

رنگِ پنبہ: ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی — کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں ص۱۸۰

رنگِ تماشا باختن: تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن؟ — چشمِ وا گردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے ص۲۱۵

رنگِ تمکینِ گل و لالہ: رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے؟ — گر چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد نہیں ص۱۸۶

رنگِ جادہ: فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں — بہ رنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں ص۹۳

رنگِ چمن: (۱) ہے سادگیِ ذہن تمنّاے تماشا — جاییکہ اسدؔ! رنگِ چمن باختنی ہے ص۱۱۱

(۲) دیکھیے: گردشِ رنگِ چمن۔

رنگِ حنا: (۱) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو ص۶۸

دیکھیے ـــــ: (۲) آتشِ رنگِ حنا۔(۳) آشیانِ طائرِ رنگِ حنا۔(۴) رفتنِ رنگِ حنا۔(۵) شعلۂ رنگِ حنا۔

(۶) شوخیِ رنگِ حنا۔(۷) صورتِ رنگِ حنا۔(۸) طائرِ پریدۂ رنگِ حنا۔

رنگِ خار: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ ص۱۶۵

رنگِ خامۂ فولاد: سخن تاریک طبعوں کا ہے اظہارِ کثافت ہا — کہ رنگِ خامۂ فولاد ماناے سیاہی ہے ص۴۵۵

رنگِ خونِ گل: دیکھیے: بہارِ رنگِ خونِ گل۔

رنگِ دگر: (۱) زِبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا ص۱۵

(۲) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۱۶۵

رنگِ دمیدہ: دیکھیے: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔

رنگِ دیگر: یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صبّاغ — ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج ص۱۱۸

رنگِ رُخِ ہرگل: دیکھیے: آتشِ رنگِ رخِ ہر گل۔

رنگِ رخسارِ گلِ خرشید: صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر — رنگِ رخسارِ گلِ خرشید مہتابی کرے ص۱۰۰

رنگِ رفتہ: (۱) نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا ص۲۰

(۲) خیالِ سادگی ہائے تصور نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں ص۶۴

(۳) نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے — تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے ص۱۱۵

دیکھیے——:(۴) پرِ پروازِ رنگِ رفتہ۔(۵) صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ۔

رنگِ رفتۂ خوں: دیکھیے: پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں۔ — ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص۴۷

رنگِ روئے شمع: رات دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روئے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا ص۲۵

رنگِ ریشہ: خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق — جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

رنگِ ریشۂ تاک: عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں ص۶۲

رنگِ ریگِ رواں: بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں — ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں ص۶۴

رنگِ زرد: ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے سب ناتواں مجھے — یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے ص۳۰۴

رنگِ زنظررفتہ: کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس — رنگِ ز نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس ص۴۶

رنگِ سایہ: (۱) بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم — کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں ص۶۰

(۲) بہ رنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ — سُراغِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں ص۴۴۹

رنگِ سبزہ: بہ رنگِ سبزہ عزیزانِ بدزباں یکدست — ہزار تیغ بہ زہر اب دادہ رکھتے ہیں ص۶۰

رنگِ سوز: دیکھیے: ہر رنگِ سوز۔

رنگِ سیاہِ نیل: جوں نخلِ ماتم ابر سے مطلب نہیں مجھے — رنگِ سیاہِ نیل غبارِ سحاب ہے ص۳۵۲

رنگِ شب: وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گل کیا / رنگِ شب تہ بندیِ دوُدِ چراغِ خانہ تھا ص۲۵

رنگِ شعلہ: (۱) دلِ از اضطراب آسودہ طاعت گاہِ داغ آیا / بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ ناز از پا نشستن ہا ص۲۳

(۲) بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے / چھپاؤں کیونکے غالبؔ! سوزشیں داغِ نمایاں کی ص۷۷

رنگِ شکستہ: رنگِ شکستہ صبحِ بہارِ نظارہ ہے / یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا ص۱۵۵

رنگِ شہرت: بس کہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن / رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے ص۳۲۰

رنگِ شیشہ: بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی / کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے ص۹۰

رنگِ صِفر: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر / عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی ص۴۵۵

رنگِ طرب: رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو / تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو ص۶۹

رنگِ عاشق: کُفرسُوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے / رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بُت خانۂ چیں ص۱۳۴

رنگِ فروغ: دیکھیے: کسبِ رنگِ فروغ۔

رنگِ کاغذِ آتش زدہ: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بیتابی / ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر ص۱۶۸

رنگِ کمالِ طبع: بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے / کہ بہرِ مدعاے دل زبانِ لال زنداں ہے ص۸۰

رنگِ گُل: (۱) سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا / اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا ص۳۱

(۲) حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل / بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب ص۳۲

(۳) ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب / رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ص۳۲

(۴) کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے / باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس ص۴۵

(۵) حیرتِ تپیدن ہا خونبہاے دیدن ہا / رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے ص۸۸

(۶) بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے / ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہوجاوے ص۱۰۵

(۷) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ / نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے ص۴۵۲

(۸) ہے بسملِ اداے چمن عارضاں، بہار / گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی ص۴۵۴

دیکھیے ـــــــ:(۹) رنگِ گل۔(۱۰)-(۱۱) شکستِ رنگِ گل [دوبار]۔

رنگِ لالہ: ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی / بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا ص۱۲

رنگِ لالہ وگل ونسریں:	ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا	ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے	ص۲۲۰
رنگِ موجِ مے:	اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں	بہ رنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر رم میرا	ص۱۶
رنگِ نے:	نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ	بہ رنگِ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد	ص۳۷
رنگ وبو:	دیکھیے ــــــ:(۱) اختلافِ رنگ وبو۔ (۲) طوفانِ رنگ وبو۔ (۳) قفسِ رنگ وبو۔		
رنگ وبوے باغ:	دیکھیے: اسیرِ رنگ وبوے باغ۔		
رنگ ہا:	وھاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز	یھاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے	ص۷۶
رنگ ہاے رفتہ:	دیکھیے: باغِ رنگ ہاے رفتہ۔		
رنگے:	اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا	غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب اُس کا	ص۴۴۷
رنگِ یک گلستاں:	طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا	یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا	ص۲۱
رنگِ یک نفس:	صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں	توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے	ص۸۶
رنگا رنگ[1]:	(۱) یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں	لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں	ص۱۹۱
	(۲) منطبع ہو رہی ہے پنج آہنگ	گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ	ص۲۶۷
رنگ ریزِ[2] جسم وجاں:	رنگ ریزیِ جسم و جاں نے از خُمستانِ عدم	خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج	ص۴۴۷
رنگ ریزِ گل:	رنگ ریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز	اوّلیں دورِ امامت طرب ایجادِ بہار	ص۴
رنگ ریزی ہاے خود بینی:	غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہاے خود بینی	سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جاوے	ص۸۵
رنگیں[3]:	(۱) خوں ہوا جوشِ تمنّا سے دو عالم کا دماغ	بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں	ص۷
	(۲) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم	خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں	ص۷
	(۳) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا	خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا	ص۲۱
	(۴) حُسنِ افسردہ دلی ہا رنگیں	شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں	ص۵۸

---

۱ رنگا رنگ : دوبار۔

۲ رنگ ریز : دوبار [مرکّب]۔
رنگ ریزی : ایک بار [مرکّب]۔

۳ رنگین : اٹھارہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دس بار]۔
رنگیں رخاں : دوبار [مرکّب]۔
رنگیں نوائی : ایک بار

(۵) بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دست و خونِ کُشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹
(۶) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے — نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے — ص۸۹
(۷) غمِ شبّیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص۱۳۵
(۸) سُو اِس اکیس دن میں ہولی کی — مجلسیں جا بہ جا ہوئیں رنگیں — ص۲۸۰

دیکھیے ـــــــ: (۹) بلبلِ رنگیں۔ (۱۰) دستِ رنگیں۔ (۱۱) شرمِ عارضِ رنگیں۔ (۱۲) شکایت ہائے رنگیں۔ (۱۳) گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔ (۱۴) گواہِ رنگیں۔ (۱۵) یادِ بُتِ رنگیں۔

رنگیں ادائی: بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کلاہِ ناز گل بر طاقِ دیوارِ چمن — ص۵۹

رنگیں تر: (۱) اسدؔ! سودائے سر سبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پروا خرام اُس کا — ص۲۴
(۲) کجا ہے؟ گو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے — ص۸۱

رنگیں رُخاں: دیکھیے: خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں۔

رنگیں نوائی: وہی اک بات ہے جو یھاں نَفَس، وھاں نکہتِ گل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص۱۳۶

رنگینی[۱]: دیکھیے: آئیں بندِ رنگینی۔

رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی: دیکھیے: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی۔

رنگینیِ فغاں: طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے — ص۱۱۲

رَو[۲]: رَو میں ہے رخشِ عُمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں — ص۱۸۹

رُو[۳]: (۱) سر، پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی — رُو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے — ص۲۲۰
(۲) اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے — گرتا نہیں، اِس رُو سے کہو برق نہیں ہے — ص۲۸۴

دیکھیے ـــــــ: (۳) خوب رو۔ (۴) دستِ از جاں شُستہ بر رُو۔ (۵) ساقیِ خرشید رُو۔ (۶)، (۷) شعلہ رُو [دو بار]۔ (۸) شمع رُو۔

رُوئے آب: سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی — بن گیا روئے آب پر کائی — ص۲۵۱

---

[۱] رنگینی : تین بار [مرکّب]۔
[۲] رَو : ایک بار۔
[۳] رُو : تینتیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: اکتیس بار]۔

روے بتاں: شب کہ تھا نظارگی روے بتاں کا اے اسدؔ! گر گیا بامِ فلک سے صبحِ تشتِ ماہ تاب ص۳۱

روے برروے تماشا: نشاطِ دیدۂ بینا ہے کو خواب و چہ بیداری بہم آوردہ مژگاں روے برروے تماشا ص۸۴

روے رحمت: دیکھیے: یک در برروے رحمت۔

روے زمیں: (۱) توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ برروے زمیں سجدہ تمثال و آئینہ کہیں جس کو جبیں ص۷

(۲) دہر میں اِس طرح کی بزمِ سُرور نہ ہوئی ہو کبھی برروے زمیں ص۲۸۰

رُوے سادہ رُویاں: کرے ہے حُسنِ ویراں کار رُوے سادہ رویاں پر غبارِ خط سے تعمیرِ بنائے خانہ بربادی ص۳۵۱

رُوے سخن: رُوے سخن کسی کی طرف ہو تو رُوسیاہ! سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے ص۱۲۵

روے شرار: سبزے ہے جامِ زمرّد کی طرح داغِ پلنگ تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روے شرار ص۱۳۲

روے شش جہت: برروے شش جہت درِ آئینہ باز ہے یاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا ص۱۵۳

روے شش جہت آفاق: عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم روے شش جہات آفاق پُشتِ چشمِ رنداں ہے ص۵۸۳

روے شمع: دیکھیے: رنگِ روے شمع۔

روے صنمِ چند: دیکھیے: پرستندۂ روے صنمِ چند۔

روے عرق آگیں: دیکھیے: حاصلِ روے عرق آگیں۔

روے غنچۂ گل: صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے کہ روے غنچۂ گل سوے آشیاں پھر جائے ص۳۰۵

روے قالیں: دیکھیے: خطوطِ روے قالیں۔

روے قیس: بہ روے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا ص۲۶

روے گلگوں: دیکھیے: عکسِ روے گلگوں۔

روے لیلا: دیکھیے: عکسِ خالِ روے لیلا۔

روے نگار: نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے لگاوے خانۂ آئینہ میں روے نگار آتش ص۱۷۳

روے یار: (۱) عارضِ گل دیکھ روے یار یاد آیا اسدؔ! جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے ص۲۱۴

دیکھیے ـــــ: (۲) فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار۔ (۳) نقشِ روے یار۔ (۴) یادِ روے یار۔

روے یک دل سرد: نہ دیکھیں روے یک دل سرد غیر از شمعِ کافوری خدایا! اِس قدر بزمِ اسد گرمِ تماشا ہو ص۶۷

رؤبروؔ[1]: (۱) تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے آئنہ گر رو برو نہ ہو — ص۶۸

(۲) سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا — روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیمانہ ہوا — ص۱۶۲

(۳) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے — اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں — ص۱۷۸

(۴) صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے — طاقت کہاں کہ دید کا احساس اُٹھائیے — ص۲۰۱

(۵)-(۷) بیٹھ رہتا لے کے چشمِ پُرنم اُس کے روبرو — کیوں کہا تو نے کہ کہہ دل کا غم اُس کے روبرو — ص

بات کرنے میں نکلتا ہے دم اُس کے روبرو — ص۲۸۹

رؤبکارؔ[2]: دل مدّعی و دیدہ بنا مُدّعیٰ علَیہ — نظّارے کا مقدّمہ پھر روبکار ہے — ص۲۱۷

رؤبکاریؔ[3]: دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا — آج پھر اُس کی روبکاری ہے — ص۲۲۳

روسیاہؔ[4]: (۱) روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ! — سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۲) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو! — اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے — ص۲۱۹

رؤشناسؔ[5]: سکّۂ شہ کا ہوا ہے روشناس — اب عیارِ آبروئے زر کھُلا — ص۱۳۰

رؤشناسِ ثوابت وسیّار: کہ ہوا مجھ سا ذرّۂ ناچیز — روشناسِ ثوابت و سیّار — ص۱۲۵

رؤشناسِ خلق: وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! — نہ تم کہ چور بنے عُمرِ جاوداں کے لیے — ص۲۳۶

رؤشناسوں: رؤشناسوں کی جہاں فہرست ہے — وھاں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھُلا — ص۱۳۹

رؤکشِؔ[6] خرشیدِ عالم تاب: کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یھاں — ذرّہ ذرّہ روکشِ خرشیدِ عالم تاب تھا — ص۱۳۵

رؤکشِ سطحِ چرخِ مینائی: کہ زمیں ہوگئی ہے سر تا سر — روکشِ سطحِ چرخِ مینائی — ص۲۵۱

رؤکشی: دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی — حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں — ص۱۸۳

رواؔ[7]: (۱) شرم آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے — ص۱۱۳

(۲) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما — کام گر رُک گیا، روان نہ ہوا — ص۱۶۳

---

[1] روبرو : سات بار۔

[2] روبکار : ایک بار۔

[3] روبکاری : ایک بار۔

[4] روسیاہ : دوبار۔

[5] روشناس : تین بار[مرکّب: دوبار]۔
روشناسوں : ایک بار۔
روشناسی : ایک بار۔

[6] روکش : دوبار[مرکّب]۔
روکشی : ایک بار۔

[7] روا : پانچ بار۔

(۳) کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند؟ — کس کی حاجت روا کرے کوئی؟ ص۲۴۲

(۴) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی ص۲۵۲

(۵) روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ تکیہ کلام — اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن ”سخن تکیہ“ ص۳۰۳

رواج[1]: ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج ص۳۵

رواں[2]: (۱) خامے کا صفحے پر رواں ہونا — شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا ص۱۳۰

(۲) جلوۂ گل نے کیا تھا وہاں چراغاں آبجو — یہاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا ص۱۴۵

(۳) پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اَور ص۱۷۰

(۴) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے! — جس سحر سے سفینہ رواں ہو کر سراب میں ص۱۸۹

(۵) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ ص۲۷۹

(۶) ہاں اے نَفَسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو — اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک رواں ہو ص۲۸۴

دیکھیے ——: (۷) آبِ روانِ اشک۔ (۸) سحرِ رواں۔ (۹) جلوۂ ریگِ رواں۔ (۱۰)، (۱۱) ریگِ رواں [دوبار]۔ (۱۲) لجۂ ریگِ رواں۔ ۱۳) مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں۔ (۱۴) موجۂ ریگِ رواں۔

روانِ[3] روشن: عطا کرے گا خداوندِ کارساز اِسے — روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ ص۲۷۸

روانہ[4]: رہزنی ہے کہ دل ستانی ہے؟ — لے کے دل دلستاں روانہ ہوا ص۱۶۲

روانی[5]: روانی موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی ص۹۷

(۲) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی — باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ص۱۲۷

(۳) کشاکش ہاے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

(۴) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی ص۲۰۷

(۵) متقابل ہے مقابل میرا — رُک گیا دیکھ روانی میری ص۲۳۱

دیکھیے ——: (۶) خمیازۂ روانی۔ (۷) رُخصتِ اندازِ روانی۔

---

[1] رواج : ایک بار۔

[2] رواں[۱] : چودہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

[3] رواں[۲] : ایک بار [مرکّب]۔

[4] روانہ : ایک بار۔

[5] روانی : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔

روانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔

روانیِ روش ومستیِ ادا: نہیں نگار کو اُلفت نہ ہو، نگار تو ہے — روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے ص ۲۴۸

روانی ہائے موجِ خونِ بسمل: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے — کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا ص ۱۲

روانئ[1] آغاز: ہے ازل سے روانئِ آغاز — ہو ابد تک رسائیِ انجام ص ۱۳۸

روباہ[2]: دیکھیے: دُمِ روباہ۔

رؤپے[3]: بٹتے ہیں سونے، رؤپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زرِ مہر و ماہ ماند ص ۱۲۸

روٹی[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) بیسنی روٹی۔ (۲) روغنی روٹی۔

روح[5]: (۱) ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں — کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد ص ۳۸

(۲) ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پر فشانیِ شمع ص ۱۷۴

روحِ نباتی: جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز — دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب ص ۱۶۳

روح القدس[6]: پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی — روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں ص ۱۸۸

رودادِ[7] چمن: قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو ص ۲۰۰

رودِ[8] نیل: کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید؟ — ہے جو آبی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی ص ۹۱

رُوز[9]: (۱) سہل تھا مُسہل ولے یہ سخت مشکل آپڑی — مجھ پہ کیا گزرے گی اِتنے رُوز حاضر بن ہوئے ص ۱۲۹

(۲) کس رُوز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو؟ — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے؟ ص ۲۴۳

(۳) کرتا ہے چرخ رُوز بہ صد گونہ احترام — فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص ۲۸۲

(۴) رُوز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے — کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے! ص ۳۰۹

دیکھیے ــــــ: (۵) اک رُوز۔ (۶) چند رُوز۔ (۷) خسرو رُوز۔ (۸)، (۹)، (۱۰) شب و رُوز [تین بار]۔

(۱۱) صورتِ مہرِ نیم رُوز۔ (۱۲) کلفتِ بختِ سیاہ رُوز۔ (۱۳) ہر رُوز۔

---

[1] روائی : ایک بار [مرکّب]۔

[2] روباہ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] رؤپے : ایک بار۔

[4] روٹی : دوبار۔

[5] روح : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

[6] روح القدس : ایک بار۔

[7] روداد : ایک بار [مرکّب]۔

[8] رود : ایک بار [مرکّب]۔

[9] رُوز : اکتیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ستّائیس بار]۔

روزے : دوبار [مرکّب]۔

رُوزِ ابروشبِ ماہ تاب: غالبؔ! چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی   پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں   ص۱۸۹

رُوزِ ازل: نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں مَیں   کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی   ص۳۱۱

رُوزِ بازارِجاں سپاری: جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے   رُوزِ بازارِ جاں سپاری   ص۲۲۴

رُوزِ جزا: (۱) نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں   شبِ فراق سے رُوزِ جزا زیاد نہیں   ص۱۹۲

(۲) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عُمر   نہ ملے داد مگر رُوزِ جزا ہے تو سہی   ص۳۱۱

(۳) دیکھیے: شافعِ رُوزِ جزا۔

رُوزِ حشر: دیکھیے: مواخذۂ رُوزِ حشر۔

رُوزِ روشن: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ   روزِ روشن، شامِ آں سوے خیال   ص۵۱

رُوزِ سیاہ: جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا   وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو   ص۱۹۷

رُوزِ شمار: گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ رُوزِ شمار   ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ   ص۲۷۸

رُوزِ عروسی: بروے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے   مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا   ص۲۶

رُوزِ محشر: دیکھیے: آفتابِ روزِ محشر۔

رُوزِ وصالِ عندلیب: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ   اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب   ص۳۲

رُوزِ ہجر: دیکھیے: شب وروزِ ہجر۔

رُوز و شب: (۱) ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس رُوز و شب   جُز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا   ص۲۰

(۲) فرصت: آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے   رُوز وشب: یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے   ص۱۰۴

(۳) دیکھیے: طلسمِ رُوز وشب۔

رُوز وشب وسپید وسیاہ: جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی   کہ تابع اِس کے ہوں رُوز وشب وسپید وسیاہ   ص۲۷۷

رُوزے: دیکھیے: یادِ روزے۔

رُوزے چند: اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف   پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف

اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند   رہیے نہ مشقّتِ گدائی سے معاف   ص۱۱۷

روزافزوں:[1]	(۱) دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقّی بھی کہ اب	بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے	ص۱۰۰
	(۲) تم سلامت ہو قیامت تک	دولت و عزّ و جاہ روز افزوں	ص۲۹۸
	(۳) دیکھیے: حُسنِ روزافزوں۔		
روزہ:[2]	(۱)،(۲)،(۳) افطارِ صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو	اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے	
	جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو	روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے	ص۱۲۸
	(۴) رُوزہ مرا ایمان ہے غالبؔ! لیکن	خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں؟	ص۲۵۴
رُوزگار:[3]	(۱) اگر آسودگی ہے مدّعاے رنجِ بیتابی	نیازِ گردشِ پیمانۂ مَے روزگار اپنا	ص۱۵
	دیکھیے ــــ:(۲) رہینِ ستم ہاے روزگار۔(۳) زینتِ روزگار۔(۴)،(۵)،(۶) غمِ روزگار [تین بار]۔		
روزن:[4]	(۱) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل!	چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا	ص۲۸
	(۲) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں	جراحت ہاے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا	ص۳۰
	(۳) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں	جوں دوُد فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں	ص۵۹
	(۴) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی	کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں	ص۱۸۰
	(۵) ہوئے اُس مہر وَش کے جلوۂ تمثال کے آگے	پَرافشاں جوہر آئینہ میں مثلِ ذرّہ روزن میں	ص۱۸۰
	(۶) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی	شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں	ص۱۸۰
	(۷) ہوگئے ہیں جمع اجزاے نگاہِ آفتاب	ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۸) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے	پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں	ص۱۸۵
	دیکھیے ــــ:(۹)،(۱۰) پنبۂ روزن [دوبار]۔(۱۱) چشمِ روزن۔		
روزنِ پُردُود:	کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں	عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تاچند	ص۳۹
روزنِ دَر:	دیکھیے: زخمِ روزنِ دَر۔		
روزنِ دیوارِ باغ:	جوشِ بہار کلفتِ نظّارہ ہے اسدؔ!	ہے ابر پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا	ص۱۹
روزنِ دیوارِ خانۂ زیں:	عیاں ہے پاے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خُور	رکاب روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے	ص۱۰۳

---

[1] روزافزوں: تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔

[2] روزہ : چار بار۔

[3] روزگار : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[4] روزن : سترہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: نو بار]۔

روزنِ دیوارِزنداں: قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں — ص۱۹۱

روزنِ زنداں: کُنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شُمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے — ص۸۳

روس[1]: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کلاہ — ص۲۷۸

روش[2]: (۱) پھر غزل کی روش پہ چل نکلا — توسنِ طبع چاہتا تھا لگام — ص۱۳۶

دیکھیے ـــــ: (۲) روانیِ روش و مستیِ ادا۔ (۳) طرز و روش۔

روشِ خاص: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ — پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے — ص۲۴۵

روشِ کبکِ دری: اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے — تسلیم فروشِ روشِ کبکِ دری ہے — ص۴۵۳

روشِ گفتگو: جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یہاں جُز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے — ص۸۲

روشن[3]: (۱) یہاں نَفَس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی — جلوۂ گُل وہاں بساطِ صحبتِ احباب تھا — ص۱۴۵

(۲) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع — ص۱۷۴

(۳) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نَفَس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم — ص۱۷۷

(۴) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرن، تکیہ — ص۳۰۳

(۵) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوسِ کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۴۵۳

(۶) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست — ص۱۶۴

دیکھیے ـــــ: (۷) چراغِ روشن۔ (۸) دیدۂ روشن۔ (۹) رُخِ روشن۔ (۱۰) روانِ روشن۔ (۱۱) روزِ روشن۔
(۱۲) ستارۂ روشن۔ (۱۳) شاہِ روشن دل۔

روشنی[4]: نور سے تیرے ہے اُس کی روشنی — ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال — ص۵۱

روشنیِ دل: دیکھیے: نشانِ روشنیِ دل۔

رَوشنیِ دیدہ: اے روشنیِ دیدہ شہاب الدین خاں! — کتنا ہے بتاؤ کس طرح سے رَمَضاں — ص۳۱۳

روغنِ مور[5]: شیشۂ آتشیں: رُخِ پُرنور — عرق از رُخ چکیدہ: روغنِ مور — ص۴۱

رونق[6]: (۱) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق — نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی — ص۲۰۹

---

۱ روس : ایک بار [مرکّب]۔

۲ روش : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۳ روشن : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سات بار]۔

۴ روشنی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

۵ روغن : ایک بار [مرکّب]۔

۶ رونق : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔

(۲) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق　　وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے　　ص۲۳۹

رونقِ بت خانہ چیں: کُفر سوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے　　رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بُت خانۂ چیں　　ص۱۳۴

رونقِ بزمِ مہ و مہر: گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے　　رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے　　ص۱۲۸

رونقِ دستِ چنار: ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار، آتش　　بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار، آتش　　ص۴۶

رونقِ کارگاہِ برگ ونوا: رونقِ کارگاہِ برگ و نوا　　نازشِ دود مانِ آب و ہوا　　ص۱۳۱ [آم کے لیے]

رونقِ ہستی: رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے　　انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں　　ص۱۸۵

رویاندن[1]: دیکھیے: ضمانِ جادہ رویاندن۔

روے کار[2]: دیکھیے: (۱)، (۲) آبِ روے کار [دوبار]۔

رہ[3] [۱]: دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲) تارِ جادۂ رہ [دوبار]۔ (۳)، (۴)، (۵)، (۶) جادۂ رہ [چار بار]۔ (۷) خارِ رہ۔
(۸) دشواریِ رہ۔ (۹) رفیقِ رہ۔ (۱۰) رنجِ رہ۔ (۱۱) فرشِ رہ۔ (۱۲) قدرِ سنگِ سرِ رہ۔ (۱۳)، (۱۴)، (۱۵)،
(۱۶) گردِ رہ [چار بار]۔ (۱۷) گُم کردہ رہ۔

رہِ اضطراب: دیکھیے: قطعِ رہِ اضطراب۔

رہِ اقلیمِ عدم: ہم آئے ہیں غالبؔ! رہِ اقلیمِ عدم سے　　یہ تیرگیِ حال لباسِ سفری ہے　　ص۴۵۴

رہِ امتثالِ امر: سہرا لکھا گیا زِ رہِ امتثالِ امر　　دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے　　ص۱۲۵

رہِ بُغض: دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بُغض　　پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ　　ص۲۷۹

رہِ بیتابی: دیکھیے: گردبادِ رہِ بیتابی۔

رہِ پُرسش: چاکِ جگر سے جب رہِ پُرسش نہ وا ہوئی　　کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی　　ص۲۱۵

رہِ جولانِ صبا: دیکھیے: گردِ رہِ جولانِ صبا۔

رہِ حُسین: دیکھیے: پایۂ گردِ رہِ حُسین۔

رہِ حیرت: دیکھیے: بازگشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت۔

رہِ خوابیدہ: (۱) رہِ خوابیدہ تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی　　زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا　　ص۱۶

---

[1] رویاندن : ایک بار [مرتّب]۔
[2] روے کار : دوبار۔
[3] رہ : پینتیس بار [مرتّب]۔

(۲) نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بے خودی آساں — رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا — ص۲۳

رہِ خوابیدۂ شوق: دیکھیے: یک رہِ خوابیدۂ شوق۔

رہِ عمر: دیکھیے: پیمایشِ زمینِ رہِ عمر۔

رہِ مہر: خدا سے میں بھی چاہوں از رہِ مہر — فروغ میرزا حاتم علی مہرؔ — ص۲۹۴

رہِ ناز: دیکھیے: فرشِ رہِ ناز۔

رہِ نالہ: صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک — درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں — ص۵۶

رہِ وادیِ خیال: مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال — تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے — ص۲۰۶

رہِ وصفِ کمر: بہ پائے خامۂ مو، طے رہِ وصفِ کمر کیجے — کہ تارِ جادۂ سر منزلِ نازک خیالی ہے — ص۷۹

رَہ[1] [۲]: وھاں پہنچ کر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو — صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو — ص۱۹۵

رہبر[2]: (۱) کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا — راہِ صحرائے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس — ص۳۶

دیکھیے ـــــــ: (۲) پردۂ رہبر۔ (۳) حیرتِ اندازِ رہبر۔

رہبرِ راہِ خدا: خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی — کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

رہبرِ قطرہ بہ دریا: شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل! — رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب! — ص۱۶۳

رہبری: مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ — رہبری میں پردۂ رہبر کھلا — ص۱۳۰

رہ رَو[3]: زُنّار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال — رہ رَو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر — ص۱۶۹

رہ رَوِ راہِ خلد: رہ رَوِ راہِ خلد کا توشہ — طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ — ص۱۳۱ [آم کے لیے]

رہ رواں: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہ رواں کی فرق منزل کا — ص۱۸

(۲) کرے ہے رہ رواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی — ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی — ص۳۵۱

(۳) ہوئے یہ رہ رواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے — ص۴۵۵

رہ رَوانِ راہِ سخن: مژدہ اے رہ روانِ راہِ سخن! — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن — ص۲۶۷

---

۱ رَہ[۲] : ایک بار [مرکّب]۔

۲ رہبر : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
رہبری : ایک بار

۳ رہ رو : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
رہ رواں : چار بار [مرکّب: ایک بار]۔
رہ رووں : ایک بار۔

رہزن[1]: (۱) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر ص۱۶۸
(۲) نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا رہا کھٹکا نہ چوری کا دُعا دیتا ہوں رہزن کو ص۱۹۹
رہزنِ تمکین وہوش: ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے ص۲۳۰
رہزن وار: مہِ نو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا نہیں ممکن بہ جولاں ہائے گردوں دخلِ پئے بُردن ص۴۴۹
رہزنی[2]: رہزنی ہے کہ دلستانی ہے؟ لے کے دل دلستاں روانہ ہوا ص۱۶۲
رہگزار[3]: (۱) جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار (۲) سرِ رہگزار۔
رہگزارِ باد: دیکھیے ـــــ:(۱) چراغِ رہگزارِ باد۔ (۲) سرِ رہگزارِ باد۔
رہگزر[4]: (۱) دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب اِس رہگزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا ص۱۵۴
(۲) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد؟ کہ غیرِ جلوۂ گل رہگزر میں خاک نہیں ص۱۸۴
(۳) جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار اے کاش! جانتا نہ ترے رہگزر کو میں ص۱۹۰
(۴) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اُٹھائے کیوں ص۱۹۳
دیکھیے ـــــ:(۵) باغِ رہگزر۔ (۶) سرِ رہگزر۔
رہگزارِ باد: دیکھیے: چراغانِ سرِ رہگزرِ باد۔
رہ نما[5]: (۱) کیا کِیا خضر نے سکندر سے؟ اب کسے رہ نما کرے کوئی! ص۲۴۲
(۲) وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے کہ طالبانِ خدا رہ نما کہیں اُس کو ص۲۸۵
رہ نمائی: جہاں مٹ جائے سعیِ دید: خضرِ آبادِ آسایش بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا ص۱۶
رہ ورسمِ[6] ثواب: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو ص۱۹۷
رہ ورسمِ طرحِ آداب: ہوئے مشقِ جُراتِ نازِ رہ ورسمِ طرحِ آداب خَمِ پُشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی ص۱۰
رہ ورسمِ گفتگو: نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ ص۷۳

---

۱ رہزن : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔
۲ رہزنی : ایک بار۔
۳ رہگزار : چار بار [مرکّب: ایک بار]۔
۴ رہگزر : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
۵ رہ نما : دو بار۔
رہ نمائی : ایک بار۔
۶ رہ ورسم : تین بار [مرکّب]۔

رہا[1]: بیضہ آسا تنگ بال و پر پہ ہے کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہوجائیے ص۲۱۶

رُبام[2]: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے — گیو و گودَرز و بیوَن و رُبام ص۱۳۷

رہائی[3]: (۱) یک جہاں بسملِ اندازِ پر افشانی ہے — دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار ص۵

(۲) طلسمِ منّتِ یک خلق سے رہائی دی — جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے ص۱۰۲

(۳) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں ص۱۸۱

رہنِ[4] آزادی: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی — زِ دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد! ص۳۷

رہنِ جلوۂ رخسار: زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن دریغ! — ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے ص۸۳

رہنِ خاموشی: رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال — ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں، گفتگو ص۶۹

رہنِ سخن: ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن — تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے ص۲۱۴

رہنِ شرم: بہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شوخی اہتمام اُس کا — نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص۲۴

رہنِ ضبط: بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر — وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشمِ پُرنم ہے ص۱۰۲

رہنِ عشق: دیکھیے: سراپا رہنِ عشق۔

رہنِ غازہ: پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن — دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا ص۱۴۷

رہنِ مضموں: غُنچگی ہے بر نفَس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! — واشگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص۱۰۰

رہنِ مَے: رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجّادہ رہنِ مَے — مدّت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہوا کیے ص۲۴۳

رَہیں[5]: تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رَہیں — تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل ص۱۲۴

رَہینِ ستم ہائے روزگار: گو میں رہا رہینِ ستم ہائے رُوزگار — لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا ص۱۵۳

رِیا[6]: (۱) ہے ریا کا رُتبہ بالاتر تصوّر کردنی — تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے ص۱۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۲) اربابِ ریا۔ (۳) بے حاصلیِ اہلِ ریا۔ (۴) رِیو و رِیا۔ (۵) شائبۂ رِیا۔

---

[1] رہا : ایک بار۔
[2] رُبام : ایک بار۔
[3] رہائی : تین بار۔
[4] رہن : دس بار [مرکّب]۔
[5] رہین : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[6] ریا : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
ریائی : ایک بار۔

ریائی: کیا زُہد کو مانوں؟ کہ نہ ہو گرچہ ریائی | پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے ص۲۴۵

ریاضِ[1] مہرووفا: دیکھیے: بہارِ ریاضِ مہرووفا۔

ریاضت[2]: ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مُہرِ نماز | ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ص۱۳۳

ریحانِ[3] سفال: (۱) بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا غبار | ہے نہالِ شکوہ ریحانِ سفال ص۵۱

(۲) ہے نَفَس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا؟ | طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ ریحانِ سفال ص۵۲

ریحان ولالہ: دیکھیے: گل وریحان ولالہ۔

ریختن[4]: دیکھیے: بیروں ریختن۔

ریختہ[5]: (۱) میں کون اور ریختہ؟ ہاں اِس سے مدعا | جُز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ! | کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا ص۱۵۹

(۳) جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی؟ | گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں ص۱۷۸

(۴) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو | ریختے کے قُماش کو پُود ہے ایک، تار ایک ص۲۹۶

(۵) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا | اسداللہ خاں قیامت ہے! ص۳۲۰

رِیزش[6]: (۱) نہیں ریزش عرق کی، اب اِسے ذَوبانِ اعضا ہے | تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی ص۹۷

ریزشِ اعداد: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر | عزیزاں! ہے یہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی ص۴۵۵

ریزشِ خوں: دیکھیے: ہجومِ ریزشِ خوں۔

ریزشِ خونِ وفا: ریزشِ خونِ وفا جرعہ نوچی ہائے یار | یہاں گلوے شیشۂ مَے قبضۂ شمشیر ہے ص۹۵

ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز: تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو! | ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز ص۱۷۲

ریزشِ نقشِ داغ: سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے | آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے ص۱۱۵

ریزش ہائے استقبالِ ناز: ہے صریرِ خامہ ریزش ہائے استقبالِ ناز | نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے ص۸۲

ریزہ[7]: دیکھیے: شیشہ ریزۂ حلبی۔

---

۱ ریاض : ایک بار[مرکّب]۔

۲ ریاضت : ایک بار۔

۳ ریحان : تین بار[مرکّب]۔

۴ ریختن : ایک بار۔

۵ ریختہ : پانچ بار۔

۶ ریزش : چھے بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
ریزش ہا : ایک بار[ایک بار]۔

۷ ریزہ : چھے بار[مرکّب]۔ ریزہ ریزہ : ایک بار

ریزۂ الماس: نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا — کہ اُس میں ریزۂ الماس جُزوِ اعظم ہے ص۲۲۹

ریزہ ریزہ: درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست — ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

ریزۂ سنگ: یہاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار ص۴

ریزۂ شیشۂ مے: مستی بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ — ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار ص۱۳۲

ریزۂ موراں: دیکھیے: استخواں ریزۂ موراں۔

ریزۂ مینا: رنگ نے گل سے دمِ عرضِ پریشانیِ بزم — برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ص۷۸

ریشِ[1] جگر: دیکھیے: لذّتِ ریشِ جگر۔

ریشِ دل: دیکھیے: درمانِ ریشِ دل۔

ریشگی: رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص۲۰۷

ریشم[2]: تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار — لائے گا تابِ گراں باریِ گوہر، سہرا؟ ص۲۸۷

ریشہ[3]: (۱) برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں — جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو ص۶۹

(۲) محبّت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے — دویدن ریشہ ساں مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے ص۸۳

(۳) اثر سوزِ محبّت کا قیامت بے محابا ہے — کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص۸۴

(۴) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے ص۹۳

(۵) آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام ص۱۳۱ [آم کے لیے]

(۶) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو — لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا ص۱۵۶

(۷) دیکھیے: رنگِ ریشہ۔

ریشہ دار: فقط گوشت سُو بھیڑ کا ریشے دار — کہو، اُس کو کیا، کھا کے ہم، حظ اُٹھائیں ص۲۶۴

ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی: دلِ بیمارِ از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے — کہ مژگاں ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے ص۷۹

ریشہ داری: اِس چمن میں ریشہ داری جس نے سر کھینچا اسدؔ! — تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا ص۲۰

---

[1] ریش : دوبار [مرکّب]۔
ریشگی : ایک بار۔

[2] ریشم : ایک بار۔

[3] ریشہ : بائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سولہ بار]۔

ریشہ دوانی: وہ تبِ عشق تمنّا ہے کہ پھر صورتِ شمع — شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے ص۲۰۹

ریشہ دویدن: دیکھیے: سر رشتۂ یک ریشہ دویدن۔

ریشۂ تاک: دیکھیے: رنگِ ریشۂ تاک۔

ریشۂ چندیں شب تار: دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ — جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شبِ تار ص۲

ریشۂ دیوانگی: نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں — کہ تارِ جادہ سے ہے لجّۂ ریگِ رواں خالی ص۴۵۵

ریشۂ رزِانگور: بار لائی ہے دانہ ہائے سرشک — مژہ ہے ریشۂ رزِ انگور ص۴۱

ریشۂ زیرِزمیں: (۱) دویدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ سُرمہ اندازِ نگاہِ شرگیں پایا ص۲۲

(۲) بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ — ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے ص۱۱۳

ریشۂ سُنبل: (۱) دل میں ہے سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز — ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز ص۴۴

ریشۂ شہرت: ریشۂ شہرت دوانیدن ہے، رفتن زیرِ خاک — خنجرِ جلّاد، برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے ص۹۹

ریشۂ صدنَیستاں: ہجومِ نالہ، حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے — خموشی، ریشۂ صدنَیستاں سے خَس بہ دنداں ہے ص۲۱۰

ریشۂ نارنج صفت: سبز ہے جامِ زمرّد کی طرح داغ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار ص۱۳۲

ریگِ[1] تفتۂ وادی: (۱) وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبانِ خدا رہ نما کہیں اُس کو ص۲۸۵

دیکھیے ــــــ: (۲) دشت و ریگ۔ (۳) موجۂ ریگ۔

ریگِ رواں: (۱) بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں — ہزار دل بہ وداع قرار رکھتے ہیں ص۶۴

(۲) ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلّیِ شعاع — آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوںبہا سمجھ ص۷۲

دیکھیے ــــــ: (۳) جلوۂ ریگِ رواں۔ (۴) لجّۂ ریگِ رواں۔ (۵) موجۂ ریگِ رواں۔ (۶) مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں۔

ریل[2]: آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب — تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص۲۸۳

ریو[3] و ریا: اِس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! — غالبؔ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے ص۱۲۸

---

۱ ریگ : نوبار [مرتّب]۔
۲ ریل : ایک بار۔
۳ ریو : ایک بار [مرتّب]۔

ز

زاد[1]: دیکھیے: (۱) خانہ زاد۔ (۲) مادرزاد۔

زادہ: دیکھیے: فرنگی زادہ۔

زار[2]: دیکھیے ــــــ: (۱) دلِ زار۔ (۲) ریشم کدۂ نالۂ زار۔ (۳) گریہ ہائے زار۔ (۴) نالہ ہائے زار۔ (۵) نالہ ہائے بلبلِ زار۔

زارزار: غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں؟ روئیے زارزار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں! ص ۱۹۳

زار وحزیں: دیکھیے: نزاروزاروحزیں۔

زاری: دیکھیے ــــــ: (۱) حصولِ زاری۔ (۲) فریادوآہ وزاری۔

زاریِ بسیار: دیکھیے: بعداززاریِ بسیار۔

زاغ[3]: دیکھیے: مردمِ چشمِ زاغ۔

زانو[4]: (۱) بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پرداز زانو ہے کہ مشکِ نافہ تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے ص ۹۸

(۲) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے میرا، زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا ص ۱۴۹

(۳) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا ص ۱۶۰

---

[1] زاد : دو بار۔
زادہ : ایک بار۔

[2] زار : چھے بار [مرکّب]۔
زارزار : ایک بار۔

زاری : ایک بار [مرکّب]۔

[3] زاغ : ایک بار [مرکّب]۔

[4] زانو : بائیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: اُنیس بار]۔
زانوزانو : ایک بار۔

دیکھیے——:(۴) آئینۂ زانو۔(۵) جستجوے فرصتِ ربطِ سروزانو۔(۶) جوہرِ آئینۂ زانو۔(۷) ساغرِ زانو۔
(۸) طوطیِ آئینۂ زانو۔(۹)،(۱۰) کاسۂ زانو [دوبار]۔(۱۱) ہمہ دست وہمہ زانو۔(۱۲) یک جہان زانو تامّل۔

زانوزانو: اسدؔ! خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا — ص۲۲

زانوے آئنہ: طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ — زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار — ص۳

زانوے آئینہ: دیکھیے: پسِ زانوے آئینہ۔

زانوے تامّل: (۱) ہم زانوے تامّل و ہم جلوہ گاہِ گُل — آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ — ص۷۰
(۲) دیکھیے: پسِ زانوے تامّل۔

زانوے دلِ مایوس: کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست بر سر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا — ص۲۱

زانوے فکر: طلسمِ آئنہ، زانوے فکر ہے غافل! — ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی — ص۱۰۰

زانوے کرم: دیکھیے: سر بہ زانوے کرم۔

زانوے گلستاں زدہ: دیکھیے: صد آئینہ زانوے گلستاں زدہ۔

زانوے نل: ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب — اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ — ص۳۰۳

زاہد[۱]: (۱) زاہد کہ جنوں سُبحۂ تحقیق ہے، یارب! — زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے — ص۱۱۴
(۲) ستایش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا — ص۱۵۶
(۳) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں زاہد! — زنہار نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے — ص۲۰۱
(۴) کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد؟ — مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے — ص۲۲۹
دیکھیے——:(۵) سبحۂ زاہد۔(۶) شوخیِ ایمانِ زاہد۔

زاہدِ بیچارہ: دیکھیے: زندگیِ زاہدِ بیچارہ۔

زاہداں: (۱) بہ زاہداں، رگِ گردن ہے رشتۂ زُنّار — سرِ بہ پاے بُتِ نانہادہ رکھتے ہیں — ص۶۰
(۲) دیکھیے: تسبیحِ زاہداں۔

زائل[۲]: فنا، کرتی ہے زائل سر نوشتِ کلفتِ ہستی — سحر، از بہرِ شُست وشوے داغِ ماہ صابوں ہے — ص۱۱۲

زباں[۳]: (۱) گروہِ مستِ ناز دیوے گا صلاے عرضِ حال — خارِ گل بہرِ دہانِ گل زباں ہوجائے گا — ص۱۹

---

۱ زاہد : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
زاہداں : دوبار [مرکّب]۔
۲ زائل : ایک بار۔
۳ زباں : پچپن بار [مفرد: چوبیس بار، مرکّب: اکتیس بار]۔
زباں ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۲) فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے، یارب!	کس زباں میں ہے لقبِ 'خوابِ پریشاں' میرا	ص۲۱
(۳) آیا نہ بیانِ طلبِ کام زباں تک	تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا	ص۲۹
(۴) گرمی ہے زباں کی سوختنِ جاں	ہر شمع شہادت کو ہے یھاں سر بسر انگشت	ص۳۲
(۵) ہم نے سوزِ زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی	گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد	ص۳۸
(۶) چشم بے خونِ دل تہی از جوشِ نگاہ	بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تا چند	ص۳۹
(۷) کب تلک پھیرے اسدؔ لب ہائے تفتہ پر زباں؟	تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں	ص۶۲
(۸) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں	ہے سخن: گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ	ص۷۱
(۹) زباں سے عرضِ تمنّائے خامشی معلوم!	مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے	ص۹۹
(۱۰) گدائے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے	کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے	ص۱۱۲
(۱۱) رزم کی داستان گر سُنیے	ہے زباں میری تیغ جوہردار	ص۱۲۶
(۱۲) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات	دے اَور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اَور	ص۱۷۰
(۱۳) میں بھی رک رک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے	دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس	ص۱۷۳
(۱۴) بوسہ نہیں نہ دیجیے، دُشنام ہی سہی	آخر زباں تو رکھتے ہو تم، گر دہاں نہیں	ص۱۸۸
(۱۵) کسی کو دے کے دل کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو؟	نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو؟	ص۱۹۹
(۱۶) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟	بس چُپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زبان ہے	ص۲۰۳
(۱۷) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب!	اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے	ص۲۳۲
(۱۸)،(۱۹) زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!	کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے	ص۲۳۶ [دوبار]
(۲۰) میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ہوں	کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے	ص۲۳۸
(۲۱) بات پر وھاں زبان کٹتی ہے	وہ کہیں اور سُنا کرے کوئی	ص۲۴۲
(۲۲) رہے نہ جان تو قاتل کو خوںبہا دیجے	کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے	ص۲۴۸
(۲۳) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات	زباں تک آ کے ہوئی اَور اُستوار گرہ	ص۲۷۹
(۲۴) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہوگئی سناں پیدا	دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا	ص۲۹۳

(۲۵) حرفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے — زباں ہر چند ہوجاوے زبانہ — ص۴۵۱

دیکھیے:(۲۶) اہلِ زباں۔(۲۷) تمنّاے زباں۔(۲۸) جُنبشِ زباں۔(۲۹) چشم وزباں۔(۳۰) دل وزباں۔(۳۱) دل وچشم وزباں۔(۳۲) عزیزانِ بدزباں۔(۳۳) کام وزباں۔(۳۴) لکنتِ زباں۔(۳۵) مُو بہ زباں۔(۳۶) یک زباں۔[مزید دیکھیے: اسیرِ بےزباں، بےزباں]۔

زبانِ اشک:	ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدّعا	طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک	ص۵۰
زبانِ اہلِ زباں:	زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ: خاموشی	یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع	ص۱۷۴
زباں ایجاد:	بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد	کرے ہے خامشی احوالِ بےخوداں پیدا	ص۴۴۶
زبانِ بُریدہ:	پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو	مانندِ موجِ آب زبانِ بُریدہ ہوں	ص۶۲
زبانِ بستہ:	ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت	زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں	ص۴۴۸
زبانِ پاسباں:	بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منع بارِ باغ	ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ	ص۴۸
زبانِ خارِباغ:	کون گل سے ضعف وخاموشیِ بلبل کہہ سکے؟	نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ	ص۴۸
زبانِ خشک:	دیکھیے: دوجہاں حشرِ زبانِ خشک۔		
زبانِ خموش:	ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش	بہ زنگ بستۂ زہراب دادہ پیکاں ہے	ص۱۰۲
زبانِ دہنِ گور:	دیکھیے: نوکِ زبانِ دہنِ گور۔		
زبانِ سپاس:	کیجے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تلک	ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے	ص۲۰۵
زبانِ سرمہ آلود:	بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچارِ خامشی ہو	کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی	ص۹
زبانِ شانہ:	بہ زلفِ مہ‌وشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے	زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشانی	ص۴۵۲
زبانِ شکوہ:	عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے	خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال!	ص۵۲
زبانِ شمع:	فرطِ بےخوابی سے ہیں شب ہاے ہجرِ یار میں	جوں زبانِ شمع داغِ گرمیِ افسانہ ہم	ص۵۴
زبانِ شمعِ خلوت خانہ:	اگر اُس شعلہ رو کو دوں پیامِ مجلس افروزی	زبانِ شمعِ خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا	ص۴۴۶
زبانِ غنچہ:	دیکھیے: زبانِ خارِ باغ۔		
زبانِ لال:	بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے	کہ بہرِ مدّعاے دل زبانِ لال، زنداں ہے	ص۸۰

زبانِ ہرسرِ مُو:	اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی	زبانِ ہر سرِ مُو حالِ دل پُرسیدنی جانے	ص۱۱۵
زبان دانی[1]:	دیکھیے: بندِ زبان دانی۔		
زبانہ[2]:	حریرِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے	زباں ہر چند ہوجاوے زبانہ	ص۳۵۱
زبانی[3]:	(۱) کب وہ سنتا ہے کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری	ص۲۳۰
	(۲) آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج	اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی	ص۲۴۳
	دیکھیے ــــــ: (۳) پیغامِ زبانی۔ (۴) کشاکشِ زبانی۔		
زبانیِ شمع:	زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ: خاموشی	یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع	ص۱۷۴
زبوں[4]:	دیکھیے: اک صیدِ زبوں۔		
زبونی کشِ تاثیر:	رنجِ نومیدیِ جاوید! گوارا رہیو	خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں	ص۱۸۲
زبونیِ ہمت:	دیکھیے: ہنگامۂ زبونیِ ہمت۔		
زحمت[5]:	دیکھیے ــــــ: (۱) کشمکشِ چارۂ زحمت۔ (۲) گمانِ قطعِ زحمت۔		
زحمتِ مہرِ درخشاں:	لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر	میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر	ص۱۶۷
زخم[6]:	(۱)، (۲) لگے گر زخم سر پر یار کے دستِ نگاریں سے	بجائے زخم گُل برگوشۂ دستار ہو پیدا	ص۳۱
	(۳) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز	شمشیر آب دار و نگہ آب دار تر	ص۴۰
	(۴) مثلِ گُل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم	تیرا ترکش ہی کچھ آبستنِ تیر نہیں	ص۵۷
	(۵) کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں	زخم مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے	ص۱۰۴
	(۶) واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ	زخم لیکن داغ سے بہتر کھلا	ص۱۴۰
	(۷) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا	آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟	ص۱۴۳
	(۸) زخم نے داد دی تنگیِ دل کی یارب!	تیر بھی سینۂ بسمل سے پَرافشاں نکلا	ص۱۴۴

---

[1] زبان دانی : ایک بار [مرکّب]۔
زبونی : دوبار [مرکّب]۔

[2] زبانہ : ایک بار۔

[5] زحمت : تین بار [مرکّب]۔

[3] زبانی : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

[6] زخم : اٹھتر بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: باسٹھ بار]۔

[4] زبوں : ایک بار [مرکّب]۔
زخم ہا : دوبار۔

(۹) دوست غم خواری میں میری سعی فرماویں گے کیا؟ زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۱۰) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما کام گر رُک گیا، روا نہ ہوا ص۱۲

(۱۱) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک ص۱۷۵

(۱۲) غیر کی منّت نہ کھینچوں گا پےِ توفیرِ درد زخم، مثلِ خندۂ قاتل، ہے سر تا پا نمک ص۱۷۵

(۱۳) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک ص۱۷۵

(۱۴) یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک ص۱۷۵

(۱۵) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں ہوا ہے تارِ اشک یاس رشتہ چشمِ سوزن میں ص۱۸۰

(۱۶) زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن غیر سمجھا ہے کہ لذّت زخمِ سوزن میں نہیں ص۱۸۵

(۱۷) جس زخم کی ہوسکتی ہو تدبیر رفو کی لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی ص۲۲۸

(۱۸) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو تا گل زِ جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص۴۵۰

دیکھیے——: (۱۹) بخیۂ زخمِ جگر۔ (۲۰) بخیہ ہائے زخمِ جگر۔ (۲۱) تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر۔ (۲۲) جلوۂ زخمِ جگر۔ (۲۳) چشمِ زخمِ چرخ۔ (۲۴) خیالِ زخمِ جگر۔ (۲۵) دفعِ چشمِ زخم۔ (۲۶)، (۲۷)، (۲۸) دہانِ زخم [تین بار]۔ (۲۹) ذوقِ یک زخم۔ (۳۰)، (۳۱) رفوے زخم [دوبار]۔ (۳۲) ساغرِ زخمِ جگر۔ (۳۳) سرِ دُزدیِ زخم۔ (۳۴) سوزِ زخم۔ (۳۵) عریانیِ زخمِ جگر۔ (۳۶) گلشنِ زخم۔ (۳۷)، (۳۸) لبِ زخمِ جگر [دوبار]۔ (۳۹) مثلِ زخم۔ (۴۰) نمکِ زخمِ جگر۔ (۴۱) نیامِ پردۂ زخمِ جگر۔ (۴۲) نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض۔

زخمِ انتظار: دیکھیے: لطفِ زخمِ انتظار۔

زخمِ تکرار: دیکھیے: نمک سودۂ زخمِ تکرار۔

زخمِ تمنّا: (۱) عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنّا کھانا لذّتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا ص۱۵۰

(۲) شورِ اَوہام سے مت ہو شب خونِ انصاف گفتگو بے مزہ و زخم تمنّا نمکیں ص۸

زخمِ تیغ: نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کُشا کہیے ص۲۴۸

زخمِ تیغِ قاتل: جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کُشا پایا ص۱۳

زخمِ تیغِ ناز: جُز زخمِ تیغِ ناز نہیں دل میں آرزو جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے ص۲۱۶

زخمِ تیغِ یار:	ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں	کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد	ص ۳۸
زخمِ جگر:	(۱) میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز	زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز	ص ۴۲
	(۲) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر	بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورش نمک داں کی	ص ۷۷
	(۳) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ!	یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک	ص ۱۷۵
	(۴) نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو	یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں	ص ۱۸۷
زخمِ خدنگ:	تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا	ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر	ص ۴۰
زخمِ دل:	(۱) زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار	جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز	ص ۴۵
	(۲) ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر	آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال!	ص ۵۲
	(۳) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں جسے	کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں	ص ۹۳
	(۴) زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ اُستخواں	تندرسی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے	ص ۱۱۴
	(۵) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے	صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے	ص ۲۱۱
	(۶) زخمِ دل تم نے دکھایا ہے کہ جی جانے ہے	ایسے ہنستے کو رُلایا ہے کہ جی جانے ہے	ص ۳۰۵
	(۷) دیکھیے: سامانِ نازِ زخمِ دل۔		
زخمِ دلِ صد چاک:	دیکھیے: بخیۂ زخمِ دلِ صد چاک۔		
زخمِ دنداں:	دیکھیے: جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں۔		
زخم دوزی:	بے خودی: فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں	زخم دوزی جُرم و پیراہن دریدن منع ہے	ص ۱۱۲
زخمِ رشک:	یا میرے زخمِ رشک کو رُسوا نہ کیجیے	یا پردۂ تبسمِ پنہاں اُٹھائیے	ص ۲۰۱
زخمِ روزنِ در:	نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ	کہ زخمِ روزنِ در سے ہَوا نکلتی ہے	ص ۲۱۸
زخمِ سر:	سر کھُجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے	لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں	ص ۱۸۲
زخمِ سوزن:	دیکھیے——: (۱) زخم[۱۵]۔ (۲) رفوے زخم۔		
زخمِ سینہ:	ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی	گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد	ص ۳۸
زخمِ فراق:	کس فرصتِ وصال پہ ہے گُل کو، عندلیب!	زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے	ص ۹۱

زخمِ کاری: (۱) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! ص۲۰۴
(۲) دیکھیے: جویائے زخمِ کاری۔

زخمِ موجۂ دریا: شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج — گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک ص۱۷۵

زخمِ نمایاں: دیکھیے: ہرزخمِ نمایاں۔

زخمِ نمک سودِ چراغ کشتہ: شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ — صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغ کشتہ ہے ص۸۰

زخمِ وفا: دیکھیے: وحشتِ زخمِ وفا۔

زخم ہائے دل: زِ بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا — چُرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص۱۷

زخم ہائے کہنۂ دل: زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مردگی — اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے ص۱۰۰

زخمی[۱]: (۱) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے ص۲۰۶
(۲) ہوئے ہیں پانو ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی — نہ بھاگا جائے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر: شب کہ دل زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر آیا — نالہ برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا ص۲۷

زخمیوں: اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا — اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی ص۲۰۳

زدن[۲]: (۱) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ! — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۶۳
دیکھیے ——:(۲) جوشِ بیتابیِ زدن۔ (۳) یک پرزدن تپش۔ (۴) یک مژہ برہم زدن۔

زدن ہا: دیکھیے: محو بہ چمن تکیہ زدن ہا۔

زدہ[۳]: [سات بار بہ طورِ ردیف، ص۱۰۹]:

(۱)، (۲) گریہ سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر چشمکِ طوفاں زدہ ہے
(۳) گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق — قطرۂ اشک دل بر صفِ مژگاں زدہ ہے
(۴) بے تماشا نہیں جمعیّتِ چشمِ بسمل — مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے
(۵) فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے

---

۱ زخمی : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
زخمیوں : ایک بار۔
۲ زدن : چار بار [مرکّب]۔
زدن ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۳ زدہ : بیس بار [مرکّب]۔

(۶) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب! غنچہ صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے

(۷) سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسدؔ دشت و ریگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے

دیکھیے:—(۸) آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ۔ (۹) حیرتِ کاغذِ آتش زدہ۔ (۱۰) دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ۔ (۱۱) دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ۔ (۱۲) دلِ حسرت زدہ۔ (۱۳) دلِ حیرت زدہ۔ (۱۴) رنگِ کاغذِ آتش زدہ۔ (۱۵) ستم زدہ۔ (۱۶)، (۱۷) غم زدہ [دو بار]۔ (۱۸) فلک زدہ۔ (۱۹)، (۲۰) کاغذِ آتش زدہ [دو بار]۔

زر[1]: (۱) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے ص۲۶۸

(۲) مال و جاہ و دست و پاے زرخریدہ ہیں اسدؔ پس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے ص۱۱۴

دیکھیے:—(۳) ارسالِ زر۔ (۴) اُلفتِ زر۔ (۵) ترنجِ زر۔ (۶) جامِ زر۔ (۷) قفلِ زر۔ (۸) عیارِ آبروے زر۔ (۹) کیسۂ زر۔ (۱۰) گراں بارِ مُشتِ زر۔ (۱۱) وہمِ زر۔ (۱۲) ہوسِ زر۔

زرِ از دست رفتہ: ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کُہن ہنوز ص۱۷۱

زرِ افشاندنی: دیکھیے: وضعِ زر افشاندنی۔

زرِ قیمت: منطبع جب کہ ہوچکے گی کتاب زرِ قیمت کا ہوگا اَور حساب ص۲۶۸

زرِ گُل: ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یھاں ص۵۷

زرِ مہر و ماہ: دیکھیے: سیم و زرِ مہر و ماہ۔

زر و گوہر: دیکھیے: لعل و زمرّد و زر و گوہر۔

زردوزی[2]: اسدؔ! ہے شہ پےِ کفشِ پاے سیم تناں شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی ص۱۰۰

زرنگار[3]: ہمیں حریرِ شرر بافِ سنگ خلعت ہے یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں ص۶۳

زرّیں[4]: تاجِ زرّیں مہرِ تاباں سے سوا خسروِ آفاق کے مُنہ پر کھلا ص۱۳۹

زرد[5]: (۱) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس ص۱۳۱

(۲) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص۱۵۴

---

[1] زر : اٹھارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سترہ بار]۔

[2] زردوزی : ایک بار۔

[3] زرنگار : ایک بار [مرکّب]۔

[4] زرّیں : ایک بار [مرکّب]۔

[5] زرد : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

(۳) دیکھیے: رنگِ زرد۔

زردی[1] رسیدہ: خوں در جگر نہفتہ بہ زردی رسیدہ ہوں | خود آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ ہوں | ص۶۱

زرہ[2]: بیباک ہوں از بس کہ بہ بازارِ محبت | سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو | ص۳۵۰

زشت[3] اعمالی: دیکھیے: شرمِ زشت اعمالی۔

زشت رویوں: مدّعی میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل | ہے تماشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر | ص۴۰

زشتی[4]: دیکھیے: تمیزِ زشتی و نیکی۔

زعفراں[5]: دیکھیے: چمنِ زعفراں۔

زعفرانی: دیکھیے: ترکِ لباسِ زعفرانی۔

زعم[6]: دل وجگر میں پَرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے | ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم، آگے | ص۲۲۸

زعمِ جنوں: اُنھیں سوال پہ زعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے! | ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے! | ص۲۴۷

زکوٰۃِ[7] حُسن: زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا | چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا | ص۱۳۶

زُلف[8]: (۱) کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ! | دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں | ص۵۸

(۲) زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! | ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے | ص۸۳

(۳) رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس | ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری | ص۹۳

(۴) حکمِ ناطق لکھا گیا کہ لکھیں | خال کو دانہ اور زُف کو دام | ص۱۳۸

(۵) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد | ہاں، کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا | ص۱۵۸

(۶) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں | زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھُلا | ص۱۶۱

(۷) آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک | کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک! | ص۱۷۵

---

[1] زردی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] زرہ : ایک بار۔
[3] زشت : دو بار [مرکّب]۔
[4] زشتی : ایک بار [مرکّب]۔
[5] زعفران : ایک بار [مرکّب]۔
زعفرانی : ایک بار [مرکّب]۔
[6] زعم : دو بار [مرکّب]۔
[7] زکوٰۃ : ایک بار [مرکّب]۔
[8] زلف : پچپن بار [: گیارہ بار، مرکّب: چوالیس بار]۔
زلفی : ایک بار۔

(۸) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو الفت نے عہد　　یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے　ص۲۱۱

(۹) ہو رہا ہے جہان میں اندھیر　　زلف کی پھر سرشتہ داری ہے　ص۲۲۴

(۱۰) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ مَیں　　زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھا دے مجھے　ص۲۳۵

(۱۱) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے مگر　　شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے　ص۸۷

دیکھیے ــــــ: (۱۲) افسانۂ زلفِ یار۔ (۱۳) جورِ زلف۔ (۱۴) جوششِ سودائے زلفِ یار۔ (۱۵) حضرتِ زلف۔ (۱۶) حلقہ ہائے زلف۔ (۱۷) خانہ زادِ زلف۔ (۱۸) خیالِ زلف۔ (۱۹) ستمِ نسبتِ زلف۔ (۲۰) سُنبلستانِ زلف۔ (۲۱) سودائے زلف۔ (۲۲) سودائے خیالِ زلف۔ (۲۳) شامِ خیالِ زلف۔ (۲۴) شانہ کشِ زلف۔ (۲۵) گرفتارِ سرِ زلف۔ (۲۶) موئے خمِ زلف۔ (۲۷) ہر تارِ زلف۔ (۲۸) ہر یک موئے زلف۔

زلفِ الہام:　دیکھیے: شانۂ زلفِ الہام۔

زلفِ پُرشکن:　دیکھیے: تابِ زلفِ پُرشکن۔

زلفِ پری:　زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا　　یک عُمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے　ص۱۰۵

زلفِ تمنّا:　نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنّا کو　　پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی　ص۷۷

زلفِ خم بہ خم:　کٹے تو شب کہیں، کاٹے تو سانپ کہلاوے　　کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بہ خم کیا ہے؟　ص۳۱۱

زلفِ خیال:　زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار　　یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو　ص۶۸

زلفِ دل آویز:　یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے　　دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف　ص۴۹

زلفِ دوتا:　دیکھیے: خمِ زلفِ دوتا۔

زلفِ رسا:　دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا　　شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشاد، گل　ص۵۲

زلفِ سیاہ:　(۱) رخسارِ یار کی جو کُھلی جلوہ گستری　　زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہوگئی　ص۹۶

(۲) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس　　زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے　ص۲۲۶

زلفِ سیہ:　زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد قلمی ہے　　ہر چند خطِ سبز و زمرّد رقمی ہے　ص۱۰۶

زلفِ سیہ شیریں:　دیکھیے: کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہ شیریں۔

زلفِ عنبربار: دیکھیے: حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست۔

زلفِ مُشکیں: (۱) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی — ہماری دید کو خوابِ زلیخاں عارِ بستر ہے — ص۲۱۳
دیکھیے ——: (۲) بوے زلفِ مشکیں۔ (۳) غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں۔ (۴) یادِ زلفِ مشکیں۔

زلفِ معشوق کشش: زلفِ معشوق کشش سلسلۂ وحشتِ ناز — دلِ عاشق شکن آموزِ خمِ طرّۂ یار — ص۷

زلفِ مہ وشاں: یہ زلفِ مہ وَشاں رہتی ہے شب، بیدار، ظاہر ہے — زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی — ص۳۵۲

زلفِ ناز: دیکھیے: پرِ پروازِ زلفِ ناز۔

زلف و رُخِ عرق فشاں: شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا — ص۲۵۲

زلفِ یار: (۱) شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سُنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا — ص۳۰
(۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل — ص۵۱
(۳) اسدؔ نے کثرتِ دل ہاے خلق سے جانا — کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی — ص۹۶
(۴) بہزادؔ! نقش یک دل صد چاک عرض کر — گر زلفِ یار کھنچ نہ سکے، شانہ کھینچیے — ص۱۰۵

زُلفیں: نینداُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں — تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں — ص۱۹۱

زلیخا[1]: (۱) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ — ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس — ص۳۶
(۲) تکلّف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خواب آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے — ص۸۱
(۳) محبّت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے — دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۳
(۴) عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یھاں افسونِ خواب افسانۂ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۳
(۵) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص۱۹۱
(۶) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی — ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے — ص۲۱۳
(۷) کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی — جسے موے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو — ص۶۷
(۸) دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنّا مجھ کو — آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو — ص۳۰۱

زلیخائی: وقت ہے گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے — یوسفِ گُل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن — ص۵۹

---

[1] زلیخا : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔ زلیخائی : ایک بار۔

زمامِ[1] ناقہ: زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں — پس از حُسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

زماں[2]: دیکھیے: خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں۔

زمانہ[3] (۱) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں ص ۱۸۲

(۲) یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ — لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر نہیں ہوں میں ص ۱۹۰

(۳) زمانہ عہد میں اُس کے، ہے محوِ آرائش — بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے ص ۲۳۶

(۴) ہوئی اِس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص ۲۵۰

(۵) یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں؛ لیکن — کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے ص ۳۲۰

(۶) طلسمِ آفرینش: حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے — زمانے کے،شبِ یلدا سے،موسے سر پریشاں ہیں ص ۶۲

(۷) آج مجھ سا نہیں زمانے میں — شاعرِ نغز گوے، خوش گفتار ص ۱۲۶

(۸) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا ص ۱۵۶

(۹) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ! — کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا ص ۱۵۹

(۱۰) فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں "لام الف" لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر ص ۱۶۷

(۱۱) نہ کہہ کسی سے کہ غالبؔ! نہیں زمانے میں — حریفِ رازِ محبّت مگر در و دیوار ص ۱۶۷

(۱۲) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا — تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ ص ۱۸۰

(۱۳) مارا زمانے نے اسداللہ خاں! تمھیں — وہ ولولے کہاں؟ وہ جوانی کدھر گئی؟ ص ۲۳۳

(۱۴) تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ — اپنے اپنے زمانے میں غالب ص ۲۶۷

(۱۵) کشادہ رخ نہ پھرے کیو نکے اِس زمانے میں — بچی نہ از پئے بندِ نقابِ یار گرہ ص ۲۷۹

دیکھیے ——: (۱۶) اک زمانہ۔ (۱۷) غمِ زمانہ۔ (۱۸) فضائے زمانہ۔ (۱۹) گرفتارِ الم ہائے زمانہ۔ (۲۰) نیرنگِ زماں۔

زمانۂ جوانی: مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سُنی مری کہانی ص ۲۰۷

---

[1] زمام : ایک بار [مرکّب]۔

[2] زماں : ایک بار [مرکّب]۔

[3] زمانہ : اکیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: چھے بار]۔

زمرّد:[1] (۱) سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرّد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا — ص ۱۴۴

دیکھیے ـــــ: (۲) لعل و زمرّد و زر و گوہر۔ (۳)، (۴) جامِ زمرّد [دوبار]۔ (۵) سنگِ زمرّد۔

زمرّد رقمی: زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد قلمی ہے — ہر چند خطِ سبز و زمرّد رقمی ہے — ص ۱۰۶

زمرہ:[2] اہلِ ورع کے حلقے میں ہرچند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں — ص ۳۰۰

زم زم:[3] (۱) رات پی زم زم پہ مَے اور صبح دم — دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے — ص ۲۵۰

(۲) زم زم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے — آلودہ بہ مَے جامۂ احرام بہت ہے — ص ۲۴۵

زمزمہ ساز:[4] دیکھیے: دلِ دردمندِ زمزمہ ساز۔

زمزمۂ اَلاماں: دیکھیے: پردہ سنجِ زمزمۂ اَلاماں۔

زمزمۂ اہلِ جہاں: دیکھیے: سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں۔

زمزمۂ غم: اے زمزمۂ غم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو — اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ — ص ۲۸۴

زمزمۂ مدحتِ شاہ: لعل سی کی ہے پئے زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار — ص ۱۳۳

زمہریر:[5] دیکھیے: بادِ زمہریر۔

زمیں:[6] (۱) جاے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق — اِس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار — ص ۳

(۲) رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۶

(۳) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ فوّارۂ سیماب تھا — ص ۱۵

(۴) زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا — ص ۳۰

(۵) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں — ص ۶۵

(۶) سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریز سفالی ہے — ص ۷۹

(۷) دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے — یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے — ص ۸۵

---

۱ زمرّد : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
زمرّد رقمی : ایک بار۔
۲ زمرہ : ایک بار۔
۳ زم زم : دو بار۔
۴ زمزمہ : چھے بار [مرکّب]۔
۵ زمہریر : ایک بار [مرکّب]۔
۶ زمیں : تینتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: سولہ بار]۔
زمیں گیراں : چھے بار [مرکّب]۔

(۸) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص۱۴۵
(۹) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے — ص۲۰۵
(۱۰) کہ زمیں ہوگئی ہے سر تا سر — روکشِ سطحِ چرخِ مینائی — ص۲۵۱
(۱۱) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی
(۱۲) زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجاے غُبار — جہاں ہوتوسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ — ص۲۷۷
(۱۳) کو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو — جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں — ص۶۰
(۱۴) یھاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے — ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِ ثمیں — ص۲۸۰
(۱۵) موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا — جس طرح ہے سپہر پر پرویں — ص۲۸۱
(۱۶) ہے اصلِ تخم ہند سے اور اِس زمین سے — پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور — ص۲۶۳
(۱۷) نصیبِ تیرہ، بلا گردشِ آفریں ہے اسدؔ! — زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا — ص۴۴۶

دیکھیے ــــــ: (۱۸)، (۱۹) چرخ و زمیں [دوبار]۔ (۲۰) خم شدۂ نازِ زمیں۔ (۲۱)، (۲۲) روے زمیں [دوبار]۔ (۲۳)، (۲۴) ریشۂ زیرِ زمیں [دوبار]۔ (۲۵) سرشکِ بر زمیں اُفتادہ۔ (۲۶) سوگز زمیں۔ (۲۷) گردۂ تصویرِ زمیں۔ (۲۸) نافِ زمیں۔ (۲۹) یک ذرّۂ زمیں۔

زمیں بوسِ قدم: دیکھیے: آہنگِ زمیں بوسِ قدم۔

زمیں تا آسماں: ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے میں زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص۲۱۲

زمیں خیزِ زلفِ مشکیں: دیکھیے: غبارِ زمیں خیز زلفِ مشکیں۔

زمینِ رہِ عُمر: دیکھیے: پیمایشِ زمینِ رہِ عُمر۔

زمیں گیراں: دیکھیے: تسلیم زمیں گیراں۔

زن[۱]: دیکھیے پیرزن۔

زنانِ مصر: سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص۱۹۱

زُنّار[۲]: (۱) بہ ہواے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست — باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنّار — ص۳

---

۱ زن : ایک بار[مرکّب]۔ زنان : ایک بار[مرکّب]۔ ۲ زُنّار : چودہ بار[مفرد: پانچ بار، مرکّب: نوبار]۔

	(۲) سُبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر	بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زنّار	ص ۴
	(۳) زنّار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال	رہ رَو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر	ص ۱۶۹
	(۴) بن گیا سبحہ وہ زنّار، خدا خیر کرے!	وہ جو نازک ہے کمر اُس پہ بہت دل آئے	ص ۳۱۲
	(۵) دیوانگی سے دوش پہ زنّار بھی نہیں	یعنی ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں	ص ۱۸۳
	دیکھیے ـــــــ: (۶) آغوشِ خمِ حلقۂ زنّار۔ (۷) رشتۂ زنّار۔ (۸) سبحہ و زنّار۔ (۹) کوچۂ زنّار۔		
زنّارِ رگِ سنگ:	بُت کدہ بہرِ پرستش گریِ قبلۂ ناز	باندھے زنّارِ رگِ سنگ میانِ کُہسار	ص ۴
زُنّارِ سلیمانی:	شبنم آسا گو مجالِ سبحہ گردانی مجھے	ہے شعاعِ مہر زُنّارِ سلیمانی مجھے	ص ۸۶
زُنّارِ مینا:	(۱) بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے	کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو	ص ۶۷
	(۲) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے	نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے	ص ۸۳
زُنّارِ واگستہ:	یہاں آب و دانہ موسمِ گُل میں حرام ہے	زُنّارِ واگستہ ہے موجِ صبا مجھے	ص ۷۶
زنبور[1]:	دیکھیے ـــــ: (۱) پردۂ زنبور۔ (۲) نشترِ زنبور۔		
زنبورِ عسل:	دیکھیے: نیشِ زنبورِ عسل۔		
زنبیل[2]:	دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی	غمِ گیتی سے مرا سینہ: عُمَر کی زنبیل	ص ۱۲۴
زنجیر[3]:	(۱) فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تا پا	عضو عضو، جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا	ص ۱۳
	(۲) اسدؔ! ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب اُمیدِ رستن ہا	ص ۲۳
	(۳) بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی	اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی	ص ۷۷
	(۴) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر	اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے	ص ۹۰
	(۵) ذوقِ خودداری خرابِ وحشت تسخیر ہے	آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے	ص ۹۵
	(۶) جنوں رُسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے	بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے	ص ۱۰۸
	(۷) بس کہ ہوں غالبؔ! اسیری میں بھی آتش زیرِ پا	موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا	ص ۱۴۲

---

[1] زنبور : تین بار [مرکّب]۔

[2] زنبیل : ایک بار۔

[3] زنجیر : پینتیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: چوبیس بار]۔
زنجیری : تین بار [مرکّب]۔ زنجیریں : ایک بار۔

(۸) خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں! ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا! ص۱۵۵

(۹) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں ایک چکّر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں ص۱۸۲

(۱۰) ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو ص۱۹۸

(۱۱) کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

(۱۲) گھستے گھستے پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی مر گئے پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی ص۲۸۸

دیکھیے ــــــ: (۱۳) بِنائے خانۂ زنجیر۔ (۱۴)، (۱۵) پائے بہ زنجیر [دوبار]۔ (۱۶) چشمِ زنجیر۔ (۱۷)، (۱۸)، (۱۹) حلقۂ زنجیر [دوبار]۔ (۲۰) رنجِ گراں باریِ زنجیر۔ (۲۱) متاعِ خانۂ زنجیر۔ (۲۲) نالۂ زنجیر۔ (۲۳) نگینِ خانۂ زنجیر۔ (۲۴) ہر حلقۂ زنجیر۔ (۲۵) یک حلقۂ زنجیر۔

زنجیر بہ پا: جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں کپڑوں میں جُوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں ص۲۹۸

زنجیرِ بےصدا: فکرِ سخن یک انشا زندانیِ خموشی دودِ چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے ص۹۴

زنجیرِ پا: جوں جادہ سر بہ کوے تمنّاے بے دلی زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز ص۴۲

زنجیرِ پریشاں: نے کوچۂ رُسوائی و زنجیرِ پریشاں اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں ص۶۰

زنجیرِ پشیمانی: بیگانگیِ خوہا، موجِ رمِ آہوہا دامِ گلۂ اُلفت زنجیرِ پشیمانی ص۱۰۹

زنجیرِ رسوائی: (۱) بے دماغی حیلہ جوے ترکِ تنہائی نہیں ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رسوائی نہیں؟ ص۶۵

(۲) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جُو زنجیرِ رسوائی عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری وفائی کا ص۱۳۶

زنجیرِ رمِ آہو: دیکھیے: پا بہ زنجیرِ آہو۔

زنجیرِ مجنوں: دیکھیے: نالۂ زنجیرِ مجنوں۔

زنجیرِ نقشِ پا: دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا موجِ بہار یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے ص۹۴

زنجیریِ بےربطیِ دل: فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقب 'خوابِ پریشاں' میرا؟ ص۲۱

زنجیریِ دودِ سپند: جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابیِ کمند آیا سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در: زاہد کہ جنوں سُبحۂ تحقیق ہے، یارب! زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے ص۱۱۴

زنجیریں: ہوئی ہیں آب شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں ص۶۴

زنداں[1]:	(۱) بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے	کہ بہرِ مدعاے دل زبانِ لال زنداں ہے	ص۸۰
	(۲) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ	اِس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا	ص۱۴۷
	(۳) احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کرسکے	زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا	ص۱۵۵
	(۴) خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں!	ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا!	ص۱۵۵
	(۵) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے	دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا	ص۱۵۷
	(۶) نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یھاں بھی خانہ آرائی	سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر	ص۱۶۷
	(۷) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے	گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا	ص۲۶۰
	(۸) دیکھیے: روزنِ زنداں۔		
زندانِ بیتابی:	عدم ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی	خرامِ ناز برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا	ص۱۲
زندانِ تحمل:	زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں	بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے	ص۱۱۵
زنداں خانہ:	دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ!	جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم	ص۱۷۷
زندانِ خموشی:	رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی	چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دُزدیدہ نَفَس کو	ص۴۵۰
زندانِ غم:	دیکھیے: تاریکیِ زندانِ غم۔		
زندانیِ تاثیر اُلفت ہاے خوباں:	اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہاے خوباں ہوں	خمِ دست نوازش ہوگیا ہے طوق گردن میں	ص۱۸۱
زندانیِ خموشی:	فکرِ سخن یک انشا زندانیِ خموشی	دُودِ چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے	ص۹۴
زندانیوں:	یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟	رشک آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے	ص۲۱۴
زندگانی[2]:	(۱) زندگانی نہیں بیش از نَفَسِ چند اسدؔ!	غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل وصبح	ص۳۷
	(۲) زندگانی پہ اعتماد غلط	ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟	ص۴۲
	(۳) یک نفس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں	حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے	ص۱۱۴

---

[1] زنداں : بارہ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: پانچ بار]۔
زندانی : دو بار [مرکّب]۔
زندانیوں : ایک بار۔
زنداں خانہ : ایک بار۔

[2] زندگانی : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔
زندگانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۴) جنوں تُہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی | نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی | ص۲۰۶
(۵) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا | کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی | ص۲۰۷
(۶) کوئی دن گر زندگانی اَور ہے | اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اَور ہے | ص۲۳۷

دیکھیے ــــــ :(۷) بقدرِ زندگانی۔(۸) پیمانہ صدِ زندگانی۔(۹) عزاے زندگانی۔

زندگانیِ شمع: دیکھیے: آبِ زندگانیِ شمع۔

زندگانی ہا: دیکھیے: متاعِ زندگانی ہا۔

زندگی[۱]:
(۱) زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی | کیوں ترا راہ گزر یاد آیا! | ص۱۵۲
(۲) میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ | تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار | ص۱۲۷
(۳) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا | اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا | ص۱۵۴
(۴) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں | خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں | ص۱۹۰
(۵)،(۶) مجھ سے مت کہ: تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی | زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے | ص۲۱۲
(۷) زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے | دیکھوں اب مر گئے پر کون اُٹھاتا ہے مجھے | ص۲۱۹
(۸) بیضہ آسا تنگ بال و پر ہے یہ کُنجِ قفس | از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہوجائیے | ص۲۱۹
(۹) پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں | پھر وہی زندگی ہماری ہے | ص۲۲۴
(۱۰) دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی | میرزا یوسف، ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے | ص۲۳۲
(۱۱) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ! | ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے | ص۲۳۴
(۱۲) خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا | ہماری زندگی کیا اور ہم کیا | ص۲۹۳
(۱۳) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا | نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے | ص۳۲۰
(۱۴) زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام | کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا | ص۴۴۶

دیکھیے ــــــ :(۱۵) آب وہواے زندگی۔(۱۶) سختی ہاے قیدِ زندگی۔(۱۷) مُفتِ زندگی۔

زندگی افزا: اے ترا لطف: زندگی افزا | اے ترا عہد: فرخی فرجام | ص۱۳۷

---

[۱] زندگی : اُنّیس بار[مفرد: چودہ بار، مرکّب: پانچ بار]۔

زندگیِ زاہدِ بے چارہ: گو زندگیِ زاہدِ بے چارہ عبث ہے | اتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی ص۱۱۶

زندہ[1]: (۱) وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! | نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے ص۲۳۶

(۲) ہے دُعا بھی یہی کہ دُنیا میں | تم رہو زندہ جاوداں، آمین! ص۲۸۱

زندہ دارِ انتظارستاں: دیکھیے: شب زندہ دارِ انتظارستاں۔

زندۂ شوقِ شعر: زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن | کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار، ایک ص۲۹۶

زنگ[2]: دیکھیے ــــــ:(۱) اسیرِ زنگ۔(۲) سامانِ زنگ۔

زنگ آلودہ: دیکھیے: قفلِ زنگ آلودہ۔ | ہے نامہ بر کو اُس سے دعواے ہم کلامی ص۴۷

زنگ بستن: ہَوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی | کہ تھا آئینۂ خُور پر تصوّر زنگ بستن کا ص۲۷

زنگ بستہ: ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش | بہ زنگ بستۂ زہراب دادہ پیکاں ہے ص۱۰۲

زنگار[3]: (۱) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی | چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا ص۱۳۸

(۲) کیا بدگماں ہے مجھ سے! کہ آئینے میں مرے | طوطی کا عکس سمجھے ہے زنگار دیکھ کر ص۱۶۹

(۳) دیکھیے: مرہمِ زنگار۔

زنگار خوردہ آئنہ: کلفت: طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر | زنگار خوردہ آئنہ یک برگِ تاک ہے ص۱۱۰

زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں: عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس | وصل: زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں ص۱۳۴

زنگی[4]: (۱) اسدؔ! تاثیرِ صافی ہاے حیرت جلوہ پرور ہو | گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا ص۲۶

(۲) دیکھیے: خالِ رُخِ زنگی۔

زنہار[5]: (۱) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں زاہد! | زنہار نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے! ص۲۰۱

(۲) اے تازہ واردانِ بساطِ ہواے دل! | زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نا و نوش ہے ص۲۳۰

(۳) یارانِ رسول یعنی اصحابِ کبار | ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار

---

[1] زندہ : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] زنگ : پانچ بار [مرکّب]۔

[3] زنگار : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

[4] زنگی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

[5] زنہار : پانچ بار [مرکّب: دو بار]۔

اِن چار میں ایک سے ہو جس کو انکار — غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار — ص۴۳۹

دیکھیے ——:(۴) پا اُفتادۂ زنہار۔ (۵) مسطر کشِ سطرِ زنہار۔

زوال[1]: گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال — موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں — ص۱۷۸

زوال آمادہ: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہرِ گردوں ہے چراغِ رہگزارِ باد یہاں — ص۱۷۹

زُودازُود[2]: طے کرو راہِ شوق زودا زود — آن پہنچی ہے منزلِ مقصود — ص۲۶۷

زود پشیماں[3]: کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہائے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — ص۱۵۰

زُور[۱][4]: اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ! — زُور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک — ص۴۹

زُور[۲][5]: (۱) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زُور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

(۲) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ! — کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے — ص۲۴۹

(۳) مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک! — رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس — ص۲۶۴

زُورِ بازو: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے — گیو و گودرز و بیژن و رُہام — ص۱۳۷

زورقِ[6] خودداری: رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ! — یہاں زورقِ خودداری طوفانیِ معنی ہے — ص۱۱۵

زُہّاد[7]: دیکھیے: خرقۂ زُہّاد۔

زُہد[8]: (۱) زُہد گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا — ص۲۰

(۲) کیا زُہد کو مانوں! کہ نہ ہو گرچہ ریائی — پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے — ص۲۴۵

دیکھیے ——:(۳) ثوابِ طاعت و زُہد۔ (۴) دماغِ زُہد۔

زہر[9]: (۱) زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر! ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں — ص۱۸۶

---

1 زوال : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
2 زودازود : ایک بار [مرکّب]۔
3 زود : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
4 زُور[۱] : ایک بار۔
5 زور[۲] : چار بار [مرکّب: ایک بار]۔
6 زورق : ایک بار [مرکّب]۔
7 زُہّاد : ایک بار [مرکّب]۔
8 زُہد : چار بار [مرکّب: دو بار]۔
9 زہر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

	(۲) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی	یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
	(۳) مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں	زہر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی	ص۳۱۱
زہرِ غم:	(۱) زہرِ غم کرچکا تھا میرا کام	تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام	ص۱۳۷
	(۲) رگ و پَے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو	ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمایش ہے	ص۲۴۵
زہرِ قاتل:	عیادت ہائے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے	رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا	ص۲۳
زہراب[۱]:	(۱) بتاں! زہراب اِس شدّت سے دو پیکانِ ناوک کو	کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا	ص۳۱
	(۲) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم!	ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے	ص۲۱۶
زہراب دادہ:	(۱) شمشیرِ صافِ یار جو زہراب دادہ ہو	وہ خطِ سبز ہے کہ بہ رُخسارِ سادہ ہو	ص۳۰۱
	دیکھیے ـــــ: (۲) ہزار تیغ بہ زہراب دادہ۔ (۳) خنجرِ زہراب دادہ۔		
زہراب دادہ پیکاں:	ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش	بہ زنگ بستۂ زہراب دادہ پیکاں ہے	ص۱۰۲
زَہرہ[۲]:	(۱) زَہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب	پرتوِ مہتاب سَیلِ خانماں ہوجائے گا	ص۱۵۰
	(۲) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے	زَہرہ ہوتا ہے آب انساں کا	ص۲۶۰
زَہرۂ ابر:	شب کہ برقِ سوزِ دل سے زَہرۂ ابر آب تھا	شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا	ص۱۴۵
زُہرہ[۳]:	(۱) ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر	زُہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل	ص۱۲۵
	(۲) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا	ہیں مہ و مہر و زُہرہ و بہرام	ص۱۳۷
	(۳) چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا	چاند کا دائرہ لے زُہرہ نے گایا سہرا	ص۲۸۸
زُہرہ نوا:	دیکھیے: نغمۂ مطربانِ زُہرہ نوا۔		
زِہے[۴]:	(۱) زِہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے	مژہ، پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے	ص۱۱۵
	(۲) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زِہے! موسمِ گل	رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب!	ص۱۶۳
	(۳) زِہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے	شعاعِ مہرِ درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ	ص۲۷۷
	(۴) زِہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب	کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے	ص۲۴۷

---

۱ زہراب : چھے بار [مرتّب: چار بار]۔

۲ زَہرہ : تین بار [مرتّب: ایک بار]۔

۳ زُہرہ : چار بار [مرتّب: ایک بار]۔

۴ زہے : چار بار۔

زِیاد[۱]: نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں — شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں — ص۱۹۲

زیادہ[۲]: (۱) ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ: جوشِ تشنہ لبی ہے — ص۷۵

(۲) دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی — ص۷۶

(۳) نَفَس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے — ص۹۹

(۴) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں — ص۱۸۲

(۵) ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی — وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے — ص۲۵۰

(۶) بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے — جتنے زیادہ ہوگئے، اُتنے ہی کم ہوئے — ص۲۲۶

زیارت[۳]: تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت — ص۱۲۷

زیارت کدہ: لبِ خشک در تشنگی مُردگاں کا — زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا — ص۱۴۸

زیارت گاہِ حیرانی: جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے — ص۲۱۱

زیارت گاہِ طفلاں: پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی — ص۲۰۷

زیاں[۴]: (۱) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — جب آنکھ کھُل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا — ص۱۴۳

(۲) فائدہ کیا، سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۳) میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں — بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں — ص۲۲۶

زیب[۵]: ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے اِسے جس قدر اچھا کہیے — ص۱۲۲

زیبِ داماں: قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ! — ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلاد یہاں — ص۵۷

زیبِ سُریں: اور داغ آپ کی غلامی کا — خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں — ص۲۸۱

زیبائی: دیکھیے: ہزاراں ہزار زیبائی۔

---

۱ زیاد : ایک بار۔
۲ زیادہ : چھے بار۔
۳ زیارت : ایک بار۔
زیارت کدہ : ایک بار۔
زیارت گاہ : دو بار [مرکّب]۔
۴ زیاں : تین بار۔
۵ زیب : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
زیبائی : ایک بار [مرکّب]۔

زیرِ[1] بارِ غمِ دام و درمِ چند: اُلفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں — زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا ص۴۴۶

زیرِ بارِ منّتِ درباں: پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیرِ بارِ منّتِ درباں کیے ہوئے ص۲۲۶

زیرِ بال: (۱) ہو جو بلبل پیروِ فکرِ اسدؔ — غنچۂ منقارِ گل ہو زیرِ بال ص۵۱

(۲) خوشا طوطی و کنجِ آشیانہ [illegible] نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ ص۴۵۱

زیرِ بالِ عندلیب: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ص۳۲

زیرِ پا: دیکھیے: آتش زیرِ پا۔

زیرِ پائے خیلِ مور: کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بتاں وقتِ خودآرائی — دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں ص۶۴

زیرِ پہلو: دیکھیے: دستِ زیرِ پہلوئے

زیرِ خاک: (۱) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے میں ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے ص۹۲

(۲) ریشۂ شہرت دوانیدن ہے: رفتن زیرِ خاک — خنجرِ جلّاد: برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے ص۹۹

(۳) خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق — جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

زیرِ زمیں: (۱)، (۲) دیکھیے: ریشۂ زیرِ زمیں [دوبار]۔

زیرِ سایہ: (۱) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات! چاہیے ص۲۱۹

(۲) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے ص۳۱۲

زیرِ کاہ: دیکھیے: آبِ زیرِ کاہ۔

زیرِ لب: دیکھیے ـــــ: (۱) خندہ زیرِ لب۔ (۲) خندۂ زیرِ لب۔

زیرِ نگیں: (۱) گردِ رہ: سُرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں — نقشِ ہر گام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص۸

(۲) ہے یہ دُعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے — اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام ص۲۸۳

زیرِ مشق[2] شعر: جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ — زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پئے احضارِ باغ ص۴۸

زیر[3] و بمِ ہستی و عدم: دیکھیے: نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم۔

زیر و زبر[4]: (۱) بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا — چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا ص۲۵

---

۱ زیر : بیس بار [مرتّب]۔
۲ زیرِ مشق : ایک بار [مرتّب]۔
۳ زیر : ایک بار [مرتّب]۔
۴ زیر و زبر : دوبار۔

	(۲) بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر	گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زُنار ہے	ص ۸۳
زیست:[1]	(۱) اسد کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا	کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے	ص ۱۰۲
	(۲) مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں	غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام	ص ۱۳۷
	(۳) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا	درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا	ص ۱۴۳
	(۴) موت بس اُن کی ہے جو مر کے وہیں دفن ہوئے	زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے	ص ۳۱۲
	(۵) دیکھیے: غصۂ کم فرصتیِ زیست۔		

زہن:[2] دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲) دامنِ زہن [دوبار]۔ (۳) روزنِ دیوارِ خانۂ زہن۔ (۴) سیلِ خانۂ زہن۔

زینت ترازاں:[3] دیکھیے: وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں۔

زینتِ جیبِ کفن:	فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر	ہے داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز	ص ۱۷۱
زینت ریز:	سروکارِ تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن	بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا	ص ۲۴
زینتِ طینت:	فخرِ دیں، عزِّ شان و جاہِ جلال	زینتِ طینت و جمالِ کمال	ص ۱۳۱
زینتِ یک پیرہن:	ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع، اور پھر ہنوز	زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں	ص ۶۵
زنہار[4]	(۱) عیسیٰ: طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زنہار	جُز پُشتِ چشم نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ	ص ۵۰
	(۲) بیچ میں اِن کے نہ آنا زنہار!	یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار	ص ۲۶۶
	(۳) اِدھر نہ ہوگی توجہ حضور کی جب تک	کبھی کسی سے کھلے گی نہ زنہار، گرہ	ص ۲۷۹
	(۴) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اس کو	کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ زنہار گرہ	ص ۲۷۹
زیور:[5]	(۱) سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو	موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا	ص ۱۳۹
	(۲) کیا ہی اِس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے	ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا	ص ۲۸۷
زیورِ صد آئنہ منزل:	سُبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور	جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا	ص ۱۴

---

[1] زیست : پانچ بار [مرکب: ایک بار]۔
[2] زہن : چار بار [مرکب]۔
[3] زینت : پانچ بار [مرکب]۔
[4] زنہار : چار بار۔
[5] زیور : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

ژ

ژالہ[1]: یہاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِ شمیں ص۲۸۰

[1] ژالہ : ایک بار [مرتب]۔

س

سات[1]: (۱)،(۲) ہند سے پہلے سات، سات کے دو — دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی — ص۲۶۲

سات آسماں: رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا! — ص۱۶۱

سات اقلیم: سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے — ص۲۴۱

سات اورسات: سات اور سات ہوتے ہیں چودہ — بہ اُمیدِ سعادت افزائی — ص۲۶۲

سات جلدوں: سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص۲۹۳

سات دریا: سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا — ص۲۸۷

سات دن: تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عُمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص۵۰

ساتھ[2]: (۱) سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو وصنوبر — تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے — ص۲۳۴

(۲) غالب! اگر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں — حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی — ص۲۴۳

(۳) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن تکیہ — ص۳۰۳

ساحل[3]: (۱) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ! — گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا — ص۱۳۵

(۲) بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی — جوتو دریاے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا — ص۱۳۸

دیکھیے——: (۳) جویاے خس و خاشاکِ ساحل۔ (۴) خمیازۂ ساحل۔ (۵) خودداریِ ساحل۔ (۶)، (۷)، (۸) گردِ ساحل [تین بار]۔ (۹) لبِ ساحل۔

---

[1] سات : نوبار۔

[2] ساتھ : تین بار۔

[3] ساحل : دس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: آٹھ بار]۔
ساحل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

ساحلِ دریاے خوں: دل تا جگر کہ ساحلِ دریاے خوں ہے اب — اِس رہ گزر میں جلوۂ گُل آگے گرد تھا — ص۱۵۴

ساحل ہا — دیکھیے: خاشاکِ ساحل ہا۔

ساختہ[1]: (۱)، (۲) دیکھیے: جنونِ ساختہ [دوبار]۔

ساختنی[2]: کاشانۂ ہستی کہ برانداختنی ہے — یھاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے — ص۱۱۱

سادگی[3]: (۱) نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن — تری سادگی ہے غافل درِ دل پہ پاسبانی — ص۱۰

(۲) سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا — ناکسی، آئنۂ نازِ توکل تا چند؟ — ص۳۹

(۳) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا! — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں! — ص۱۸۴

(۴) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہ کن کے پانو — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو — ص۱۹۶

(۵) ہماری سادگی تھی التفاتِ ناز پر مرنا — ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی — ص۲۰۳

(۶) سادگی پر اُس کی، مرجانے کی حسرت دل میں ہے — بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے — ص۲۳۱

(۷) دیکھیے: پردازِ سادگی۔

سادگی آموزِ بتاں: غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں — کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے! — ص۲۱۱

سادگیِ ذہن: ہے سادگیِ ذہن، تمنّاے تماشا — جاے کہ اسدؔ رنگِ چمن باختنی ہے — ص۱۱۱

سادگیؔ و پُرکاری: سادگیؔ و پُرکاری بے خودی و ہشیاری — حُسن کو تغافل میں جُرات آزما پایا — ص۱۴۳

سادگی ہاے تصوّر: دیکھیے: خیالِ سادگی ہاے تصوّر۔

سادگی ہاے تمنّا: سادگی ہاے تمنّا یعنی — پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا — ص۱۵۲

سادگیِ یک خیال: سادگیِ یک خیال شوخیِ صد رنگ نقش — حیرتِ آئینہ ہے جَیبِ تامّل ہنوز — ص۴۳

سادہ[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) عذارِ سادہ۔ (۲) رخسارِ سادہ۔ (۳) فردِ سادہ۔

سادہ پُرکار: (۱) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ — ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۲) کجا معزولیِ آئینہ، کو ترکِ خود آرائی — نمد در آب ہے اے سادہ پُرکار! اِس بہانے میں — ص۶۲۶

---

[1] ساختہ : دوبار [مرکّب]۔ — سادگی ہا : دوبار [مرکّب]۔

[2] ساختنی : ایک بار۔ — [4] سادہ : دس بار [مرکّب]۔

[3] سادگی : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: پانچ بار]۔

سادہ دل: میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں — یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۲

سادہ دلی: دیکھیے: فریبِ سادہ دلی۔

سادہ رُویاں: دیکھیے: روے سادہ رویاں۔

سادہ لوحی: دیکھیے: ہجومِ سادہ لوحی۔

سادہ و پُرکارتر: سادہ و پُرکار تر غافل و ہشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز — ص ۴۳

ساز[1]: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ — ساز پر رشتہ پےِ نغمۂ بیدلؔ باندھا — ص ۱۴

(۲) محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا — یاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا — ص ۱۵۵

دیکھیے ـــــــ: (۳) ابریشمِ ساز۔ (۴) پردۂ ساز۔ (۵) پردۂ یک ساز۔ (۶) محوِ ساز۔ (۷) نواسامانِ بندساز۔

سازِ آہنگِ شکایت: ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ — ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے — ص ۲۰۹

سازِ ازل: دیکھیے: رشتۂ سازِ ازل۔

سازِ اَنَاالبحر: دلِ ہر قطرہ، ہے سازِ اَنَا البُحر — ہم اُس کے ہیں، ہمارا پوچھنا کیا! — ص ۱۵۷

سازِ ایماے فنا: سازِ ایماے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ! — قامتِ خَم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص ۷۸

سازِ بادبانی: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — مگر ایک شہپرِ مُور کرے سازِ بادبانی — ص ۱۰

سازِ بینش: کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی — جسے موے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو — ص ۶۷

سازِ جاں ستانی: چہ اُمید و نااُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی — ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی — ص ۱۰

سازِ چراغاں: گو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ! — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز — ص ۴۲

سازِ چمن طرازیِ داماں: پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بہ خونِ دل — سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

سازِ خیال: دیکھیے: شکستِ سازِ خیال۔

سازِ درویشی: تا تخلص جامۂ شگرفی ارزانی اسدؔ — شاعری جُز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ — ص ۴۲

سازِ دعویٰ: مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں — ص ۴۳

---

[1] ساز : اُنتالیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: سینتیس بار]۔ سازہا : دوبار۔

سازِ دوعالم:	کس قدر سازِ دوعالم کو ملی جُراتِ ناز	کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار	ص۴
سازِ سلامت:	حیرتِ فکرِ سخن، سازِ سلامت ہے اسدؔ	دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے	ص۸۸
سازِ شکیبائی:	چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار	فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں	ص۶۵
سازِ صداے آب:	مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے!	خانۂ عاشق مگر سازِ صداے آب تھا	ص۱۴۵
سازِ طالعِ ناساز:	پیکرِ عشاق سازِ طالعِ ناساز ہے	نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے	ص۲۲۷
سازِ طرب:	دل کی صداے شکست سازِ طرب ہے اسدؔ	شیشۂ بے بادہ سے چاہیے ہے قُلقُل ہنوز	ص۴۴
سازِ طنابِ معمار:	فلکُ العرش، ہجومِ خمِ دوشِ مزدور	رشتۂ فیضِ ازل، سازِ طنابِ معمار	ص۱۳۳
سازِ عجز نالی:	بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب!	مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے	ص۷۹
سازِ عریانیِ کیفیتِ دل:	سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے لیکن	یہ مےِ تُند، نہیں موجِ خرامِ اظہار	ص۳
سازِ عشرت:	دیکھیے: ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت۔		
سازِ عیشِ بے دلی:	سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے	سیل، یہاں کوکِ صداے آبشارِ نغمہ ہے	ص۸۷
سازِ فسانگی:	نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں	بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ	ص۷۳
سازِ نادرست:	دیکھیے: مثلِ سازِ نادرست۔		
سازِ وحشت رقمی ہا:	سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسدؔ	دشت و ریگ: آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے	ص۱۰۹
سازِ ہستی:	(۱) مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور	چیونٹی کے پر سرو برگِ خود آرائی نہیں	ص۶۵
	(۲) نغمہ ہاے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے	بے صدا ہوجائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن	ص۱۷۹
سازِ یک خوابِ پریشاں:	بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے	مہ وخرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں	ص۶۲
سازِ یک درد:	دیکھیے: قربانِ سازِ یک درد۔		
سازِ یک ذرّہ:	سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار	سایۂ لالۂ بے داغ، سویداے بہار	ص۱۳۲
سازِ یک گلستاں دل:	حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں	کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیّا ہو	ص۶۷
سازہا:	(۱) تھا سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد	سازہا مُفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار	ص۶
	(۲) نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب	شیشۂ مے، سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے	ص۲۱۴

سازشِ[1] صلحِ بتاں: سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن — ص۴۴۹

سازگار[2]: شفا ہو آپ کو، غالب کو بندِ غم سے نجات — خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس — ص۲۶۴

ساعت[3]: دیکھیے ——:(۱)،(۲) شیشۂ ساعت [دوبار]۔(۳) غبارِ شیشۂ ساعت۔

ساعدِ[4] سیمیں: دیکھ اُس کے ساعدِ سیمیں و دستِ پُرنگار — شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گُل پروانہ تھا — ص۲۵

ساغر[5]:(۱) خمارِ منّتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ — دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ — ص۳۵

(۲) دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ — ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ — ص۳۶

(۳) ہوا جب حُسن کم، خط برعذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ مے ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے — ص۹۸

(۴) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو مے کہ آج — آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے — ص۱۰۰

(۵) تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر — بادۂ گل رنگ کا ساغر کھلا — ص۱۳۹

(۶) تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس — بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ — ص۱۶۶

(۷) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اِس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے — ص۲۱۰

(۸) نے سُبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں — ص۲۹۹

(۹) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَور ساغر کا — ص۴۴۴

(۱۰) تنگ ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا — ص۴۴۵

(۱۱) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں — کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر، ہے حباب اُس کا — ص۴۴۷

دیکھیے ——:(۱۲) انتظارِ ساغر۔(۱۳) بادہ و ساغر۔(۱۴) پیالہ و ساغر۔(۱۵) حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔ (۱۶) خطِ ساغر۔(۱۷) خمیازۂ ساغر۔(۱۸)،(۱۹)،(۲۰) دورِ ساغر [تین بار]۔(۲۱) دورِ گردشِ ساغر۔ (۲۲) دیدۂ ساغر۔(۲۳) ساقیِ کوثر ساغر۔(۲۴) کیفیتِ ساغر۔(۲۵) گردشِ ساغر۔(۲۶) گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر۔(۲۷) لبِ ساغر۔

ساغرِ بختِ بیدار: مے تمثالِ پری، نشۂ مینا آزاد — دلِ آئینہ طرب، ساغرِ بختِ بیدار — ص۷

---

[1] سازش : ایک بار [مرکّب]۔

[2] سازگار : ایک بار۔

[3] ساعت : تین بار [مرکّب]۔

[4] ساعد : ایک بار [مرکّب]۔

[5] ساغر : چھپّن بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: پینتالیس بار]۔

ساغرِ بلور: ہوں تصوّر ہائے ہمدوشی سے بدمستِ شراب | حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلور ہے ص۹۳

ساغرِ بےحوصلۂ دل: کس قدر سازِ دو عالم کو ملی جُراتِ ناز | کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار ص۴

ساغرِ بےمُل: ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں | سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز ص۴۳

ساغرِ تسلّی: دیکھیے: صد ساغرِ تسلّی۔

ساغرِ جلوہ: دیکھیے: خطِّ ساغرِ جلوہ۔

ساغرِ جلوۂ سرشار: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرّۂ خاک | شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا ص۱۳

ساغرِ جم: اَور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا | ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے ص۲۳۹

ساغرِ خالی: (۱) وہمِ طربِ ہستی ایجادِ سیہ مستی | تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ص۱۱۵

(۲) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا | نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے ص۳۲۰

ساغرِ خرشید: دوست اِس سلسلۂ ناز کے جوں سُنبل و گُل | ابرِ مے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار ص۷

ساغرِ راقم: دیکھیے: خطِ ساغرِ راقم۔

ساغرِ زانو: بہ ہنگامِ تصوّر ساغرِ زانو سے پیتا ہوں | مےِ کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں ص۴۴۹

ساغرِ زخمِ جگر: درد، آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب! | خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے ص۱۱۳

ساغرِ سرشارِ دوست: چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے | دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست ص۱۶۴

ساغرِ سیمیں: انجمِ چرخ، گوہر آگیں فرش | نورِ مے، ماہ ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

ساغرِ شبنم: کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! | موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص۳

ساغرِ شراب: وحشت بہارِ نشہ و گُل ساغرِ شراب | چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے ص۹۷

ساغرِ صدجلوۂ رنگیں: دیکھیے: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔

ساغرِ غفلت: دیکھیے: دُردِ یک ساغرِ غفلت۔

ساغرکشِ تسلیم: اسدؔ! ساغرکشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی | کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روزگاری کا ص۱۹

ساغرکشِ حال: بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال | ایامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال

آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم | اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال! ص۲۵۲

ساغرکشِ خونِ آرزو: سامانِ ہزار جستجو، یعنی دل — ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل
پشت و رُخ آئینہ ہے دین و دنیا — منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

ساغرکشِ داغِ پلنگ: جنونِ بیکسی ساغرکشِ داغِ پلنگ آیا — شررِ کیفیتِ مَے، سنگ محوِ نازِ مینائی ص۹۲

ساغرِ مُل: دیکھیے: خطِ ساغرِ مُل۔

ساغرِ مے خانۂ نیرنگ: ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے — گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا ص۱۳۹

ساغرِ مےِ رنجِ خمار: کیفیتِ ہجومِ تمنّا رسا، اسدؔ — خمیازہ، ساغرِ مےِ رنجِ خمار ہے ص۹۰

ساغر ومینا: (۱) پیدا کریں دماغ تماشائے سرو و گل — حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے ص۸۲
(۲) گو ہاتھ کو جُنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے ص۲۲۹

سافل[1] وعالی: ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم — ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم ص۲۵۳

ساقِ[2] گل رنگ: ساقِ گل رنگ سے اور آئینۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل وصبح ص۳۷

ساقی[3]: (۱) تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہ — کھینچے خمیازے میں، تیرے لبِ ساغر کا خمار ص۶
(۲) ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا ص۲۷
(۳) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں — سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز ص۴۳
(۴) ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص۷۵
(۵) ساقی! بہارِ موسمِ گل ہے سُرور بخش — پیاں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے ص۸۲
(۶) دریائے مَے ہے ساقی لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے ص۹۴
(۷) اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص۱۰۱
(۸) لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے — رکھ دیا ہے ایک جامِ زر کھلا ص۱۳۹
(۹) بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی — جو تو دریائے مَے ہے، تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا ص۱۴۸
(۱۰) حریفِ جوششِ دریا نہیں خود داریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ص۱۴۸
(۱۱) میں اور بزمِ مَے سے یوں تشنہ کام آؤں! — گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟ ص۱۵۸
(۱۲) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مَے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

---

۱ سافل : ایک بار [مرکّب]۔
۲ ساق : ایک بار [مرکّب]۔
۳ ساقی : چھیالیس بار [مفرد: بیس بار، مرکّب: چھبّیس بار]۔
ساقی گری : ایک بار۔ ساقی گری : ایک بار۔

(۱۳) مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دَورِ جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! ص۱۸۸

(۱۴) مَے پرستاں! خُمِ مَے مُنہ سے لگائے ہی بنے — ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص۲۰۹

(۱۵) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اِس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے ص۲۱۰

(۱۶) پلا دے اُوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے — پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے ص۲۲۳

(۱۷) ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے ص۲۳۰

(۱۸) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

(۱۹) کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ — ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے ص۲۴۵

(۲۰) نہاں کیفیتِ مَے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا — بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا ص۲۴۷

دیکھیے ـــــ: (۲۱) تغافل ہائے ساقی۔ (۲۲) چشمِ ساقی۔ (۲۳) چشم و دلِ ساقی۔ (۲۴) حسرتِ جلوۂ ساقی۔ (۲۵) خطِ رخسارِ ساقی۔ (۲۶) خمارِ شوقِ ساقی۔ (۲۷) خمارِ منّتِ ساقی۔ (۲۸) دماغِ غفلتِ ساقی۔ (۲۹) ذوقِ غفلتِ ساقی۔ (۳۰) غرورِ لطفِ ساقی۔ (۳۱) لبِ ساقی۔ (۳۲) لطفِ خرامِ ساقی۔ (۳۲) نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی۔

ساقیِ خرشیدرو: ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز — وھاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر، خطِ جام ہے ص۱۰۱

ساقیِ کوثر: (۱) کب تلک پھیرے اسدؔ لب ہائے تفتہ پر زباں — تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں ص۶۶

(۲) کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں — یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں ص۱۸۹

دیکھیے ـــــ: (۳) تر زبانِ لطفِ شکرِ ساقیِ کوثر۔ (۴) دریا بخشیِ ساقیِ کوثر۔ (۵) عشقِ ساقیِ کوثر۔ (۶) غلامِ ساقیِ کوثر۔ (۷) ولائے ساقیِ کوثر۔

ساقیِ کوثر ساغر: جوشِ طوفانِ کرم، ساقیِ کوثر ساغر — نہ فلک، آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار ص۴

ساقیِ گردوں: مے عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے — لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی ص۲۰۲

ساقی گری: ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم — ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے جس قدر ملے ص۲۳۶

ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار: جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو — جلوہ، ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار ص۶

ساقیِ مست: دیکھیے: محملِ بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

ساقیِ مہ وَش: کہاں ہے ساقیِ مہ وَش، کہاں ہے ابرِ مطیر — بیار، لا مے گلنار گوں، بیار، برس — ص۲۶۴

ساقیا: (۱) بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوے کہسار ہو پیدا — ص۳۱

(۲) ساقیا! اے ایک ہی ساغر میں سب کو مے، کہ آج — آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے — ص۱۰۰

ساکنانِ خطۂ خاک[۱]: (۱) دیکھو اے ساکنانِ خطۂ خاک — اِس کو کہتے ہیں عالم آرائی — ص۲۵۱

(۲) مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک — رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس — ص۲۶۴

ساکنانِ کوچۂ دلدار: اے ساکنانِ کوچۂ دلدار، دیکھنا! — تم کو کہیں جو غالبؔ آشفتہ سر ملے — ص۲۳۷

سال[۲]: (۱) کچھ خریدا نہیں ہے اب کے سال — کچھ بنایا نہیں ہے اب کی بار — ص۱۲۶

(۲) مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دو بار — ص۱۲۷

(۳) ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی ''محفوظ'' ۱۸۵۴ء — ص۱۲۹

(۴) رفتارِ عمر، قطعِ رہِ اضطراب ہے — اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے — ص۲۰۶

(۵) دیکھیے، پاتے ہیں عشاق بُتوں سے کیا فیض! — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے — ص۲۳۹

(۶) اُن کو غالبؔ یہ سال اچھا ہے — جو ائمہ کے ہیں تولاّئی — ص۲۶۳

(۷) گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ روزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ — ص۲۷۸

دیکھیے——:(۸) فکرِ تاریخِ سال۔(۹) ماہ وسال۔(۱۰) مہ وسال۔

سال بہ سال: اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ — ص۲۷۹

سالِ تمام: (۱) کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام — ص۲۶۴

(۲) لکھا ہے ''نسخۂ تحفہ'' ۱۲۷۹ھ، یہی ہے سالِ تمام — ص۲۶۴

سالِ عندلیب: دیکھیے: ماہ وسالِ عندلیب۔

سالِ عیسوی: دیکھیے: مادّۂ سالِ عیسوی۔

سالِ فرخی آئیں: مرحبا! سالِ فرخی آئیں — عیدِ شوّال و ماہِ فَروَردیں — ص۲۸۰

سالِ وماہ: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ — روزِ روشن، شامِ آں سوے خیال — ص۵۱

---

۱ ساکنان : تین بار [مرتّب]۔

۲ سال : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرتّب: دس بار]۔ سال بہ سال : ایک بار۔

سالِ ہجری: سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم — بے شمولِ عبارت آرائی ص۲۶۲

سالگرہ[1]: (۱) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال ص۲۷۹

(۲) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے ص۲۷۹

(۳) اُنھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے ص۲۷۹

(۴) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے یہ توقیر ص۲۷۹

سام[2]: بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اُوستادِ رستم و سام ص۱۳۷

سامان[3]: (۱) نظرے سوے کہستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب، تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

(۲) بہار رنگِ خونِ گل ہے، ساماں اشک باری کا — جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابر بہاری کا ص۱۸

(۳) نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خُور نے — تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا ص۲۶

(۴) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ، غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش ص۴۷

(۵) ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے — کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار ص۱۶۷

(۶) باہمدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب — نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۷) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال — صد گلستاں، نگاہ کا ساماں کیے ہوئے ص۲۲۶

دیکھیے ـــــ: (۸) آئنہ ساماں۔ (۹) باوصفِ ساماں۔ (۱۰) بہار ساماں۔ (۱۱) داغ ساماں۔ (۱۲) دشت ساماں۔ (۱۳) سوداگری ساماں۔ (۱۴) شوق سامان۔ (۱۵) طبع نزاکت ساماں۔

سامانِ آسایش: دام گاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں — پَرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے ص۱۰۳

سامانِ بندِ ساز: دیکھیے: نوا سامانِ بندِ ساز۔

سامانِ بیتابی: محوِ آرامیدگی، سامانِ بیتابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں، تاشکر خوابی کرے ص۱۰۰

سامانِ پیرہن: فالِ ہستی، خارخارِ وحشتِ اندیشہ ہے — شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں ص۶۳

سامان طرازِ نازشِ اربابِ عجز: شوق، ہے ساماں ترازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرّہ، صحرا دستگاہ و قطرہ، دریا آشنا ص۱۳۹

سامانِ جمعیت: پریشانی، اسدؔ در پردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجومِ خانہ بردوشاں ص۴۳۹

سامانِ جنوں: نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے جُز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ ص۷۲

---

۱ سالگرہ : چار بار۔

۲ سام : ایک بار [مرکّب]۔

۳ سامان : سینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تیس بار]۔

سامانِ چمن بالیدن:	گلشنِ زخم کھلاتا ہے چمن میں پیکاں	گرہِ غنچہ، ہے سامانِ چمن بالیدن	ص۴۵۰
سامانِ حجاب:	نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا	بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے حجاب اُس کا	ص۴۴۶
سامانِ خورد خواب:	سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں	آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں	ص۲۵۴
سامانِ خوں ریزی:	ترحّم میں ستم کوشوں کے، ہے سامانِ خوں ریزی	سرشکِ چشمِ یار، آپ دمِ شمشیرِ ابرو ہے	ص۹۸
سامانِ دُعا:	کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا!	سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ	ص۳۶
سامانِ رشک:	ہم نشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک	لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری	ص۹۳
سامانِ زنگ:	صفائے حیرتِ آئینہ، ہے سامانِ زنگ آخر	تغیّر آبِ بر جا ماندہ کا، پاتا ہے رنگ آخر	ص۱۶۸
سامانِ صد ہزار نمک داں:	پھر پُرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق	سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے	ص۲۲۵
سامانِ عیش وجاہ:	نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی	ہوا جامِ زمرّد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر	ص۱۶۸
سامانِ نازِ زخمِ دل:	گردِ راہِ یار، ہے سامانِ نازِ زخمِ دل	ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک	ص۱۷۵
سامانِ نظر:	دیکھیے: برق سامانِ نظر۔		
سامانِ وجود:	ہے تجلّی تری، سامانِ وجود	ذرّہ، بے پرتوِ خُرشید نہیں	ص۱۸۳
سامانِ ہزار جستجو:	سامانِ ہزار جستجو یعنی دل	ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل	ص۱۱۷
سامانِ یک خوابِ پریشاں:	اسدؔ، جمعیّتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر	دو عالم آگہی، سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے	ص۸۱
سامانِ یک عالم چراغاں:	شرر فرصت نگہ، سامانِ یک عالم چراغاں ہے	بقدرِ رنگ یھاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا	ص۱۷
سامعِ[1] زمزمۂ اہلِ جہاں:	سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں ہوں، لیکن	نہ سرو برگِ ستایش، نہ دماغِ نفریں	ص۱۳۴
سامنا[2]:	سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں	عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے	ص۳۱۲
سامنے[3]:	(۱) غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا، تو دیکھیے:	سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۲) جو آؤں سامنے اُن کے تو "مرحبا" نہ کہیں	جو جاؤں وھاں سے کہیں کو تو "خیر باد" نہیں	ص۱۹۲
	(۳) دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ	تیرا ہی عکسِ رخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں	ص۱۹۳

---

۱ سامع : ایک بار [مرتّب]۔

۲ سامنا : ایک بار۔

۳ سامنے : تین بار۔

سانپ[1]: (۱)،(۲) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص ۳۰۳

(۳) کٹے تو شب کہیں، کاٹے تو سانپ کہلاوے — کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بہ خم کیا ہے؟ — ص ۳۱۱

سانٹھ[2]: اب تو مل جائے گی تیری اِن سے سانٹھ — لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ — ص ۲۶۶

سانس[3]: کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا — پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ — ص ۲۷۹

ساوَن[4]: جس طرح باغ میں ساوَن کی گھٹائیں برسیں — ہے اُسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم — ص ۲۶۵

ساہوکار[5]: میری تنخواہ میں چہارم کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار — ص ۱۲۶

سائل[6]: (۱) چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی — سائل ہوئے، تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے — ص ۲۲۷

دیکھیے——:(۲) جبہۂ سائل۔ (۳) جفا سائل۔ (۴) طلسمِ دلِ سائل۔

سائلوں: کوئی اِس کا جواب دو صاحب — سائلوں کا ثواب لو صاحب — ص ۲۹۴

سایہ[7]: (۱) شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور — سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال — ص ۵۱

(۲) بہرِ پروردن، سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں، بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص ۱۰۳

(۳) خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے — شام سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

(۴)،(۵)،(۶) خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے — سایہ اُس کا، خدا کا سایہ ہے — ص ۱۳۱ [تین بار]

(۷) سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا — ص ۱۴۷

(۸) نہیں ہے سایہ، کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار — گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار — ص ۱۶۷

(۹) وہ آ رہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے — ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار — ص ۱۶۷

(۱۰) بے خودی، بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! — پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۱۱) وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — صورتِ دُود رہا سایہ گریزاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۱۲) بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے! — سایہ، خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے — ص ۲۱۲

---

[1] سانپ : دوبار۔

[2] سانٹھ : ایک بار۔

[3] سانس : ایک بار۔

[4] ساوَن : ایک بار۔

[5] ساہوکار : ایک بار۔

[6] سائل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

سائلوں : ایک بار۔

[7] سایہ : اُنتالیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: تئیس بار]۔

(۱۳) اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی — سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے — ص۲۱۹

(۱۴) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دُود بھاگے ہے اسدؔ — پاس مجھ آتش بہ جاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے — ص۲۲۲

(۱۵) عجب نشاط سے جلاّد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سایے سے سر، پانْو سے ہے دو قدم آگے — ص۲۲۷

(۱۶) سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر — تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے — ص۲۳۴

دیکھیے ـــــ:(۱۷)،(۱۸) رنگِ سایہ [دوبار]۔(۱۹)،(۲۰) زیرِ سایہ [دوبار]۔

سایہ نشیں: دیکھیے: گدائے سایہ نشیں۔

سایہ ونور: دیکھیے ـــــ:(۱) مفیضِ وجودِ سایہ ونور۔(۲) نمودِ سایہ ونور۔

سایۂ اُفتادگی بالینِ بستر: سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسدؔ — جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں — ص۶۵

سایۂ بالِ ہما: دیکھیے ـــــ:(۱) داغِ سایۂ بالِ ہُما۔(۲) وبالِ سایۂ بالِ ہما۔

(۳) یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما۔

سایۂ تاک: پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن — سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا، موجِ شراب — ص۱۹۳

سایۂ تیغ: سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم — سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف، بالِ شرار — ص۴

سایۂ دیوار: (۱) خانماںہا پایمالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ — سایۂ دیوار، سیلابِ در و دیوار ہے — ص۸۳

(۲) آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا — کیا کروں گر سایۂ دیوار سیلابی کرے — ص۱۰۰

سایۂ دیوارِ یار: بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں — فرماں روا ے کشورِ ہندوستان ہے — ص۲۰۳

سایۂ شاخِ گل: باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

سایۂ گل: (۱) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل، موجِ دُود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں — ص۶۳

(۲) ہندوستان سایۂ گل پاے تخت تھا — جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ — ص۷۰

(۳) وہ نہاکر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سُنبل کے تلے — ص۴۵۴

(۴) دیکھیے: مثلِ سایۂ گل۔

سایۂ گلزار: سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار — ہر سبزۂ نوخاستہ، یھاں بالِ پری ہے — ص۴۵۳

سایۂ لالۂ بےداغ: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویداے بہار — ص۱۳۲

سبب[1]: (۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا — ص ۲۷

(۲) سبب وارستگاں کو تنگِ ہمت ہے، خداوندا! — اثر سُرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو — ص ۶۸

(۳) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا خواب میں آ کر تبسم ہائے پنہاں کا؟ — ص ۱۵۷

(۴) دیکھیے: پائے سبب۔ [مزید دیکھیے: بے سبب]۔

سببِ اعتبار: جوں اعتماد نامہ وخط کا ہو مُہر سے — یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ — ص ۴۸

سببِ سوختنِ جاں: گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمع شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت — ص ۳۲

سببِ ضبط: فکرِ پرواز جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

سببِ گفت و بیاں: خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں — ہے سخن، گردِ ز دامانِ ضمیر افشاندہ — ص ۷۱

سببوں: گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے، لیکن — جاتی ہے ملاقات کب ایسے سببوں سے — ص ۷۴

سُبحہ[2]: (۱) سُبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور — جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا — ص ۱۴

(۲) اے جادے! بہ سررشتۂ یک ریشہ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سُبحہ بہم باندھ — ص ۱۷

(۳) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ ''یا علی مدد'' — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ سبحہ کو خوں بہا سمجھ — ص ۴۳

(۴) نے سبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں — ص ۲۹۹

(۵) بن گیا سبحہ وہ زنار، خدا خیر کرے! — وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے — ص ۳۱۲ [طبعِ ثانی]

دیکھیے ـــــ: (۶) شمارِ سبحہ۔ (۷) یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔

سبحہ شمار: لیکن اِس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر — ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سبحہ شمار — ص ۶

سبحہ گرداں: سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زنار — ص ۴

سبحہ گردانی: دیکھیے: مجالِ سبحہ گردانی۔

سبحہ و زُنار: نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴

سبحۂ تحقیق: دیکھیے: جنوں سبحۂ تحقیق۔

سبحۂ زاہد: یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے — سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے — ص ۲۱۴

---

[1] سبب : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
سببوں : ایک بار۔

[2] سبحہ : پندرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دس بار]۔

سبحۂ صددانہ:	زنّار باندھ، سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال	رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر	ص ۱۶۹
سبحۂ عرضِ دوعالم:	کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل	سبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار	ص ۳
سبدِ[1] گل:	سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں	مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں	ص ۱۸۶
سبز[2]:	(۱) جاے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق	اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار	ص ۳
	(۲) پُشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی	سبز ہے موجِ تبسم بہ ہواے گفتار	ص ۳
	(۳) انگورسعیِ بے سر و پائی سے سبز ہے	غالبؔ بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھایئے	ص ۴۷
	(۴) سبز ہے جامِ زمرّد کی طرح داغِ پلنگ	تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روے شرار	ص ۱۳۲
	(۵) کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر	سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار	ص ۱۳۲
	(۶) تاکہ تجھ پر کھُلے اعجازِ ہواے صیقل	دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہوجانا	ص ۱۵۶

دیکھیے ـــــ: (۷) جوہرِ ایجادِ خطِ سبز۔ (۸) حُسنِ سبز۔ (۹)، (۱۰) خطِ سبز [دوبار]۔ (۱۱) خطِ سبز۔ (۱۲) سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ۔ (۱۳) عصاے سبز۔

سبزہ[3]:	(۱) کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو	بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرّد کا مزار	ص ۲
	(۲) شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے	دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا	ص ۱۱
	(۳) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار	سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل ناآشنا	ص ۱۹
	(۴) بیگانۂ وفا ہے ہواے چمن ہنوز	وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا، کوہکن ہنوز	ص ۴۲
	(۵) سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز	حسرتِ عرضِ تمنّا میں ہوں رنجور ہنوز	ص ۴۵
	(۶) آئنہ، دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث	کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں	ص ۵۶
	(۷) دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے، طاؤس ہو	جوشِ نیرنگِ بہار عرضِ صحرا دادہ ہے	ص ۸۹
	(۸) ہے عجب مُردوں کو غفلت ہاے اہلِ دہر سے	سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے	ص ۹۳
	(۹) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے	ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے	ص ۱۰۷
	(۱۰) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست	سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند	ص ۱۲۸

---

۱ سَبد : ایک بار [مرکّب]۔

۲ سبز : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سات بار]۔

۳ سبزہ : چونتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: بیس بار]۔

(۱۱) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا — ص۱۵۷

(۱۲) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم! — ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۱۳) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے — ص۲۳۳

(۱۴) سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی — بن گیا روئے آب پر کائی — ص۲۵۱

(۱۵) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد — کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا — ص۴۴۶

(۱۶) صبح دم باغ میں اور آجائے، جسے ہو نہ یقیں — سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم — ص۲۶۵

دیکھیے ——: (۱۷) دامِ تہِ سبزہ۔ (۱۸) رنگِ سبزہ۔ (۱۹) عرضِ سبزہ۔

سبزہ وگُل: (۱) سبزہ وگُل کہاں سے آئے ہیں؟ — ابر کیا چیز ہے؟ ہَوا کیا ہے؟ — ص۲۳۸

(۲) سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے — چشمِ نرگس کو دی ہے بینائی — ص۲۵۱

سبزۂ بیگانہ: (۱) گُو بہ وقتِ قتل حقِّ آشنائی اے نگاہ! — خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا — ص۲۵

(۲) دیکھیے: آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ۔

(۳) چمن دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ — وائے! اے بے خودی و تُہمتِ آرامیدن! — ص۴۵۰

سبزۂ خط: (۱) کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص۲۳

(۲) سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرّد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا — ص۱۴۴

(۳) نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے — لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش — ص۱۷۳

سبزہ صحرائے اُلفت: خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں — سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خوں ریز ہے — ص۸۵

سبزۂ کُہسار: دیکھیے: طوطیِ سبزۂ کُہسار۔

سبزۂ نوخاستہ: دیکھیے: ہر سبزۂ نوخاستہ۔

سبزۂ نوخیز: (۱)، (۲) دیکھیے: موجۂ سبزۂ نوخیز [دوبار]۔

سبزۂ نَوخیز مسیحا: وضع میں اِس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق — رنگ میں سبزۂ نَوخیز مسیحا کہیے — ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

سبزۂ نہ چمن: سبزۂ نہ چمن و یک خطِ پُشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمّتِ صد عارف و یک اوجِ حصار — ص۱۳۳

سبزہ زار[1]:	ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ	جس کی بہار یہ ہو پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ	ص۲۰۱
سبزہ زارہاے مُطرّا:	وہ سبزہ زارہاے مُطرّا کہ ہے غضب!	وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہاے ہاے!	ص۱۲۳
سبک[2]:	بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے	جتنے زیادہ ہوگئے، اُتنے ہی کم ہوئے	ص۲۲۶
سبکباریِ اسدؔ:	دیکھیے: نذرِ سبکباریِ اسدؔ۔		
سبک دست:	ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں	ہم ہیں، تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اَور	ص۱۷۰
سبک دستی:	تکلّف برطرف، فرہاد اور اِتنی سبک دستی!	خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی	ص۷۷
سبک رَو:	سرگراں مجھ سے سبک رَو کے نہ، رہنے سے، رہو	کہ بہ یک جُنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں	ص۲۹۷
سبکسار:	گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا	کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور مَلتے ہیں	ص۶۳
سبکساری:	دیکھیے: معذورِ سبکساری۔		
سبک سر:	وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟	سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟	ص۱۹۹
سبک عناں:	دیکھیے: رخشِ سبک عناں۔		
سبق[3]:	(۱) لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز	لیکن یہی کہ ''رفت'' گیا اور ''بود'' تھا	ص۱۴۳
	(۲) کس کو کہتے ہیں غزل ارشاد ہو	ہاں غزل پڑھیے سبق گر یاد ہو	[قادرنامہ]
	(۳) کس طرح پڑھتے ہو رُک رُک کر سبق	ایسے پڑھنے کا تو میں قائل نہیں	[قادرنامہ]
سبقِ شوق:	میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں	یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا	ص۱۵۲
سبقِ ناخواندہ:	خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبقِ ناخواندہ	ورنہ ہے چرخ و زمیں، یک ورقِ گرداندہ	ص۷۱
سبقِ ناز:	اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد!	سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار	ص۴
سبو[4]:	(۱) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار	یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے؟	ص۲۴۲
	دیکھیے ــــ: (۲) پیمانۂ دستِ سبو۔ (۳)، (۴) جامِ وسبو [دوبار]۔		

---

۱ سبزہ زار : ایک بار۔
سبزہ زارہا : ایک بار [مرکّب]۔
۲ سبک : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
سبکباری : ایک بار [مرکّب]۔
سبکسار : ایک بار۔
سبکساری : ایک بار [مرکّب]۔
۳ سبق : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۴ سبو : چار بار [مرکّب]۔

سبیل[1]: وہ، جس کے ماتموں پر ہے سلسبیل سبیل — شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو! ص۲۸۵

سُپاری[2]: دیکھیے: چکنی سپاری۔

سپاس[3]: دیکھیے: زبانِ سپاس۔

سپاسِ بہ منزل رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی۔

سپاسِ بےزبانی: دیکھیے: محوِ سپاسِ بے زبانی۔

سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست: مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے — یا بیاں کیجے سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست ص۱۶۵

سپاسِ ناتوانی: ہوسِ فردختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا — سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی ص۱۰

سپاہ[4]: دیکھیے ـــــ: (۱) پناہِ شہر وسپا۔ (۲) خسر وِستارہ سپاس۔

سپاہاں: دیکھیے: مژگاں سپاہاں۔

سپاہیں: کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا — آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں ص۵۹

سپر[5]: ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرواز — اے داغِ تمنّا! سپر انداختنی ہے ص۱۱۱

سپرد[6]: نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو وھاں نہ کھنچ سکے، سو وہ یھاں آ کے دم ہوئے ص۲۲۷

سپند[7]: فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے — ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں ص۶۲

دیکھیے ـــــ: (۲) برقِ خرمنِ سعیِ سپدن۔ (۳) زنجیریِ دورِ سپند۔

سپند آہنگیِ ہستی: سپند آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کُشتہ تقریریں ص۶۴

سپندِ بزمِ وصلِ غیر: نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا — تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص۱۴۵

سپندِ شعلہ نادیدہ: نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے — سپندِ شعلہ نادیدہ صفت اندازِ جَستن کا ص۲۷

سپندِ صد جگر اندوختن: دیکھیے: کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن۔

سپہ[8]: دیکھیے ـــــ: (۱) خیل وسپہ۔ (۲) شہنشاہِ کواکب سپہ۔ (۳) ملک وسپہ۔

---

۱ سبیل : ایک بار۔
۲ سپاری : ایک بار۔
۳ سپاس : پانچ بار[مرکّب]۔
۴ سپاہ : دوبار[مرکّب]۔
سپاہاں : ایک بار[بہ طورِ جمع]۔
سپاہیں : ایک بار۔
۵ سپر : ایک بار۔
۶ سپرد : ایک بار۔
۷ سپند : سات بار[مرکّب: چھے بار]۔
۸ سپہ : تین بار[مرکّب]۔

سپہ گری:[1] سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری — کچھ شاعری ذریعۂ عزّت نہیں مجھے ص۱۲۴

سپہر:[2] موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا — جس طرح ہے سپہر پر پرویں ص۲۸۱

سپہر شکوہ: دیکھیے: داورِ سپہر شکوہ۔

سپید[3] وسیاہ: دیکھیے: روز وشب وسپید وسیاہ۔

ستارگاں: ہوتے ہیں محو جلوۂ خُور سے ستارگاں — دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ ص۴۸

ستارہ:[4] خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ ص۲۷۷

ستارہ بار: دیکھیے: ابرِ ستارہ بار۔

ستارہ سیاہ: دیکھیے: خسروِ ستارہ سیاہ۔

ستارہ شماری: کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف — تسبیحِ اشک ہاے ز مژگاں چکیدہ ہوں ص۶۱

ستارۂ روشن: زِ ہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے — شعاعِ مہرِ درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ ص۲۷۷

ستارۂ گوہرفروش: گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے! ص۲۳۰

ستارے: زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرایش — بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے ص۲۳۶

ستایش:[5] (۱) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر — قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت ص۱۲۷

(۲) فکر اچھّی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کھُلا ص۱۴۱

(۳) نہ ستایش کی تمنّا نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

(۴) نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستایش ہے؟ — کہو کہ خامسِ آلِ عبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۵) دیکھیے: سرو برگِ ستایش۔

ستایش گر: (۱) ستایش گر ہے زاہد اِس قدر جس باغِ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا ص۱۵۶

(۲) دیکھیے: عجزِ اعجازِ ستایش گر۔

---

[1] سپہ گری : ایک بار۔

[2] سپہر : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[3] سپید : ایک بار [مرکّب]۔

[4] ستارہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

ستارگاں : ایک بار

ستارے : ایک بار [بہ طورِ جمع]۔

[5] ستایش : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔

ستایش گر : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

ستّر[1]: سنینِ عُمر کے ستّر ہوئے شمار برس — بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس ص۲۹۴

ستّر برس: ستّر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز — جس نے جلا کے، راکھ مجھے کردیا تمام ص۲۸۲

ستم[2]: (۱) نہ ستم کراب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی — مجھے طاقت آزمائی، تجھے اُلفت آزمائی ص۱۰

(۲) نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل — تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، اُلفت آزما پایا ص۱۳

(۳) واحسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ — ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر ص۱۶۹

(۴) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز — نامہرباں نہیں ہے اگر مہرباں نہیں ص۱۸۸

(۵) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۶) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر — آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے ص۲۱۹

(۷) تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں — تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے ص۲۲۶

(۸) حسد، سزاے کمالِ سخن ہے کیا کیجے! — ستم، بہاے متاعِ ہُنر ہے کیا کہیے! ص۲۴۷

(۹) تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم کیا ہے — رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے؟ ص۲۵۱

(۱۰) مسیح جس سے کرے اخذ فیضِ جاں بخشی — ستم ہے، کُشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص۲۸۵

دیکھیے ـــــ: (۱۱)، (۱۲) تیغِ ستم [دوبار]۔ (۱۳) خستۂ تیغِ ستم۔ (۱۴) ذوقِ ستم۔ (۱۵) طرزِ ستم۔ (۱۶) کثرتِ جورو ستم۔ (۱۷) مضمونِ ستم۔

ستم آمادہ: دیکھیے: دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ۔

ستم ایجاد: نالہ، جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں — ہے تقاضاے جفا، شکوۂ بیداد نہیں ص۱۸۶

ستم دیدۂ بازگشتن: دیکھیے: غریبِ ستم دیدۂ بازگشتن۔

ستم رسیدہ: دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے، وصال کا مذکور ص۴۲

ستم زدگاں: کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے! — جس میں کہ ایک بیضۂ مُور آسمان ہے ص۲۰۳

ستم زدہ: یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب! — مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا ص۱۴۷

ستم کش: ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلّف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر ص۱۶۸

---

۱ ستّر : دوبار۔

۲ ستم : بتّیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب: بائیس بار]۔

ستم ہا : دوبار [مرکّب]۔

ستم کشِ جنوں:	ہمہ یک نفس تپش سے تب وتابِ ہجر مت پوچھ	کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی	ص۱۰
ستم کشی:	ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا	اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو	ص۶۷
ستمِ کشمکشِ دامِ وفا:	ہے اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا	دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار	ص۶
ستم کوشوں:	ترحّم میں ستم کوشوں کے، ہے سامانِ خوں ریزی	سرشکِ چشمِ یار، آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے	ص۹۸
ستم کیشوں:	اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں زِبس تیرِ نگاہ	پردۂ بادام، یک غربالِ حسرت بیز ہے	ص۸۵
ستمِ نسبتِ زلف:	سُنبلستانِ جنوں ہوں، ستمِ نسبتِ زلف	موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے	ص۱۰۷
ستم وجورِ ناخدا:	سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ	خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے	ص۲۴۸
ستم ہائے جدائی:	دیکھیے: عرضِ ستم ہائے جدائی۔		
ستم ہائے روزگار:	دیکھیے: رہینِ ستم ہائے روزگار۔		
ستمِ ہمرہاں:	ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھایئے	دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ	ص۲۰۱
ستمگر[1]:	(۱) فلکِ سفلہ بے محابا ہے	اِس ستمگر کو انفعال کہاں!	ص۶۶
	(۲) اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو	[دیکھیے: ستم کشی]۔	
	(۳) ترے نوکرترے در پر اسدکو ذبح کرتے ہیں	ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟	ص۸۴
	(۴) میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں	وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا	ص۱۴۳
	(۵) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا	اَوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا	ص۱۵۲
	(۶) کام اُس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں	لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر	ص۱۶۹
	(۷) وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے	ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز	ص۱۷۲
	(۸) زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر! ورنہ	کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں	ص۱۸۶
	(۹) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز	نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں	ص۱۸۸
	(۱۰) دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر!	کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے	ص۲۳۴
	(۱۱) نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں	مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو، بجا کہیے	ص۲۴۸

---

[1] ستمگر : گیارہ بار۔

ستیزہ[1] مست: دیکھیے: فرقِ ستیزہ مست۔

سجادہ[2]: دیکھیے: خرقہ وسجادہ۔

سجود[3]: دیکھیے: گزارشِ ذوقِ سجود۔

سجودِ خَمِ شمشیر: اے خوشا ذوقِ تمنّاے شہادت! کہ اسدؔ — بے تکلّف بہ سجودِ خَمِ شمشیر آیا ص۲۸

سجدہ[4]: (۱) بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہاے حُسن — یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جَولانِ عجز ص۴۴

(۲) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر سجدے میں اے دستِ دُعا! گُم ہو! ص۶۸

(۳) اثر میں یہاں تک اے دستِ دعا! دخلِ تصرّف کر — کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خَمِ محراب ہو جاوے ص۱۰۵

(۴) تمنّاے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعاے دل بہ محرابِ خَمِ شمشیر بہتر ہے ص۱۰۸

(۵) دیکھیے: ننگِ سجدہ۔

سجدہ تمثال: توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ بر روے زمیں — سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیں جس کو جبیں ص۷

سجدہ ریز: صرف اظہار ہے ارادت کا — ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں ص۲۸۱

سجدہ فرسا: دیکھیے: جبینِ سجدہ فرسا۔

سجدہ فشاں: دیکھیے: جبینِ سجدہ فشاں۔

سجدہ وار: دیکھیے: یک سجدہ وار۔

سجدۂ اُلفت: بے درد سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو — جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص۶۷

سجدۂ بت: کہتے ہو، کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟ — گویا جبیں پہ سجدۂ بُت کا نشاں نہیں ص۱۸۸

سجدۂ جبینِ نیاز: دیکھیے: ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز۔

سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی: بر خاک اُفتادگیِ کُشتگانِ عشق — ہے سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی ص۴۵۴

سجدۂ شوق: خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں، صفتِ آئنہ در پنہاں ہے ص۱۰۹

سجدۂ عرضِ نیاز: دیکھیے: نازِ سجدۂ عرضِ نیاز۔

---

۱ ستیزہ : ایک بار [مرکّب]۔

۲ سجّادہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳ سجود : دو بار [مرکّب]۔

۴ سجدہ : سولہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

سچ[1]: (۱) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہاے بتاں سے | سچ کہتے ہیں وَاللہ کہ اللہ غنی ہے | ص۱۱۱

(۲) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ! | کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے | ص۱۲۵

(۳) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رُسوائی؟ | بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ | ص۲۰۰

(۴) سچ کہتے ہو خود بین و خود آرا ہوں، نہ کیوں ہوں؟ | بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے | ص۲۴۹

(۵) سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے | دریاے نور ہے فلکِ آبگینہ فام | ص۲۸۲

(۶) جان کی پاؤں اَماں، باتیں یہ سب سچ ہیں، مگر | ص۲۹۲[تضمین]

سحاب[2]: دیکھیے ــــ:(۱) اشکِ سحاب۔(۲) غبارِ سحاب۔

سَحَر[3]: (۱) شکستِ رنگ کی لائی سحر، شبِ سُنبل | پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا | ص۳۰

(۲) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عُمر | سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک | ص۵۰

(۳) چمن، نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے | سحر گل ہاے نرگس چند چشمِ کور مَلتے ہیں | ص۶۴

(۴) فنا، کرتی ہے زائل سرنوشتِ کُلفتِ ہستی | سحر، از بہرِ شُست وشوے داغِ ماہ، صابوں ہے | ص۱۱۲

(۵) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جُز مرگ، علاج | شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک | ص۱۷۵

(۶) پروانے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے اسدؔ | ہر رات شمع صبح سے لے تا سحر جلے | ص۳۰۴

(۷) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار | یہ شامِ غم آپ پر سحر کر | ص۳۴۸

دیکھیے ــــ:(۸) تاراجِ سحر۔(۹) جُنبشِ سحر۔(۱۰) جوشِ سحر۔(۱۱) دلیلِ سحر۔(۱۲) شام و سحر۔(۱۳) گریبانِ سحر۔(۱۴) لذّتِ خوابِ سحر۔(۱۵) نالۂ مرغِ سحر۔(۱۶) نَفَسِ بادِ سحر۔

سحرایجادیِ اثر: دیکھیے: طراوتِ سحرایجادیِ اثر۔

سحرگاہ: دیکھیے: دُعاہاے سحرگاہ۔

سحرگہ: (۱) سحرگہ باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا | اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا | ص۳۱

---

[1] سچ : چھے بار۔

[2] سحاب : دوبار[مرکّب]۔

[3] سَحَر : سترہ بار[مفرد: سات بار، مرکّب: دس بار]۔

سحرگاہ : ایک بار[مرکّب]۔

سحرگہ : دوبار[مرکّب: ایک بار]۔

سحرگہی : ایک بار[مرکّب]۔

سحری : دوبار[مرکّب]۔

(۲) دیکھیے: آہِ سحر گہ۔

سحر گہی: دیکھیے: پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی۔

سحری: دیکھیے ـــــ: (۱) چراغِ سحری۔ (۲) گریۂ سحری۔

سحر[1]: (۱)، (۲) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے — جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں — ص۱۸۹

(۳) دیکھیے: ردِ سحر۔

سحر طرازی: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغّل — ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت — ص۱۲۷

سحرِ شعلۂ آواز: دیکھیے: تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز۔

سخت[2]: (۱) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! — مری فریاد کو کہسار، سازِ عجز نالی ہے — ص۷۹

(۲) دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے — یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے — ص۸۵

(۳) تھی نوآموزِ فنا ہمّتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا — ص۱۴۴

(۴) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ — واقعہ سخت ہے اور جان عزیز — ص۱۷۳

(۵) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے — ص۲۲۶

(۶) دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا — اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا — ص۲۵۳

(۷) سہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آپڑی — مجھ پہ کیا گزرے گی اِتنے روز حاضر بن ہوئے — ص۱۲۹

(۸) سخت مشکل ہوگا سُلجھانا تجھے — قہر ہے، دل اِن سے اُلجھانا تجھے — ص۲۶۶

(۹) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقّع زیادہ رکھتے ہیں — ص۱۸۲

(۱۰) ہے جُنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار — خونابۂ ہلالِ حسرت چشیدہ ہوں — ص۶۱

(۱۱) قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں — سخت ارزاں ہے گرانی میری — ص۲۳۱

(۱۲) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو — جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی — ص۹۲

(۱۳) رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم — شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم — ص۵۳

(۱۴) دیکھیے: سنگ آمد و سخت آمد۔

---

[1] سحر : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

[2] سخت : چودہ بار۔

سخت جان : ایک بار [مرکّب]۔

سخت جانی : دو بار۔

سخت جانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔

سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن: ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ　　تیشے کی، کوہسار میں ہے یک صدا گرو　　ص۶۹

سخت جانی: (۱) تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے　　نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا　　ص۱۱

(۲) بہارِ حیرتِ نظّارہ سخت جانی ہے　　حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے　　ص۱۱۲

سخت جانی ہائے تنہائی: دیکھیے: کاوکاوِ سخت جانی ہائے تنہائی۔

سختیِ[1] خوابِ گراں: دیکھیے ——:(۱) حریفِ سختیِ خوابِ گراں۔ (۲) حسابِ سختیِ خوابِ گراں۔

سختیِ راہ: ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم　　کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا　　ص۱۹

سختیِ راہِ محبت: سختیِ راہِ محبت منعِ دخلِ غیر ہے　　پیچ و تابِ جادہ، ہے یہاں جوہرِ تیغِ عسس　　ص۴۵

سختی کشانِ عشق: سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر　　وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے　　ص۲۲۶

سختی ہائے قیدِ زندگی: بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی!　　شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے　　ص۸۵

سخن[2]: (۱) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے　　مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا　　ص۱۲

(۲) غریبِ ستم دیدۂ بازگشتن　　سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا　　ص۱۸

(۳) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں　　سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا　　ص۲۹

(۴) دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش　　مضرابِ تارہائے گلوئے بُریدہ ہوں　　ص۶۱

(۵) غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں　　مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں　　ص۶۳

(۶) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں　　ہے سخن، گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ　　ص۷۱

(۷) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی　　یعنی سخن کو کاغذِ اِحرامِ مدعا ہے　　ص۹۵

(۸) بہ سخن اوجِ دہِ مرتبۂ معنی و لفظ　　بہ کرمِ داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل　　ص۱۲۴

(۹) ظلم ہے گر نہ دو سخن کی داد　　قہر ہے گر کرو نہ مجھ کو پیار　　ص۱۳۶

(۱۰) سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے　　جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو　　ص۱۹۹

(۱۱) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی　　یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے!　　ص۲۵۱

(۱۲) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے　　تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے　　ص۲۰۱

---

۱ سختی : چھے بار [مرکّب]۔　　سخنور : ایک بار۔

۲ سخن : اَڑسٹھ بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: چوّن بار]۔　　سخنوران : ایک بار [مرکّب]۔

(۱۳) ہو سخن کی جسے طلبگاری کرے اِس نسخے کی خریداری ص۲۶۸

(۱۴) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں دراز اِس کی ہو عُمر اِس قدر، سخن کوتاہ ص۲۷۸

(۱۵) سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا کہ رنگِ خامۂ فولاد مانائے سیاہی ہے ص۴۵۴

(۱۶) ہے زِ پا اُفتادگیِ نشہ بیماری مجھے بے سخن تبخالۂ لب، دانۂ انگور ہے ص۹۳

دیکھیے ــــــ: (۱۷) اظہارِ سخن۔ (۱۸) اقلیمِ سخن۔ (۱۹) اندازِ سخن۔ (۲۰)، (۲۱)، (۲۲) اہلِ سخن [تین بار]۔ (۲۳) باربدِ بزمِ سخن۔ (۲۴) پائے سخن۔ (۲۵) پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن۔ (۲۶) تابِ سخن۔ (۲۷) تازہ سخن۔ (۲۸) تختِ سلطانِ سخن۔ (۲۹) جوہرِ افسونِ سخن۔ (۳۰) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن۔ (۳۱) حیرتِ فکرِ سخن۔ (۳۲) خسروِ شیریں سخن۔ (۳۳) دستگہِ سخن۔ (۳۴)، (۳۵) راہِ سخن [دوبار]۔ (۳۶) روے سخن۔ (۳۷) رہ روانِ راہِ سخن۔ (۳۸) رہنِ سخن۔ (۳۹) سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔ (۴۰) سزاے کمالِ سخن۔ (۴۱) طاقتِ سخن۔ (۴۲) طرفِ سخن۔ (۴۳) طوطیِ شیریں سخن۔ (۴۴) عصاے خضرِ صحراے سخن۔ (۴۵) فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن۔ (۴۶)، (۴۷)، (۴۸)، (۴۹) فکرِ سخن [چار بار]۔ (۵۰) گرمِ سخن۔ (۵۱) متاعِ سخن۔ (۵۲) مجالِ سخن۔ (۵۳) نشۂ فکرِ سخن۔ (۵۴) نقدِ سخن۔

سخن برلب آوردگاں: غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا ص۱۸

سخنِ بےصدا: دیکھیے: یک سخنِ بے صدا۔

سخن تکیہ: روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ تکیہ کلام اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن، سُخن تکیہ ص۳۰۳

سخنِ حق: نقشِ معنی ہمہ خمیازۂ عرضِ صورت سخنِ حق ہمہ پیمانۂ ذوقِ تحسیں ص۱۳۴

سخن ساز: اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو عصفورہ ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۳۱۳

سخن سرائی: دیکھیے: شمعِ بزمِ سخن سرائی۔

سخنِ سنجیدہ: اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں ورنہ کانٹے میں تلے ہے سخنِ سنجیدہ ص۴۵۱

سخنِ عشق: باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ نفسِ سوختۂ، رمزِ چمن ایمائی ہے ص۱۰۴

سخن فہم: ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرف دار نہیں دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا ص۲۸۸

سخنِ گرم: لکھتا ہوں اسدؔ! سوزشِ دل سے سخنِ گرم تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت ص۱۶۴

سخن گستر: دیکھیے: شاہِ سخن گستر۔

سخن گسترانہ: مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اُس سے، قطعِ محبت نہیں مجھے — ص۱۲۵

سخنِ موے دماغ: دیکھیے: فکرِ سخنِ موے دماغ۔

سخنِ ناصحِ دانا: عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز — آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے — ص۱۰۷

سخنور: ہیں اَور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور — ص۱۷۰

سخنورانِ کامل: مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل — سُن سُن کے اُسے، سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمایش — ''گویم مشکل، وگر نگویم مشکل'' — ص۲۵۲

سَدِّ[۱] اسکندر: سَدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں — گر کرے یوں امر، نہی بوتراب آئینے پر — ص۴۰

سَدِّ سکندر: حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیرا اے اسدؔ! — نقشِپاے خضر یھاں سدِّ سکندر ہوگیا — ص۳۰

سدرہ: رہ روِ راہِ خلد کا توشہ — طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ — ص۱۳۱

سدا[۲]:
(۱) ساقِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح — ص۳۷
(۲) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے، کہ ہوتا ہے سدا — بوے گل سے نفَسِ بادِ صبا عطر آگیں — ص۱۳۴
(۳) تمھیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ — ص۲۷۸

سر[۳]:
(۱) اِس چمن میں ریشہ داری جس نے سر کھینچا اسدؔ — تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا — ص۲۰
(۲) کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست بر سر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا — ص۲۱
(۳) اسدؔ! خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا — ص۲۲
(۴) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہواے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص۲۶
(۵) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجاے زخم، گل برگوشۂ دستار ہو پیدا — ص۳۱
(۶) جوں جادہ سر بہ کوے تمنّاے بے دلی — زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز — ص۴۲
(۷) یک بخت اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ — سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ — ص۵۱
(۸) سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا — یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں — ص۶۲
(۹) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو — جوں شمع غوطہ داغ میں کھا گر وضو نہ ہو — ص۶۷

---

۱ سَدّ : دوبار [مرتّب]۔
۲ سدا : تین بار
۳ سر : ایک سو پچپن بار [مفرد پچاس بار، مرتّب: (مختلف معنوں میں) ایک سو پانچ بار]۔

(۱۰) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب	فرو ہوتا ہے سرسجدے میں، اے دستِ دُعا! گم ہو	ص ۶۸
(۱۱) گردِ ساحل ہے، نمِ شرمِ جبینِ آشنا	گر نہ باندھے قلزمِ الفت میں سر، جائے کدو	ص ۶۹
(۱۲) کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی!	سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی!	ص ۷۴
(۱۳) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے	وسعت گہِ تمنا، یک بام و صد ہَوا ہے	ص ۹۴
(۱۴) صبح آیا جانبِ مشرق نظر	اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھُلا	ص ۱۳۹
(۱۵) کوہکن، نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ	سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا	ص ۱۴۹
(۱۶) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ	سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا	ص ۱۵۲
(۱۷) ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے	ہر گوشۂ بساط، ہے سر شیشہ باز کا	ص ۱۵۵
(۱۸) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا؟	نہ ہوگا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا	ص ۱۶۰
(۱۹) موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے	آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟	ص ۱۶۱
(۲۰) جو ہوا غرقۂ مَے، بختِ رسا رکھتا ہے	سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہُما موجِ شراب	ص ۱۶۳
(۲۱) سر پھوڑنا وہ غالبؔ شوریدہ حال کا	یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر	ص ۱۶۹
(۲۲) جی میں ہی کچھ نہیں ہے ہمارے، وگرنہ ہم	سر جائے یا رہے، نہ رہیں پر کہے بغیر	ص ۱۶۹
(۲۳) مٹ جائے گا سر گر ترا پتھر نہ گھسے گا	ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اَور	ص ۱۷۰
(۲۴) مرتا ہوں اِس آواز پہ، ہر چند سر اُڑ جائے	جلاّد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ: ہاں اَور	ص ۱۷۰
(۲۵) مرگیا پھوڑ کے سر غالبؔ وحشی، ہے ہے!	بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس!	ص ۱۷۳
(۲۶) خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو	رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پائے گل	ص ۱۷۶
(۲۷) سر کھُجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے	لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں	ص ۱۸۲
(۲۸) فکرِ دنیا میں سر کھپاتا ہوں	میں کہاں اور یہ وبال کہاں!	ص ۱۸۳
(۲۹) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش	صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں	ص ۱۸۴
(۳۰) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے	بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں	ص ۱۸۶
(۳۱) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ	اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۴

(۳۲)،(۳۳) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرّر چاہا ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۳۴) وفا کیسی، کہاں کا عشق، جب سر پھوڑنا ٹھہرا تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟ ص۲۰۰

(۳۵) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی ص۲۰۲

(۳۶) تپش سے میری، وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے ص۲۱۲

(۳۷) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی! ص۲۱۶

(۳۸) سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے وہ ایک مُشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے ص۲۱۸

(۳۹) سر پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی رُو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے ص۲۲۰

(۴۰) پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں سر زیرِ بارِ منّتِ درباں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۴۱) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے کہ اپنے سایے سے سر پانْو سے ہے دو قدم آگے ص۲۲۷

(۴۲) کس روز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو؟ کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے؟ ص۲۴۳

(۴۳) بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے ص۲۴۶

(۴۴) خود بہ خود کچھ ہم سے کنیانے لگا اِس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا ص۲۶۶

(۴۵)،(۴۶) خوش ہو اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا باندھ شہ زادہ جواں بخت کے سر پر سہرا ص۲۸۷

(۴۷) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کُلاہ! مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا ص۲۸۷

(۴۸) رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں باندھنے کو جو ترے سر پہ اُٹھایا سہرا ص۲۸۸

(۴۹) آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے سر سے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جا مرے ص۲۹۱

(۵۰) ہو کر شہیدِ عشق میں، پائے ہزار جسم ہر موجِ گردِ راہ مرے سر کو دوش ہے ص۳۲۰

دیکھیے ـــــــ:(۵۱)،(۵۲) آشفتہ سر [دوبار]۔(۵۳) خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ۔(۵۴) دردِ سر۔(۵۵) دست بر سر۔(۵۶) دوسر۔(۵۷) دورانِ سر۔(۵۸) زخمِ سر۔(۵۹)،(۶۰) غالبِ آشفتہ سر [دوبار]۔(۶۱)، (۶۲) مغزِ سر [دوبار]۔(۶۳) منشیِ خیرہ سر۔(۶۴) موے سر۔

سرِ آغازِ موسم: سر آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم کہ دِلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں ص۲۶۳

سرِ امتحاں: عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ یہ گردِ وہم، جُز بہ سرِ امتحاں نہیں ص۵۷

سر انگشت:	ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے	دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت	ص۳۲
سرِ انگشت:	کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ	ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص۱۰۳
سرانگشتِ حسیناں:	دیکھیے: مسی آلودہ سر انگشتِ حسیناں۔		
سرانگشتِ حنائی: (۱)	شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر	غنچۂ گل پرفشاں پروانہ آسا جل گیا	ص۲۰
(۲)	اچّھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور	دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی	ص۲۲۸
سرِ اہلِ سلامت:	دیکھیے: دردِ سرِ اہلِ سلامت۔		
سرِ بازار:	بُتو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے	تو یوسف سا حسیں بِکنے سرِ بازار آتا ہے	ص۳۱۰
سرِ بہ پاے بُتِ نانہادہ:	بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زُنّار	سرِ بہ پاے بُتِ نانہادہ رکھتے ہیں	ص۶۰
سر بجیبی ہا:	دیکھیے: بمُفتِ سر بجیبی ہا۔		
سر بہ زانوے کرم:	سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی	اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری	ص۹۳
سر بہ صحرادادہ:	(۱)، (۲) دیکھیے: سرشکِ سر بہ صحرادادہ [دو بار]۔		
سر بہ کف:	اے نوا سازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں	یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں	ص۶۳
سر بہ گریباں:	خامہ انگشت بہ دنداں کہ اِسے کیا لکھیے	ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے	ص۱۲۲
سر بہ مُہرگلاس:	انگبیں کے، بہ حُکمِ ربّ النّاس	بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس	ص۱۳۱
سر بہ مُہرچشم پوشیدن:	معمّاے تکلّف، سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن	گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے	ص۸۵
سرِ پُرشور:	یہاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جُو	وہاں وہ فرقِ نازِ محوِ بالشِ کمخواب تھا	ص۱۴۵
سرِ پستانِ پری زاد:	خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے	سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے	ص۱۲۲
سر تا بہ پا:	جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل	سر تا بہ پا ہوں جَیبِ دریدہ	ص۴۵۱
سر تاپا: (۱)	فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تا پا	عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا	ص۱۲
(۲)	غیر کی منّت نہ کھینچوں گا پَے توفیرِ درد	زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک	ص۱۷۵
سر تاپاگداز:	یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سر تا پا گداز	بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث	ص۳۴
سرِ تارِنظر:	بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں، در خلوتِ شب ہا	سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا	ص۲۳

سرِ تارِنفَس: وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِعشرت تھا اسدؔ — ناخنِ غم یھاں سرِ تارِنفَس مضراب تھا ص۱۵

سر تاقدم: (۱) شعلہ آغاز، ولے حیرتِ داغِ انجام — موجِ مے، لیک زِ سر تا قدم آغوشِ خمار ص۶

(۲) خور، شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا ص۱۲

(۳) عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں — بجاے خود وگرنہ سرو بھی میناے خالی ہے ص۷۹

سر تاناخنِ پا: شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مہ، زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص۹۶

سرِ تپش: دیتا ہوں کُشتگاں کو سخن سے سرِ تپش — مضرابِ تارہاے گلوے بُریدہ ہوں ص۶۱

سرِ تعمیرِ کائنات: اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بناے عہدِ وفا اُستوار تر ص۴۱

سرِ جادۂ شرعِ تسلیم: جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم — نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں ص۸

سرِ خستہ: نہ اَوروں کی سُنتا، نہ کہتا ہوں اپنی — سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت ص۳۳

سرِ خودداری: دیکھیے: دردِسرِ خودداری۔

سرِ دامن: دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

سر درگریبانی: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ — ہوں سراپا یک خَمِ تسلیم، جو مولا کرے ص۱۰۱

سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار: گر ہے سرِ دیوزگیِ جلوۂ دیدار — جوں پنجۂ خرشید ہو اے دستِ دعا! گرم ص۴۴۸

سرِ دُزدیِ زخم: نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم — جوں نمد، ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۴

سرِ دعویٰ: شمع آسا چہ سرِ دعوی و کُو پاے ثبات؟ — گُلِ صد شعلہ بہ یک جَیبِ شکیبائی ہے ص۱۰۴

سرِ دعویِ باطل: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز — دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص۱۴

سر دیوارِ باغ: دیکھیے: خارِسرِ دیوارِ باغ۔

سر دیوانہ: (۱)،(۲) دیکھیے: موے سرِ دیوانہ [دوبار]۔

سر ذوقِ فنا: :خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا، اے انتظار! — ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے ص۷۸

سرِ راہ: (۱) دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے — عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے! ص۳۱۲

(۲) دیکھیے: ہرسرِ راہ۔

سرِ راہ گزر: نالاں ہوں اسدؔ تو بھی سرِ راہ گزر پر — کہتے ہیں کہ: تاثیر ہے فریادِ جرس کو ص۴۵۰

سرِ رشتۂ پاسِ انفاس: توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص۷

سرِ رہ گزار: (۱) روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہ گزار کی ص۲۵۱

(۲) دیکھیے: جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار۔

سرِ رہ گزر: سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسشِ حال کہ یہ کہے کہ سرِ رہ گزر ہے کیا کہیے ص۲۴۷

سرِ رہ گزرِ باد: دیکھیے: چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد۔

سرِ زلف: دیکھیے: گرفتارِ سرِ زلف۔

سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد: تھا سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار ص۶

سرِ سودائے انتظار: جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار، تو آ کہ ہیں متاعِ دکانِ نظر در و دیوار ص۱۶۷

سرِ شمع: ہوسِ فروختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی ص۱۰

سرِ شوریدہ: (۱) اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو! جوشِ سودا کب حریفِ منّتِ دستار ہے ص۸۳

(۲) کبھی تو اِس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے کہ ایک عُمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے ص۲۱۳

سرِ کوئے یار: فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں بہ رنگِ جادہ سرِ کوئے یار رکھتے ہیں ص۶۳

سرِ لشکرِ وحشت علَمی: ہے عرضِ شکست، آئنۂ جُراتِ عاشق جُز آہ، کہ سرِ لشکرِ وحشت علَمی ہے ص۱۰۶

سرِ مصراعِ صافِ تیغ: طرفہ موزنی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد ص۳۸

سرِ مژگاں: دیکھیے——:(۱) رمزِ سرِ مژگاں۔ (۲) نوکِ سرِ مژگاں۔

سرِ مژگانِ دوست: دیکھیے: خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست۔

سرِ مژہ: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں، اسدؔ ہے برسرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک ص۵۰

سرِ معنی: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ اسدؔ چاکِ دل، شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے ص۱۱۳

سرِ مزار: دیکھیے: شمعِ سرِ مزار۔

سرِ منزلِ تقویٰ: دیکھیے: جادۂ سرِ منزلِ تقویٰ۔

سرِ منزلِ نازک خیالی: دیکھیے: تارِ جادۂ سرِ منزلِ نازک خیالی۔

سرِ منزلِ ہستی: سرِ منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور جو خط ہے کفِ پا پہ، سُو ہے سلسلۂ پا ص۲۹

سرِ مُو: دیکھیے: زبانِ ہر سرِ مو۔

سرِ ناخن: موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار ص۵

سرِ ناخنِ نگار: بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یہاں نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو ص۶۹

سرِ نشوونما: نشّے کے پردے میں ہے محوِ تماشاے دماغ — بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب ص۱۶۳

سر نگوں: (۱) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورش نمک داں کی ص۷۷

(۲) بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی ص۲۰۲

سرنگونی: (۱) ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے ص۲۰۸

(۲) دیکھیے: وقتِ سرنگونی۔

سر و پا: (۱)، (۲) دیکھیے: بے سروپا [دوبار]۔

سر و تن: فنِ صورت گری میں تیرا گُرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام

اُس کے مضروب کے سر و تن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ ص۱۳۸

سر و دستار: دیکھیے: ذوقِ آرایشِ سرودستار۔

سر و زانو: دیکھیے: جستجوے فرصتِ ربطِ سروزانو۔

سر و گردن: دیکھیے: وہمِ صد سروگردن۔

سرِ ہر خار: بہ پاسِ شوخیِ مژگاں، سرِ ہر خار سُوزن ہے — تبسم، برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے ص۸۵

سرِ ہر ذرّہ: پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت — ہیں داغ سے معمور شقائق کی کُلاہیں ص۵۹

سرِ ہر مُو: دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت — ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے ص۲۰۹

سرِ ہم فتنہ غُبار: گلشن و مے کدہ، سیلابیِ یک موجِ خیال — نشہ و جلوۂ گل، بر سرِ ہم فتنہ غُبار ص۳

سرِ یاراں: دیکھیے: دردِ سرِ یاراں۔

سر[1] [کرنا]: (۱) آتی نہیں نیند اے شبِ ہجر! — افسانۂ زلفِ یار سر کر ص۴۴۸

(۲) توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص۷

---

[1] سر[کرنا] : تین بار۔

	(۳) جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ	سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست	ص ۱۶۴
سر[1] [ہوتے تک]:	آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک	کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک	ص ۱۷۵
سرا[2]:	دیکھیے: تعمیرِ سرا۔		
سراب[3]:	(۱) بے دلوں سے ہے تپش جوں خواہشِ آب از سراب	ہے شرر موہوم گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل	ص ۵۳
	(۲) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے!	جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں	ص ۱۸۹
	دیکھیے ــــ: (۳) فریب نامۂ موجِ سراب۔ (۴) موجِ سراب۔		
سرابِ حُسنِ خُلق:	اے بہ سرابِ حُسنِ خُلق تشنۂ سعیِ امتحاں!	شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ	ص ۷۲
سرابِ دشتِ وفا:	دیکھیے: موجِ سرابِ دشتِ وفا۔		
سرابِ سطرِ آگاہی:	دیکھیے: وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی۔		
سرابِ صحرا:	دیکھیے: موجِ سرابِ صحرا۔		
سرابِ گفتگوہا:	بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگوہا	تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی	ص ۹
سرابِ یقیں:	سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں	اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں	ص ۴۴۸
سرابِ یک تپش آموختن:	میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز	زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز	ص ۴۲
سراپا[4]:	(۱) سراپا یک آئینہ دارِ شکستن	ارادہ ہوں یک عالمِ افسرگاں کا	ص ۱۸
	(۲) دوُد میرا سنبلستاں سے کرے ہے ہمسری	بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا	ص ۲۰
	(۳) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل	جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل	ص ۵۱
	(۴) خوشا! وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو	جنون و یاس و الم، رزقِ مدعا طلبی ہے	ص ۷۵
	(۵) دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے	یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے	ص ۸۵
	(۶) کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ الفت کہوں؟	زخم، مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے	ص ۱۰۴
	(۷) سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر؟	وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے	ص ۲۲۶
	(۸) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جرات ہوں اسدؔ	کیا سزا ہے میرے جُرمِ آرزو تاویل کی؟	ص ۹۱

---

۱ سر[ہوتے تک]: ایک بار۔
۲ سرا : ایک بار[مرکّب]۔
۳ سراب : گیارہ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔
۴ سراپا : پندرہ بار۔

(۹) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا — ص ۱۴۸

(۱۰) ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ — ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے — ص ۲۰۹

(۱۱) گدازِ سعیِ بینش، شُست وشوئے نقشِ خودکامی — سراپا شبنم آئیں یک نگاہِ پاک باقی ہے — ص ۱۰۷

(۱۲) سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسدؔ! — جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں — ص ۶۵

(۱۳) تجاہل پیشگی سے مدعا کیا؟ — کہاں تک اے سراپا ناز! کیا کیا — ص ۱۵۷

(۱۴) دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں — ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن — ص ۱۷۹

(۱۵) ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ — ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے — ص ۱۰۱

سراج الدّین[۱]: ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب — نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ — ص ۱۹۴

سراسر[۲]: (۱) ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق — یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو — ص ۶۹

(۲) قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا — خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا — ص ۱۵۱

(۳) کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ — خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے — ص ۲۱۳

(۴) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر، سہرا — ص ۲۸۷

(۵) دکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کرخانہ مانندِ کماں خالی — ص ۴۵۵

(۶) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہرواں کی، فرق منزل کا — ص ۱۸

(۷) ہے سراسر رویِ عالمِ ایجاد اُسے — جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ میں جولانِ بہار — ص ۵

(۸) بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص ۱۰۳

سُراغ[۳]: (۱) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ، غُبار — یہ مے کدہ، خراب ہے مَے کے سُراغ کا — ص ۱۵۰

(۲) دیکھیے: وحشت سراغ۔

سُراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر: سُراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں — پرافشاں ہے غبار آں سوے صحراے عدم میرا — ص ۱۶

سُراغِ تفِ نالہ: سُراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے — کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں — ص ۱۷۹

---

۱ سراج الدین [بہادر شاہ ظفر] : ایک بار۔

۲ سراسر : آٹھ بار۔

۳ سُراغ : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

سُراغِ جلوہ:	کس کا سُراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خُدا!	آئینہ، فرشِ جہتِ انتظار ہے	ص۲۱۷
سُراغِ خلوتِ شب ہاے تار:	بہ رنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ	سراغِ خلوتِ شب ہاے تار رکھتے ہیں	ص۴۴۹
سُراغِ درد:	جُز دل، سُراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ	آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ	ص۷۰
سُراغِ عافیت:	یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے	یھاں سراغِ عافیت جُز دیدۂ بسمل نہ پوچھ	ص۷۲
سراغِ یک نگہِ قہرآشنا:	تکلّف، آئنۂ دو جہاں مدارا ہے	سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا معلوم!	ص۵۴
سرانجام[1]:	گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں	بے سروساماں اسدؔ، فتنہ سر انجام ہے	ص۹۹
سربر[2]:	سربر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عُمر	فرصت کہاں کہ تیری تمنّا کرے کوئی	ص۲۱۵
سربسر[3]:	(۱) عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر	یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا	ص۳۱۹
	(۲) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں	ہر شمع شہادت کو ہے یھاں سر بسر انگشت	ص۳۲
	(۳) بس کہ ہے صیّاد راہِ عشق میں محوِ کمیں	جادۂ رہ سربسر مژگانِ چشمِ دام ہے	ص۱۰۱
	(۴) گُل سربسر اشارۂ جَیبِ دریدہ ہے	نازِ بہار جُز بہ تقاضا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
	(۵) نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب	کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار	ص۱۶۷
	(۶) اے ترا غمزہ، یک قلم انگیز	اے ترا ظلم، سر بسر انداز	ص۱۷۲
	(۷) عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر	کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی!	ص۲۱۵
سرپنجۂ[4] اُفتادگاں:	ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گیرا نہیں	ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں؟	ص۶۵
سرپنجۂ مژگانِ آہو:	اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گداے بے سروپا ہیں	کہ ہے سرپنجۂ مژگانِ آہو پُشت خار اپنا	ص۱۵۴
سرتاسر[5]:	(۱) شاہِ روشن دل بہادرشہ، کہ ہے	رازِ ہستی اُس پہ سر تا سر کھُلا	ص۱۳۹
	(۲) کہ زمیں ہوگئی ہے سر تا سر	روکشِ سطحِ چرخِ مینائی	ص۲۵۱
سرتاسرِ خاک:	وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک	گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہربار ہنوز	ص۱۷۲

---

۱ سرانجام : ایک بار۔

۲ سربر : ایک بار۔

۳ سربسر : سات بار۔

۴ سرپنجہ : دوبار [مرکّب]۔

۵ سرتاسر : چھے بار
[مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

سرتاسرِ دل:	وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل	بخیہ، جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے	ص۱۰۳
سرتاسرِ فکر:	لیکن اِس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر	ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سُبحہ شمار	ص۶
سرتاسرِ گیتی:	ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں	مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سرِ گیتی ہے	ص۱۱۵
سرجوشِ[1] سودائے غلط فہمی:	خیالِ دوُد، تھا سرجوشِ سودائے غلط فہمی	اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار آتش	ص۴۷
سرچشمۂ[2] دیگر:	جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم!	ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے	ص۲۱۶
سرحدِ[3] ادراک:	ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود	قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں	ص۱۸۷
سرخطِ[4] آغاز:	ہے جلوۂ خیال سویدائے مردمک	جوں داغ، شعلہ سرخطِ آغاز ہے مجھے	ص۹۷
سرخطِ بند:	سرخطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا	خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا	ص۲۸
سرخوشِ[5] خواب:	گُل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی	سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز	ص۴۵
سرخوشِ غفلت:	تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل	ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے	ص۸۱
سرد[6]: (۱)	آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست	دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست	ص۱۹۴
	دیکھیے ———:(۲) دلِ سرد۔(۳)،(۴) دمِ سرد [دوبار]۔(۵) دمِ سردِ کشیدہ۔		
سردبازاری:	دیکھیے: خوبیِ سردبازاری۔		
سرد مہر:	عیش، گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر	دَورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے	ص۱۰۷
سردمہری:	دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے	کہ ہوتی ہے زیادہ سردمہری شمع رویاں کی	ص۷۶
سرِدست[7]:	خستگی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سرِ دست	نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے	ص۱۲۸
سرشتہ داری[8]:	ہورہا ہے جہان میں اندھیر	زلف کی پھر سرشتہ داری ہے	ص۲۲۴
سررشتۂ[9] آزادگی:	ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی	لے کے دل سررشتۂ آزادگی	ص۲۶۶

---

۱ سرجوش : ایک بار [مرکّب]۔
۲ سرچشمہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ سرحد : ایک بار [مرکّب]۔
۴ سرخط : دوبار [مرکّب]۔
۵ سرخوش : دوبار [مرکّب]۔
۶ سرد : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
۷ سرِدست : ایک بار۔
۸ سررشتہ داری : ایک بار۔
۹ سررشتہ، سرِرشتہ : نوبار۔

سرِ رشتۂ اوقات: پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص۱۲۴

سررشتۂ ایجاد: بُرشِ تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا — قطع ہوجائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں — ص۱۳۴

سررشتۂ بیتابیِ دل: سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

سرِرشتۂ پاسِ انفاس: توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں — ص۷

سررشتۂ سلامت: بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ — نگاہِ عجز، سرِرشتۂ سلامت ہے — ص۲۱۴

سررشتۂ فنا: موے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے — شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے — ص۹۴

سرِ رشتۂ وفا: تمھیں نہیں ہے سرِرشتۂ وفا کا خیال — ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے، مگر ہے کیا؟ کہیے — ص۲۴۷

سررشتۂ یک ریشہ دُیدن: اے جادے! بہ سررشتۂ یک ریشہ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سُبحہ بہم باندھ — ص۷۱

سرزمین[1]: (۱) ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبّت کا ہے وفور — ص۲۹۳

(۲) میری سُنو کہ آج تم اِس سرزمین پر — حق کے تفضّلات سے ہو مرجعِ انام — ص۲۸۲

سرسبز[2]: (۱) عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز — آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۲) خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچّھا ہے — ص۲۴۰

سرسبزی: دیکھیے: سودائے سرسبزی۔

سرشار[3]: (۱) کس قدر سازِ دو عالم کو ملی جُراتِ ناز — کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار — ص۴

(۲) دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار — ص۱۳۳

(۳) ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عُذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص۲۱۲

دیکھیے ـــــــــ: (۴) ذوقِ سرشار۔ (۵) ساغرِ سرشارِ دوست۔ (۶) ساغرِ جلوۂ سرشار۔

سرشارِ تماشاے دوام: لنگرِ عیش پہ سرشارِ تماشاے دوام — کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پاے بہار — ص۷

سرشارِ تمنّا: (۱) جامِ ہر ذرّہ ہے سرشارِ تمنّا مجھ سے — کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۲) دیکھیے: تشنۂ سرشارِ تمنّا۔

---

[1] سرزمین : دوبار۔

[2] سرسبز : دوبار۔

سرسبزی : ایک بار [مرکّب]۔

[3] سرشار : دس بار

[مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔

سرشاری : دوبار [مرکّب]۔

سرشارِ ئے: دیکھیے: جامِ سرشارِ ئے۔

سرشاریِ اندازِ حباب: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب | نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار | ص ۴

سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ: گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے | قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے | ص ۱۰۹

سرشک[1]: (۱) کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب | کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی | ص ۱۰

(۲) سرشک آشفتہ سرتھا قطرہ زن، مژگاں سے جانے میں | رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں | ص ۵۸

(۳) غالبؔ! زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک | آنسو کی بوند، گوہرِ نایاب ہوگئی | ص ۹۲

دیکھیے ـــــ: (۴) آں سوے ہجومِ سرشک۔ (۵) دانہ ہاے سرشک۔ (۶) عرضِ سرشک۔

سرشک آگیں مژہ: رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزا | سرشک آگیں مژہ نے ست ازاں جاں شستہ بررو تھا | ص ۲۲

سرشک آلودہ: نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! | قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا | ص ۱۵۷

سرشک برزمیں اُفتادہ: (۱) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی | نظر دانہ، سرشکِ بر زمیں افتادہ آتا ہے | ص ۹۸

(۲) سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آسا | اُٹھا یہاں سے نہ میرا آب و دانہ | ص ۴۵۱

سرشک چشمِ اسدؔ: صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت | سرشکِ چشمِ اسد کیوں نہ اُس میں گوہر ہو | ص ۶۷

سرشک چشمِ یار: ترحّم میں ستم کوشوں کے ہے سامانِ خوں ریزی | سرشکِ چشمِ یار آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے | ص ۹۸

سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: (۱) دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے | فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ سے | ص ۸۹

(۲) سرشک سر بہ صحرا دادہ، نور العین دامن ہے | دل بے دست و پا اُفتادہ، برخوردار بستر ہے | ص ۳۱۲

سرشکِ نمک اثر: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر | لطفِ کرم بدولتم ہماں اُٹھائیے | ص ۴۷

سرشیر[2]: نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ ئے سے | لطافت ہاے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا | ص ۳۰

سرفراز[3]: بلندر رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر | کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ | ص ۲۷۷

سرکارِ[4] چمن: دیکھیے: میر آبِ سرکارِ چمن۔

سرکش[5]: دیکھیے ـــــ: (۱) اضطرابِ سرکش۔ (۲) کاکلِ سرکش۔

۱۔ سرشک : پندرہ بار
[مفرد: تین بار، مرکّب: بارہ بار]۔

۲۔ سرشیر : ایک بار۔

۳۔ سرفراز : ایک بار۔

۴۔ سرکاری : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ سرکش : دوبار [مرکّب]۔

سرگراں[1]: (۱) کلفتِ ربطِ این و آں، غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ — ص ۴۳

(۲) وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟ — سبکسر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟ — ص ۱۹۹

(۳) سرگراں مجھ سے سبک رَو کے، نہ، رُہنے سے رہو — کہ بہ یک جُنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں — ص ۲۹۸

سرگرانی: (۱) مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہِ قسمت — جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی — ص ۱۰

(۲) بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں — پر کچھ اب کے سرگرانی اَور ہے — ص ۲۳۷

سرگرم[2]: دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص ۱۸۰

سرگرمِ جفا: گو سمجھتا نہیں پر حُسنِ تلافی دیکھو — شکوۂ جور سے سرگرمِ جفا ہوتا ہے — ص ۲۴۰

سرگرمِ جَولاں: اسدؔ! ازبس کہ فوجِ دردوغم سرگرمِ جولاں ہے — غبارِ راہِ ویرانی ہے مُلکِ دل کی آبادی — ص ۴۵۱

سرگرمِ خرام: بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا — ص ۱۴۷

سرگرمِ خودنمائی: کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے — شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے — ص ۲۶۷

سرگرمِ نالہ ہائے شرربار: آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے — سرگرمِ نالہ ہائے شرر بار دیکھ کر — ص ۱۶۷

سرگرمیِ شوق: طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمیِ شوق — کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں — ص ۱۳۵

سرگشتگی: سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے — ص ۲۰۴

سرگشتگی ہائے طلب: نہیں گرداب، جز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا — ص ۲۶

سرگشتہ[3]: دیکھیے: آوارہ وسرگشتہ۔

سرگشتۂ خمارِ رسوم وقیود: تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن، اسدؔ! — سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا — ص ۱۴۳

سرماخوردگاں[4]: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے ازبس کہ چرخ — قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرماخوردگاں — ص ۶۶

سرمایہ[5]: (۱) آشفتگی نے نقشِ سُویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دُود تھا — ص ۱۴۳

---

۱ سرگراں : تین بار۔
سرگرانی : دوبار۔
۲ سرگرم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
سرگرمی : ایک بار [مرکّب]۔
۳ سرگشتہ : دوبار [مرکّب]۔
سرگشتگی : ایک بار۔
سرگشتگی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۴ سرما : ایک بار [مرکّب]۔
۵ سرمایہ : بارہ بار
[مفرد: ایک بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

دیکھیے ــــــ: (۲) چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ۔ (۳) شفق سرمایہ۔ (۴) صاحبِ سرمایہ۔

سرمایہ اندوزی: دیکھیے: کثرتِ سرمایہ اندوزی۔

سرمایۂ ایجاد: ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام — ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویرِ زمیں — ص۱۳۴

سرمایۂ ایجادِ تمنا: شوقِ سامان فضولی ہے وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا — ص۲۴

سرمایۂ بال و پر نکشودہ: کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش — عافیت، سرمایۂ بال و پر نکشودہ ہے — ص۱۰۳

سرمایۂ صد گلستاں: ہے تصوّر میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس — ص۴۶

سرمایۂ طوفاں: ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں! — برانگشتِ حسابِ اشک، ناخن نعلِ واژوں ہے — ص۱۱۱

سرمایۂ وحشت: سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار — ہر سبزۂ نوخاستہ یھاں بالِ پری ہے — ص۴۵۳

سرمایۂ یک عالم: نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

سرمستیاں[۱]: وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں! — اُٹھیے بس اب کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی — ص۲۳۳

سُرمہ[۲]:
(۱) کیا دے صدا کہ کُلفتِ گُم گشتگاں سے، آہ! — ہے سُرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام — ص۵۵
(۲) سببِ وارستگاں کو تنگِ ہمّت ہے، خداوندا! — اثر سُرمے سے اور لب ہاے عاشق سے صدا گم ہو — ص۶۸
(۳) زبس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے — اسدؔ! کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی — ص۹۷
(۴) کو نفَس و چہ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سُرمہ، صدا نام ہے — ص۹۹
(۵) درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سُرمے سے خفا میرے بعد — ص۱۶۶
(۶) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سُرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے — ص۲۲۶
(۷) چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے — سُرمہ تو کہوے کہ دوُدِ شعلۂ آواز ہے — ص۲۲۷
(۸) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بجھے جوں شعلۂ خاشُ — کہ کم از سُرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا — ص۴۴۵

دیکھیے ــــــ: (۹) سنگِ سرمہ۔ (۱۰) غبارِ سرمہ۔ (۱۱)، (۱۲) غبارِ سرمہ [دوبار]۔ (۱۳) کاغذِ سرمہ۔ (۱۴) گردِ سرمہ۔ (۱۵) موجِ غبارِ سرمہ۔ (۱۶) میلِ سرمہ۔

۱۔ سرمستیاں : ایک بار۔ — سرنامہ : ایک بار۔

۲۔ سُرمہ : اٹھائیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: بیس بار]۔

سُرمہ آلود: دیکھیے ــــــ: (۱) زبانِ سرمہ آلود۔ (۲) جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔

سُرمہ سا: (۱) خوش اُوفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار جوں جادہ، گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں ص ۵۶

(۲) خموشیوں میں، تماشا ادا نکلتی ہے نگاہ، دل سے ترے سُرمہ سا نکلتی ہے ص ۲۱۸

دیکھیے ــــــ: (۳) نگہِ سرمہ سا۔ (۴) نگہِ چشمِ سرمہ سا۔

سرمہ سازِ انتظار: غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے ص ۸۱

سرمہ سائیِ حیرت: ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت زبانِ بستہ و چشمِ کُشادہ رکھتے ہیں ص ۴۴۹

سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں: گردِ رہ، سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں نقشِ ہر گام، دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص ۸

سُرمۂ آواز: فکرِ سخن، بہانۂ پروازِ خامشی دوُدِ چراغ، سرمۂ آواز ہے مجھے ص ۹۷

سُرمۂ چشم: ربطِ تمیزِ اعیاں، دُردِ مَےِ صدا ہے اَعْمٰی کو سرمۂ چشم، آوازِ آشنا ہے ص ۹۴

سُرمۂ چشمِ رکابِ یار: بنّا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف! ص ۴۹

سُرمۂ مُفتِ نظر: سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا ص ۱۵۳

سرنامہ: آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا تجھ پہ کُھل جاوے کہ اِس کو حسرتِ دیدار ہے ص ۲۱۲

سروبرگِ[۱] آرزو: نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ ص ۷۳

سروبرگِ ادراکِ معنی: نہیں گر سرو برگِ ادراکِ معنی تماشائے نیرنگِ صورت سلامت! ص ۱۶۴

سروبرگِ خودآرائی: مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور چیونٹی کے پر، سروبرگِ خود آرائی نہیں ص ۶۵

سروساماں[۲]: دیکھیے ــــــ: (۱) رقیبِ سروساماں۔

(۲) نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبارِ اسدؔ جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے ص ۴۵۴

سروکار[۳]: ختم کرتا ہوں اب دُعا پہ کلام شاعری سے نہیں مجھے سروکار ص ۱۲۷

سروکارِ انتظار: بہ رنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ سراغِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں ص ۴۴۹

سروکارِ تواضع: سروکارِ تواضع تا خَمِ گیسو رسانیدن بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا ص ۲۴

سرنوشت[۴]: (۱) ہے سر نوشت میں رقَمِ وا شکستگی ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل ص ۵۱

---

۱ سروبرگ : تین بار [مرکّب]۔

۲ سروساماں : دوبار [مرکّب]۔

۳ سروکار : تین بار [مرکّب: دوبار]۔

۴ سرنوشت : نوبار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔

	(۲) یہ سرنوشت میں میری ہے اشکِ افشانی	کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی	ص۹۶
	(۳) کہتے ہو، کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟	گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں	ص۱۸۸
	(۴) ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے	ٹیڑھا لگا ہے قط قلم سرنوشت کو	ص۱۹۷
سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت:	سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت نہ پوچھ	نالِ خامہ، خار خارِ خاطرِ آغاز ہے	ص۸۲
سرنوشتِ خلق:	سرنوشتِ خلق ہے طغرائے عجزِ اختیار	آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث	ص۳۴
سرنوشتِ دوجہاں ابر:	سوتپے ہے فیضِ ہوا صورتِ مژگانِ یتیم	سرنوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار	ص۱۳۲
سرنوشتِ عشق:	نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا	جبیں پر میری مدِ خامۂ قدرت خطِ چیں ہے	ص۸۹
سرنوشتِ کلفتِ ہستی:	فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی	سحر، از بہرِ شُست وشوئے داغِ ماہ، صابوں ہے	ص۱۱۲
سرو[1]:	(۱) ہمتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو	پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار	ص۳
	(۲) عروجِ نشہ ہے سرتا قدم قدِ چمن رویاں	بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے	ص۷۹
	(۳) حُسن ورعنائی میں وہمِ صدسرو گردن ہے فرق	سرو کے قامت پہ گُل، یک دامنِ کوتاہ ہے	ص۹۲
	(۴) کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں	کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی	ص۹۶
	(۵) اُلفتِ گل سے، غلط ہے دعویِ وارستگی	سرو ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن	ص۱۸۱
	(۶) مینائے مَے ہے سرو، نشاطِ بہار سے	بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے	ص۲۰۶
	(۷) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ	اگر گُل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے	ص۲۱۳
	(۸) ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار	بار وَر جس کا سرو، گُل بے خار	ص۲۶۷
	دیکھیے ———:(۹) رعنائیِ سرو۔(۱۰) فرقِ سرو۔		
سروِ باغ:	ہے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا؟	طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال	ص۵۲
سروِ بوستاں:	دیکھیے: مینائے سروِ بوستاں۔		
سروِ بے دل:	بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل	سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار	ص۴
سروِ چراغاں:	دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے	مرا ہر داغِ دل، اک تخم ہے سروِ چراغاں کا	ص۱۵۶

---

[1] سرو : بائیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: چودہ بار]۔

سروِ چمن: دیکھیے: مصرعِ سروِ چمن۔

سروِ چمنی: دیکھیے: پرِ بالشِ سروِ چمنی۔

سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ: نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب — شیشۂ مے، سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے — ص۲۱۴

سروِ قامت: ترے سروِ قامت سے، یک قدِ آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

سرو قد: اگر وہ سروقد گرمِ خرامِ ناز آجاوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو — ص۱۹۴

سرو وصنوبر: سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو وصنوبر — تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے — ص۲۳۴

سرو وگل: دیکھیے: دماغِ تماشاے سرووگل۔

سرود[1]: دیکھیے: یک سرودِ خانۂ ہمسایہ۔

سُرور[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) برہم خوردنِ بزمِ سُرور۔ (۲) بزمِ سُرور۔ (۳) صد نشاط وسُرور۔

سُرور بخش: ساقی! بہارِ موسمِ گل ہے سُرور بخش — پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے — ص۸۲

سُرورِ تپِ غم: کیجے بیاں سُرورِ تپِ غم کہاں تلک — ہر مُو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے — ص۲۰۵

سُرورِ خاصِ خواص: مرحبا! اے سُرورِ خاصِ خواش — حَبّذا! اے نشاطِ عامِ عوام — ص۱۳۶

سُرورِ نشۂ گردش: سُرورِ نشۂ گردش اگر کیفیّت افزا ہو — نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص۷۹

سُرور وسوز: یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں — نے وہ سُرور وسوز، نہ جوش وخروش ہے — ص۲۳۰

سَرَوَرِ[3] مہرفر: سَرَوَرِ مہرفر ہوا جو سوار — بہ کمالِ تجمل و تزئیں — ص۲۸۱

سروش[4]: دیکھیے: نواے سروش۔

سرہنگوں[5]: پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام — اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا — ص۱۳۹

سُریں[6]: دیکھیے: زیبِ سُریں۔

سزا[7]: (۱) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جُرات ہوں اسدؔ — کیا سزا ہے میرے جُرمِ آرزو تاویل کی؟ — ص۹۱

---

[1] سرود : ایک بار [مرتّب]۔

[2] سرور : آٹھ بار [مرتّب]۔

[3] سَرَوَر : ایک بار [مرتّب]۔

[4] سروش : ایک بار [مرتّب]۔

[5] سرہنگوں : ایک بار [مرتّب]۔

[6] سُریں : ایک بار [مرتّب]۔

[7] سزا : ایک بار [مرتّب]۔

(۲) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے | آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں | ص۱۹۰

(۳) بھاگے تھے ہم بہت، سُو اُسی کی سزا ہے یہ | ہوکر اسیر، دابتے ہیں راہ زن کے پانو | ص۱۹۶

(۴) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی | مَبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبح محشر کی | ص۲۰۷

(۵) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد | یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے | ص۲۱۹

سزائے کمالِ سخن: حسد، سزائے کمالِ سخن ہے، کیا کیجے! | ستم، بہائے متاعِ ہنر ہے، کیا کہیے! | ص۲۴۷

سُست رَو[1]: عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال | سُست رَو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے | ص۲۴۰

سُستیِ تدبیر: چاہے گر جنّت، جُز آدم وارثِ آدم نہیں | شوخیِ ایمانِ زاہد، سستیِ تدبیر ہے | ص۹۵

سطحِ[2] چرخِ بریں: دیکھیے: بالائے سطحِ چرخِ بریں۔

سطحِ چرخِ مینائی: دیکھیے: روکشِ سطحِ چرخِ مینائی۔

سطحِ گردوں: سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو | موتیوں کا ہر طرف زیور کھُلا | ص۱۳۹

سطرِ[3] آگاہی: دیکھیے: وحشت کشِ درسِ سراب سطرِ آگاہی۔

سطرِ تبسم: (۱) روانی موجِ مَے کی گر خطِ جام آشنا ہووے | لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی | ص۹۷

(۲) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو | دستِ رَد، سطرِ تبسم یک قلم انشا کرے | ص۱۰۱

سطرِ زنہار: دیکھیے: مسطر کشِ سطرِ زنہار۔

سطرِ شعلہ: دیکھیے: تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ۔

سطرِ تبسم: دیکھیے: نقشِ صد سطرِ تبسم۔

سطرِ غُبار: دیکھیے: یک سطرِ غُبار۔

سطوت[4]: سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی | خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گُل | ص۱۶۷

سطوتِ اسمائے جلالی: جلوۂ خُور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ | کھودیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے | ص۳۲

سطوتِ قاتل: نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو | لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نَیستاں کا | ص۱۵۶

---

[1] سُست : ایک بار [مرتّب]۔
سُستی : ایک بار [مرتّب]۔
[2] سطح : تین بار [مرتّب]۔
[3] سطر : سات بار [مرتّب]۔
[4] سطوت : تین بار [مرتّب: دوبار]۔

سعادت[1]: دیکھیے: کسبِ سعادت۔

سعادت افزائی: دیکھیے: اُمیدِ سعادت افزائی۔

سعی[2]: (۱) دوست غم خواری میں میری، سعی فرماویں گے کیا؟ زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۲) غالبؔ! کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو ص۱۹۷

(۳) اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی! یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے ص۲۲۳

(۴) ہرچند اُمید دور تر ہو اے حوصلے! سعی بیشتر کر ص۴۴۸

سعیِ آزادی: کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی ہوئی زنجیر، موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

سعیِ اسکندر: دیکھیے: مآلِ سعیِ اسکندر۔

سعیِ امتحاں: دیکھیے: تشنۂ سعیِ امتحاں۔

سعیِ بےحاصل: بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی یہ جواک لذّت ہماری سعیِ بےحاصل میں ہے ص۲۳۱

سعیِ نارسا: دیکھیے: دستِ سعیِ نارسا۔

سعیِ بےسروپائی: (۱) انگور، سعیِ بے سروپائی سے سبز ہے غالبؔ! بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے ص۷۴

(۲) دیکھیے: پرکارِ سعیِ بےسروپائی۔

سعیِ بینش: دیکھیے: گدازِ سعیِ بینش۔

سعیِ تلاشِ دید: دیکھیے: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید۔

سعیِ جلوہ اندوزی: طلسمِ آئنہ زانوے فکر ہے غافل! ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی ص۱۰۰

سعیِ خرام: سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کار تر ص۴۱

سعیِ دل: حسرتِ نشہ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا ص۲۱

سعیِ دید: جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضر آبادِ آسایش بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا ص۱۶

سعیِ سپند: دیکھیے ــــــ: (۱) برقِ خرمنِ سعیِ سپند۔ (۲) مستیِ سعیِ سپند۔

سعیِ ضبطِ جنوں: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

---

[1] سعادت : دوبار [مرکّب]۔ [2] سعی : چھتیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: بائیس بار]۔

سعیِ عاشق: سعیِ عاشق ہے فروغ افزائے آبِ روے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گُل — ص۵۲

سعیِ عروجِ نشہ: کجائے، گو عرق، سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے — ص۸۱

سعیِ غیر: بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی — کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ دامانِ صحرا ہے — ص۸۴

سعیِ قلمِ مانی: دیکھیے: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی۔

سعیِ کرم: دیکھیے: وسعتِ سعیِ کرم۔

سعیِ نالہ فرسائی: سپند آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ تقریریں — ص۶۴

سفال[1]: دیکھیے ——:(۱) جامِ سفال۔(۲)،(۳) ریحانِ سفال [دوبار]۔

سفالی: دیکھیے ——:(۱) جامِ سفالی۔(۲) جامِ لبریزِ سفالی۔

سفر[2]: (۱) تنگیِ رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص۱۲

(۲) غالبؔ! اگر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں — حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی — ص۲۴۴

دیکھیے ——:(۳) بستنِ رختِ سفر۔(۴) تقریبِ سفر۔(۵) طاقتِ رنجِ سفر۔(۶) عزمِ سفر۔(۷) غبارِ سفر۔(۸) گردِ سفر۔(۹)،(۱۰) وقتِ سفر [دوبار]۔

سفرِ سوختن: کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج — ص۳۵

سفرِ عشق: سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا — ص۱۴۷

سفرِ ہستی: دیکھیے: قطعِ سفرِ ہستی۔

سفری: دیکھیے: لباسِ سفری۔

سفرہ[3]: دیکھیے: بروے سفرہ۔

سفلہ[4]: دیکھیے ——:(۱) آسمانِ سفلہ۔(۲) فلکِ سفلہ۔

سفید[5]: (۱) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوبؑ نے آنکھیں سفید؟ — ہے جو آبی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی — ص۹۱

(۲) دیکھیے: چشمِ سفید۔

سفیدی: (۱) ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال — اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال — ص۵۲

---

[1] سفال : دوبار [مرکّب]۔
سفالی : دوبار [مرکّب]۔
[2] سفر : ایک بار [مرکّب[۔
[3] سفرہ : دوبار [مرکّب]۔
[4] سفلہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[5] سفید : تین بار۔

	(۲) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزیِ ہائے خود بینی	سفیدی آنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جاوے	ص۸۵
	(۳) نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی	سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر	ص۱۶۷
سفینہ[1]:	(۱) غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے	مگر ایک شہ پرِ مور کرے سازِ بادبانی	ص۱۰
	(۲) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے!	جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں	ص۱۸۹
	(۳) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے	سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے	ص۲۳۶
	(۴) سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ	خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے	ص۲۴۸
سکتہ[2]:	(۱) موزونیِ دوعالم قربانِ سازِ یک درد	مصراعِ نالۂ نَے سکتہ ہزار جا ہے	ص۹۴
	(۲) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر	ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر	ص۴۱
سکندر[3]:	(۱) حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ	نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہو گیا	ص۳۰
	(۲) اسدؔ! جُو آب بخشیدن ز دریا، خضر کو کیا تھا؟	ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی	ص۷۷
	(۳) لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات	بہ گمرہیِ سکندر ہے محوِ حیرانی	ص۹۶
	(۴) ممکن ہے کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر؟	گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت	ص۱۲۷
	(۵) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا	گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے	ص۲۸
	(۶) کیا کِیا خضر نے سکندر سے!	اب کسے رہ نما کرے کوئی؟	ص۲۴۲
سکّۂ[4] شہ:	سکّۂ شہ کا ہوا ہے روشناس	اب عیارِ آبروئے زر کھُلا	ص۱۴۰
سگ[5] گزیدہ:	پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ	ڈرتا ہوں آئینے سے کہ مردم گزیدہ ہوں	ص۳۰۰
سلام[6]:	(۱) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں	دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں	
	کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں کرتے ہوئے سلام	اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں	ص۱۲۹
	(۲) ہاں، مہِ نو! سُنیں ہم اُس کا نام	جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام	ص۱۳۵
	(۳) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم!	میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے	ص۲۳۶

---

۱ سفینہ : چار بار۔

۲ سکتہ : دو بار۔

۳ سکندر : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دو بار]۔

۴ سکّہ : ایک بار [مرکّب]۔

۵ سگ : ایک بار [مرکّب]۔

۶ سلام : آٹھ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۴) ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے — کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے ص۲۵۴

(۵) کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ احترام — فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص۲۸۲

(۶) سلام اُسے کہ اگر بادشا کہیں اُس کو — تو پھر کہیں کہ کچھ اِس سے سوا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۷) جویائے حالِ دہلی و الور! سلام لو ص۳۰۱

(۸) دیکھیے: دستِ سلام۔

سلامت:[1] [چھے بار بہ طورِ ردیف ص۳۳]:

(۱) دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمّت سلامت

(۲) نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں — جگر خائیِ جوشِ وحشت سلامت

(۳) نہ اَوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی — سرِ خستہ و شورِ وحشت سلام

(۴)،(۵) وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے — سلامت ملامت، ملامت سلامت

(۶)،(۷) نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت — ز خود رفتگی ہائے حیرت سلامت

(۸) رہے غالبِ خستہ مغلوبِ گردوں! — یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت

[پانچ بار بہ طورِ ردیف ص۱۶۴]:

(۹)،(۱۰) رہا گر کوئی تا قیامت سلامت — پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت!

(۱۱) جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب — لکھے ہے: خداوندِ نعمت، سلامت!

(۱۲)،(۱۳) علی الرّغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک مبارک، سلامت، سلامت

(۱۴) نہیں گر سر و برگِ ادراکِ معنی — تماشائے نیرنگِ صورت سلامت

(۱۵) تم سلامت رہو ہزار برس! — ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(۱۶) تمھیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ! ص۲۷۸

(۱۷) تم سلامت رہو قیامت تک — دولت و عزّ و جاہ روز افزوں! ص۲۹۸

دیکھیے ——: (۱۸) دردِ سرِ اہلِ سلامت۔ (۱۹) سازِ سلامت۔ (۲۰) سرِ رشتۂ سلامت۔ (۲۱) فکرِ سلامت۔

---

[1] سلامت : اکیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: چار بار]۔

سَلائی[1]: خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشم زخم — کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی — ص۹۱

سلب[2]: تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت — ص۱۲۷

سلحشور[3]: دیکھیے: ہر سلحشور۔

سلسبیل[4]: وہ، جس کے ماتموں پر ہے سلسبیل سبیل — شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو! — ص۲۸۵

سلسلۂ[5] آرزو: زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عُمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے — ص۱۰۵

سلسلۂ پا: سرمنزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سُو ہے سلسلۂ پا — ص۲۹

سلسلہ جُنباں: دل ہی نہیں کہ منّتِ درباں اُٹھائیے — کس کو وفا کا سلسلہ جُنباں اُٹھائیے؟ — ص۷۳

سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد: دیکھیے: سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد۔

سلسلۂ شوق: دیکھیے: مقطعِ سلسلۂ شوق۔

سلسلۂ ناز: دوست اِس سلسلۂ ناز کے، جو سُنبل و گُل — ابر سے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار — ص۷

سلسلۂ وحشتِ ناز: زلفِ معشوق کشش سلسلۂ وحشتِ ناز — دلِ عاشق شکن آموزِ خَمِ طرّۂ یار — ص۷

سلسلۂ یارب: یادِ روزے کہ نَفَس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا — ص۲۴

سلطاں[6]: (۱) نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستایش ہے؟ — کہو کہ خامسِ آلِ عبا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۲) دیکھیے: نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں۔

سلطانِ بر و بحر: ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں — سلطانِ برّ و بحر کے در کا ہوں میں غلام — ص۲۸۳

سلطانِ سخن: دیکھیے: تختِ سلطانِ سخن۔

سلطانی: دیکھیے: بزمِ سلطانی۔

سلطنت[7]: (۱) سلطنت دست بہ دست آئی ہے — جامِ مَے خاتمِ جمشید نہیں — ص۱۸۳

(۲) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا — مگر ہاں، نام کو اورنگ زیبی — ص۲۶۲

---

۱ سَلائی : ایک بار۔

۲ سلب : ایک بار۔

۳ سلحشور : ایک بار [مرکّب]۔

۴ سلسبیل : ایک بار۔

۵ سلسلہ : آٹھ بار [مرکّب]۔

۶ سلطان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

سلطانی : ایک بار [مرکّب]۔

۷ سلطنت : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۳) دیکھیے: توقیعِ سلطنت۔

سلطنتیں: دیکھیے: دو سلطنتیں۔

سلکِ[1] اختر:	تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں	سلکِ اختر میں مہِ نَو، مژہٗ گوہر بار	ص ۱۳۳
سلکِ عافیت:	بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ	نگاہِ عجز، سرِ رشتۂ سلامت ہے	ص ۲۱۴
سَلم[2]:	ہے تاک میں سلم، ہوسِ صد قدح شراب	تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو	ص ۶۹
سلما[3]:	کیوں اسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے؟	کیوں اِسے نقشِ پےِ ناقۂ سلما کہیے	ص ۱۲۲
سلیماں[4]:	(۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفَس	اُستخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں	ص ۷
	(۲) جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ	اُس جگہ تختِ سلیماں، نقشِ پاے مور ہے	ص ۹۳
	(۳)، (۴) آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا	ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت	ص ۱۲۷

دیکھیے ـــــ: (۵)، (۶) خاتمِ دستِ سلیماں [دو بار]۔ (۷) اورنگِ سلیماں۔ (۸) فخرِ سلیماں۔ (۹) مُہرِ سلیماں۔

سلیماں جاہ: دیکھیے: شاہِ سلیماں جاہ۔

سلیمانی:	(۱) غرورِ دستِ ردنے شانہ توڑا فرقِ ہُدہُد پر	سلیمانی، ہے ننگ بے دماغانِ خود آرائی	ص ۹۲

دیکھیے ـــــ: (۲) تختِ سلیمانی۔ (۳) زُنّارِ سلیمانی۔

سلیم خاں[5]:	سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشم واصل خاں	حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام	ص ۲۶۳
سَم[6]:	جان کر کیجے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو	یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو	ص ۱۹۵

سُم[7]: دیکھیے: گردشِ کاسۂ سُم۔

سُمِ سمند: دیکھیے: نقشِ سُمِ سمند۔

سماع[8]: دیکھیے ـــــ: (۱) دمِ سماع۔ (۲) ہنگامِ سماع۔

---

۱ سلک : دو بار [مرکّب]۔
۲ سلم : ایک بار۔
۳ سلما : ایک بار [مرکّب]۔
۴ سلیماں : دس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
سلیمانی : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۵ سلیم خاں : ایک بار۔
۶ سَم : ایک بار۔
۷ سُم : دو بار [مرکّب]۔
۸ سماع : دو بار [مرکّب]۔

سمجھ[1]: (۱) ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم   آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے   ص ۲۳۸

(۲) رُوز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے   کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے!   ص ۳۰۹

سمعِ[2] رضا: عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات   کہ جن و اِنس و ملک سب بجا کہیں اُس کو   ص ۲۸۵

سمن[3]: دیکھیے ——:(۱) برگ برگِ سمن۔ (۲) عکسِ گل ہائے سمن۔

سمند[4]: دیکھیے ——:(۱) نقشِ سمِ سمند۔ (۲) بالِ سمند۔

سمندِ ناز: دیکھیے: سوارِ سمندِ ناز۔

سمندر[5]: (۱) رہا کس جرم سے میں بے قرارِ داغِ ہم طرحی   سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں   ص ۶۴

(۲) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید   یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی   ص ۷۷

دیکھیے ——: (۳) جاگیرِ سمندر۔ (۴) کبابِ دلِ سمندر۔ (۵) نذرِ سمندر۔

سناں[6]: (۱) مثلِ گُل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم   تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں   ص ۵۷

(۲) جگر سے ٹوٹی ہوئی ہوگئی سناں پیدا   دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا   ص ۲۹۳

سُنبل[7]: (۱) سُنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد   نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار   ص ۲

(۲) وہ نہا کر آبِ گل سے، سایۂ گل کے تلے   بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سُنبل کے تلے   ص ۴۵۴

دیکھیے ——: (۳) شانۂ سنبل۔ (۴) شبِ سُنبل۔ (۵) ریشۂ سُنبل۔ (۶) موئینہ بافتنِ ریشۂ سُنبل۔

سُنبلِ بالیدہ: جانتے ہیں جوششِ سودائے زلفِ یار میں   سُنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم   ص ۵۴

سُنبل زار: بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم   لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سُنبل زار   ص ۳

سُنبلِ فردوسِ بریں: دیکھیے: گل و سُنبلِ فردوسِ بریں۔

سُنبل وگل: (۱) دوست اِس سلسلۂ ناز کے، جوں سُنبل وگل   ابر سے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار   ص ۷

(۲) عدم، وحشت سُراغ وہستی، آئینہ بندِ رنگینی   دماغِ دو جہاں پر سنبل وگل یک شبیخوں ہے   ص ۱۱۱

---

۱ سمجھ : دوبار۔

۲ سمع : ایک بار [مرکّب]۔

۳ سمن : دوبار [مرکّب]۔

۴ سمند : تین بار [مرکّب]۔

۵ سمندر : پانچ بار [مرکّب: تین بار]۔

۶ سناں : دوبار۔

۷ سُنبل : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نوبار]۔

سُنبلستاں : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

سُنبلستانی : ایک بار [مرکّب]۔

سُنبل زار : ایک بار۔

سُنبلستاں: (۱) دُودِ میرا سُنبلستاں سے کرے ہے ہمسری | بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا ص۲۰

(۲) وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گل کیا | رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا ص۲۵

(۳) دیکھیے: بہارِ سُنبلستاں۔

سُنبلستانِ جنوں: سُنبلستانِ جنوں ہوں، ستمِ نسبتِ زلف | موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے ص۱۰۷

سُنبلستانِ زلف: سُنبلستانِ زلف کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحرا طلب | مشک ہے سُنبلستانِ زلف میں گردِ سواد ص۳۸

سُنبلستانی: دیکھیے: یک شبہ آشفتہ نازِ سنبلستانی۔

سُنبلی خواں[۱]: سنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز | نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے ص۸۷

سنجاب[۲]: دیکھیے: وقفِ بسترِ سنجاب۔

سنجر[۳]: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے | اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا ص۱۴۰

سنجیدنِ[۴] یاراں: صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! | پےِ سنجیدنِ یاراں، ہو حائل خوابِ سنگیں کا ص۲۸

سنجیدنی: سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن | خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف ص۴۹

سنجیدہ: دیکھیے: سخنِ سنجیدہ۔

سنگ[۵]: (۱) سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے | خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار ص۲

(۲) لگے گر سنگ سر پر، یار کے دستِ نگاریں سے | بجاے زخم، گُل برگوشۂ دستار ہو پیدا ص۳۱

(۳) بیگانۂ وفا ہے ہواے چمن ہنوز | وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز ص۴۲

(۴) شرر ہے رنگ، بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں | کرے ہے سنگ پر خرشید، آبِ روے کار آتش ص۴۷

(۵) بے دلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب | ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل ص۵۳

(۶) اثر سوزِ محبّت کا قیامت بے محابا ہے | کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص۸۴

(۷) جنونِ بے کسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا | شرر کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی ص۹۲

---

۱ سنبلی خواں: ایک بار۔
۲ سنجاب : ایک بار[مرکّب]۔
۳ سنجر : ایک بار[مرکّب]۔
۴ سنجیدن : ایک بار[مرکّب]۔
سنجیدنی : ایک بار۔
سنجیدہ : ایک بار[مرکّب]۔
۵ سنگ : ترپّن بار[مفرد: بارہ بار، مرکّب: اکتالیس بار]۔
سنگ جانی : ایک بار۔
سنگ دلی ہا : ایک بار[مرکّب]۔

(۸) سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خود داری　　معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی　ص۱۰۹

(۹) ہے طاقِ فراموشیِ سودائے دوعالم　　وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے　ص۱۱۳

(۱۰) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ!　　سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا　ص۱۴۹

(۱۱) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ　　سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا　ص۱۵۲

(۱۲) ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق　　یعنی ہنوز منّتِ طفلاں اُٹھایئے　ص۲۰۱

دیکھیے——:(۱۳) بارانِ سنگ۔(۱۴) جوہرِ آئینۂ سنگ۔(۱۵) حریرِ سنگ۔(۱۶) حریرِ شرر بافِ سنگ۔ (۱۷) خلوتِ سنگ۔(۱۸) دستِ تہِ سنگ۔(۱۹) رگِ سنگ۔(۲۰) رگِ ہر سنگ۔(۲۱) ریزۂ سنگ۔(۲۲) زُنارِ رگِ سنگ۔(۲۳) سینۂ سنگ۔(۲۴)،(۲۵)،(۲۶)،(۲۷) شرارِ سنگ [چار بار]۔(۲۸) عطرِ شررِ سنگ۔(۲۹) لذّتِ سنگ۔(۳۰) ہر پارہ سنگ۔(۳۱) ہر سنگ وخشت۔

سنگِ آستاں: (۱) گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا　　ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا　ص۱۵۹

(۲) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا　　تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو　ص۲۰۰

سنگِ آستانۂ بیدلؔ: دل، کارگاہِ فکر و اسدؔ، بے نوائے دل　　یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ　ص۷۰

سنگِ بُت: دیکھیے: شرارِ سنگِ بُت۔

سنگِ جانی: نظرے سوئے گہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں　　جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگِ جانی　ص۹

سنگِ جراحت: فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے　　دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلّی کا　ص۲۶

سنگِ دل: دیکھیے: سنگِ آستاں [۲]۔

سنگِ راہِ جوششِ دریا: ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک　　گردِ ساحل سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں　ص۶۵

سنگِ زمرد: کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو　　بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرّد کا مزار　ص۲

سنگِ سرِ راہ: دیکھیے: قدرِ سنگِ سرِ رہ۔

سنگِ سرمہ: سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں　　شرار آسا زِ سنگِ سرمہ یکسر تار جستن ہا　ص۲۲

سنگِ شیشہ: بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں　　اگر ابرِ سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا　ص۳۱

سنگِ ظلمِ چرخ: ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ　　صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل　ص۵۱

سنگِ فساں: (۱) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں — مرحبا میں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے — ص ۲۳۲

(۲) دیکھیے: رگِ سنگِ فساں۔

سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ: دیکھیے: رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ۔

سنگِ کوہِ طور: گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں — ص ۶۴

سنگِ گراں: ہرچند سبک دست ہوئے بت شکنی میں — ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور — ص ۱۷۰

سنگِ محک: نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث — رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث — ص ۳۴

سنگِ مزار: (۱) گر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی — ہوا ہے نقش بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا — ص ۱۵

(۲) دیکھیے: تہِ سنگِ مزار۔

سنگ وخشت: دل ہی تو نہ سنگ وخشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں — روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں — ص ۱۹۲

سنگ وگلِ صحرا: دیکھیے: بہم بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا۔

سنگ دلی ہائے دشمناں: دیکھیے: جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں۔

سنگیں[۱]: (۱) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں — ص ۶۵

دیکھیے ـــــ: (۲)، (۳) خوابِ سنگیں [دوبار]۔ (۴) یک محملِ خوابِ سنگیں۔

سنگیں دست: دیکھیے: کم تریں مزدورِ سنگیں دست۔

سنگینیِ کہسار: دیکھیے: عرضِ سنگینیِ کہسار۔

سند[۲]: دیکھیے: اقلیمِ ہند و سند۔

سُنّی[۳]: دیکھیے: مالِ سُنّی۔

سنین[۴]: دیکھیے: اشرفِ شہور و سنین۔

سنینِ عمر: سنینِ عمر کے ستر ہوئے شمار، برس — بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس — ص ۲۹۴

سنینِ عیسوی: سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون — یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و پگاہ — ص ۲۷۸

---

۱ سنگین : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
سنگینی : ایک بار [مرکّب]۔
۲ سند : ایک بار [مرکّب]۔
۳ سُنّی : دو بار [مرکّب]۔
۴ سنین : تین بار [مرکّب]۔

سَو بار[1]: (۱) دے دُعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول / کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں ص۱۳۵
(۲) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے / پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا ص۱۵۰
(۳) خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے / سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق، خرمن کو ص۱۹۸
(۴) گِن کر دیویں گے ہم دُعائیں سو بار / فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے ص۲۵۴

سَو پشت: سَو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری / کچھ شاعری ذریعۂ عزّت نہیں مجھے ص۱۲۴

سَو جا: برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے / کِھل گئی مانندِ گُل سَو جا سے دیوارِ چمن ص۱۸۱

سَو زخمِ جگر: ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی / گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد ص۳۸

سَو گز زمیں: نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب / سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص۱۸۸

سَو ہزار گرہ: گِنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ / ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ ص۲۷۸

سوُ[2]: (۱)، (۲) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ / یعنی ہیں ماندہ ازاں سوُ و ازیں سوُ راندہ ص۱۷

دیکھیے ـــــ: (۳)، (۴)، (۵)، (۶) ہر سوُ [تین بار]۔ (۷) ہر دو سو۔ (۸) یک سو۔

سو بہ سو: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال / باغ میں سو بہ سو گُل و نسریں ص۲۸۰

سوے آشیاں: صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے / کہ روے غنچۂ گل سوے آشیاں پھر جائے ص۳۰۵

سوے پیدائی و اخفا: خوں ہوا دردِ دو عالم سے تمنّا کا دماغ / بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا، رنگیں ص۷

سوے چمن: پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے! / رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا ص۲۸

سوے خیال: دیکھیے: شامِ آں سوے خیال۔

سوے دریا: در آب آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں / بہارِ سُنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا ص۴۴۷

سوے دشت: قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوے دشت / بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث ص۳۴

سوے دل: (۱) حلقے ہیں، چشم ہاے کشادہ بہ سوے دل / ہر تارِ زلف کو نگہِ سرما سا کہوں ص۱۷۸
(۲) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل / رکھتا ہے داغِ تازہ کا یھاں انتظار داغ ص۴۸

---

[1] سَو : نوبار۔ — سوُ بہ سوُ : ایک بار۔
[2] سوُ : اُنتیس بار [مرکّب]۔

(۳) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں — برانگشتِ حسابِ اشک، ناخن نعلِ واژگوں ہے — ص۱۱۱

سوے رسیدن: نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن — تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی — ص۱۰

سوے صحراے عدم: سراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں — پرافشاں ہے غبار آں سوے صحراے عدم میرا — ص۱۶

سوے ضبط افسردگاں: دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبطِ افسردگاں — جوں صدف پُردُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں — ص۶۶

سوے عذرِ شناسائی: شکستِ قیمتِ دل آں سوے عذرِ شناسائی — طلسمِ ناامیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی — ص۹۲

سوے غیر: تو اور سوے غیر نظر ہاے تیز تیز! — میں اور دُکھ تری مژہ ہاے دراز کا! — ص۱۵۵

سوے قبلہ: سر، پاے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی — رُو سوے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے — ص۲۲۰

سوے کہستاں: نظرے سوے کہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب، تو چمن ہے سنگ جانی — ص۹

سوے کہسار: بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوے کہسار ہو پیدا — ص۳۱

سوے گریۂ غم: شکستِ سازِ خیال آں سوے گریۂ غم — ہنوز نالہ پر افشانِ ذوقِ رعنائی — ص۱۱۰

سوے وادیِ مجنوں: بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر — ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے — ص۲۱۷

سوے ہجومِ سرشک: طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک — ہم ایک مے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں — ص۶۳

سوءِ ظن:[۱] کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں — یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں — ص۱۸۹

سَوا:[۲] ہے سوا نیزے پہ اُس کے قامتِ نوخیز سے — آفتابِ روزِ محشر، ہے گُلِ دستارِ دوست — ص۳۳

سِوا:[۳] (۱) تاجِ زرّیں مہرِ تاباں سے سوا — خسروِ آفاق کے مُنہ پر کھُلا — ص۱۳۹

(۲) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے — ص۲۳۹

(۳) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف — آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے — ص۲۴۱

(۴) یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے — کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ — ص۲۸۴

(۵) سلام اُسے کہ اگر بادشا کہیں اُس کو — تو پھر کہیں کہ کچھ اِس سے سوا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۶) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں — ص۲۹۸

---

۱ سوءِ : ایک بار [مرکّب]۔

۲ سَوا : ایک بار۔

۳ سِوا : گیارہ بار۔

(۷) رنج طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر — ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی — ص۳۱۱

(۸) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اَور سہی — تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اور سہی — ص۳۱۱

(۹)،(۱۰)،(۱۱) اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سِوا — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا

ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا — ص۲۵۳ [تین بار]

سَواد[1]: سب کو اُس کا سواد ارزانی — چشمِ بینش ہو جس سے نورانی — ص۲۶۷

سوادِ اعظمِ نثر: پاس ہے اب سوادِ اعظمِ نثر — دیکھیے چل کے نظمِ عالمِ نثر — ص۲۶۷

سوادِ اقلیمِ عدم: آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم — اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال — ص۲۵۲

سوادِ باغ: دیکھیے: گردِ سوادِ باغ۔

سوادِ چشمِ آہو: (۱) تصرّف وحشیوں میں ہے تصوّرہائے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روئے لیلا ہے — ص۸۴

(۲) دیکھیے: تمثالِ سوادِ چشمِ آہو۔

سوادِ چشمِ بسمل: سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل پسند آیا — ص۱۲

سوادِ چشمِ قربانی: (۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص۳۵

(۲) دیکھیے: حیرت سوادِ چشمِ قربانی۔

سوادِ ختن: دیکھیے: داغِ سوادِ ختن۔

سوادِ خط: ہے سوادِ خط، پریشاں موئیِ اہلِ عزا — خامہ میرا، شمعِ قبرِ کُشتگاں کا دودہ ہے — ص۱۰۳

سوادِ خطِ پیشانی: نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے — سوادِ خطِ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا — ص۱۶

سوادِ داغِ مرہم: تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! — سوادِ داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں — ص۵۸

سوادِ یارِ حُسن: دیکھیے: نشانِ سوادِ دیارِ حُسن۔

سوادِ دیدۂ آہو: نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے — سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہو جاوے — ص۴۵۳

سوادِ شعر: اسدؔ! ہوں میں پَر افشانِ رمیدن — سوادِ شعر در گردِ سفر ہے — ص۴۵۶

سوادِ صفحہ: دیکھیے: عکسِ سوادِ صفحہ۔

---

[1] سواد : تئیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بائیس بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۱) جلوۂ گردِ سواد۔ (۲) جوہرِ سواد۔ (۳) حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر۔ (۴) گردِ سواد۔ (۵) ہر ذرّۂ نیرنگ سواد۔

سوار[۱]: (۱) ہے بہارِ تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار — یک شکستِ رنگِ گل صد جُنبشِ مہمیز ہے ص ۸۵

(۲) سَرورِ مہر فر ہوا جو سوار — بہ کمالِ تجمّل و تزئیں ص ۲۸۱

دیکھیے ـــــــ: (۳) شہ سوار۔ (۴) صیدِ اندازِ شہِ دلدل سوار۔

سوارِ توسنِ چالاک: ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابیِ اسدؔ — رنگ، یھاں بُو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے ص ۱۰۷

سوارِ سمندِ ناز: غالبؔ خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز — دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں ص ۱۹۰

سوارِ ہَوا: آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہَوا کہوں؟ — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! ص ۵۶

سوال[۲]: (۱) پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے ص ۲۲۴

(۲) اُنھیں سوال پہ زُعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے؟ — ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے! ص ۲۴۷

(۳) امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال — بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام ص ۲۸۳

دیکھیے ـــــــ: (۴) عذرخواہِ کبِ بے سوال۔ (۵) خوے سوال۔ (۶) طاقتِ سوال۔ (۷) یک دستِ سوال۔

سوال وجواب: دیکھیے: رشکِ سوال وجواب۔

سُوختن[۳]: (۱) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا ص ۱۳۵

دیکھیے ـــــــ: (۲) پردگیِ سوختن۔ (۳) پرفشانِ سوختن۔ (۴) جلوۂ نازِ سوختن۔ (۵) عفرِ سوختن۔ (۶) معاملۂ سوختن۔

سوختنِ جاں: دیکھیے: سببِ سوختنِ جاں۔

سوختگاں: سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے — آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے ص ۱۱۵

سوختن ہا: دیکھیے: تب وتابِ سوختن ہا۔

---

۱ سوار : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔
۲ سوال : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۳ سوختن : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔
سوختگاں : ایک بار۔
سوختن ہا : ایک بار۔
سوختنی : ایک بار۔
سوختہ : چھے بار [مرکّب]۔

سوختہ: دیکھیے ـــــ: (۱) اخترِ سوختۂ قیس۔ (۲) عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ۔ (۳) دلِ ناسوختہ۔ (۴) نشانِ جگرِ سوختہ۔ (۵) نفسِ سوختہ۔

سوختہ جاں: کیسا فلک؟ اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا؟ ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا ص۲۸۴

سُوختنی: کاشانۂ ہستی کہ برانداختنی ہے یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے ص۱۱۱

سود[۱] [۱]: (۱) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا ص۱۴۳

(۲) دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔

سودِ چراغِ کُشتہ: دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں ورنہ یہاں بے رونقی، سودِ چراغِ کشتہ ہے ص۲۱۰

سود[۲] [۲]: بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض اور رہتی ہے سود کی تکرار ص۱۳۶

سود[۳] [۳]: دیکھیے: زخمِ نمک سود۔

سودہ: دیکھیے: نمک سودۂ زخمِ تکرار۔

سودۂ گوہر: زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجائے غبار جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ ص۲۷۷

سودا[۴] [۱]: (۱) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے کہ اِس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے ص۲۱۰

(۲) ہر سنگ و خشت، ہے صدفِ گوہرِ شکست نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی ص۲۱۵

سودا[۵] [۲]: (۱) روے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ! سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو ص۲۸۴

دیکھیے ـــــ: (۳) جوشِ سودا۔ (۴) کمیں گاہِ یک جہاں سودا۔

سوداے انتظار: دیکھیے: سرِ سوداے انتظار۔

سوداے خطّ و خال: دیکھیے: شورِ سوداے خطّ و خال۔

سوداے خیال: دیکھیے: نشتر زارِ سوداے خیال۔

سوداے خیالِ زلف: بس کہ سوداے خیالِ زلف وحشت ناک ہے تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے ص۱۰۶

---

۱ سود[۱] : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
۲ سود[۲] : ایک بار۔
۳ سود[۳] : ایک بار [مرکّب]۔
سودہ : دوبار [مرکّب]۔
۴ سودا [۱] : دوبار۔
۵ سودا [۲] : سترہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پندرہ بار]۔

سوداے دوعالم: دیکھیے: طاقِ فراموشیِ سوداے دوعالم۔

سوداے زلف: دل میں ہے سوداے زلف مستِ تغافل ہنوز ہے مژۂ خواب ناک ریشۂ سُنبل ہنوز ص۴۴

سوداے زلفِ یار: دیکھیے: جوششِ سوداے زلفِ یار۔

سوداے سرسبزی: اسدؔ! سوداے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پرواخرام اُس کا ص۲۴

سوداے سرِ مژگانِ دوست: دیکھیے: خیال آبادِ سوداے سرِ مژگانِ دوست۔

سوداے عشق: سوداے عشق سے دمِ سردِ کشیدہ ہوں شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں ص۶۱

سوداے غزل خوانی: ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ! پھر ہوا ہے تازہ سوداے غزل خوانی مجھے ص۲۳۲

سوداے غلط فہمی: دیکھیے: سرجوشِ سوداے غلط فہمی۔

سوداے نگاہِ تیز: دیکھیے: وقفِ سوداے نگاہِ تیز۔

سودائی: قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہوکر، سوے دشت بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث ص۳۲

سودائیِ خیال: سودائیِ خیال ہے طوفانِ رنگ و بو یھاں ہے کہ داغِ لالہ دماغِ بہار ہے ص۹۰

سودائیاں: دیکھیے: رگِ سودائیاں۔

سوداگری[1] ساماں: دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے ص۹۸

سوُر[2]: یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں نے وہ سُرور و سوُر، نہ جوش و خروش ہے ص۲۳۰

سُوز[3]: (۱) آتش و آب و باد و خاک نے لی وضعِ سوز و نم و رم و آرام ص۱۳۸

دیکھیے ــــــ: (۲) نظارہ سوز۔ (۳) برقِ نظارہ سوز۔

سُوزِ آتشِ داغِ تمنا: تاکجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال! دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا ص۲۰

سُوزِ تازہ: دیکھیے: تماشا گاہِ سوزِ تازہ۔

سُوزِ جاودانیِ شمع: رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع ہوئی ہے آتشِ گل، آبِ زندگانیِ شمع ص۱۷۴

۱؎ سوداگری : ایک بار [مرتّب]۔
۲؎ سوُر : ایک بار [مرتّب]۔
۳؎ سوز : بیس بار [مرتّب]۔
سوزاں : چار بار [مرتّب]۔
سوزش : چار بار [مرتّب]۔
سوزشیں : ایک بار۔
سوزنا کی ہا : ایک بار [مرتّب]۔

سوزِ جگر:	(۱) ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی	ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب	ص۳۱
	(۲) آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال	ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال	ص۲۵۳
سوزِ جنوں:	دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج	نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج	ص۱۱۸
سوزِ دل:	(۱) سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک؟	آگ بھڑکی، مِنہ اگر دم بھر کھُلا	ص۱۴۰
	دیکھیے ـــــ: (۲) سوزِ دل۔ (۳) ضبطِ سوزِ دل۔ حریفِ عرضِ سوزِ دل۔		
سوزِ شمعِ مجلس تقریر:	جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ!	وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے	ص۹۵
سوزِ عشق:	تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے	رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا	ص۲۹
سوزِ عشقِ آتشِ رُخسار:	شامِ غم میں سوزِ عشقِ آتشِ رُخسار سے	پر فشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم	ص۵۴
سوزِ غم:	لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے	ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی	ص۲۰۳
سوزِ غم ہائے نہانی:	آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں!	سوزِ غم ہائے نہانی اَور ہے	ص۲۳۷
سوزِ محبت:	اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے	کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے	ص۸۴
سوزِ نہاں:	دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا	آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا	ص۱۵۱
سوزاں:	دیکھیے ـــــ: (۱) آتشِ سوزاں۔ (۲) تپشِ شعلۂ سوزاں۔ (۳)، (۴) دلِ سوزاں [دوبار]۔		
سوزشِ داغِ تمنا:	مجھے شب ہائے تاریکِ فراق شعلہ رویاں میں	چراغِ خانۂ دل، سوزشِ داغِ تمنا ہے	ص۸۴
سوزشِ داغ ہائے پنہاں:	گاہ جل کر کیا کیے شکوہ	سوزشِ داغ ہائے پنہاں کا	ص۲۶۰
سوزشِ دل:	(۱) ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغِ بے اثری	اُگی ہے دُودِ جگر سے شبِ سیہ روزی	ص۱۰۰
	(۲) لکھتا ہوں اسدؔ! سوزشِ دل سے سخنِ گرم	تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت	ص۱۶۴
سوزشیں:	بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے	چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغِ نمایاں کی	ص۷۷
سوزناکی ہائے دل:	دیکھیے: حسابِ سوزناکی ہائے دل۔		
سوزن[1]:	(۱) تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا اسدؔ!	سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز	ص۳۲
	(۲) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار، سوزن ہے	تبسم، برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے	ص۸۵

[1] سوزن: بارہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: دس بار]۔

(۳) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے — مژہ، پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے — ص ۱۱۵

دیکھیے ــــــ: (۴) انگشتِ سوزن۔ (۵) تارِ اشکِ دیدۂ سوزن۔ (۶)، (۷) چشمِ سوزن [دوبار]۔ (۸)، (۹) زخمِ سوزن [دوبار]۔ (۱۰) شوخیِ سوزن۔ (۱۱) مژگانِ سوزن۔

سوزنِ مینا: ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا — ص ۲۷

سوفار[۱]: دیکھیے: پشتِ لبِ سوفار۔

سوگند[۲]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۲) واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں — سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ — ص ۲۵۳

سوگوارتر[۳]: ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر — ص ۳۰

سُونا[۴]: بٹتے ہیں سُونے، رُوپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ، ماند — ص ۱۲۸

سویدا[۵]: (۱) جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابیِ کمند آیا — سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا — ص ۱۱

(۲) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں جُز کسبِ جمعیّت — سویدا میں نَفَس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے — ص ۸۱

(۳) کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت — سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغ تمنّا ہے — ص ۸۳

(۴) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہاے دل، غافل! — سویدا، مردمِ چشمِ پری؛ نظّارہ، افسوں ہے — ص ۱۱۲

(۵) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض — اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے — ص ۱۲۲

(۶) دل آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے — سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں — ص ۱۷۹

(۷) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں — ص ۱۸۱

(۸) حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں — گلدستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے — ص ۲۱۸

دیکھیے ــــــ: (۹) کثرتِ جوشِ سویدا۔ (۱۰) نقشِ سویدا۔

سویداے بہار: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویداے بہار — ص ۱۳۲

سویداے بیاباں: کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! — نقشِ ہر ذرّہ، سویداے بیاباں نکلا — ص ۱۳

۱۔ سوفار : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ سوگند : دوبار۔
۳۔ سوگوار : ایک بار۔
۴۔ سونا : ایک بار۔
۵۔ سویدا : سولہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

سویداے دل: اے شعلہ! فرصتے کہ سویداے دل سے ہوں | کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز ص ۴۲

سویداے دلِ چشم: (۱) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں | کھینچوں ہوں سویداے دلِ چشم سے آہیں ص ۵۹

(۲) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھوں یہ نگاہیں | ہیں جمع سویداے دلِ چشم میں آہیں ص ۱۸۳

سویداے مردمک: ہے جلوۂ خیال، سویداے مردمک | جوں داغ، شعلہ سر خطِ آغاز ہے مجھے ص ۹۷

سہرا[1]: سہرا لکھا گیا زِ رہِ امتثالِ امر | دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے ص ۱۲۵

(۲) ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرف دار نہیں | دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا ص ۲۸۷

[تیرہ بار بہ طورِ ردیف، ص ۲۸۷]:

(۳)، (۴) خوش ہواے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا | باندھ شہ زادہ جواں بخت کے سر پر سہرا

(۵) کیا ہی اِس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے | ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور سہرا

(۶) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کلاہ! | مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا

(۷) ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی | ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا

(۸) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی | تب بنا ہوگا اس انداز کا گز بھر سہرا

(۹) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا | ہے رگِ ابرِ گہر بار سراسر سہرا

(۱۰) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے | رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا

(۱۱) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز | چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرّر سہرا

(۱۲) جب کہ اپنے میں سماویں نہ، خوشی کے مارے | گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیوں کر سہرا

(۱۳) رخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک | کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا

(۱۴) تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار | لائے گا تابِ گرانباریِ گوہر سہرا

(۱۵) ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرف دار نہیں | دیکھیں اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا

[پانچ بار بہ طورِ ردیف، ص ۲۸۸]:

(۱۶)، (۱۷) خرچ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا | چاند کا دائرہ لے زُہرہ نے گایا سہرا

---

[1] سہرا : بائیس بار۔

(۱۸) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر — کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا!

(۱۹) رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کو جو ترے سر پہ اُٹھایا سہرا

(۲۰) صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا

[دوبار بہ طورِ ردیف، ص۲۸۸]:

(۲۱) ہم نشیں تارے ہیں، اور چاند شہاب الدین خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا!

(۲۲) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا

سہل[1]: (۱) سہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آپڑی — مجھ پہ کیا گزرے گی اِتنے روز حاضر بن ہوئے — ص۱۲۹

(۲) جان دینے میں اُس کو یکتا جان — پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان — ص۱۳۰

(۳) ملنا ترا اگر نہیں آساں، تو سہل ہے — دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں — ص۱۸۴

سہ ہفتہ[2]: گرچہ ہے بعد عید کے نوروز — لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں — ص۲۸۰

سیار[3]: دیکھیے: روشناسِ ثوابت وسیار۔

سیارہ[4]: دیکھیے: گردشِ سیارہ۔

سیاستِ[5] درباں: دل ہی تو ہے، سیاستِ درباں سے ڈر گیا — میں اور جاؤں در سے ترے بن صدا کیے! — ص۲۴۲

سیاقِ[6] گفتگو: ہے خطِ عجزِ ما و تو اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ — ص۳۷

سیاہ[7]: (۱) خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب — جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے — ص۸۹

دیکھیے ــــــ: (۲) خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں۔ (۳) خطِ سیاہ۔ (۴) رنگِ سیاہِ نیل۔ (۶) روزِ سیاہ۔ (۷) روز و شب سپید و سیاہ۔ (۸)، (۹) روسیاہ [دوبار]۔ (۱۰)، (۱۱) زلفِ سیاہ [دوبار]۔ (۱۲) کعبۂ پوشش سیاہ۔

سیاہ روز: دیکھیے: کلفتِ بختِ سیاہ روز۔

سیاہی: (۱) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب — مہ، حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں — ص۶۶

---

[1] سہل : تین بار۔

[2] سہ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] سیار : ایک بار [مرکّب]۔

[4] سیارہ : ایک بار [مرکّب]۔

[5] سیاست : ایک بار [مرکّب]۔

[6] سیاق : ایک بار [مرکّب]۔

[7] سیاہ : تیرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بارہ بار]۔

سیاہی : چار بار [مرکّب: ایک بار]۔

	(۲) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی	سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی	ص۷۶
	(۳) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر	مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی	ص۲۳۵
	(۴) دیکھیے: مانائے سیاہی۔		
سیّد[1]:	(۱) جب کہ سیّد غلام بابا نے	مسندِ عیش پر جگہ پائی	ص۲۶۲
	(۲) ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے	فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی	ص۲۶۲
سیر[2]:	(۱) دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سیر ہی سہی	اے بے دماغ! آئینہ تمثال دار ہے	ص۲۱۸
	(۲) کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟	آؤ نہ، ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی	ص۲۴۴
	(۳) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب!	سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی	ص۳۱۱
	(۴) دیکھیے: غبارِ کردہ سیر۔		
سیرِ آں سوے:	سیرِ آں سوے تماشا ہے طلبگاروں کا	خضر مشتاق ہے اس دشت کے آواروں کا	ص۲۸
سیرِ باغ:	دیکھیے ـــــــ: (۱) تکلیفِ سیرِ باغ۔ (۲) وقتِ سیرِ باغ۔		
سیرِ بےخودی:	نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بےخودی آساں	رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا	ص۲۳
سیرِ جہاں:	ہے دستِ رد بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر	پاے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں	ص۶۱
سیرِ چراغاں:	پھر گرمِ نالہ ہاے شرر بار ہے نفَس	مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے	ص۲۲۵
سیرِ چمن:	باغ تجھ بن، گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے	چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے	ص۸۸
سیرِ حُسن:	کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ یک پردہ نازک تر	دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو	ص۶۸
سیرِ دل:	دیکھیے: بیتابِ سیرِ دل۔		
سیرِ دو جہاں:	دیکھیے: جادۂ سیرِ دو جہاں۔		
سیرِ عدم:	دل آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے	سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
سیرِ عُرَفا:	دیکھیے: جوہرِ سیرِ عُرَفا۔		
سیرِ گریبانِ نفَس:	قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفَس	یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا	ص۲۹

---

۱ سیّد : دوبار۔

۲ سیر : ستائیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: چوبیس بار]۔

سیرِ گل: (۱) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا | اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی | ص ۲۰۳

(۲) دیکھیے: ہوائے سیرِ گل۔

سیرِ گلستاں: (۱) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر | شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گلچیں ہے | ص ۸۹

(۲) بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم و لے | کیوں کر نہ کھایئے کہ ہوا ہے بہار کی | ص ۲۵۱

(۳) دیکھیے: وعدۂ سیرِ گلستاں۔

سیرِ لالہ زار: دیکھیے: ہوسِ سیرِ لالہ زار۔

سیرِ مُلکِ حُسن: سیرِ مُلکِ حُسن کر، مَے خانہ ہا نذرِ خمار | چشمِ مستِ یار سے، ہے گردنِ مینا پہ باج | ص ۳۵

سیرِ نجف: دیکھیے: عزمِ سیرِ نجف۔

سیرِ وادیِ پُرخار بستر: مژہ فرشِ رہ و دل ناتواں و آرزو مضطر | بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے | ص ۸۵

سیر وتماشا: دیکھیے: ہوسِ سیر وتماشا۔

سیل[۱]: (۱) خشت، پُشتِ دستِ عجز وقالب، آغوشِ وداع | پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ | ص ۱۱

(۲) خانہ ہے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز | دوربیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز | ص ۴۳

(۳) ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک | سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم | ص ۵۴

(۴) سازِ عیشِ بے دلی ہے، خانہ ویرانی مجھے | سیل یھاں کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے | ص ۸۷

(۵) وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوّارہ نمط | سیل، صیّادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے | ص ۱۱۳

دیکھیے——:(۶) بازگشتِ سیل۔(۷) چاکِ موجِ سیل۔(۸) رختِ جنونِ سیل۔

سیلِ اشک: بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا | غریقِ بحر، جویائے خس وخاشاکِ ساحل ہے | ص ۷۷

سیلِ بلا: دیکھیے: پائے سیلِ بلا۔

سیلِ بنائے ہستیِ شبنم: سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب | چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک | ص ۵۰

سیلِ خانماں: (۱) خُوئے شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں | ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو | ص ۶۹

(۲) زُہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب | پرتوِ مہتاب، سیلِ خانماں ہوجائے گا | ص ۱۵۰

سیلِ خانہ زیں: بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب، غالبؔ | پسینا توسنِ ہمّت کا سیلِ خانۂ زیں ہے | ص ۸۹

---

[۱] سَیل پندرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دس بار]۔

سیلاب[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) بساطِ دعوتِ سیلاب۔ (۲) بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔ (۳) عرضِ خمیازۂ سیلاب۔
(۴)-(۷) کفِ سیلاب [چار بار]۔ (۸) مقدمِ سیلاب۔ (۹) یک کفِ سیلاب۔

سیلابِ بلا: آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالبؔ! — کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد — ص۱۶۶

سیلابِ درودیوار: خانماں ہا پایمالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ! — سایۂ دیوار، سیلابِ در و دیوار ہے — ص۸۳

سیلابِ طوفانِ صدائے آب: دیکھیے: آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔

سیلابِ گریہ: اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج — ص۱۶۵

سیلابی: آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا — کیا کروں گر سایۂ دیوار سیلابی کرے — ص۱۰۰

سیلابیِ یک موجِ خیال: گلشن و مے کدہ سیلابیِ یک موجِ خیال — نشہ و جلوۂ گل برسرِ ہم فتنہ غبار — ص۳

سیلان[2]: دیکھیے: طاقتِ سیلان۔

سیلانِ اشک: دیکھیے: مانعِ سیلانِ اشک۔

سیلیِ[3] اُستاد: (۱) رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک سطرِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا — ص۱۶

(۲) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں — سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز — ص۴۳

(۳) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب — لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں — ص۱۸۶

سیلیِ خارا: حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گماں ہے — ص۲۰۳

سیلیِ ندامت: زِ بس کہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے — کُشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے — ص۲۱۴

سیم[4]: اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے
گِن کر دیویں گے ہم دُعائیں سَو بار — فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے — ص۲۵۴

سیم[5] تن: (۱) دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے، کھینچ کے باہر لگن کے پانو — ص۱۹۶
(۲) دیکھیے: شوخ سیم تن۔

---

۱ سیلاب : تیرہ بار [مرتّب]۔
سیلابی : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
۲ سیلان : دوبار [مرتّب]۔
۳ سیلی : پانچ بار [مرتّب]۔
۴ سیم : ایک بار۔
۵ سیم : پانچ بار [مرتّب]۔ سیمیں : دوبار [مرتّب]۔

سیم تناں: دیکھیے: پاے سیم تناں۔

سیم مس اَندودہ: ہے ریا کا رُتبہ بالا تر تصوّر کردنی — تیرگی سے داغ کی مہ سیمِ مس اندودہ ہے — ص ۱۰۳

سیم وزرِمہرو ماہ: بٹتے ہیں سُونے، رُوپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زرِ مہر و ماہ ماند — ص ۱۲۸

سیمیں: دیکھیے——:(۱) ساعدِ سیمیں۔(۲) ساغرِ سیمیں۔

سیما[۱]: (۱)،(۲) دیکھیے: بُتِ آئنہ سیما [دوبار]۔

سیماب[۲]: (۱) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس — سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر — ص ۴۱

(۲) سیماب، پشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم — حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے — ص ۲۱۰

(۳) ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم — آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے — ص ۲۳۹

(۴) حیرت، ہجومِ لذّتِ غلتانیِ تپش — سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ — ص ۷۰

دیکھیے——:(۵) طائرِ سیماب۔(۶)،(۷) فوّارۂ سیماب [دوبار]۔

سیمابی: (۱) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی — کہ مثلِ ذرّہ ہاے خاک آئینے پرافشاں ہیں — ص ۶۲

(۲) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ — گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے — ص ۸۶

سیمیا[۳]: وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا — ص ۱۳۹

سینکڑوں[۴]: (۱) خود آسماں ہے مہا راو راجہ پر صدقے — کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ — ص ۲۷۸

(۲) ضد کی ہے اَور بات، مگر خو بُری نہیں — بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے — ص ۲۲۳

سینکڑے: (۱) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا — ص ۲۵۴

(۲) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں — دراز اُس کی ہو عُمر اِس قدر، سخن کوتاہ — ص ۲۷۸

سینہ[۵]: (۱) حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر — سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کُہسار — ص ۲

(۲) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر — جس کو دل کہتے تھے، سُو تیر کا پیکاں نکلا — ص ۱۳

---

[۱] سیما : پانچ بار [مرکّب]۔

[۲] سیماب : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

سیمابی : دوبار۔

[۳] سیمیا : ایک بار۔

[۴] سینکڑوں : دوبار۔

سینکڑے : دوبار۔

[۵] سینہ : تینتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: سولہ بار]۔

سینہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے — نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنّا ہو — ص۶۷

(۴) کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! — ص۱۲۳

(۵) دُرِ معنی سے مرا صفحہ، لقا کی واڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ، عُمر کی زنبیل — ص۱۲۴

(۶) غمِ شبّیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص۱۳۵

(۷) تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہو، اسدؔ! — سینہ کہ تھا دفینہ گُہر ہائے راز کا — ص۱۵۵

(۸) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۹) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم — دل میں چھری چُبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں — ص۱۸۸

(۱۰) بس کہ رُوکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پے بہ پے — میری آہیں، بخیۂ چاکِ گریباں ہوگئیں — ص۱۹۲

(۱۱) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو — ص۱۹۸

(۱۲) کسی کو دے کے دل، کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو؟ — نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو؟ — ص۱۹۹

(۱۳) پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے — سینہ جُویائے زخمِ کاری ہے — ص۲۲۳

(۱۴) شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص۲۳۳

(۱۵) آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے — اے وائے! اگر موردِ اظہار میں آوے — ص۲۳۴

(۱۶) اِس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا — سینہ، گنجینۂ گہر ہوگا — ص۲۶۷

(۱۷) دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا — بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا — ص۴۳۶

دیکھیے——:(۱۸) ایک زخمِ سینہ۔ (۱۹) تنگِ سینہ۔

سینہ افگارِ جفا: خار سے گل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی، ہے پر افشانیٔ ناوک خوردگاں — ص۲۶

سینہ خستن: عیادت سے اسدؔ! میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا — ص۲۷

سینہ شگاف: دیکھیے: خنجرِ سینہ شگاف۔

سینہ صافی: رنجشِ حیرت سرشتاں، سینہ صافی پیش کش — جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع — ص۴۸

سینہ فگار: دیکھیے: دردمندِ سینہ فگار۔

سینہ گداز: دیکھیے: راز ہائے سینہ گداز۔

سینہ ہائے ہمدگر: نَفَس در سینہ ہائے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا — ص۲۷

سینۂ اہلِ ہوس: کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا | آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے ص ۲۰۳

سینۂ بسمل: زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! | تیر بھی سینۂ بسمل سے پَر افشاں نکلا ص ۱۴۴

سینۂ پُرخوں: دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنّائیں اسدؔ | جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم ص ۱۷۷

سینۂ توحیدفضا: دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا | نگہِ جلوہ پرست و نفَسِ صدق گزیں ص ۱۳۵

سینۂ درد امتحاں: دیکھیے: عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں۔

سینۂ سنگ: سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم | سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف، بالِ شرار ص ۴

سینۂ شمشیر: جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے | سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا ص ۱۴۲

سینۂ عاشق: نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغ نگاہ | کہ زخمِ روزنِ در سے ہَوا نکلتی ہے ص ۲۱۸

سیہ[1]: (۱) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو | سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں ص ۱۸۱

دیکھیے——: (۲) بختِ سیہ۔ (۳) تیرگیِ بختِ سیہ۔ (۴) چشمِ سیہ۔ (۵) خُمِ رنگِ سیہ۔ (۶) زلفِ سیہ۔ (۷) افعیِ زلفِ سیہ شیریں۔ (۸) گلیمِ سیہ بختِ پریشاں۔ (۹) مستیِ چشمِ سیہ۔

سیہ پوش: (۱) بہ فرازگاہِ عبرت چہ بہار و کُو تماشا! | کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی ص ۹

(۲) شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دھواں اُٹھتا ہے | شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد ص ۱۶۶

سیہ پوشاں: دیکھیے: دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں۔

سیہ پوشی: دود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی | وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا ص ۲۵

سیہ تاب: دیکھیے——: (۱) تیغِ سیہ تاب۔ (۲) شمشیرِ سیہ تاب۔

سیہ دلاں: دیکھیے: داغِ سیہ دلاں۔

سیہ خانۂ[2] لیلیٰ: دیکھیے: شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ۔

سیہ روزی[3]: دیکھیے: شبِ سیہ روزی۔

سیہ فامی[4]: رچ گیا جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس | ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص ۹۳

---

[1] سیہ : سولہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
[2] سیہ خانہ : ایک بار [مرکّب]۔
[3] سیہ روزی : ایک بار [مرکّب]۔
[4] سیہ فامی : ایک بار۔

سیہ کاری[1]: دیکھیے: مصروفِ سیہ کاری۔

سیہ گلیم[2]: سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص۱۲۸

سیہ مست[3]: دیکھیے ——:(۱) ابرِ سیہ مست۔(۲) حریفِ سیہ مست۔

سیہ مستِ جوانی: غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز شبنمِ صبح ہوئی رعشۂ اعضائے بہار ص۳

سیہ مستی: (۱) سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے زمیں، جوشِ طرب سے جامِ لبریز سفالی ہے ص۷۹

(۲) دیکھیے: ایجادِ سیہ مستی۔

سیہ مستیِ اربابِ چمن: دیکھیے: وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن۔

سیہ مستیِ چشمِ بیدار: دیکھیے: جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار۔

سیہ مستیِ چشمِ شوخ: سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں شرار آسا زِ سنگِ سرمہ یکسر تار جَستن ہا ص۲۲

---

[1] سیہ کاری : ایک بار[مرتّب]۔

[2] سیہ گلیم : ایک بار۔

[3] سیہ مست : تین بار[مرتّب]۔

سیہ مستی : پانچ بار[مرتّب: چار بار]۔

ش

شاخ[1]:	(۱) آم کا کون مردِ میداں ہے؟	ثمر و شاخ: گوے و چوگاں ہے	ص۱۳۰
	(۲) خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی	گُلِ از شاخ دور افتادہ، ہے نزدیکِ پژمردن	ص۴۹۹
شاخِ آہواں:	بہ بوے زلفِ مشکیں یہ دماغ آشفتۂ رم ہیں	کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پرشیاں ہے	ص۸۱
شاخِ گل:	(۱) دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پُرنگار	شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا	ص۲۵
	(۲) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا	کہ شاخِ گل کا خَم: انداز ہے بالیں شکستن کا	ص۲۷
	(۳) شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس	طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج	ص۳۵
	(۴) دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا	شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشاد، گُل	ص۵۲
	(۵) دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے	ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں، بجاے گل	ص۵۳
	(۶) خامے کا صفحے پر رواں ہونا	شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا	ص۱۳۰
	(۷) لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار شاخِ گل	تاچند باغبانیِ صحرا کرے کوئی؟	ص۲۱۵
	(۸) دیکھیے: سایۂ شاخِ گل۔		
شاخِ نرگس:	بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے	یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصاے کور ہے	ص۹۳
شاخِ گلِ نغمہ:	شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر	شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز	ص۴۴
شاخِ گلِ نقشِ پا:	دیکھیے: گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔		

---

[1] شاخ : گیارہ بار [مرکّب]۔

شاخِ گُلبن: جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر | شاخِ گُلبن پہ صبا، چھوڑ کے پیراہنِ خار ص۳

شاخِ ناوکِ صیاد: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد۔

شاخِ وبرگ: نہ گُل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار | جب خزاں آئے، تب ہو اُس کی بہار ص۱۳۰

شاخِ وبرگ وبار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم | ناز پروردۂ بہار ہے آم ص۱۳۱

شاخِ ہلالِ عید: دیکھیے: گُلِ شاخِ ہلالِ عید۔

شاخسار[1]: دیکھیے: ثمرہائے شاخسار۔

شاد[2]:
(۱) ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں | کیوں نہ ہووے آج کے دن بے کسی کی رُوح شاد ص۳۸
(۲) شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں | بادشہ کا غلامِ کارگزار ص۱۲۵
(۳) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو! | اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو! ص۱۳۱
(۴) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے | دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست ص۱۶۴
(۵) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام | دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں ص۱۹۲
(۶) ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم | ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم ص۲۵۳
(۷) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے | تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے ص۲۵۴
[مزید دیکھیے: دل شاد]

شاداب[3]: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال | دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خورّم ص۲۶۵

شادابِ رنگ: نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب | شیشۂ مَے: سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴

شادماں[4]:
(۱) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو | [دیکھیے: شاد ۳ کے تحت]۔ ص۱۳۱
(۲) عمر و دولت سے شادماں رہیں | اور غالبؔ پہ مہربان رہیں ص۲۷۶

شادمانی:
(۱) جُنوں، تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی | نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی ص۲۰۶
(۲) اُنھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے | کہ ہوگئے ہیں گہرہائے شاہوار، گرہ ص۲۷۹
(۳) دیکھیے: فریبِ شادمانی۔

---

[1] شاخسار : ایک بار [مرتّب]۔

[2] شاد : سات بار
[مفرد: چھے بار، مرتّب: ایک بار]۔

[3] شاداب : دوبار [مرتّب]۔

[4] شادماں : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
شادمانی : تین بار [مرتّب: ایک بار]۔

شادی[۱][۱]: (۱) ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید ص۱۲۹

(۲) دیکھیے: بزمِ شادی۔

شادی[۲][۲]: (۱) یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ "یارب" مجھے سُبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے ص۲۱۴

(۲) شادی سے گزر، کہ غم نہ رہوے اُردی جو نہ ہو تو دَے نہیں ہے ص۲۲۹

دیکھیے ـــــ: (۳) غم وشادی۔ (۴) فرقِ غم وشادی۔ (۵) کیفیتِ شادی۔ (۶) نغمۂ شادی۔

شاعر[۳]: (۱) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالبؔ کو نہ جانے! شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے ص۲۴۵

(۲) آج مجھ سا نہیں زمانے میں شاعرِ نغز گوے، خوش گفتار ص۱۲۶

شاعری[۴]: (۱) تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی اسدؔ! شاعری جُز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ ص۴۲

(۲) سو پُشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری کچھ شاعری ذریعۂ عزّت نہیں مجھے ص۱۲۴

(۳) ختم کرتا ہوں اب دُعا پہ کلام شاعری سے نہیں مجھے سروکار ص۱۲۷

(۴) دیکھیے: جہانِ شاعری۔

شافعِ[۵] روزِ جزا: کفیلِ بخششِ اُمت ہے، بن نہیں پڑتی اگر نہ شافعِ روزِ جزا کہیں اُس کو ص۲۸۵

شام[۶]: (۱) اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا صبح جو جاوے اور آوے شام ص۱۳۶

(۲) کاو کاوِ سخت جانی ہاے تنہائی نہ پوچھ صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوے شیر کا ص۱۴۲

(۳) خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے شام سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

(۴) ہاں چھے گھنٹے کی تو ہوتی فرصتِ عیش وطرب شام سے آتے تو کیا اچّھی گزرتی رات سب ص۲۹۱

(۵) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ! ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے ص۳۰۴

دیکھیے ـــــ: (۶) آثارِ ظہورِ شام۔ (۷) شحنۂ شام۔ (۸)، (۹) صبح وشام [دوبار]۔ (۱۰) وقتِ شام۔

شامِ آں سوے خیال: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ روزِ روشن، شامِ آں سوے خیال ص۵۱

شامِ تنہائی: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر، تارِ بستر ہے ص۲۱۳

---

۱ شادی[۱] : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ شادی[۲] : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

۳ شاعر : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۴ شاعری : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔

۵ شافع : ایک بار [مرکّب]۔

۶ شام : چوبیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: اُنّیس بار]۔

شامِ جوانی: (۱) اسدؔ کی طرح میری بھی، بغیر از صبحِ رُخساراں ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب! ص۴۱
(۲) نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن؟ یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ص۱۱۴
شامِ خیالِ زلف: سودائے عشق سے دمِ سردِ کشیدہ ہوں شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں ص۶۱
شامِ غم: (۱) شامِ غم میں سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے پر فشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم ص۵۴
(۲) جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ! وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے ص۹۵
(۳) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار یہ شامِ غم آپ پر سحر کر ص۲۳۸
شامِ فراق: جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں ص۱۹۱
شامِ فراقِ یار: شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! ماہ کو در تسبیحِ کواکب جائے نشینِ امام کیا ص۲۷
شامِ دپگاہ: سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و پگاہ ص۲۷۸
شامِ وسحر: ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں یہ دُعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ص۱۲۸
شامِ وصالِ یار: دیکھیے: داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار۔
شامِ ہجر: زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہوجائے گا ص۱۵۰
شام[1]: دیکھیے: مُلکِ رومؔ و شامؔ۔
شامت[2]: گدا سمجھ کے وہ چُپ تھا، مری جو شامت آئے اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے ص۲۳۶
شامل[3]: (۱) دیدہ خوں بار ہے مدت سے، و لے آج ندیم دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے ص۳۱۲
(۲) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا بوئے گل سے نفَسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۱۳۴
شان[4]: (۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ! کہ ہو غربت میں قدر؟ بے تکلف ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں ص۱۸۵
(۲) دیکھیے: عزّو شان۔
شانِ اظہار: دیکھیے: آئینۂ شانِ اظہار۔
شانِ حُسن: عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب ص۳۲
شانہ[5]: (۱) طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا میں، شانہ زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار ص۳

---

[1] شام : ایک بار۔
[2] شامت : ایک بار۔
[3] شامل : دو بار۔
[4] شان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
[5] شانہ : اٹھائیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۲) سرو کارِ تواضع، تا خمِ گیسو رسانیدن — بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا — ص ۲۴

(۳) بروے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا — ص ۲۶

(۴) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشاد، گُل — ص ۵۲

(۵) حسرتِ عرضِ تمنا یہاں سے سمجھا چاہیے — دو جہاں حشر زبانِ خشک ہیں جوں شانہ ہم — ص ۵۴

(۶) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں — ص ۵۸

(۷) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے مگر — شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے — ص ۷۸

(۸) غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہُدہُد پر — سلیمانی، ہے تنگِ بے دماغانِ خود آرائی — ص ۹۴

(۹) بہزاد! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر — گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے، شانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

(۱۰) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھا دے مجھے — ص ۲۳۵

(۱۱) ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ — ص ۲۷۷

(۱۲) اے اسدؔ! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے — حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا — ص ۴۴۵

(۱۳) ٹوٹا ہے افسوس! موے خمِ زلف — ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ — ص ۴۵۰

(۱۴) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پُشتِ دست بدنداں گزیدہ ہوں — ص ۶۱

دیکھیے ـــــ: (۱۵) آبنوسی شانہ۔ (۱۶) آئینہ و شانہ۔ (۱۷)، (۱۸) دستِ شانہ [دوبار]۔ (۱۹) زبانِ شانہ۔ (۲۰) صرفِ عرضِ شانہ۔

شانہ کشِ زلفِ یار: جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے — نافہ، دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے — ص ۲۱۷

شانہ کشِ طرۂ تحریر: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! — چاکِ دل شانہ کشِ طرۂ تحریر آوے — ص ۱۱۳

شانہ کشِ طرۂ گفتار: ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار، اسدؔ — مژہ ہے شانہ کشِ طرۂ گفتار ہنوز — ص ۴۳

شانہ کشِ گفتگو: زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار — یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو — ص ۶۸

شانہ زلفِ الہام: تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام — تیری رفتارِ قلم: جنبشِ بالِ جبریل — ص ۱۲۴

شانۂ سُنبل: سادہ و پُرکار تر، غافل و ہُشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز — ص ۴۳

شانۂ صبا: غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں — بے شانۂ صبا نہیں طُرّہ گیاہ کا — ص ۱۳۹

شانۂ گیسوشدن: دیکھیے: مستعدِ شانۂ گیسوشدن۔

شاہ[1]: (۱) مجھ پہ، فیضِ تربیت سے شاہ کے — منصبِ مہر و مہ و محور کھُلا ص۱۳۹

(۲) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ — اب مآلِ سعیِ اسکندر کھُلا ص۱۴۰

(۳) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا — وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۴) خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے ص۲۴۰

(۵) خامہ میرا کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن — شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے ص۲۴۱

(۶) شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر — دیکھیے: کب دن پھریں حمام کے ص۲۵۰

(۷) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے — تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے ص۲۵۳

دیکھیے ــــــ: (۸) حضورِ شاہ۔ (۹) زمزمۂ مدحتِ شاہ۔ (۱۰) ہمسرِ شاہ۔

شاہِ بیکساں: ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسدؔ — خدا کے واسطے اے شاہِ بیکساں! فریاد! ص۳۷

شاہِ جم جاہ: بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال — ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال ص۲۵۳

شاہِ جہانگیر: اے شاہِ جہانگیرِ جہاں بخشِ جہاندار! — ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت ص۱۲۷

شاہِ دیں دار: کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ! — شاہِ دیں دار نے شفا پائی ص۲۵۱

شاہِ روشن دل: شاہِ روشن دل بہادر شہ کہ ہے — رازِ ہستی اُس پہ سر تا سر کھُلا ص۱۳۹

شاہِ سخن گستر: باغِ معنی کی دکھا دوں گا بہار — مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھُلا ص۱۴۰

شاہِ سلیماں جاہ: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ! — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو ص۱۹۹

شاہِ نجف: دیکھیے: درِ شاہِ نجف۔

شاہ نشاں: دیکھیے: امیرِ شاہ نشاں۔

شاہ پسند دال: یہ شاہ پسند دال، بے بحث و جدال — ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال ص۲۵۳

شاہا: جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! — وصیِ ختمِ رُسل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۱۳۴

---

[1] شاہ بیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

شاہا : ایک بار۔

شاہان : دوبار [مرکّب]۔

شاہانِ حُسن:	ظلم کرنا گدائے عاشق پر	نہیں شاہانِ حُسن کا دستور	ص ۴۲
شاہانِ عصر:	وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو	شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزّت اُس سے وام	ص ۲۸۳
شاہد[1]:	دیکھیے: نگینِ نامِ شاہد۔		
شاہد باز:	اسداللہ خاں تمام ہوا	اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز	ص ۱۷۲
شاہدِ گُل:	غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر	کیوں شاہدِ گُل باغ سے بازار میں آوے	ص ۲۳۴
شاہدِ ہستیِ مطلق:	شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم	لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں	ص ۱۸۵
شاہد ومشہود:	اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے	حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں!	ص ۱۸۹
شاہدوں:	لکھ دیا شاہدوں کو: عاشق کُش	لکھ دیا عاشقوں کو: دشمن کام	ص ۱۳۸
شاہراہِ[2] اوہام:	نہیں شاہراہِ اوہام، بجز آں سوے رسیدن	تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی	ص ۱۰
شاہراہِ دہلی:	ہاں یہی شاہراہِ دہلی ہے	مطبعِ بادشاہِ دہلی ہے	ص ۲۶۷
شاہنشاہ[3]:	دیکھیے: بزمِ شاہنشاہ۔		
شاہنشہِ بلندمقام:	تو نہیں جانتا تو مجھ سے سُن	نامِ شاہنشہِ بلند مقام	ص ۱۳۷
شاہوار[4]:	دیکھیے: گہرہاے شاہوار۔		
شاہی[5]:	(۱) ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک!	عنایاتِ الٰہی ہو مبارک!	ص ۲۹۷
	(۲) دیکھیے: گوہرِ دریاے شاہی۔		
شاہیِ وخسروی:	خدا کی راہ میں شاہیِ و خسروی کیسی؟	کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو	ص ۲۸۵
شائبۂ[6] خوبیِ تقدیر:	تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ	اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا	ص ۱۵۸
شائبۂ ریا:	لایا ہے، کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور	کرکے دل و زباں کو غالبِ خاکسار، ایک	ص ۲۹۷

---

۱ شاہد : چار بار [مرکّب]۔
شاہد باز : ایک بار۔
شاہدوں : ایک بار۔
۲ شاہراہ : دو بار [مرکّب]۔
۳ شاہنشاہ : ایک بار [مرکّب]۔
شاہنشہ : ایک بار [مرکّب]۔
۴ شاہوار : ایک بار [مرکّب]۔
۵ شاہی : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۶ شائبہ : دو بار [مرکّب]۔

شایاں:[1]	شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا	غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا	ص۲۵
شایانِ دست و خنجرِ قاتل:	مرنے کی اے دل! اَور ہی تدبیر کر کہ میں	شایانِ دست و خنجرِ قاتل نہیں رہا	ص۱۵۳
شاید:[2]	(۱) شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر	پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا	ص۱۸
	(۲) پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع	آسایشِ وفا ہا بیتابیِ جفا ہے	ص۹۴
	(۳) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید	یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی	ص۷۷
	(۴) وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید	مرگیا غالبؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں	۱۸۸
	(۵) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا	ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی	ص۲۰۷
شایستۂ[3] گدائیِ ہردر:	در پر امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم	شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں	ص۲۹۸
	(۶) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظّارہ سے وا ہو	ص۱۹۴
شب:[4]	(۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا	کہ موم، آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا	ص۲۱
	(۲) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری، دل بیتاب تھا	شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا	ص۱۵
	(۳) شب، نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا	صبح، موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا	ص۱۳
	(۴) شب، تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے	تارِ شمع، آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ تھا	ص۲۵
	(۵) شب کہ تھی کیفیّتِ محفل بہ یادِ روے یار	ہر نظر میں داغِ مے خالِ لبِ پیمانہ تھا	ص۲۵
	(۶) شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح	وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا	ص۲۵
	(۷) شب کہ دل زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر آیا	نالہ، برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا	ص۲۷
	(۸) دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا!	کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا	ص۳۰
	(۹) شب کہ تھا نظارگی روے بتاں کا، اے اسدؔ!	گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب	ص۳۱
	(۱۰) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں	توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے	ص۸۶

---

۱ شایاں : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ شاید : چھے بار [مرکّب: ایک بار]۔

۳ شایستہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴ شب : تراسی بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکّب: چوّن بار]۔

شب ہا : سات بار [مرکّب]۔

(۱۱) نظرِ راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی — ص ۷۴

(۱۲) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مہ، زِ سر تا ناخنِ پا رزق یک شبگیر ہے — ص ۹۶

(۱۳) خُدایا! دل کہاں تک دن بہ صدرنج وتعب کاٹے — خمِ گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے — ص ۹۷

(۱۴) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے — ص ۱۱۳

(۱۵) خسروِ انجم کے آیا صرف میں — شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھُلا — ص ۱۳۸

(۱۶) شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا — ص ۱۳۵

(۱۷) نالۂ دل میں شب، اندازِ اثر نایاب تھا — تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا — ص ۱۳۵

(۱۸) شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا — تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا — ص ۱۳۶

(۱۹) شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا — رشتۂ ہر شمع، خارِ کسوتِ فانوس تھا — ص ۱۵۳

(۲۰) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھُلا — اِس تکلّف سے کہ گویا بُت کدے کا در کھُلا — ص ۱۶۰

(۲۱) تھی بَناتُ النّعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

(۲۲) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دُکھتے ہیں آج اُس بُتِ نازک بدن کے پانو — ص ۱۹۶

(۲۳) یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے — ص ۲۳۰

(۲۴) شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا — ص ۲۵۲

(۲۵) وَاللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں — سونا، سوگند ہوگیا غالبؔ — ص ۲۵۳

(۲۶) کٹے تو شب کہیں، کاٹے تو سانپ کہلاوے — کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خَم بہ خَم کیا ہے؟ — ص ۳۱۱

(۲۷) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! — داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا — ص ۴۴۶

(۲۸) شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — پارۂ چاکِ کتاں، پر کالۂ مہ ہوگیا — ص ۴۴۶

(۲۹) یہ زلفِ مہ وشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے — زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی — ص ۴۵۲

دیکھیے ـــــــــ: (۳۰) پرسوں شب۔ (۳۱) داغِ فراقِ صحبتِ شب۔ (۳۲) دامنِ قطعِ شب۔ (۳۳)، (۳۴) دلِ شب [دوبار]۔ (۳۵) رنگِ شب۔ (۳۶)، (۳۷) روز و شب [دوبار]۔ (۳۸) طلسمِ روز و شب۔ (۳۹)، (۴۰) وقتِ شب [دوبار]۔ (۴۱)، (۴۲) ہر شب [دوبار]۔ (۴۳) ہنگامِ شب۔

شبِ اختر: شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا — بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا — ص ۱۴

شبِ پروانہ: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب! — ص ۳۲

شب پیما: گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم، شب پیما — نمک ہے شمع میں جوں موم جادو، خوابِ بستن کا — ص ۲۷

شب تاب: دیکھیے ـــــــ: (۱) گوہرِ شب تاب۔ (۲) کرمکِ شب تاب۔

شبِ تار: (۱) آتی نہیں نیند اے شبِ تار! — افسانۂ زلفِ یار سر کر — ص ۴۴۸

(۲) دیکھیے: ریشۂ چندیں شبِ تار۔

شبِ تنہائی: وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — صورتِ دُود رہا سایہ گریزاں مجھ سے — ص ۲۱۱

شبِ چاردہم: دیکھیے: ماہِ شبِ چاردہم۔

شب درمیاں دادن: زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! — ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رُخسار ہے — ص ۸۳

شبِ دیجور: دیکھیے ـــــــ: (۱) صبحِ شبِ دیجور۔ (۲) عطرِ شبِ دیجور۔

شبِ زندہ دارِ انتظارستاں: زہے شبِ زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے — مژہ پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے — ص ۱۱۵

شبِ سپید و سیاہ: دیکھیے: روز و شبِ سپید و سیاہ۔

شبِ سُنبل: شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سُنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا — ص ۳۰

شبِ سیہ رُوزی: ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغ بے اثری — اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ سیہ روزی — ص ۱۰۰

شبِ غم: (۱) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے؟ شبِ غم بُری بلا ہے — مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص ۱۶۰

(۲) کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول — آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کُھلا — ص ۱۶۱

(۳) ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے — ص ۲۳۰

شبِ فراق: (۱) نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں — شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں — ص ۱۹۲

(۲) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص ۲۰۳

شبِ فرقت: (۱) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف — ص ۴۹

(۲) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عُمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص ۵۰

(۳) دیکھیے: اندوہِ شبِ فرقت۔

شبِ قدر:	ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم	ہے اپنی شبِ قدر و دوالی باہم	ص۲۵۳
شبِ ماتم:	پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے	شبِ ماتم، تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے	ص۸۹
شبِ مہ:	(۱) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی	شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں	ص۱۸۰
	(۲) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے؟	بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں	ص۱۹۲
شبِ ماہ تاب:	غالبؔ! چھٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی	پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں	ص۱۸۹
شبِ مہتاب:	(۱) رخسارِ یار کی جو کھلی جلوہ گستری	زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہوگئی	ص۹۶
	(۲) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب	اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راست ہے	ص۲۰۵
	(۳) نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے	سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے	ص۳۵۳
شبِ وصال:	شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن، تکیہ	ہوا ہے موجبِ آرامِ جان و تن تکیہ	ص۳۰۳
شب و روز:	(۱) بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے	ص۲۳۸
	(۲) شب و روز: افتخارِ لیل و نہار	مہ و سال: اشرفِ شہور و سنیں	ص۲۸۰
	(۳) وہ فراق اور وہ وصال کہاں!	وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں!	ص۱۸۲
شب و روزِ ہجر:	نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ!	خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا	ص۳۰
شب ہا:	دیکھیے: خلوتِ شب ہا۔		
شب ہائے تار:	دیکھیے: سراغِ خلوتِ شب ہائے تار۔		
شب ہائے تارِ برشکال:	کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ برشکال	ہے نظر خو کردۂ اختر شماری، ہائے ہائے!	ص۲۰۳
شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں:	مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں	چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنّا ہے	ص۸۳
شب ہائے ہجر:	کب سے ہوں کیا بتاؤں، جہانِ خراب میں	شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں	ص۱۸۸
شب ہائے ہجراں:	سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر	مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی	ص۲۲۱
شب ہائے ہجرِ یار:	فرطِ بےخوابی سے ہیں شب ہائے ہجرِ یار میں	جوں زبانِ شمع، داغِ گرمیِ افسانہ ہم	ص۵۳
شبِ ہجر:	دیکھیے: بےکسی ہائے شبِ ہجر۔		
شبِ ہجراں:	خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مرنہیں جاتے	آئی شبِ ہجراں کی تمنّا مرے آگے	ص۲۳۹

شبِ یلدا: طلسمِ آفرینش: حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے / زمانے کے، شبِ یلدا سے موے سر پریشاں ہیں ص ۶۲

شبانہ[1]: وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں! / اُٹھیے بس اب کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی ص ۲۳۳

شَبَہ[2]: دیکھیے: یک شبہ۔

شب خونِ[3] انصاف: شورِ اوہام سے مت ہو شب خونِ انصاف / گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنّا نمکیں ص ۸

[مزید دیکھیے: شبخون]۔

شب رَو[4]: سراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے / کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں ص ۷۹،

شبستاں[5]: (۱) سفرِ عیش میں کی ضعف نے راحت طلبی / ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا ص ۱۴۷

(۲) بے خودی، بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! / پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے ص ۲۱۱

(۳) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی / شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں ص ۱۸۰

شبستانِ بہار: فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! / دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص ۱۳۳

شبستانِ دلِ پروانہ: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں / ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم ص ۱۷۷

شبگیر[6]: (۱) ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع / پاے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے ص ۱۱۳

(۲) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع / مہر زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص ۹۶

شبنم[7]: (۱) بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقمِ ایجادِ گُل / ظاہرا، ہے اِس چمن میں لالِ مادرزاد، گُل ص ۵۲

(۲) چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار / فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں ص ۶۵

(۳) حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گُل / مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے ص ۸۰

(۴) شبنم آسا گو مجالِ سُبحہ گردانی مجھے / ہے شعاعِ مہر زنّارِ سلیمانی مجھے ص ۸۶

(۵) عبرت طلب ہے حلِّ معمّاے آگہی / شبنم، گدازِ آئنۂ اعتبار ہے ص ۹۰

(۶) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟ / کہ گُل ہے بلبلِ رنگیں و بیضہ شبنم ہے ص ۱۰۲

---

۱ شَبانہ : ایک بار [مرکّب]۔

۲ شَبہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳ شب خون : ایک بار [مرکّب]۔

۴ شب رَو : ایک بار۔

۵ شبستاں : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

۶ شبگیر : دو بار [مرکّب]۔

۷ شبنم : چھتّیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

شبنمستاں : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

(۷) پرتوِ خُور سے، ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۸) چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے — ص۲۱۷

(۹) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جانکلتی ہے — ص۲۱۸

(۱۰) شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے — داغِ دل بیدرد نظر گاہِ حیا ہے — ص۲۱۸

(۱۱) صبح دم باغ میں آجائے، جسے ہو نہ یقیں — سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم — ص۲۶۵

(۱۲) جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ! — کھودیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے — ص۳۲۰

دیکھیے:—(۱۳) چشمِ شبنم۔(۱۴) حبِّ شبنم۔(۱۵) ساغرِ شبنم۔(۱۶) سیلِ بنائے ہستیِ شبنم۔(۱۷) صبح و شبنم۔(۱۸) عرضِ شبنم۔(۱۹) قطرۂ شبنم۔(۲۰) گل و شبنم۔(۲۱) نمِ شبنم۔

شبنم آشنا: خُور شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا — ص۱۲

شبنم آئیں: گدازِ سعیِ بینش: شست وشوئے نقشِ خودکلامی — سراپا شبنم آئیں یک نگاہِ پاک باقی ہے — ص۱۰۷

شبنمِ خرشیددیدہ: میں چشمِ وا کُشادہ و گلشن نظر فریب — لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں — ص۶۱

شبنمِ خُورنادیدہ: کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں — چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خُور نادیدہ — ص۱۷

شبنمِ صبح: غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز — شبنمِ صبح ہوئی رعشۂ اعضائے بہار — ص۳

شبنمستاں: (۱) عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خُور، شمعِ شبنمستاں ہے — ص۱۰۲

(۲) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا — ص۱۵۶

(۳) دیکھیے: فرصتِ یک شبنمستاں۔

شِبْہ[۱] وعدیل: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل ونظیر! — اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شِبْہ وعدیل! — ص۱۲۳

شبیخوں[۲]: عدم: وحشت سُراغ وہستی: آئیں بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پر سُنبل وگل، یک شبیخوں ہے — ص۱۱۱

شبّیر[۳]: (۱) غمِ شبّیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص۱۳۵

(۲) یہ خرگہِ نہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے — کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ — ص۲۸۳

شتاب[۴]: آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشتاب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے — ص۴۵۲

---

۱ شِبْہ : ایک بار [مرتّب]۔
۲ شبیخوں : ایک بار۔
۳ شبّیر : دوبار [مرتّب]۔
۴ شتاب : ایک بار [مرتّب]۔

شتر[1] قطار: متاعِ عیش کا ہے کارواں چلا آتا — کہ جادہ، رشتہ ہے اور ہے شتر قطار، گرہ ص۲۷۹

شجر[2] بید: عشق تاثیر سے نومید نہیں — جاں سپاری شجرِ بید نہیں ص۱۸۳

شحنہ[3] تقدیر: دیکھیے: دلِ شحنۂ تقدیر۔

شحنۂ شام: مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ رُوز — ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام ص۱۳۸

شخص[4]: (۱) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا — وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۲) تھی وہ اک شخص کے تصور سے — اب وہ رعنائیِ خیال کہاں! ص۱۸۲

(۳) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر — آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے ص۲۱۹

شدّت[5]: (۱) بتاں! زہراب اِس شدّت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا ص۳۱

(۲) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زُور چلتا ہے گریباں پر ص۱۹۷

شُدن[6]: دیکھیے ——: (۱) اندیشۂ سشندر شدن۔ (۲) مستعدِ شانۂ گیسو شدن۔ (۳)، (۴) واشدن [دوبار]۔ (۵) واماندہ شدن۔

شُدہ: (۱) نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے — ابداً پُشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص۱۳۴

(۲) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ: قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار ص۱۳۲

(۳) دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے ص۲۱۹

شروشورِ[7] آرزو: شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی ص۱۰

شراب[8]: (۱) نَفَس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ — اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ ص۱۲۵

(۲) مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! ص۱۸۸

(۳) غالبؔ! چُھٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی — پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں ص۱۸۹

---

[1] شتر : ایک بار [مرکّب]۔

[2] شجر : ایک بار [مرکّب]۔

[3] شحنہ : دوبار [مرکّب]۔

[4] شخص : تین بار۔

[5] شدّت : دوبار۔

[6] شُدن : پانچ بار۔

شدہ : تین بار [مرکّب]۔

[7] شروشور : ایک بار [مرکّب]۔

[8] شراب : پینتیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب: پچیس بار]۔

شراب خانہ: ایک بار۔

(۴) کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں — یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں — ص۱۸۹

(۵) علاوہ عید کے، ملتی ہے اور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں — ص۱۹۲

(۶) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب — اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راست ہے — ص۲۰۵

(۷) پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے — پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے — ص۲۲۳

(۸) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دو چار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے! — ص۲۴۲

(۹) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے! — ص۲۵۱

(۱۰) ہے ہَوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے باد پیمائی — ص۲۵۱

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) بدمستِ شراب۔ (۱۲) پنبۂ شیشۂ شراب۔ (۱۳) جلوۂ موجِ شراب۔ (۱۴)، (۱۵) داغِ شراب [دوبار]۔ ساغرِ شراب۔ (۱۷)، (۱۸) موجِ شراب [دوبار]۔ مینائے بے شراب۔ (۲۰) ہوسِ صد قدح شراب۔

شرابِ پرتگالی: ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے — نشانِ خالِ رُخ، داغِ شرابِ پرتگالی ہے — ص۷۹

شراب خانہ: خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں — ص۱۸۴

شرابِ طہور: واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو — کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی! — ص۲۴۳

شراب: [تیرہ بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۱۶۳]:

(۱)، (۲) پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب — دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب

(۳) پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن — سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا، موجِ شراب

(۴) جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے — سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما، موجِ شراب

(۵) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہَوا موجِ شراب

(۶) چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو — موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب

(۷) جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز — دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب

(۸) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہ پرِ رنگ سے ہے بال کُشا موجِ شراب

(۹) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصور میں زِ بس جلوہ نما موجِ شراب

(۱۰) نشے کے پردے میں ہے محوِ تماشاے دماغ — بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب

(۱۱) ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیّتِ فصل — موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب

(۱۲) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زِہے موسمِ گل! — رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب!

(۱۳) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ! — پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب

شرار[۱]: (۱) سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں — شرار آسا زِ سنگِ سرمہ یکسر تارِ جَستن ہا ص۲۲

(۲) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! — گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! ص۴۹

(۳) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا ص۱۶۰

دیکھیے——: (۴) بالِ شرار۔ (۵) تخمِ شرار۔ (۶) دندانِ شرار۔ (۷) دوشِ شرار۔ (۸) روے شرار۔ (۹) یک دستہ شرار۔

شرارِ آہ: ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر — شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گلچیں ہے ص۸۹

شرارِ تیشہ: سعیِ عاشق ہے فروغ افزاے آبِ روے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل ص۵۲

شرارِ جستہ: کُوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہوجایئے — بے تکلف اے شرارِ جستہ کیا ہوجایئے! ص۲۱۶

شرارِ سنگ: (۱) نزاکت: ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ: اندازِ چراغ از چشمِ جَستن ہا ص۲۲

(۲) بہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی اہتمام اُس کا — نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص۲۴

(۳) شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے — ہنوز اے تیشۂ فرہاد عرضِ آتشیں پائی! ص۹۲

(۴) پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی ص۲۰۷

شرارِ سنگِ بت: اسدؔ! قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو — شرارِ سنگِ بُت بہرِ بناے اعتقاد، آتش ص۴۷

شرارت[۲]: (۱) اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت تو جوانی کی ص۷۷

دیکھیے——: (۲) تابِ شرارت۔ (۳) عرضِ تکلیفِ شرارت۔

شربت[۳]: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے ص۴۵۳

شربتِ عیسیٰ: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترجبینی ہے — اسدؔ! ہوں مستِ دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا ص۴۴۴

---

۱ شرار : سترہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چودہ بار]۔

۲ شرارت : تین بار [مرکّب: دو بار]۔

۳ شربت : دو بار [مرکّب]۔

شرحِ[1]: شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا — ص۲۵۲

شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر: شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ — اِس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا — ص۱۴۷

شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل: نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم — شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل تاچند! — ص۳۹

شرحِ شوق: ہرچند عمر گزری آزردگی میں لیکن — ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی — ص۷۵

شرحِ نگاہِ عجز: وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں — ص۵۶

شرحِ ہنگامۂ ہستی: شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے! موسمِ گل — رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا! موجِ شراب — ص۱۶۳

شرر[2]: (۱) شرر ہے رنگ، بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں — کرے ہے سنگ پر خرشیدِ آبِ روئے کار آتش — ص۲۷

(۲) بے دلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب — ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل — ص۵۳

(۳) بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی — شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے — ص۸۵

(۴) جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا — شرر کیفیتِ مَے، سنگ محوِ نازِ مینائی — ص۹۲

(۵) وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے — ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے — ص۱۱۰

(۶) اک شرر دل میں ہے اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا — آگ مطلوب ہے ہم کو جو ہوا کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۷) اسدؔ! طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا — ص۴۴۷

دیکھیے ـــــــ: (۸) اک رقصِ شرر۔ (۹) بالِ شرر۔ (۱۰) برق و شرر۔ (۱۱) تخمِ شرر۔ (۱۲) عطرِ شررِ سنگ۔ (۱۳) غبارِ شرر۔ (۱۴) فرصتِ رقصِ شرر۔ (۱۵) گلدستۂ جوشِ شرر۔ (۱۶) گنجِ شرر۔ (۱۷) یک بیاباں تپشِ بالِ شرر۔ (۱۸) یک شرر۔ (۱۹) یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ۔

شرر آبادِ رستخیز: ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز — مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے — ص۹۰

شررِ اسیرِ دل: شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار — جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ نرد بانی — ص۱۰

شرر اہتمام بستر: گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج — یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج — ص۳۵۷

شرر بار: (۱) آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے — سرگرمِ نالہ ہائے شرر بار دیکھ کر — ص۱۶۸

---

۱ شرح : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۲ شرر : تیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تیئیس بار]۔ شررستان : ایک بار [مرکّب]۔

(۲) پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نَفَس — مدّت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے — ص۲۲۵

شرر بافِ سنگ: دیکھیے: حریرِ شرر بافِ سنگ۔

شرر بیز: دیکھیے: برقِ شرر بیز۔

شررستانِ رمیدن: گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن — فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ — ص۳۶

شررِ سنگ: دیکھیے: عطرِ شررِ سنگ۔

شررِ طور: دیکھیے: غبارِ شررِ طور۔

شرر فرصت نگہ: شرر فرصت نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے — بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا — ص۱۷

شررکار: نَفَس ہو نہ معزولِ شعلہ درودن — کہ ضبطِ تپش سے شررکار ہیں ہم — ص۵۵

شرط[۱]: وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے ہمدم! — وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے! — ص۳۱۲

شرطِ اُستواری: وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے — مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص۱۹۹

شرع[۲]: دیکھیے: مسلکِ شرع۔

شرعِ تسلیم: دیکھیے: سرِ جادۂ شرعِ تسلیم۔

شرع و آئین: شرع و آئین پر مدار سہی — ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی! — ص۲۴۲

شرف[۳]: (۱) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۲) آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا — ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت — ص۱۲۷

(۳) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا — گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے — ص۱۲۸

(۴) ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ! — مجنوں جو مرگیا ہے تو جنگل اُداس ہے — ص۲۰۵

(۵) دیکھیے: حصولِ شرف۔

شرفِ مہرِ جہاں تاب: تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت — ص۱۲۷

شرق[۴]: (۱) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے — اِخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور — ص۲۶۳

(۲) خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں — بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ — ص۲۷۷

---

۱ شرط : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ شرع : تین بار [مرکّب]۔

۳ شرف : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔

۴ شرق : دوبار۔

شرم[1]: (۱) شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ بر پا دوختہ غمّاز ہے — ص۸۲

(۲) شرم: طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار — ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے — ص۱۰۴

(۳) شرم: آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردین روا لیکن چکیدن منع ہے — ص۱۱۲

(۴) یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے — شرم سے پانی پانی ہونا ہے — ص۱۳۰

[دو بار بہ طورِ ردیف، ص۱۷۷]:

(۵) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم

(۶) وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم

(۷) شرم اک ادائے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی — ہیں کتنے بے حجاب کہ یوں ہیں حجاب میں — ص۱۸۹

(۸) دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یھاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں — ص۱۹۱

(۹) حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بُلہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں — ص۱۹۳

(۱۰) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم — ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مَے جس قدر ملے — ص۲۳۶

(۱۱) کعبے کس مُنہ سے جاؤگے غالبؔ! — شرم تم کو مگر نہیں آتی! — ص۲۳۸

دیکھیے ——:(۱۲) جانِ شرم۔(۱) دستِ شرم۔(۱۴) رہنِ شرم۔(۱۵) کسوتِ عرقِ شرم۔

شرم آفریں: غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی — سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہوجاوے — ص۸۵

شرمِ تہی دستی: ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورشِ نمک داں کی — ص۷۷

شرمِ جبینِ آشنا: دیکھیے: نمِ شرمِ جبینِ آشنا۔

شرمِ رُسوائی: شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں — ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

شرمِ سرد بازاری: دیکھیے: خُوئے شرمِ سرد بازاری۔

شرمِ رعنائی: تکلّف سازِ رسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے — ص۸۱

شرمِ زشت اَعمالی: خمیدن نشۂ مَے میں، ہے شرمِ زشت اَعمالی — دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے — ص۴۵۵

شرمِ عارضِ رنگیں: بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے — ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پروازِ نقاب — ص۳۱

---

[1] شرم : اٹھائیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: سترہ بار]۔ شرم : ایک بار۔

شرمِ قطرہ سامانی: ترجبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے — موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے — ص۸۶

شرمِ کوششِ بیجا: ہوئی ہیں آب، شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں — ص۶۴

شرمِ نارسائی: (۱) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

(۲) ہوئے یہ رہرواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے — ص۴۵۵

شرمِ ناکسی: سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی — اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری — ص۹۳

شرمے: دیکھیے: عجزِ عرقِ شرمے۔

شرمسار[1]: (۱) اے کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ! — ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ
یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر! — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ! — ص۱۸۸

(۲) وہاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یہاں میں ہوں شرمسار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو — ص۱۹۵

شرمگیں[2]: دیکھیے: اندازِ نگاہِ شرمگیں۔

شرمندہ[3]: (۱) قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص۳۴

(۲) شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے — مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گُل — ص۱۷۶

(۳) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

شرمندۂ اُلفت: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے — ص۴۵۳

شرمندۂ بوے خوشِ گل رویاں: بس کہ شرمندۂ بوے خوشِ گل رویاں ہے — نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نَفَس دُزدیدن — ص۴۵۰

شرمندۂ معنی: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلّی نہ ہوا — ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا — ص۱۳۴

شرمندۂ نوآموزی: تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پر فشانی بھی — رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی — ص۱۰۰

شرمندگی[4]: (۱) بس اب بگڑے پہ کیا شرمندگی! جانے دو، مل جاؤ — قسم لو ہم سے گر یہ بھی کہیں: کیوں ہم نہ کہتے تھے! — ص۱۲۳

(۲) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص۱۴۹

(۳) دیکھیے: مایۂ شرمندگی۔

---

۱ شرمسار : دوبار۔

۲ شرمگیں : ایک بار [مرکّب]۔

۳ شرمندہ : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

۴ شرمندگی : تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔

شریک[1]: (۱) خود پرستی سے، رہے باہمدگر ناآشنا — بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا — ص۱۹

(۲) میری تنخواہ میں چہارم کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار — ص۱۲۶

(۳) ہوا نہ غلبہ میسّر کبھی کسی پہ مجھے — کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالب ہے — ص۱۲۹

شریکِ غالب: دیکھیے: شریک[۳]۔

شستِ[2] بُتِ ناوک فگن: رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے — ص۲۴۴

شُستِ[3] وشوے داغِ ماہ: فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی — سحر، از بہرِ شُستِ وشوے داغِ ماہ، صابوں ہے — ص۱۱۲

شُست وشوے نقشِ خودکامی: گدازِ سعیِ بینش: شُست وشوے نقشِ خودکامی — سراپا شبنم آئیں یک نگاہِ پاک باقی ہے — ص۱۰۷

شُستہ[4]: دیکھیے: دستِ از جاں شستہ۔

شش جہت[5]: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا — ص۱۸

(۲) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ — طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ — ص۲۰۱

(۳) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے — ص۲۰۶

(۴) برروے شش جہت درِ آئینہ باز ہے — یہاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا — ص۱۵۳

دیکھیے——:(۵) دورِ شش جہت۔(۶) طلسمِ شش جہت۔

شش جہت آغوش: فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے — ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں — ص۶۲

شش جہت آفاق: دیکھیے: روے شش جہت آفاق۔

شش جہت اسباب: آئنۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ — شش جہت اسباب ہے وہمِ توکّل ہنوز — ص۴۴

شش جہت انتظار: دیکھیے: فرشِ شش جہتِ انتظار۔

شُشدر[6]: زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے مُنعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در شُشدر ہوا — ص۲۰

شُشدر شدن: دیکھیے: اندیشۂ شُشدر شدن۔

---

۱ شریک : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔

۲ شست : ایک بار [مرکّب]۔

۳ شُست وشو : دوبار [مرکّب]۔

۴ شُستہ : ایک بار [مرکّب]۔

۵ شش جہت : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔

۶ شُشدر : دوبار [مرکّب]۔

شعر[1]: (۱) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالب! — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص۵۷

(۲) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص۱۱۶

(۳) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! — کھلا کہ فائدہ عرضِ ہُنر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

(۴) شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں — مانتا لیکن ہمارا دل نہیں — [قادرنامہ]

(۵) نقدِ سخن کے واسطے ایک، عیارِ آگہی — شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار، ایک — ص۲۹۶

(۶) اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے — ص۴۲۷ [طبع ثانی]

دیکھیے ——:(۷) دستورِ فنِ شعر۔(۸) ردیفِ شعر۔(۹) زندۂ شوقِ شعر۔(۱۰) زیرِ مشقِ شعر۔(۱۱) سوادِ شعر۔(۱۲) عرضِ فنِ شعر۔(۱۳) کُشتۂ ذوقِ شعر۔

شعرِ برجستہ: اسدؔ! طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا — ص۴۴۷

شعروں[2]: کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے — ص۲۰۶

شعار[3]: ہر بُلہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی — ص۲۳۳

شعاع[4]: دیکھیے ——:(۱)، (۲) تارِ شعاع [دوبار]۔(۳) درسِ تسلیِ شعاع۔

شعاعِ آفتاب: دیکھیے: تارِ شعاعِ آفتاب۔

شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی — شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے — ص۲۱۳

شعاعِ جلوہ: عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم — جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے — ص۸۷

شعاعِ مہر: (۱) شبنم آسا گو مجالِ سُبحہ گردانی مجھے — ہے شعاعِ مہر زُنّارِ سلیمانی مجھے — ص۸۶

(۲) اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی — ص۱۰۰

(۳) ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر — ص۱۶۸

(۴) دیکھیے: تارِ شعاعِ مہر۔

شعاعِ مہرِ درخشاں: زہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے — شعاعِ مہرِ درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ — ص۲۷۷

---

[1] شعر : چودہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

[2] شعروں : ایک بار۔

[3] شعار : ایک بار۔

[4] شعاع : گیارہ بار [مرکّب]۔

شعلہ[1]:

(۱) شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار — جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ زد بانی — ص۱۰

(۲) اے شعلہ! فرصتے کہ سویداے دل سے ہوں — کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز — ص۴۲

(۳) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے جُز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ — ص۷۲

(۴) ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۵) حیرتِ آئنہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے — ص۸۸

(۶) ہے جلوۂ خیال، سویداے مردمک — جوں داغ، شعلہ سر خطِ آغاز ہے مجھے — ص۹۷

(۷) دیکھ تری خوے گرم دل بہ تپش رام ہے — طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے — ص۹۹

(۸) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۹) بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے؟ — ص۱۱۳

(۱۰) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں، جیسے خوں رگ میں، نہاں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۱۱) غم اِس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص۱۷۴

(۱۲) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص۲۰۷

(۱۳) وہ تپ عشق تمنّا ہے کہ پھر صورتِ شمع — شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے — ص۲۰۹

(۱۴) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے — داغِ پُشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے — ص۲۱۷

(۱۵) شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی — جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے — ص۲۱۹

(۱۶) نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُند خو کیا ہے؟ — ص۲۴۱

(۱۷) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری، وہ ہَوا گرم — ص۳۴۸

دیکھیے ———: (۱۸) اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ۔ (۱۹) ایماے شعلہ۔ (۲۰) تقریبِ نگارش ہاے سطرِ شعلہ۔
(۲۱) رگِ سنگ فسانِ تیغِ شعلہ۔ (۲۲)، (۲۳) رنگِ شعلہ [دوبار]۔ (۲۴) گلِ صد شعلہ۔ (۲۵) ہوسِ شعلہ۔

شعلہ آغاز: شعلہ آغاز و لے حیرتِ داغِ انجام — موجِ مے، لیک زِ سرتا قدم آغوشِ خمار — ص۶

شعلہ اندود: نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے — جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۷۹

---

[1] شعلہ : چھیاسٹھ بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: اُنچاس بار]۔ شعلے : ایک بار [بہ طورِ جمع]۔ شعلہ ہا : ایک بار۔

شعلہ ایجاد:	طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد	اے غم! ہنوز آتش، اے دل! ہنوز خامی	ص۴۷
شعلہ بار:	دیکھیے: ناتمامیِ نَفَسِ شعلہ بار۔		
شعلہ پرور:	گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج	یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج	ص۴۵۷
شعلہ پیمائی:	کس کو دوں یارب! حسابِ سوزناکیہائے دل؟	آمد و رفتِ نفس جز شعلہ پیمائی نہیں	ص۶۵
شعلہ تحریر:	شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا	بالِ جبریل سے مسطرکشِ سطرش زنہار	ص۵
شعلہ خرامی:	دیکھیے: فسونِ شعلہ خرامی۔		
شعلہ درودن:	نفس ہو نہ معزولِ شعلہ درودن	کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم	ص۵۵
شعلہ رخسار:	شعلہ رُخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے	خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا	ص۳۰
شعلہ رُو:	(۱) خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے	شعلہ رو جب ہوگئے گرمِ تماشا، جل گیا	ص۲۰
	(۲) اگر اُس شعلہ رو کو دوں پیامِ مجلس افروزی	زبانِ شمعِ خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا	ص۴۴۷
شعلہ رویاں:	(۱) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی	کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی	ص۷۶
	(۲) مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں	چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنّا ہے	ص۸۴
شعلہ ریز:	تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز!	گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف!	ص۴۹
شعلہ عذاراں:	مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں	شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں	ص۲۹۷
شعلہ فرسود:	نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے	لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے	ص۸۰
شعلہ فشاں:	ہاں اے نَفَسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو	اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو	ص۲۸۴ [مرثیہ]
شعلہ نادیدہ:	دیکھیے: سپندِ شعلہ نادیدہ صفت۔		
شعلہ وسیماب:	ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم	آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے	ص۲۳۸
شعلہ ہا:	رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم	شعلہ ہا نذرِ سمندر بلکہ آتش خانہ ہم	ص۵۴
شعلۂ آتش:	(۱) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے	ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی	ص۲۰۳
	(۲) رہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی	بنے ہے شعلۂ آتش، انیسِ پرّۂ کاہ	ص۲۷۷
شعلۂ آواز:	(۱) وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر	گوشِ نسریں عارضاں، پروانۂ محفل ہوا	ص۲۹

(۲) شب تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے　　تارِ شمع، آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ تھا　ص ۲۵

(۳) چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے　　سُرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے　ص ۲۲۷

شعلۂ آوازِ خوباں: شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیّر در دہن　　شعلۂ آوازِ خوباں پر، بہ ہنگامِ سماع　ص ۴۷

شعلۂ ایما: دیکھیے: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما۔

شعلۂ بیتاب: دیکھیے: بالِ شعلۂ بیتاب۔

شعلۂ بے پردہ: عرضِ وحشت پر ہے نازِ ناتوانی ہائے دل　　شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے　ص ۱۰۷

شعلۂ چراغ: وھاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز　　یھاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے　ص ۷۶

شعلۂ خامُش: خوشا عجزے! کہ عاشق جل بجھے جوں شعلہ خامُش　　کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا　ص ۴۴۵

شعلۂ خس: فروغِ شعلۂ خس یک نفَس ہے　　ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا؟　ص ۱۵۷

شعلۂ رفتار: دیکھیے: گرمیِ شعلۂ رفتار۔

شعلۂ رنگِ حنا: موقوف کیجیے یہ تکلّف نگاریاں　　ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند　ص ۳۸

شعلۂ سوزاں: عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا　　نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا　ص ۱۴۷

شعلۂ شمع: (۱) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب　　شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں　ص ۱۳۵

(۲) ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے　　شعلۂ شمع پرافشانِ بہ خود لرزیدن　ص ۳۵۰

(۳) پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع　　آسایشِ وفاہا بیتابیِ جفا ہے　ص ۹۳

شعلۂ شمشیرِ فنا: ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرداز　　اے داغِ تمنّا! سپر انداختنی ہے　ص ۱۱۱

شعلۂ عشق: (۱) ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع　　شعلۂ عشق کو اپنا سروساماں سمجھا　ص ۱۷

(۲) شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دُھواں اُٹھتا ہے　　شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد　ص ۱۶۶

شعلے: پر افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں　　رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے　ص ۹۱

شعلۂ جوّالہ[۱]: (۱) اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی　　نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد، آتش　ص ۴۷

(۲) شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا　　شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا　ص ۱۴۵

---

۱ شعلۂ جوالہ : چار بار [مرتّب: دوبار]۔

(۳) اسدؔ کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے — حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا — ص۲۲

(۴) دیکھیے: دودِ شعلۂ جوالۂ مہ۔

شعور[۱]: ہیں نام و نگیں، کہیں گہ نقبِ شعور — یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں — ص۱۱۸

شغل[۲]: (۱) بہ وقتِ سرنگونی، ہے تصوّر انتظارستاں — نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا — ص۱۹

(۲) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل — جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی — ص۲۱۶

شغلِ اطفال: آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال — ص۲۵۳

شغلِ انتظارِ مہ وَشاں: بہ شغلِ انتظارِ مہ وَشاں در خلوتِ شب ہا — سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیح کوکب ہا — ص۲۳

شغلِ تسکیں: توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں — ص۷

شغلِ تنہائی: دیکھیے: چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔

شغلِ ہوس: شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز — ص۴۴

شفا[۳]: (۱) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ — شاہِ دیں دار نے شفا پائی — ص۲۵۱

(۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات — خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس — ص۲۶۴

شفاریز: عیسیِ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف — درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف — ص۴۹

شفائے حصولِ ناشدنی: فغاں! کہ بہر شفائے حصولِ ناشدنی — دماغ نازکشِ منّتِ طبیباں ہے — ص۱۰۲

شفق[۴]: (۱) ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب — ص۳۱

(۲) شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ دُزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے — ص۱۰۲

(۳) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب — کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے — ص۴۵۵

(۴) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے — ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں — ص۶۰

دیکھیے ــــــ:(۵) عکسِ شفق۔(۶) گُلِ مضمونِ شفق۔(۷)،(۸)،(۹) موجِ شفق [تین بار]۔

شفق آلودہ: مجھے اب، دیکھ ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر — ص۱۶۷

شفق سرمایہ: فصلِ گل میں، دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں — دولتِ نظّارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے — ص۱۰۳

---

۱ شعور : ایک بار [مرکّب]۔

۲ شغل : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۳ شفا : چار بار [مرکّب: دو بار]۔

۴ شفق : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

(۳) اسد کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے	حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا	ص ۲۲

(۴) دیکھیے: دودِ شعلۂ جوالہ مہ۔

شعور[۱]: ہیں نام و نگیں، کہیں گہ نقبِ شعور	یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں	ص ۱۱۸

شغل[۲]: (۱) بہ وقتِ سرنگونی، ہے تصور انتظارستاں	نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا	ص ۱۹

(۲) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل	جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی	ص ۲۱۶

شغلِ اطفال: آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال	ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال	ص ۲۵۳

شغلِ انتظارِ مہ وَشاں: بہ شغلِ انتظارِ مہ وَشاں در خلوتِ شب ہا	سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیح کوکب ہا	ص ۲۳

شغلِ تسکیں: توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس	سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں	ص ۷

شغلِ تنہائی: دیکھیے: چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔

شغلِ ہوس: شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر	شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز	ص ۴۴

شفا[۳]: (۱) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ	شاہِ دیں دار نے شفا پائی	ص ۲۵۱

(۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات	خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس	ص ۲۶۴

شفاریز: عیسیِ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف	درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف	ص ۴۹

شفائے حصولِ ناشدنی: فغاں! کہ بہرِ شفائے حصولِ ناشدنی	دماغ نازکشِ منّتِ طبیباں ہے	ص ۱۰۲

شفق[۴]: (۱) ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی	ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب	ص ۳۱

(۲) شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے	کہ ماہ دُزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے	ص ۱۰۲

(۳) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب	کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے	ص ۳۵۵

(۴) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے	ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں	ص ۶۰

دیکھیے ـــــ: (۵) عکسِ شفق۔ (۶) گُلِ مضمونِ شفق۔ (۷)، (۸)، (۹) موجِ شفق [تین بار]۔

شفق آلودہ: مجھے اب، دیکھ ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا	کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر	ص ۱۶۷

شفق سرمایہ: فصلِ گل میں، دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں	دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے	ص ۱۰۳

---

[۱] شعور : ایک بار [مرکّب]۔

[۲] شغل : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[۳] شفا : چار بار [مرکّب: دو بار]۔

[۴] شفق : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

شفق کدۂ راز:[1] وحشت: بہارِ نشہ و گل: ساغرِ شراب — چشمِ پری: شفق کدۂ راز ہے مجھے — ص۹۷

شفقت:[2] لڑاوے گروہ بزمِ مے کشی میں قہر وشفقت کو — بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا — ص۲۴

شفقتے: یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے! — نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے — ص۱۱۳

شق:[3] شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا! لذّتِ فراغ — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص۲۳۳

شقِ خامہ: دیکھیے: گریبانِ شقِ خامہ۔

شقائق: پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت — ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں — ص۵۹

شکار: (۱) دوست اِس سلسلۂ ناز کے، جوں سُنبل وگل — ابر مے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار — ص۷

(۲) اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے! صیّادِ بے پروا — بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہوجاوے شکار اپنا — ص۱۵

(۳) ہے ذرّہ ذرّہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق — گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے — ص۲۱۷

دیکھیے——: (۴) پیمانہ شکار۔ (۵) تمنا شکار۔ (۶) تحیّر شکارتر۔ (۷) شوخِ دو عالم شکار۔ (۸) طاؤس شکار۔ (۹) محفلِ پیمانہ شکار۔

شکارِ اثر: دیکھیے: کمندِ شکارِ اثر۔

شکایت:[4] (۱) خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے — اے مدّعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے — ص۹۰

(۲) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر — بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی — ص۱۱۶

(۳) قسمت بُری سہی، پہ طبیعت بُری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۴) کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت کیجیے؟ — ہم نے چاہا تھا کہ مرجائیں سُو وہ بھی نہ ہوا — ص۱۴۴

(۵) تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں ہم نے ہم زباں اپنا — ص۱۵۹

(۶) مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے — یا بیاں کیجے سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست — ص۱۶۵

(۷) کرتے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ! — تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟ — ص۱۸۶

(۸) تا ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا — سُن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے — ص۲۳۴

(۹) دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے — ص۲۳۲

(۱۰) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اِس قدر — کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی — ص۲۴۴

---

[1] شفق کدہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] شفقت : ایک بار [مرکّب]۔
شفقتے : ایک بار۔

[3] شق : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[4] شکایت : چودہ بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: تین بار]۔
شکایت ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۱۱) شکر سمجھو اِسے یا کوئی شکایت سمجھو — اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

دیکھیے ــــــ: (۱۲) برسبیلِ شکایت۔ (۱۳) سازِ آہنگِ شکایت۔

شکایتِ رنجِ گراں نشیں: کبھی شکایتِ رنجِ گراں نشیں کیجے — کبھی حکایتِ صبرِ گریز پا کہیے — ص۲۴۸

شکایت ہائے رنگیں: نوازش ہائے بیجا دیکھتا ہوں — شکایت ہائے رنگیں کا گلا کیا — ص۱۵۷

شکر[۱] خوابی: محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں تا شکرخوابی کرے — ص۱۰۰

شکر گفتارِ طبع: دیکھیے: طوطیِ شکرگفتارِ طبع۔

شکری: دیکھیے: اشکِ شکری۔

شُکر[۲]:
(۱) تمنائے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دُعائے دل بہ محرابِ خَمِ شمشیر بہتر ہے — ص۱۰۸
(۲) قسمت بُری سہی پہ طبیعت بُری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے — ص۱۲۵
(۳) کس مُنہ سے شکر کیجے اِس لطفِ خاص کا — پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں — ص۱۸۸
(۴) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! — ص۲۷۷
(۵) شکر سمجھو اِسے یا کوئی شکایت سمجھو — اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸
(۶) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر! — اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن تکیہ — ص۳۰۳

دیکھیے ــــــ: (۷) شکوہ وشکر۔ (۸) صد شکر۔ (۹) مقامِ شکر۔ (۱۰) ہزار شکر۔

شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر: اِس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسدؔ — تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا — ص۲۰

شکست[۳]:
(۱) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست — ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا — ص۲۰
(۲) بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کلاہِ نازِ گل بر طاقِ دیوارِ چمن — ص۵۹
(۳) نہ گُلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز — ص۱۷۲
(۴) مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست — موئے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے — ص۲۱۱
(۵) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست — بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے — ص۴۵۴

---

۱ شکر : دوبار [مرکّب]۔
شکری : ایک بار [مرکّب]۔

۲ شُکر : گیارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۳ شکست : پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: بیس بار]۔
شکستگاں : ایک بار [مرکّب]۔
شکستگی : ایک بار [مرکّب]۔

دیکھیے ــــــ:(۶)صدائے شکست۔(۷)صدفِ گوہرِ شکست۔(۸)عرضِ شکست۔

شکستِ آرزو: (۱) حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جُز شکستِ آرزو | دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا | ص۱۵۴
(۲) طبع ہے مشتاقِ لذّت ہائے حسرت، کیا کروں! | آرزو سے، ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے | ص۲۱۳
(۳) نظر بندِ تصوّر ہے قفس میں لطفِ آزادی | شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی | ص۴۵۱

شکستِ آمادہ: محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے | کہ یھاں ہر یک، حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے | ص۹۸

شکستِ اعتبار: شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار | گر نہ مٹیں یہ کُوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ | ص۷۳

شکستِ توبہ: کھول کر دروازۂ مے خانہ بولا مے فروش | اب شکستِ توبہ مَے خواروں کو فتح الباب ہے | ص۳۰۴

شکستِ حال: نہیں ہے خالی آرایش سے بے سامانیِ عاشق | شکستِ حال، اندازِ آفرینِ کج کلاہی ہے | ص۴۵۴

شکستِ دل: مدّعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے | آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے | ص۲۱۶

شکستِ رنگ: شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سنبل | پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا | ص۳۰

شکستِ رنگِ امکاں: فرصت آرامِ غشِ ہستی ہے بُحرانِ عدم | ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے | ص۷۹

شکستِ رنگِ گل: (۱) بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے | ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب | ص۳۱
(۲) ہے بہارِ تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار | یک شکستِ رنگِ گل صد جُنبشِ مہمیز ہے | ص۸۵

شکستِ سازِ خیال: شکستِ سازِ خیال آں سوے گریۂ غم | ہنوز نالہ پر افشانِ ذوقِ رعنائی | ص۱۱۰

شکستِ قیمتِ دل: (۱) شکستِ قیمتِ دل آں سوے عذرِ شناسائی | طلسمِ نااُمیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی | ص۹۲
(۲) سُن اے غارت گرِ جنسِ وفا! سُن | شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا! | ص۱۵۷
(۳) دیکھیے: ہر شکستِ قیمتِ دل۔

شکستِ گوشہ گیراں: شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش | صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا | ص۴۴۴

شکستگی: دیکھیے: واشکستگی۔

شکستن[1]: (۱) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک | آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے | ص۲۱۱
دیکھیے ــــــ:(۲) بالیں شکستن۔(۳) تنخواہِ شکستن۔(۴) وقتِ شکستن۔(۵) یک آئینہ دارِ شکستن۔

---

[1] شکستن : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔ [2] شکستن ہا : دو بار۔

شکستنِ طرفِ کلاہ: جَیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے   آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا   ص۱۹

شکستن ہا: دیکھیے ـــــ: (۱) طاقتِ بالیں شکستن ہا۔ (۲) فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا۔

شکستہ[1]: (۱) رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو   تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جا بہ جا گرو   ص۶۰

(۲) ہر ذرّہ خاک عرضِ تمنّاے رفتگاں   آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو   ص۶۹

دیکھیے ـــــ: (۳) تپشِ دلِ شکستہ۔ (۴) خطِ شکستہ۔ (۵) رنگِ شکستہ۔

شکستہ دل: [چھے بار بہ طورِ ردیف، ص۵۱]:

(۱)، (۲) ہر عضوِ غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل   جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل

(۳) ہے سرنوشت میں رقمِ وا شکستگی   ہوں جو خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل

(۴) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں   ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل

(۵) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے   اُمید، نااُمید و تمنّا، شکستہ دل

(۶) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں، اسدؔ!   صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل

شکل[2]: (۱) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں   جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں   ص۶۱

(۲) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ!   ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے!   ۲۳۴

(۳) منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی   قسمت کھُلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی   ص۲۴۳

(۴) دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے   خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار گرہ   ص۲۷۹

شکلِ طاؤس: (۱) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز   ذوق میں جلوے کے تیرے، بہ ہواے دیدار   ص۱۳۳

(۲) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے   ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے   ص۱۰۷

شکلِ قُلِ زر: نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں   کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا   ص۴۴۵

شکلِ قمری: اگر وہ سروقد گرمِ خرامِ ناز آجاوے   کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو   ص۱۹۴

شکلِ گوہر: نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن   گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن   ص۴۴۹

شکلِ نہالی: (۱) گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے   تب اماں ہجر میں دی بَردِ لیالی نے مجھے   ص۲۲۲

---

[1] شکستہ : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دس بار]۔

[2] شکل : گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: سات بار]۔

	(۲) دیکھیے: پیراہنِ شکلِ نہالی۔		
شکن[1]:	(۱) ہر عضوِ غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل	جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل	ص۵۱
	(۲) ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے	ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں	ص۱۸۹
	(۳) پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل	مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟	ص۲۴۵
	(۴) دیکھیے: خمِ جعدِ پُرشکن۔		
شکن آموزِ خمِ طرّۂ یار:	زلفِ معشوق کشش، سلسلۂ وحشتِ ناز	دلِ عاشق، شکن آموزِ خمِ طرّۂ یار	ص۷
شکنِ خندۂ گل:	فردِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل	دلِ آزردہ، پسند آئنہ رخساروں کا	ص۲۸
شکنِ زلفِ عنبریں:	شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے؟	نگہِ چشمِ سرمہ سا کیا ہے؟	ص۲۳۸
شکنیں:	امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں	ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل	ص۵۱
شکنجِ[2] جستجوہا:	بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگو ہا	تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی	ص۹
شکنجِ یاس:	آئینہ داغِ حیرت و حیرت شکنجِ یاس	سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر	ص۴۱
شکوہ[3]:	(۱) شکوہ دردو وردداغ، اے بے وفا! معذور رکھ	خوںبہائے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال	ص۵۲
	(۲) اسدؔ! شکوہ کُفر و دعا ناسپاسی	ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
	(۳) کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی!	سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی!	ص۷۴
	(۴) ہر چند عمر گزری آزردگی میں لیکن	ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی	ص۷۵
	(۵) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے	بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں	ص۱۸۶
	(۶) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے؟	نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟	ص۲۰۰
	(۷) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو	حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے	ص۲۰۵
	(۸) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے	یہ بھی مت کہہ، کہ جو گلا ہوتا ہے	ص۲۴۰
	(۹) پُر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا	اک زرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے	ص۲۴۰

---

۱ شکن : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔
شکنیں : ایک بار۔

۲ شکنج : دو بار [مرکّب]۔

۳ شکوہ : چھتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: چودہ بار]۔

(۱۰) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بِن نہ رہے — قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے! ص۲۳۷
(۱۱) خستگی کا تم سے کیا شکوہ کہ یہ — ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے ص۲۵۰
(۱۲) گاہ جل کر کیا کیے شکوہ — سوزشِ داغ ہائے پنہاں کا ص۲۶۰
دیکھیے ــــــ: (۱۳) توفیقِ شکوہ۔ (۱۴)، (۱۵) زبانِ شکوہ [دوبار]۔ (۱۶) نہالِ شکوہ۔

شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر: شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے — میرا، زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا ص۱۳۹
شکوہ و شکر: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ، بلا سمجھ ص۷۲
شکوۂ بیداد: نالہ، جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں — ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں ص۱۸۶
شکوۂ بے دست و پائی: تمنّائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے — مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا ص۱۳۶
شکوۂ پیماں شکنی: لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی — لاجرم، توڑ کے عاجز قلمِ چند رہا ص۳۳۶
شکوۂ جور: گو سمجھتا نہیں، پر حُسنِ تلافی دیکھو — شکوۂ جور سے سرگرمِ جفا ہوتا ہے ص۲۳۰
شکوۂ خوباں: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں — خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ ص۷۱
شکوۂ ضعفِ دماغ: جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ — سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست ص۱۶۴
شکوۂ ہجراں: مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں — خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی ص۲۰۲
شکوۂ یاراں: شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا — غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵
شُکوہ[1]: (۱) مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یہاں عَرَض سے رتبۂ جوہر کھُلا ص۱۳۰
دیکھیے ــــــ: (۲) خسروانہ شکوہ۔ (۳) داورِ سپہر شکوہ۔

شکیب[2]: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے — نیازِ پر فشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر ص۳۱
شکیبِ خاطرِ عاشق: کیا کس نے جگرداری کا دعویٰ؟ — شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا! ص۱۵۷
شکیب و صبرِ اہلِ انجمن: وہ آیا بزم میں، دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے — شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمائش ہے ص۲۳۳
شکیبائی: دیکھیے ــــــ: (۱) تکلیفِ شکیبائی۔ (۲) جیبِ شکیبائی۔ (۳) سازِ شکیبائی۔ (۴) نازکیِ وحشتِ شکیبائی۔

---

[1] شُکوہ : تین بار [مرتّب: دوبار]۔ شکیبائی : چار بار [مرتّب]۔
[2] شکیب : تین بار [مرتّب]۔

شگاف[1]: وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! — جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں — ص۱۸۹

شگرفانِ[2] خودآرا: دیکھیے: حرزِ بازوے شگرفانِ خودآرا۔

شگفتگی: نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی، ہے شہیدِ گُلِ خزانیِ شمع — ص۱۷۴

شگفتن[3]: (۱) شگفتن کمیں گاہِ تقریب جُوئی — تصوّر ہوں بے موجب آزردگاں کا — ص۱۸

(۲) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش — ص۴۷

(۳) دیکھیے: تختۂ مشقِ شگفتن۔

شگفتنِ گل ہاے عیش: درکار ہے شگفتنِ گل ہاے عیش کو — صبحِ بہار، پنبۂ مینا کہیں جسے — ص۲۱۸

شگفتنِ گل ہاے ناز: رنگِ شکستہ: صبحِ بہارِ نظارہ ہے — یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہاے ناز کا — ص۱۵۵

شگفتن ہا: (۱) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے — ص۲۱۷

(۲) دیکھیے: وا شگفتن ہاے دل۔

شگفتہ: باغِ شگفتہ: تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خُم کدہ کس کے دماغ کا؟ — ص۱۵۰

شلغم[4]: گاتی تھیں شمرو کی بیگم: تَتَنا ہا یا ہو — دودھ میں پکّے تھے شلغم، تَتَنا ہا یا ہو — ص۳۰۱

شمار[5]: (۱) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد — مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ — ص۱۷۶

(۲) اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں بلکہ سوا — اِتنے ہی برس شمار ہوں بلکہ سوا — ص۲۵۴

(۳) سنینِ عمر کے ستّر ہوئے شمار برس — بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس — ص۲۹۵

(۴) دیکھیے ——: روزِ شمار۔ (۵) سُبحہ شمار۔

شمارِ سُبحہ: شمارِ سُبحہ مرغوبِ بُتِ مشکل پسند آیا — تماشاے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا — ص۱۴۲

شمارِ غم: دیکھیے: انجامِ شمارِ غم۔

شمائل[6]: یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے؟ — کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

---

۱ شگاف : ایک بار۔

۲ شگرفان : ایک بار [مرکّب]۔

۳ شگفتن : سات بار [مرکّب: پانچ بار]۔
شگفتگی : ایک بار۔
شگفتہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴ شلغم : ایک بار۔

۵ شمار : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

۶ شمائل : ایک بار [مرکّب]۔

شمرو[1]:	گاتی تھیں شمرو کی بیگم: تِتَنّاہا یاہو	دودھ میں پکّے تھے شلغم، تِتَنّاہا یاہو	ص۳۰۱
شمشاد[2]:	(۱) سادہ و پُرکارتر، غافل و ہُشیار تر	مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز	ص۴۳
	(۲) دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا	شاخِ گل میں ہونہاں، جوں شانہ در شمشادِ گل	ص۵۲
شمشادِ باغ:	انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ	صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا	ص۲۵
شمشیر[3]:	(۱) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز	شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر	ص۴۰
	(۲) خوشا! مستی کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے	نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے	ص۱۱۵
	(۳) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے	سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا	ص۱۴۲
	(۴) عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنّا مت پوچھ	عیدِ نظّارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا	ص۱۵۰

دیکھیے ——: (۵) بالِ جوہرِ شمشیر۔ (۶)، (۷) جوہرِ شمشیر [دوبار]۔ (۸) دمِ شمشیر۔ (۹) سجودِ خمِ شمشیر۔
(۱۰) سینۂ شمشیر۔ (۱۱) طاقِ خمِ شمشیر۔ (۱۲) قبضۂ شمشیر۔ (۱۳) محرابِ خمِ شمشیر۔ (۱۴) نوکِ ناخنِ شمشیر۔

شمشیرِ ابرو:	ترحّم میں ستم کوشوں کے ہے سامانِ خوں ریزی	سرشکِ چشمِ یار آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے	ص۹۸
شمشیرِ ادب:	اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جُرأت	کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے	ص۹۸
شمشیرِ سیہ تاب:	خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے	خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے	ص۹۷
شمشیرِ صافِ یار:	شمشیرِ صافِ یار جو زہراب دادہ ہو	وہ خطِّ سبز ہے کہ بہ رُخسارِ سادہ ہو	ص۳۰۱
شمشیرِ عسس:	دیکھیے: جوہرِ شمشیرِ عسس۔		
شمشیرِ فنا:	دیکھیے: شعلۂ شمشیرِ فنا۔		
شمشیرِ فولادی:	کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلّادی	ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی	ص۴۵۱
شمشیرِ قضا:	کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالبؔ!	شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی	ص۳۱۱
شمع[4]:	(۱) زِبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا	چراغِ گل سے ڈھونڈے ہے چمن میں شمعِ خار اپنا	ص۱۵
	(۲) ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع	شعلۂ عشق کو اپنا سروساماں سمجھا	ص۱۷

---

[1] شمرو : ایک بار۔
[2] شمشاد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
[3] شمشیر : بائیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔
[4] شمع : ستانوے بار [مفرد: اٹھائیس بار، مرکّب: اُنہتّر بار]۔
شمعیں : ایک بار۔

(۳) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم، شب پیما	نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو، خوابِ بستن کا	ص ۲۷
(۴) یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سر تا پا گداز	بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث	ص ۳۴
(۵) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار	خور قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس	ص ۴۶
(۶) شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیر در دہن	شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع	ص ۴۷
(۷) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو	شمع ساں ہوجائے قطِّ خامۂ بہزاد، گل	ص ۵۲
(۸) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک!	محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں!	ص ۶۰
(۹) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح	بے محل اے مجلس آراے نجف! جلتا ہوں میں	ص ۶۳
(۱۰) شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو	مدعا گم کردہ ہرسو، ہر طرف جلتا ہوں میں	ص ۶۳
(۱۱) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو	جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو	ص ۶۷
(۱۲) وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے	نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو	ص ۶۷
(۱۳) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں	شمع سے جُز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ	ص ۷۲
(۱۴) حیرتِ آئنہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع	کس قدر داغِ جنوں شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے	ص ۸۸
(۱۵) تاچند نازِ مسجد و بُت خانہ کھینچیے	جوں شمع دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے	ص ۱۰۵
(۱۶) ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک	اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے	ص ۱۰۶
(۱۷) ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع	پاے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے	ص ۱۱۳
(۱۸) پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق	جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہوگئے	ص ۱۳۴ [طبع ثانی]
(۱۹) شمع بجھتی ہے، تو اُس میں سے دُھواں اُٹھتا ہے	شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد	ص ۱۶۶
(۲۰) فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق	نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش	ص ۱۷۳
(۲۱) غمِ ہستی کا اسدؔ! کس سے ہو جُز مرگ، علاج	شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک	ص ۱۷۵
(۲۲) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے	انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں	ص ۱۸۵
(۲۳) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟	ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں!	ص ۱۹۱

	(۲۴) اُس شمع کی طرح سے، جس کو کوئی بجھا دے	میں بھی جلے ہوؤں میں ہوں داغِ ناتمامی	ص۲۰۳
	(۲۵) مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں	شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں	ص۲۹۷
	(۲۶) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک	رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن تکیہ	ص۳۰۳
	(۲۷) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ	ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے	ص۳۰۴
	(۲۸) شمع آسا چہ سرِ دعوی و کو پاے ثبات؟	گلِ صد شعلہ بہ یک جَیبِ شکیبائی ہے	ص۱۰۳

دیکھیے——: (۲۹)، (۳۰) اک شمع [دوبار]۔ (۳۱)، (۳۲) تارِ شمع [دوبار]۔ (۳۳) تسکینِ شعلۂ شمع۔ (۳۴) رشتۂ ہر شمع۔ (۳۵) رنگ روے شمع۔ (۳۶) زبانِ شمع۔ (۳۷) سرِ شمع۔ (۳۸)، (۳۹)، (۴۰) شعلۂ شمع [تین بار]۔ (۴۱) صورتِ شمع۔ (۴۲)، (۴۳) فانوسِ شمع [دوبار]۔ (۴۴) لباسِ شمع۔ (۴۵) مثلِ شمع۔ (۴۶) مثلِ گلِ شمع۔ (۴۷) نخلِ شمع۔ (۴۸)، (۴۹) نہالِ شمع [دوبار]۔ (۵۰)، (۵۱) ہر شمع [دوبار]۔

شمعِ آئنہ:	دیکھیے: خارِ شمعِ آئنہ۔		
شمعِ انجمنِ کبریا:	فروغِ جوہرِ ایماں حُسین ابنِ علی	کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
شمعِ بالیں:	(۱) پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے	شبِ ماتم تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے	ص۸۹
	(۲) عیادت سے زِبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا	نظر آتا ہے موے شیشہ رشتہ شمعِ بالیں کا	ص۲۸
	(۳) خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو	فروغِ شمعِ بالیں: طالعِ بیدارِ بستر ہے	ص۲۱۲
شمعِ بزمِ بےخودی:	یھاں نَفَس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بےخودی	جلوۂ گل وھاں بساطِ صحبتِ احباب تھا	ص۱۳۵
شمعِ بزمِ سخن سرائی:	کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے	شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے	ص۲۶۷
شمعِ جادہ:	مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے	ہے شمعِ جادہ داغِ نظر دوختن ہنوز	ص۴۲
شمعِ حرم:	دیکھیے: تہِ بالِ شمعِ حرم۔		
شمعِ خانۂ دل:	کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی	کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی	ص۷۶
شمعِ خلوت خانہ:	(۱) برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن	شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہرچہ بادا باد، گُل	ص۵۲
	(۲) بس کہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے	چپکے چپکے جلتے ہیں جو شمعِ خلوت خانہ ہم	ص۵۳
	(۳) دیکھیے: زبانِ شمعِ خلوت خانہ۔		

شمعِ خیال آباد: ہے تصوّر صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار — لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گُل ص۵۲

شمعِ رُو: وقتِ شب اُس شمع رُو کے شعلۂ آواز پر — گوشِ نسریں عارضیاں پروانۂ محفل ہوا ص۲۹

شمعِ رُویاں: دریغ! آہِ سحر گہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی ص۷۶

شمعِ رُویوں: شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر — غنچۂ گل پر فشاں پروانہ آسا جل گیا ص۲۰

شمعِ سحر گہی: دیکھیے: پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی۔

شمعِ سخن: دیکھیے: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن۔

شمعِ سرِ مزار: زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن — کُشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار، ایک ص۲۹۶

شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ: نَفَسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا — گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی ص۲۰۹

شمعِ شبستانِ بہار: فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص۱۳۳

شمعِ شبنمستاں: عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خُور شمعِ شبنمستاں ہے ص۱۰۲

شمعِ ظہور: دیکھیے: پروانۂ تجلّیِ شمعِ ظہور۔

شمعِ قبر کُشتگاں: ہے سوادِ خط، پریشاں موئے اہلِ عزا — خامہ میرا شمعِ قبرِ کُشتگاں کا دودہ ہے ص۱۰۳

شمعِ کافوری: نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری — خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو ص۹۷

شمعِ کُشتہ: (۱) اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں — میں بھی ہوں شمعِ کُشتہ، گر داغ خوبہا ہے ص۹۳

(۲) جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے — ہوں شمعِ کُشتہ، درخورِ محفل نہیں رہا ص۱۵۳

(۳)،(۴) دیکھیے: دودِ شمعِ کُشتہ [دوبار]۔

شمعِ کُشتۂ گل: دودِ شمعِ کُشتۂ گل۔

شمعِ ماتم خانہ: (۱) دُود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا ص۲۵

(۲) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم ص۱۷۷

شمعِ مجلسِ تقریر: دیکھیے: سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر۔

شمعِ محفل: دیکھیے: گدازِ شمعِ محفل۔

شمعِ محفلِ خوباں: دیکھیے: نیرنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں۔

شمعِ وگل: بزم: داغِ طرب و باغ: کُشادِ پرِ رنگ — شمع وگل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند؟ ص۳۹

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۱۷۴]:

رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیِ شمع

زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع

کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع

غم اُس کو حسرتِ پروانہ کا ہے، اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع

نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی، ہے شہیدِ گلِ خزانیِ شمع

جلے ہے، دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو — نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع

شمعیں: جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں ص۱۹۱

شمول[1]: مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنّا کا ص۱۷

شمولِ عبارت آرائی: سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم — بے شمولِ عبارت آرائی ص۲۶۲

شمیم[2] نوبہار: جانِ وفا پرست کو ایک، شمیمِ نوبہار — فرقِ ستیزہ مست کو ابرِ تگرگ بار، ایک ص۲۹۷

شنا[3]: دیکھیے: دل ودستِ شنا۔

شناسائی[4]: دیکھیے: عذرِ شناسائی۔

شناور[5]: ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں — نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو ص۱۹۸

شنگرفی[6]: دیکھیے: جامۂ شنگرفی۔

شنود[7]: دیکھیے ـــــ: (۱) دماغِ منتِ گفت وشنود۔ (۲) غریبِ کشورِ گفت وشنود۔

شنیدن[8]: (۱) یارِ معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے ص۱۱۳

---

۱ شمول : دوبار [مفرد: ایک بار]۔
۲ شمیم : ایک بار [مرکّب]۔
۳ شنا : ایک بار [مرکّب]۔
۴ شناسائی : ایک بار [مرکّب]۔
۵ شناور : ایک بار۔
۶ شنگرفی : ایک بار [مرکّب]۔
۷ شنود : دوبار [مرکّب]۔
۸ شنیدن : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

(۲) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدّعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا — ص ۱۴۲

شوّال[1]: دیکھیے: عیدِ شوّال۔

شوخ[2]: (۱) عکسِ رخِ افروختہ تھا تصویر بہ پُشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا — ص ۲۶

(۲) کیا کس شوخ نے نازاز سرِ تمکیں نشستن کا — کہ شاخِ گل کا خَم، انداز ہے بالیں شکستن کا — ص ۲۷

(۳) مگر وہ شوخ ہے طوفاں ترازِ شوقِ خوں ریزی — کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا — ص ۳۰

(۴) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ تسمل ہے آئنہ — ص ۷۰

(۵) شوخ ہے مثلِ حباب ازخویش بیروں آمدن — ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے — ص ۸۶

(۶) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ! — دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی — ص ۸۸

(۷) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی — آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا — ص ۱۵۹

(۸) مُنہ نہ کھُلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں — زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھُلا — ص ۱۶۱

(۹) دیکھیے لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ — اُس کی ہر بات پہ ہم "نامِ خدا" کہتے ہیں — ص ۱۸۸

(۱۰) ہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلّف سے — تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی — ص ۲۰۲

(۱۱) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ — نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے — ص ۳۵۲

دیکھیے ——: (۱۲)، (۱۳) بتانِ شوخ [دوبار]۔ (۱۴) جفا شوخ۔ (۱۵) طفلِ شوخِ غنچۂ گل۔ (۱۶) سیہ مستیِ چشمِ شوخ۔ (۱۷) معشوقِ شوخ۔

شوخِ تندخو: نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُند خو کیا ہے؟ — ص ۲۴۱

شوخِ دوعالم شکار: صبحِ قیامت ایک دُمِ گُرگ تھی اسدؔ — جس دشت میں وہ شوخِ دوعالم شکار تھا — ص ۱۷

شوخِ سیم تن: مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن تکیہ — ص ۳۰۳

شوخی[3]: (۱) اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال — فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں — ص ۹ [گھٹنے کے لیے]

(۲) بہ عجز آبادِ وہمِ مدّعا، تسلیم شوخی ہے — تغافل کو نہ کر مغرورِ تمکیں آزمائی کا — ص ۱۶

---

[1] شوّال : ایک بار [مرکّب]۔

[2] شوخ : بیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: نوبار]۔

[3] شوخی : پچپن بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اڑتالیس بار]۔

(۳) شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا — رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت — ص۳۲

(۴) نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے — ص۷۷

(۵) جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی — ص۹۲

(۶) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا — اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی — ص۲۰۳

(۷) تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ دل آغوش کشا ہے — ص۲۱۹

دیکھیے ـــــ:(۸) آئینۂ شوخی۔(۹) باوصفِ شوخی۔(۱۰) کاوشِ شوخی۔

شوخیِ ابرو: سازِ ایمائے فن ہے عالمِ پیری اسدؔ — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص۷۸

شوخیِ ابروے یار: دیکھیے: محوِ شوخیِ ابروے یار۔

شوخیِ اشکِ جگرگوں: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی — چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگرگوں ہے — ص۱۱۲

شوخیِ اظہار: شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں — لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے — ص۸۲

شوخیِ اعضا: بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف، بارِ بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — ص۸۵

شوخیِ اندیشہ: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی — کفِ افسوس ملنا، عہدِ تجدیدِ تمنّا ہے — ص۲۲۰

شوخیِ ایجادِ صدا: آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے — ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ — ص۳۶

شوخیِ ایمانِ زاہد: چاہے گر جنّت، جز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد سُستیِ تدبیر ہے — ص۹۵

شوخیِ بارش: لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ، فوّارۂ سیماب تھا — ص۱۵

شوخیِ بالِ نَفَس: گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے — رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے — ص۱۰۱

شوخیِ تاثیر: دیکھیے: برخود غلطِ شوخیِ تاثیر۔

شوخیِ تحریر: نقش، فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص۱۴۲

شوخیِ تقریبِ نالہ: دیکھیے: کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ۔

شوخیِ چشمِ حبیب: شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایام ہے — قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے — ص۹۹

شوخیِ حسن وعشق: شوخیِ حُسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہمدگر — خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ — ص۷۳

شوخیِ خاشاک: مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص۱۰۷

شوخیِ خوباں: دیکھیے: خیالِ شوخیِ خوباں۔

شوخیِ داغِ کہن: دیکھیے: گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن۔

شوخیِ دعویٰ: دیکھیے: پائمالِ شوخیِ دعویٰ۔

شوخیِ دنداں: دیکھیے: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں۔

شوخیِ رفتار: سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں / رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں ص۵۸

شوخیِ رفتارِ باغ: کون آیا، جو چمن بیتابِ استقبال ہے؟ / جُنبشِ موجِ صبا، ہے شوخیِ رفتارِ باغ ص۴۸

شوخیِ رگِ یاقوت: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر / یہاں ہے صحبتِ خس و آتش برآر ہے ص۹۰

شوخیِ رنگِ حنا: شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟ / آخر اے عہد شکن تو بھی پشیماں نکلا! ص۱۳

شوخیِ ساقیِ مست: دیکھیے: محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

شوخیِ سوزن: فالِ ہستی، خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے / شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں ص۹۳

شوخیِ صدرنگ نقش: سادگی یک خیال شوخیِ صد رنگ نقش / حیرتِ آئینہ ہے جَیبِ تامّل ہنوز ص۴۳

شوخیِ عرضِ مطالب: شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب / ہے ترے حوصلۂ فضل پہ از بس کہ یقیں ص۱۳۵

شوخیِ عنواں: ہستی، فریب نامۂ موجِ سراب ہے / یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھایئے ص۷۴

شوخیِ فریاد: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل / کسوتِ ایجادِ بلبل خار خارِ نغمہ ہے ص۸۷

شوخیِ قاتل: دیکھیے: پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل۔

شوخیِ گفتارِ دوست: دیکھیے: بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست۔

شوخیِ گلگونہ آرائی: فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی / بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے ص۱۱۵

شوخیِ لیلیٰ: زبس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا / جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ص۸۱

شوخیِ مژگاں: (۱) خوابِ جمعیّتِ مخمل ہے پریشاں مجھ سے / رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے ص۸۳

(۲) دیکھیے: پاسِ شوخیِ مژگاں۔

شوخیِ مضرابِ جولاں: شوخیِ مضرابِ جولاں آبیارِ نغمہ ہے / برگ ریزِ ناخنِ مطرب بہارِ نغمہ ہے ص۸۶

شوخیِ مطلب: دیکھیے ـــــ: (۱) بے دماغ شوخیِ مطلب۔ (۲) داغِ شوخیِ مطلب۔

شوخیِ موجِ صبا:	ہے وحشتِ جنونِ بہار اِس قدر کہ ہے	بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو	ص۶۹
شوخیِ ناز:	دیکھیے: حیرت کدۂ شوخیِ ناز۔		
شوخیِ نغمۂ بیدلؔ:	جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب، اسدؔ	شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے	ص۱۰۸
شوخیِ نیرنگ:	شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے	دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا	ص۱۱
شوخی واندازِ حُسن:	صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب	خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا	ص۳۴۶
شوخیِ وحشت:	شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری، دل بیتاب تھا	شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا	ص۱۵
شور[۱]:	(۱) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا	صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے	ص۸۰
	دیکھیے ـــــ: (۲) اک شور۔ (۳) سرِ پُرشور۔ (۴) شروشورِ آرزو۔		
شورِ اوہام:	شورِ اوہام سے مت ہو شب خونِ انصاف	گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنّا نمکیں	ص۸
شورِ پندِناصح:	شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا	آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا؟	ص۱۴۳
شورِ تماشا:	(۱) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ!	جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا	ص۱۱
	(۲) دیکھیے: وحشتِ تماشا۔		
شورِ تمثال:	شورِ تمثال ہے جس رشکِ چمن کا یارب!	آئنہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے	ص۸۸
شورِ جنوں:	(۱) کرنے نہ پائے ضُعف سے شورِ جنوں اسدؔ!	اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام	ص۵۵
	(۲) دیکھیے: مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں۔		
شورِ جولاں:	شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج	گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک	ص۱۷۵
شورِ حشر:	شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور	سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال	ص۵۱
شورِ رسوائیِ دل:	شورِ رسوائیِ دل دیکھ کر یک نالۂ شوق	لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا	ص۱۳
شورِ سودائے خطّ وخال:	دل تو دل وہ دماغ بھی نہ رہا	شورِ سودائے خطّ و خال کہاں!	ص۱۸۲
شورِ قیامت:	جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی	فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب وگِل میں ہے؟	ص۲۳۲
شورِ محشر:	(۱) واے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا	لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے	ص۲۳۲

---

۱ شور : اُنیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

(۲) دیکھیے: سراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر۔

شورِ وحشت: نہ اَوروں کی سُنتا، نہ کہتا ہوں اپنی — سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت ص۳۳

شورش[۱]: ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورش نمک داں کی ص۷۷

شورشِ باطن: (۱) شورشِ باطن سے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے ص۱۰۳

(۲) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں — دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے ص۲۱۵

شُوریدہ[۲]: دیکھیے ـــــ: (۱) دلِ شوریدۂ غالبؔ۔ (۲)، (۳) سرِ شوریدہ [دوبار]۔

شوریدہ حال: دیکھیے: غالبؔ شوریدہ حال۔

شوریدگی: شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں ص۱۸۴

شوق[۳]: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موے دماغ — کہ ہوا خونِ نگہ شوق میں نقشِ تمکیں ص۸

(۲) اسدؔ! جس شوق ذرّے سے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا ص۳۰

(۳) حُسنِ افسردہ دلی ها رنگی — شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص۵۸

(۴) ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسّف ہی سہی — شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! ص۶۶

(۵) اے بر سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص۷۲

(۶) کُلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ ص۷۳

(۷) شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس، تصویر کے پردے میں بھی عُریاں نکلا ص۱۴۴

(۸) گلہ ہے شوق کو دل میں تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا ص۱۳۷

(۹) شوق ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرّہ، صحرا دستگاہ و قطرہ، دریا آشنا ص۱۳۹

(۱۰) وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن — غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا ص۱۵۳

(۱۱) گر ترے میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال — موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں ص۱۷۸

(۱۲) شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں — جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص۱۸۲

۱۔ شورش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔ — شوریدگی : ایک بار۔

۲۔ شوریدہ : چار بار [مرکّب]۔

۳۔ شوق : تراسی بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: چھیاسٹھ بار]۔

(۱۳) خارِ خارِ الم حسرتِ دیدار تو ہے شوق گلچینِ گلستانِ تسلّی نہ سہی ص۲۰۹

(۱۴) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے ص۲۲۱

(۱۵) پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۱۶) مَے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیم ہوش ہے ص۲۳۰

(۱۷) واہ بے لڑکے! پڑھی اچّھی غزل شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا [قادرنامہ]

دیکھیے ــــــ: (۱۸) آتشِ موے دماغِ شوق۔ (۱۹) آئینۂ یک پرتوِ شوق۔ (۲۰) اہلِ شوق۔ (۲۱) بقدرِ شوق۔ (۲۲) بلدِ شوق۔ (۲۳) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق۔ (۲۴) تپشِ شوق۔ (۲۵) تپش آبادِ شوق۔ (۲۶) تشنگیِ شوق۔ (۲۷) جذبۂ شوق۔ (۲۸) جُراتِ شوق۔ (۲۹) جنونِ شوق۔ (۳۰) حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق۔ (۳۱) داستانِ شوق۔ (۳۲) دیوانگیِ شوق۔ (۳۳)، (۳۴) راہِ شوق [دوبار]۔ (۳۵) سبقِ شوق۔ (۳۶) سجدۂ شوق۔ (۳۷) سرگرمیِ شوق۔ (۳۸) شرحِ شوق۔ (۳۹) صرصرِ شوق۔ (۴۰) ضبطِ شوق۔ (۴۱) طالعِ شوق۔ (۴۲) غبارِ شوق۔ (۴۳) غفلتِ نگہِ شوق۔ (۴۴) فرسودۂ پروازِ شوق۔ (۴۵) فرصتِ کاروبارِ شوق۔ (۴۶) کفنِ کشتگانِ شوق۔ (۴۷) گل بازیِ اندیشۂ شوق۔ (۴۸) مکتبِ شوق۔ (۴۹) مقطعِ سلسلۂ شوق۔ (۵۰) نامۂ شوق۔ (۵۱) نشانِ بے قرارِ شوق۔ (۵۲)، (۵۳) نگاہِ شوق [دوبار]۔ (۵۴)، (۵۵) واماندگیِ شوق [دوبار]۔ (۵۶) وفورِ شوق۔ (۵۷) یک رہِ خوابیدۂ شوق۔ (۵۸) یک نالۂ شوق۔

شوقِ بلبل: کوہ و صحرا ہمہ، معموریِ شوقِ بلبل راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار ص۱۳۲

شوقِ بہ بیاباں زدہ: دیکھیے: سرشاریِ شوقِ بہ بیاباں زدہ۔

شوقِ بہار دید: دیکھیے: بسملِ شوقِ بہار دید۔

شوقِ بیباک: دیکھیے: تمثالِ شوقِ بیباک۔

شوقِ بے پروا: شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگِ دل ص۵۳

شوقِ خروش آمادہ: دیکھیے: وحشتِ شوقِ خروش آمادہ۔

شوقِ خوں ریزی: دیکھیے: طوفاں طرازِ شوقِ خوں ریزی۔

شوقِ دلِ حریص: ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے ص۷۵

شوقِ دوجہاں ریگِ رواں: دیکھیے: مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں۔

شوقِ دویدہ: دیکھیے: دامنِ شوقِ دویدہ۔

شوقِ دیدار: (۱) ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرّۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا ص۱۳

(۲) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے — ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے ص۲۱۱

شوقِ رخسارِفروزاں: نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے — سپدنِ شعلہ نادیدہ صفت اندازِ جُستن کا ص۲۷

شوقِ رمیدہ: دیکھیے: دامنِ شوقِ رمیدہ۔

شوقِ ساقی: دیکھیے: خمارِ شوقِ ساقی۔

شوقِ سامان: شوقِ سامان فضولی ہے وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنّا کب تھا ص۲۴

شوقِ شعر: دیکھیے: زندۂ شوقِ شعر۔

شوقِ طلب: دیکھیے: گرمیِ شوقِ طلب۔

شوقِ عناں گسل: شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دوجہاں یک مژہ خوابِ پا سمجھ ص۷۲

شوقِ عناں گسیختہ: ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے ص۲۱۸

شوقِ فضول: اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں — شوقِ فضول و جُراتِ رندانہ چاہیے ص۲۱۱

شوقِ منفعل: ہے ہے! خدا نخواستہ، وہ اور دشمنی! — اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے! ص۲۰۵

شوقِ ناز: دیکھیے: پروازِ شوقِ ناز۔

شوقِ وصل: مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں — خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی ص۲۰۲

شوقِ یار: دیکھیے: آہنگِ شوقِ یار۔

شوکتِ[1] تحریر: دیکھیے: اندازِ شوکتِ تحریر۔

شوکتِ گل: دیکھیے: بارگہِ شوکتِ گل۔

شوکت وجاہ: پیش گاہِ حضور: شوکت و جاہ — خیر خواہِ جناب: دولت و دیں ص۲۸۰

شومیِ[2] طالع: شومیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر — نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے ص۸۶

---

[1] شوکت : تین بار [مرتّب]۔

[2] شومی : ایک بار [مرتّب]۔

شہ[1]: (۱) اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھلا — ص۱۶۱

(۲) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا — وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے — ص۲۴۲

(۳) ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم — آثارِ جلالی و جمالی باہم — ص۲۵۳

(۴) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے — تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے — ص۲۵۴

دیکھیے——:(۵) اُستادِ شہ۔(۶) توسنِ شہ۔(۷) سکّۂ شہ۔

شہِ احتشام: دیکھیے: امیرِ شہِ احتشام۔

شہِ دکن: دیکھیے: داستانِ شہِ دکن۔

شہِ دُلدُل سوار: دیکھیے: صید اندازِ شہِ دُلدُل سوار۔

شہِ دیں: تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو — ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو — ص۲۸۴

شہِ گُل: شہِ گُل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی — عصائے سبزدے، نرگس کو دی خدمت نظارت کی — ص۹۷

شہِ مظلوم: دیکھیے: ماتمیانِ شہِ مظلوم۔

شہِ والا: اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے — ص۲۵۴

شہِ مرداں[2]: دیکھیے: ذوالفقارِ شہِ مرداں۔

شہزادہ[3]: خوش ہوا اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا — باندھ شہزادہ جواں بخت کے سر پر سہرا — ص۲۸۷

شہسوار[4]: بنا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار — آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار، حیف! — ص۴۹

شہاب الدین خاں[5]: (۱) ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا — ص۲۸۸

(۲) اے روشنیِ دیدہ شہابُ الدین خاں! — کٹتا ہے، بتاؤ کس طرح سے رمضاں؟ — ص۳۱۳

شہادت[6] [۱] : گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو — بال شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا — ص۲۰

(۲) شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو — ص۱۹۹

دیکھیے——:(۳) ذوقِ تمنائے شہادت۔(۴) نازِ شہادت۔

---

۱ شہ : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دس بار]۔

۲ شہِ مرداں : ایک بار [مرکّب]۔

۳ شہزادہ : ایک بار۔

۴ شہسوار : ایک بار۔

۵ شہاب الدین خاں : دو بار۔

۶ شہادت[۱]: چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

شہادت[۲][1] : گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمع شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت ص۳۲

شہپر[2] : کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت! — کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے میرے شہپر کی ص۲۰۷

شہپرِ پرواز: ہر مو بدن پہ شہپرِ پرواز ہے مجھے — بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف ص۴۹

شہپرِ رنگ: بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب ص۱۶۳

شہپرِ مُور: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — مگر ایک شہپرِ مور کرے سازِ بادبانی ص۱۰

شہر[3] :
(۱) قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث ص۳۴
(۲) مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر — عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو ص۱۹۵
(۳) اُلجھتے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ — جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷
(۴) تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے — لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اَور ص۱۷۰
(۵) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا — وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے ص۲۴۲
(۶) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵
(۷) شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں ص۲۸۰
(۸) شہر گویا نمونۂ گلزار — باغ گویا نگار خانۂ چیں ص۲۸۰
(۹) روز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے — کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے ص۳۰۵
(۱۰) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ — آج عالم اَور ہے بازار کا [قادرنامہ]
دیکھیے ـــــــ:(۱۱) صد شہر چراغاں۔(۱۲) ماتمِ یک شہر آرزو۔

شہر جولاں: بہار، در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے — طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! ص۵۳

شہرِ خموشاں: دیکھیے: طلسمِ شہرِ خموشاں۔

شہرِ دہلی: شہرِ دہلی کا ذرّہ ذرّہ خاک — تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا ص۲۶۰

شہر و سیاہ: دیکھیے: پناہِ شہر کو سیاہ۔

---

[1] شہادت[۲]: ایک بار۔
[2] شہپر : چار بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
[3] شہر : پندرہ بار[مفرد: دس بار، مرکّب: پانچ بار]۔
شہرِ خموشاں : ایک بار[مرکّب]۔

شہرت[1]: (۱) وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے — ص۱۰۶

(۲) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی — میری وحشت تری شہرت ہی سہی — ص۲۲۰

دیکھیے ——: (۳) رنگِ شہرت۔ (۴) ریشۂ شہرت۔ (۵) صدائے نغمۂ شہرت۔

شہرۂ[2] تیزیِ شمشیرِ قضا: کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالبؔ! — شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی — ص۳۱۱

شہریار[3]: دیکھیے: کوکبۂ شہریار۔

شہنشاہ[4]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۲) وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیرِ سرا — چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار — ص۱۳۲

(۳) دیکھیے: لطف و عنایاتِ شہنشاہ۔

شہنشاہِ آسماں اورنگ: اے شہنشاہِ آسماں اورنگ! — اے جہاں دارِ آفتاب آثار! — ص۱۲۵

شہنشاہِ اُمم: دیکھیے: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم۔

شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! — اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شِبہ و عدیل! — ص۱۲۳

شہنشاہِ کواکب سپہِ مہرعلم: اے شہنشاہِ کواکب سپہِ مہر علم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص۲۴۱

شہوار[5]: دیکھیے: دُرِ شہوار۔

شُہود[6]: (۱) ہے غیب غیب جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود — ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں — ص۱۸۹

(۲) دیکھیے: اصلِ شہود۔

شہور[7]: شہور و سنین۔

شہید[8]: (۱) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ گر گل ہو شہید — لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۲) ہو کر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے — ص۳۲۰

---

۱ شہرت : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
۲ شُہرہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ شہریار : ایک بار [مرکّب]۔
۴ شہنشاہ : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۵ شہوار : ایک بار [مرکّب]۔
۶ شہود : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۷ شہور : ایک بار [مرکّب]۔
۸ شہید : دس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
شہیداں : چار بار [مرکّب]۔
شہیدوں : ایک بار۔

شہیدِ تشنہ‌لبِ کربلا: وہ، جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل، سبیل — شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

شہیدِ جُنبشِ ابروئے یار: بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے — حیرت، شہیدِ جُنبشِ ابروے یار ہے — ص۹۰

شہیدِ خندۂ گل: خرابِ نالۂ بلبل، شہیدِ خندۂ گل — ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رُسوائی — ص۱۱۰

شہیدِ دردِ آگاہی: کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی — جسے موے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو — ص۶۷

شہیدِ گل‌خزانیِ شمع: نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی، ہے شہیدِ گلِ خزانیِ شمع — ص۱۷۴

شہیدِ ناتوانی: اگر آرزو رسا ہو پَے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوں‌بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی — ص۱۰

شہیدِ وفا: (۱) علی الرَّغمِ دُشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک بارک! سلامت سلام! — ص۱۹۴
(۲) دیکھیے: آرزوِ شہیدِ وفا۔

شہیداں: دیکھیے: خاکِ شہیداں۔

شہیدانِ گزشتہ: دیکھیے: حالِ شہیدانِ گزشتہ۔

شہیدانِ نفَس دُزدیدہ: دیکھیے: عزادارِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ۔

شہیدانِ نگہ: محابا کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ — شہیدانِ نگہ کا خوں‌بہا کیا! — ص۱۵۷

شہیدوں: اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناو ہیں — پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی — ص۲۴۳

شَے[1]: (۱)،(۲) ہرچند ہر ایک شَے میں تو ہے — پر تجھ سی کوئی شَے نہیں ہے — ص۲۲۸

شیخ[2]: وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! — ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے — ص۳۱۲

شیخ جی: (۱) شیخ جی کعبے کا جانا معلوم! — آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں — ص۵۸
(۲) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو — ص۳۹۱

شیخ و برہمن: نہیں کچھ سُبحہ و زُنار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے — ص۲۴۴

شیدا[3]: دیکھیے: داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا۔

شیر[4]: دیکھیے: دہنِ شیر۔

شیر افگنِ میدانِ قالی: اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہاے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے — ص۷۹

شیرِ قالی: دیکھیے: ریشہ‌دارِ نیستانِ شیرِ قالی۔

شیرکمیں: دیکھیے: حریفِ شیرکمیں۔

---

۱ شَے : ایک بار۔
۲ شیخ : چار بار [مرتّب: ایک بار]۔
۳ شیدا : ایک بار [مرتّب]۔
۴ شیر : چار بار [مرتّب]۔

شیر[1]: دیکھیے: جوے شیر۔

شیرازہ[2]: (۱) یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا — جادہ، اجزاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا — ص۱۴۶

(۲) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا، غالب! — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۳) دیکھیے: صرفِ شیرازہ [مزید دیکھیے: بے شیرازہ]۔

شیرازۂ اجزاے حواس: عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس — وصل: زنگارِ رخِ آئنۂ حُسنِ یقیں — ص۱۳۴

شیرازۂ اجزاے قدم: رفتار سے شیرازۂ اجزاے قدم باندھ — اے آبلے! محمل پئے صحراے عدم باندھ — ص۷۱

شیرازہ بندِ بے خودی: بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے — ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہوجاوے — ص۱۰۵

شیرازۂ دوعالم: موے دماغِ وحشت شررشتۂ فنا ہے — شیرازۂ دوعالم یک آہِ نارسا ہے — ص۹۴

شیرازۂ صدآبلہ: اے جادے! بہ سررشتۂ یک ریشہ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سبحہ بہم باندھ — ص۷۱

شیرازۂ مژگاں: دیکھیے: رشتۂ شیرازۂ مژگاں۔

شیرازۂ وحشت: دیکھیے: ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔

شیریں[3] [۱]: (۱) کتنے شیریں ہیں تیرے لب! کہ رقیب — گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۲) جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن — از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں — ص۲۹۹

دیکھیے ــــ: (۳) بوسۂ لبِ شیریں۔ (۴) جانِ شیریں۔ (۵) خندۂ شیریں۔ (۶) میوہ ہاے تازۂ شیریں۔

شیریں بیانی: ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں — ص۱۸۳

شیریں سخن: دیکھیے ــــ: (۱) خسروِ شیریں سخن۔ (۲) طوطیِ شیریں سخن۔

شیریں لباں: دیکھیے: قندِ بوسۂ شیریں لباں۔

شیریں[4] [۲]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے — ص۲۳۹

(۲) مرگ، شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں — ص۶۲

دیکھیے ــــ: (۳) آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں۔ (۴) کشتۂ افعیِ زلفِ سیۂ شیریں۔ (۵) گلگونِ شیریں۔

(۶) یک تمثالِ شیریں۔

---

[1] شیر : ایک بار [مرکّب]۔

[2] شیرازہ : دس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: آٹھ بار]۔

[3] شیریں[۱] : دس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: آٹھ بار]۔

[4] شیریں[۲] : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

شیرینی[1]: جان میں ہوتی گر یہ شیرینی [آم کے لیے] ص۱۳۰

شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں: بہ شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں نشترِ زنبور — خود آرائی سے آئینہ طلسمِ موم جادو تھا ص۲۲

شیرہ[2]: آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام ص۱۳۱ [آم کے لیے]

شیرۂ انگور: خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے — تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن ص۴۴۹

شیشہ[3]: (۱) گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو — بالِ شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا ص۲۰

(۲) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

(۳) افسردۂ تمکیں ہے نفَسِ گرمیِ احباب — پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں ص۶۱

(۴) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردشِ استوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ ص۷۳

(۵) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے ص۱۱۳

(۶) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے ص۲۰۳

(۷) بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص۲۱۷

(۸) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے! ص۲۴۲

(۹) جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی — وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام ص۲۸۲

(۱۰) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست — بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے ص۳۵۴

(۱۱) نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جالے مے کشاں! خالی — کمیں گاہِ بلا ہے ہوگیا شیشہ جہاں خالی ص۴۵۵

دیکھیے——: (۱۲) رنگِ شیشہ۔ (۱۳) سنگِ شیشہ۔ (۱۴) غیرِ شیشہ۔ (۱۵)، (۱۶)، (۱۷) موے شیشہ [تین بار]۔

شیشہ ریزۂ حلبی: چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟ — کہ برگ برگِ سمن، شیشہ ریزۂ حلبی ہے ص۷۵

شیشۂ آتشیں: شیشۂ آتشیں رُخِ پُرنور — عرق از خط چکیدہ، روغنِ مور ص۴۱

شیشۂ بشکستہ: دیکھیے: لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ۔

شیشۂ دل ہاے دوستاں: دیکھیے: دستِ شیشۂ دل ہاے دوستاں۔

شیشۂ ساعت: (۱) گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر — ہر نفَس راہ میں ٹوٹے نفَسِ لیل و نہار ص۵

(۲) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا ص۱۵

---

۱ شیرینی : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ شیرہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۳ شیشہ : اٹھائیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: اُنیس بار]۔

شیشے : ایک بار [بہ طورِ جمع]۔

(۳) دیکھیے: غبارِ شیشۂ ساعت۔

شیشۂ شراب: دیکھیے: پنبۂ شیشۂ شراب۔

شیشہ مے: (۱) نشہ ہا شادابِ رنگ و ساز ہا مستِ طرب — شیشۂ مے، سروِ سبز جویبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴
دیکھیے ——: (۲) ریزۂ شیشۂ مے۔ (۳) گلوے شیشۂ مے۔

شیشے: دیکھیے: شیشہ باز۔

شیشہ باز[1]: ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے — ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا ص۱۵۵

شیعی[2]: دہری کیوں کر ہو جو کہ ہووے صوفی؟ — شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری! ص۳۱۳

شیفتگی[3]: دیکھیے بمنصبِ شیفتگی۔

شیفتہ[4]: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید — مرگیا غالبؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں ص۱۸۸

شیوعِ[5] دانش وداد: حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے! — تا شاہ، شیوعِ دانش و داد کرے ص۲۵۳

شیون[6]: (۱) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے؟ پیش از مرگ واویلا — رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ص۴۱
(۲) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا بُرا کیا ہے نور سنجانِ گلشن کو ص۱۹۸

شیونِ دل: شورشِ باطن سے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے ص۱۰۳

شیونارائن[7]: امید وارِ عنایات شیونارائن — کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ ص۲۷۸

شیوہ[8]: (۱) ڈھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں — ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن ص۱۷۹
(۲) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں — اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے ص۲۳۸
(۳) دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوہ۔

شیوۂ اہلِ نظر: دیکھیے: آبروے شیوۂ اہلِ نظر۔

شیوۂ عشق: دیکھیے: طرز آفرینِ شیوۂ عشق۔

شیوہ و انداز و ادا: حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی — آپ کا شیوہ و انداز و ادا اَور سہی ص۳۱۱

---

۱ شیشہ باز : ایک بار۔
۲ شیعی : ایک بار۔
۳ شیفتگی : ایک بار [مرکّب]۔
۴ شیفتہ : ایک بار [مرکّب]۔
۵ شیوع : ایک بار [مرکّب]۔
۶ شیون : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۷ شیونارائن : ایک بار۔
۸ شیوہ : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

ص

صابون[1]: فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی | سحر، از بہرِ شست وشوے داغِ ماہ، صابوں ہے ص۱۱۲

صاحِب[2]، صاحَب: (۱) وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے | صاحِب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے ص۱۱۶

(۲) ہے جو صاحِب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی | زیب دیتا ہے، اِسے جس قدر اچھا کہیے ص۱۲۲

(۳) آئینہ دیکھ، اپنا سا مُنہ لے کے رہ گئے | صاحِب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا! ص۱۴۸

[دوبار بہ طورِ ردیف، ص۲۴۹]:

(۴)،(۵) کوئی اِس کا جواب دو صاحِب | سائلوں کا ثواب لو، صاحِب

(۶) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہوگئے | عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحَب مجھے ص۲۱۴

صاحبِ خانہ: دیکھیے: نامِ صاحب خانہ۔

صاحب دُکانی: چارسوے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے | نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے ص۱۱۴

صاحب دلاں: دیکھیے: مُردنِ صاحب دلاں۔

صاحبِ دل ہا: اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف | صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے ص۴۵۶

صاحب دولتاں: دیکھیے: احسانِ صاحب دولتاں۔

صاحبِ سرمایہ: خُوے شرمِ سرد بازاری، ہے سیلِ خانماں | ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو ص۶۹

صاحبِ شاخ و برگ و بار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم | ناز پروردۂ بہار ہے آم ص۱۳۱

---

۱ صابون : ایک بار۔

۲ صاحب : چودہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

صاحبِ عالی مقام:	سو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے	مسٹر کوان صاحبِ عالی مقام کی	ص۲۶۳
صاحبقرانی[۱]:	تم کرو صاحبقرانی، جب تلک	ہے طلسمِ روز و شب کا دَر کھلا	ص۱۴۱
صادق[۲]:	صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ خدا گواہ!	کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے	ص۱۲۵
صاعقہ[۳]:	ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم	آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں گو آئے	ص۲۳۸
صاعقہ ومہر:	اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے	گرتا نہیں، اِس رُو سے کہو برق نہیں ہے	ص۲۸۴
صاف[۴]:	(۱) صاف ہے ازبس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن	جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن	ص۵۹
	(۲) اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف	پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف	ص۱۱۷
	(۳) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ	وائے وہ بادہ! کہ افشردۂ انگور نہیں	ص۱۸۶
	(۴) صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں	جُنبشِ بادِ سحر نے جو ہِلایا سہرا	ص۳۹۳ [طبع ثانی]
	دیکھیے——:(۵) یک نگاہِ صاف۔(۶) سرِ مصراعِ صافِ تیغ۔(۷) شمشیرِ صاف یار۔		
صافِ مے:	ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے	کہ بعد از صافِ مے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے	ص۹۸
صافی[۵]:	دیکھیے: سینہ صافی۔		
صافیِ رُخ:	صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب	عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال	ص۵۱
صافیِ عارض:	دیکھیے: نیلِ چشمِ صافیِ عارض۔		
صافیِ قطعِ نظر:	ہے تصوّر، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار	لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گُل	ص۵۲
صافی ہاے حیرت:	دیکھیے: تاثیرِ صافی ہاے حیرت۔		
صانعِ[۶] ہفت چرخ و ہفت اقلیم:	اے جہاں آفریں خداے کریم!	صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم	ص۳۷۶
صبا[۷]:	(۱) جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر	شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیرہنِ خار	ص۳
	(۲) سُبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا، ابر	بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار	ص۴

---

۱ صاحبقرانی : ایک بار۔
۲ صادق : ایک بار۔
۳ صاعقہ : دوبار [مرکّب]۔
۴ صاف : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔
۵ صافی : چار بار [مرکّب]۔
صافی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۶ صانع : ایک بار [مرکّب]۔
۷ صبا : چھبیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۳) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار   سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل نا آشنا   ص۱۹

(۴) جُنبشِ ہر برگ سے ہے گُل کے لب کو اختلاج   حَبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج   ص۳۵

(۵) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں   شمع سے جُز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ   ص۷۲

(۶) بہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز   دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے   ص۹۰

(۷) اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے!   خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے   ص۱۱۲

(۸) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں   ہم بھی مضموں کی ہَوا باندھتے ہیں   ص۱۸۱

(۹) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں   کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں   ص۱۸۷

(۱۰) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم   صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے   ص۲۱۸

(۱۱) صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے   کہ روے غنچۂ گل سوے آشیاں پھر جائے   ص۳۰۵

دیکھیے ـــــ: (۱۲) پیچشِ موجِ صبا۔ (۱۳) تہِ دامانِ صبا۔ (۱۴) جُنبشِ موجِ صبا۔ (۱۵) دمِ سردِ صبا۔ (۱۶) شانۂ صبا۔ (۱۷) شوخیِ موجِ صبا۔ (۱۸) غمِ آوارگی ہاے صبا۔ (۱۹) گردِ رہِ جولانِ صبا۔ (۲۰) گرفتارِ صبا۔ (۲۱) مستیِ بادِ صبا۔ (۲۲)، (۲۳)، (۲۴) موجِ صبا [تین بار]۔ (۲۵) نَفَسِ بادِ صبا۔

صبا خرامیِ خوباں: کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل!   صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے   ص۱۰۲

صبّاع[۱]: دیکھیے: طنابِ صبّاع۔

صُبح[۲]:

(۱) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا   جوں صبح، چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا   ص۱۲

(۲) شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا   صُبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا   ص۱۳

(۳) شب کہ تھا نظّارگی روے بتاں کا اے اسدؔ!   گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب   ص۳۱

(۴) تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی   دودِ چراغ خانہ غبارِ سفر ہے آج   ص۳۵

(۵) گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی   سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز   ص۴۵

(۶) اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا   صبح جو جاوے اور آوے شام   ص۱۳۶

(۷) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟   صُبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے   ص۸۰

---

[۱] صبّاع : ایک بار [مرتّب]۔

[۲] صبح : چوالیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: ستائیس بار]۔ صبحِ دم : پانچ بار۔

(۸) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں — توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نَفَس ہر شب مجھے — ص۸۶

(۹) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۱

(۱۰) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — صبح کو رازِ مہ و اختر کھُلا — ص۱۳۹

(۱۱) صبح آیا جانبِ مشرق نظر — اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھُلا — ص۱۳۹

(۱۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مَبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

(۱۳) کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ — صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوے شیر کا — ص۱۴۲

(۱۴) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے — ص۲۱۱

(۱۵) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط تو ہم سے لکھواوے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے — ص۲۵۰

(۱۶) رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک — ہر قطرۂ اشک، دیدۂ پُرنم تھا — ص۲۵۲

(۱۷) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک — رکھو نہ شمع پر اے اہلِ انجمن، تکیہ — ص۳۰۳

(۱۸) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا — [قادرنامہ]

دیکھیے ــــــ: (۱۹) چراغِ صبح۔ (۲۰) دمِ صبح۔ (۲۱) شبنمِ صبح۔ (۲۲) کارِ بادِ صبح۔ (۲۳) نورِ صبح۔ (۲۴) ہر صبح۔ (۲۵) ہوائے صبح۔

صبح آغوشاں: بہ ہنگامِ تصوّر ساغرِ زانو سے پیتا ہوں — مَے کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں — ص۴۴۹

صبحِ اُمیدِ فسانہ گویاں: دیکھیے: جبینِ صبحِ اُمیدِ فسانہ گویاں۔

صبحِ بہار: (۱) وھاں پَرفشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ — صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو — ص۶۸

(۲) درکار ہے شگفتنِ گل ہائے عیش کو — صبحِ بہار، پنبۂ مینا کہیں جسے — ص۲۱۸

صبحِ بہار نظارہ: رنگِ شکستہ، صبحِ بہارِ نظارہ ہے — یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا — ص۱۵۵

صبحِ جدائی: دیکھیے: یک صبحِ جدائی۔

صبح دَم: (۱) صبح دَم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر — رنگِ رخسارِ گلِ خرشید مہتابی کرے — ص۱۰۰

(۲) صبح دم دروازۂ خاور کھُلا — مہرِ عالم تاب کا منظر کھُلا — ص۱۳۸

(۳) یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں — نے وہ سُرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے — ص۲۳۰

(۴) صبح دم باغ میں آجائے، جسے ہو نہ یقیں — سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم — ص۲۶۵

(۵) رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم — دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے — ص۲۵۰

صبحِ دمیدہ: سودائے عشق سے دمِ سردِ کشیدہ ہوں — شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں — ص۶۱

صبحِ شبِ دیجور: اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے — نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز — ص۴۵

صبحِ عید: ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے — ص۲۱۰

صبحِ قیامت: (۱) صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ — جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا — ص۱۷

(۲) دیکھیے: دمِ صبحِ قیامت۔

صبحِ محشر: دیکھیے: شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر۔

صبح وشام: (۱) نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا — ص۳۰

(۲) کہتے ہیں: کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے — ص۲۵۴

صبح وشبنم: جائے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ — صبح و شبنم فرصتِ نشوونمائے خندہ ہے — ص۸۷

صبحِ وصال: ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخمِ دل پر رحم کر — آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال! — ص۵۴

صبحِ وطن: (۱) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلّی ہوں جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل، صبحِ وطن کی فکر میں — ص۶۳

(۲) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے — صبحِ وطن، ہے خندۂ دنداں نما مجھے — ص۲۰۶

صبح ومہر: فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر — ہے داغِ عشق زینتِ جَیبِ کفن ہنوز — ص۱۷۱

صبر:[1] (۱) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک — درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں — ص۵۶

(۲) دیکھیے: حُسنِ صبر۔

صبر آزما: (۱) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حَف نظر! — طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے! — ص۱۲۳

(۲)، (۳) دیکھیے: وعدۂ صبر آزما [دو بار]۔

صبرِ اہلِ انجمن: دیکھیے: شکیب وصبرِ اہلِ انجمن۔

صبر طلب: عاشقی صبر طلب اور تمنّا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک — ص۱۷۵

---

[1] صبر : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔

صبرِ گریزپا: دیکھیے: حکایتِ صبرِ گریزپا۔

صبر وشکیب: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے نیازِ پُرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر ص۴۱

صبر وقرار: کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار دُزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے ص۹۳

صبوحی[1]: لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے رکھ دیا ہے ایک جامِ زر کھُلا ص۱۳۹

صبور[2]: درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلّص صبور تھا ص۱۸

صحبت[3]: (۱) نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دَورِ ساغر کی مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے ص۱۰۷

(۲) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص۱۸۰

(۳) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے ہر غنچے کا گل ہونا: آغوش کشائی ہے ص۲۱۰

(۴) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو دینے لگا ہے بوسہ، بغیر التجا کیے ص۲۴۳

دیکھیے ـــــ: (۵) افسوسِ گرمی ہائے صحبت۔ (۶) عذرِ ترکِ صحبت۔ (۷) یادِ گرمیِ صحبت۔

صحبتِ احباب: دیکھیے ـــــ: (۱) بساطِ صحبتِ احباب۔ (۲) ذوقِ صحبتِ احباب۔

صحبتِ اغیار: دیکھیے: دریافتنِ صحبتِ اغیار۔

صحبتِ اہلِ کُنشت: دیکھیے: حقِ صحبتِ اہلِ کُنشت۔

صحبتِ خس وآتش: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر یہاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش برآر ہے ص۹۰

صحبتِ خوباں: دیکھیے: عشرتِ صحبتِ خوباں۔

صحبتِ رنداں: صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر جائے مَے، اپنے کو کھینچا چاہیے ص۲۲۲

صحبتِ شب: دیکھیے: داغِ فراقِ صحبتِ شب۔

صحبت ہائے مُمسک: نہ رکھ چشمِ حصولِ نفعِ صحبت ہائے مُمسک سے لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا ص۴۴۵

صحت[4]: دیکھیے: غسلِ صحت۔

صحتِ تواب: دیکھیے: محفلِ غسلِ صحتِ تواب۔

---

[1] صبوحی : ایک بار۔

[2] صبور : ایک بار۔

[3] صحبت : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

صحبت ہا : ایک بار [مرکّب]۔

[4] صحت : دو بار [مرکّب]۔

صحرا:[1]

(۱) یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار — ص۵

(۲) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص۸

(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص۱۷

(۴) ساتھ جُنبش کے بہ یک برخاستن طے ہوگیا — تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا — ص۲۵

(۵) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی — کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بُت خانۂ چیں کا — ص۲۸

(۶) گو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو — جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں — ص۶۰

(۷) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں — ص۶۰

(۸) جنوں کر اے چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی! — نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے — ص۷۹

(۹) عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی — ص۸۸

(۱۰) جُز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا! — ص۱۳۳

(۱۱) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا — ص۱۵۱

(۱۲) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے، وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! — ص۱۸۴

(۱۳) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ — صحرا ہماری آنکھ میں یک مُشتِ خاک ہے — ص۲۱۶

(۱۴) سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے — وہ ایک مُشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۱۵) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے — گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے — ص۲۴۸

[سات بار بہ طورِ ردیف، ص۲۶]:

(۱۶)،(۱۷) یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجے فشارِ صحرا

(۱۸) وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے — پیمانۂ ہَوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا

(۱۹) اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا!

(۲۰)-(۲۳) دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا

(۲۴) ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچارِ صحرا

---

[1] صحرا : اُنسٹھ بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: چوالیس بار]۔

(۲۵) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے   سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا

دیکھیے:——— (۲۶) آبادیِ صحرا۔ (۲۷) باغبانیِ صحرا۔ (۲۸) بہم بالیدنِ سنگ وگُلِ صحرا۔ (۲۹) جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ (۳۰) چشم و چراغِ صحرا۔ (۳۱) دامانِ صحرا۔ (۳۲)، (۳۳) دامنِ صحرا [دوبار]۔ (۳۴) رشتۂ دامانِ صحرا۔ (۳۵) سرشکِ سربہ صحرادادہ۔ (۳۶) کوہ وصحرا۔ (۳۷) وسعتِ صحرا۔ (۳۸) یک دوچیں دامانِ صحرا۔

صحرا دستگاہ: شوق، ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز   ذرّہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا   ص۱۴۹

صحرا گرد: دیکھیے: خانۂ مجنونِ صحرا گرد۔

صحرانورد: پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرا نورد   خارِ پا ہیں جوہرِ آئینہ زانو مجھے   ص۲۰۸

صحرائے آگاہی: دیکھیے: جادۂ صحرائے آگاہی۔

صحرائے اُلفت: دیکھیے: سبزۂ صحرائے اُلفت۔

صحرائے انتظار: خوش اوُفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار   جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سُرمہ سا کروں   ص۵۶

صحرائے تحیّر: اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں   ہے بہ صحرائے تحیّر چشمِ قربانی جرس   ص۴۵

صحرائے جُنوں: دیکھیے: جادۂ صحرائے جنوں۔

صحرائے حرم: دیکھیے: (۱) راہِ صحرائے حرم۔ (۲) گردِ صحرائے جنوں۔

صحرائے سخن: دیکھیے: عصائے خضرِ صحرائے سخن۔

صحرائے طلب: (۱) گرد باد آئینہ فتراکِ دماغِ دل ہا   تیرا صحرائے طلب، محفلِ پیمانہ شکار   ص۶

(۲) سر منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور   جو خط ہے کفِ پا پہ سُو ہے سلسلۂ پا   ص۲۹

(۳) دیکھیے: بعدِ صحرائے طلب۔   (۴) خضرِ صحرائے طلب۔

صحرائے عدم: (۱) رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ   اے آبلے! محمل پئے صحرائے عدم باندھ   ص۷۱

(۲) سراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں   پُرافشاں ہے غبار آں سوئے صحرائے عدم میرا   ص۱۶

صحرائے محبّت: بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبّت اے اسدؔ!   گرد باد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز   ص۴۴

صحرائے نجف: دیکھیے: خاکِ صحرائے نجف۔

صحراے نظربازی: دیکھیے: آبلہ پایانِ صحراے نظربازی۔

صحراے ہوس: یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ! غلط — کی تصور نے بہ صحراے ہوس راہ غلط ص۲۹۵

صحن[1]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۱۳۶

صحنِ بیاباں: نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں — کہ تارِ جادہ سے ہے لجۂ ریگِ رواں خالی ص۴۵۵

صحنِ چمنستاں: آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح ص۳۶

صد[2] آبلہ: دیکھیے: شیرازۂ صد آبلہ۔

صد آفتاب: (۱) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ تگم کا یارب! — غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے ص۱۰۹

(۲) دیکھیے: تہِ خاکسترِ صد آئنہ۔

صد آئنہ: دیکھیے: زیورِ صد آئنہ منزل۔

صد آئینۂ بے رنگ: گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرّہ صد آئینہ بے رنگ نکالوں ص۶۱

صد آئینۂ تاثیر: یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب ص۳۱

صد بار: ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز — زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں ص۶۵

صد بالیدنی: تنگ ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا ص۴۴۵

صد برق: دیکھیے: خونِ صد برق۔

صد بے گناہ: دیکھیے: مجرمِ صد بے گناہ۔

صد پارہ: دیکھیے: رازِ دلِ صد پارہ۔

صد پہلو: یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سوداے خیال — چاہیے وقتِ تپش یک دست صد پہلو مجھے ص۸۷

صد تب: دیکھیے: آتش کدۂ صد تب۔

صد تجلی کدہ: صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز ص۴۵

صد تمنا: دیکھیے: آبیارِ صد تمنا۔

صد جا: (۱) سُبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار ص۴

---

[1] صحن : تین بار [مرتّب]۔ [2] صد : ساٹھ نوے بار [مرتّب]۔

(۲) اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد! سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص۴

(۳) ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچارِ صحرا ص۲۶

صد جگر اندوختن: دیکھیے: رُشتِ سپندِ صد جگر اندوختن۔

صد جلوہ: صد جلوہ رو برو ہے جو مژگاں اُٹھائیے طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے! ص۲۰۱

صد جلوۂ آئینہ: وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ! صد جلوۂ آئینہ: یک صبحِ جدائی ہے ص۸۰

صد جلوۂ رنگیں: دیکھیے: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔

صد جُنبشِ دل: کوشش: ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے صد جُنبشِ دل: یک مژہ برہم زدنی ہے ص۱۱۰

صد جُنبشِ مہمیز: ہے بہارِ تیز رَو گُلگونِ نکہت پر سوار یک شکستِ رنگِ گل صد جُنبشِ مہمیز ہے ص۸۵

صد چاک: دیکھیے ــــ:(۱) بخیۂ زخمِ دلِ صد چاک۔(۲) نقشِ یک دلِ صد چاک۔

صد چمن: (۱) نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص۱۱۵

(۲) دیکھیے: طربِ صد چمن۔

صد حشرِ پاداشِ عمل: ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل آگہی، غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں ص۶۵

صد حلقۂ بیرونِ در: دیکھیے: زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔

صد حیف: صد حیف وہ ناکام! کہ اک عمر سے غالبؔ حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی ص۲۲۸

صد خُم: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں یک غنچے سے صد خُم مےِ گل رنگ نکالوں ص۲۰

صد خندۂ دنداں نُما: نہیں جز درد، تسکینِ نکوہش ہائے بیدرداں کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گُم ہو ص۶۸

صد خوابِ پریشاں: بہ زلفِ مہ فَشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی ۴۵۲

صد دامن آسماں: نصیبِ تیرہ، بلا گردشِ آفریں ہے اسدؔ زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا ۴۴۶

صد دانہ: دیکھیے: سُبحۂ صد دانہ۔

صد دعا: دیکھیے: یک دست و صد دعا۔

صد دعوتِ مُیستاں: یک برگِ بے نوائی: صد دعوتِ مُیستاں طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے ص۹۵

صد دل: دیکھیے ــــ:(۱) تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔(۲) نقدِ صد دل۔

صد دوا: دیکھیے: یک درد و صد دوا۔

صد ذوق: تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کُشا ہے ص۲۱۹

صد رخنہ: خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی ص۷۶

صد رگِ جاں: در خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست — صد رگِ جاں جادہ آسا، وقفِ نشتر زار ہے ص۸۳

صد رنج وتعب: (۱) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج وتعب کاٹے — خمِ گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے ص۹۷

(۲) دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے — بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج وتعب کاٹے ص۹۸

صد رنگ: (۱) پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے — ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے ص۱۰۷

(۲) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط — تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا ص۱۵۰

(۳) صد رنگ گُل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی ص۷۴

دیکھیے ———:(۴) آئنہ کیفیتِ صد رنگ۔ (۵) چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ۔ (۶) غلتیدۂ صد رنگ۔

صد رنگ تمنا: ناز پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، ولے — پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ص۶

صد رنگ خود آرائی: دیکھیے: آئینۂ صد رنگ خود آرائی۔

صد رنگ ظہور: دیکھیے: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور۔

صد رنگ گلستاں: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے — بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص۴۵۳

صد رنگ نالہ فرسائی: وُہ ہی صد رنگ نالہ فرسائی — وُہ ہی صد گونہ اشک باری ہے ص۲۲۴

صد رنگ نشاط: دیکھیے: آئینۂ صد رنگ نشاط۔

صد رنگ نقش: دیکھیے: شوخیِ صد رنگ نقش۔

صد رہ: وہاں پہنچ کر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو — صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو ص۱۹۵

صد زندگانی: دیکھیے: پیمانۂ صد زندگانی۔

صد ساغرِ تسلی: گردش میں لا تجلّی صد ساغرِ تسلی — چشمِ تحیّر آغوش مخمورِ ہر ادا ہے ص۹۴

صد سرو گردن: دیکھیے: وہمِ صد سرو گردن۔

صد سطرِ تبسم: دیکھیے: نقشِ صد سطرِ تبسم۔

صد شعلہ: دیکھیے: گُلِ صد شعلہ۔

صد شُکر: بارے نوکر بھی ہوگیا، صد شکر! نسبتیں ہوگئیں مشخص چار ص۱۲۶

صد شہرچراغاں: دیکھیے: چشمک آرائے صد شہرچراغاں۔

صد عارف: دیکھیے: رفعتِ ہمّتِ صد عارف۔

صد عُمرِ ابد: دیکھیے: سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عُمرِ ابد۔

صد غلبۂ تاثیر: دیکھیے: حاملِ صد غلبۂ تاثیر۔

صد قدح شراب: دیکھیے: ہوسِ صد قدح شراب۔

صد کامِ نہنگ: دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

صد کفن: دیکھیے: دامانِ صد کفن۔

صد گلزار: ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے ص۴۵۴

صد گلستاں: (۱) دوڑے ہے پھر ہر ایک گُل و لالہ پر خیال صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۲) دیکھیے: سرمایۂ صد گلستاں۔

صد گونہ اشک باری: وُہ ہی صد رنگ نالہ فرسائی وُہ ہی صد گونہ اشک باری ہے ص۲۲۴

صد گونہ بشارت: اے شاہِ جہاں گیرِ جہاں بخشِ جہاں دار! ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت ص۱۲۷

صد گونہ احترام: کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ احترام فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص۲۸۲

صد محشر: زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے ص۸۳

صد محفل: دیکھیے: تسکیں دہِ صد محفل۔

صد موج: دیکھیے: پائے صد موج۔

صد موجۂ گوہر: بلا گردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا کم ہو ص۶۸

صد ناسور: دیکھیے: چشمِ صد ناسور۔

صد نالہ: گلزارِ تمنّا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی ص۱۰۹

صد نشاط و سُرور: نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور ص۲۷۶

صد نشتر: دیکھیے: دعوتِ صد نشتر۔

صد نظر: دیکھیے: مُہرِ صد نظر۔

صد نقشِ قدم: دیکھیے: گلدستۂ صد نقشِ قدم۔

صد نگارستاں: دیکھیے: عرضِ بہارِ صد نگارستاں۔

صد نگرانی: دیکھیے: حیرت فروشِ صد نگرانی۔

صد نَیستاں: دیکھیے: ریشۂ صد نَیستاں۔

صد ہزار نمک داں: دیکھیے: سامانِ صد ہزار نمک داں۔

صد ہزار نوائے جگر خراش: میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش — تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں! ص۱۷۸

صد ہَوا: دیکھیے: یک بام و صد ہَوا۔

صدا[1]:

(۱) اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیٔ فرصت سے خوں — ہے بہ صحرائے تحیّر چشمِ قربانی جرس ص۴۵

(۲) صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پئے سنجیدنِ یاراں ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا ص۲۸

(۳) کیا دے صدا کے کلفتِ گم گشتگاں سے آہ! — ہے سرمہ گردِ رہ بہ گلوئے جرس تمام ص۵۵

(۴) سبب، وارستگاں کو تنگِ ہمّت ہے، خداوندا! — اثر سُرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص۶۸

(۵) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ ص۷۳

(۶) از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے ص۷۶

(۷) کُو نَفَس و چہ غبار! جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے ص۹۹

(۸) تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام ص۱۳۸

(۹) سُن اے غارت گرِ جنسِ وفا! سُن — شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا! ص۱۵۸

(۱۰) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر — متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! ص۱۷۷

(۱۱) جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں ص۱۸۹

(۱۲) ڈھونڈھے ہے اُس مغنّیِ آتش نَفَس کو جی — جس کی صدا، ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے ص۲۰۶

---

[1] صدا : سینتیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: اکیس بار]۔

(۱۳) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا　　ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے　ص ۲۱۲

(۱۴) کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہو جایئے　　بے تکلف اے شرارِ جستہ! کیا ہو جایئے؟　ص ۲۱۶

(۱۵) ہاں بھلا کر، ترا بھلا ہوگا　　اَور درویش کی صدا کیا ہے!　ص ۲۳۸

(۱۶) دل ہی تو ہے سیاستِ درباں سے ڈر گیا　　میں اور جاؤں در سے ترے بِن صدا کیے!　ص ۲۴۲

دیکھیے ـــــ: (۱۷)-(۱۹) بے صدا [تین بار]۔ (۲۰) تکلیفِ صدا۔ (۲۱) دُردِ مئے صدا۔ (۲۲) شوخیِ ایجادِ صدا۔ (۲۳) غبارِ صدا۔ (۲۴) فردِ صدا۔ (۲۵) مثلِ صدا۔ (۲۶) محرومِ صدا۔ (۲۷) نذرِ صدا۔ (۲۸) یک دلِ صدا۔ (۲۹) یک صدا۔

صدائے آب:　دیکھیے ـــــ: (۱) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔ (۲) سازِ صدائے آب۔

صدائے آبشارِ نغمہ:　دیکھیے: کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ۔

صدائے پا:　تو صدائے پا سے جاگا، تھا جو محوِ خوابِ ناز　[تضمین]　ص ۲۰۹

صدائے چنگ:　دیکھیے: ذوقِ صدائے چنگ۔

صدائے خندہ:　خودفروشی ہائے ہستی بس کہ جائے خندہ ہے　　ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے　ص ۸۷

صدائے خندۂ دل:　وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ　　چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے　ص ۲۰۸

صدائے شکست:　دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے اسدؔ　　شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قُلقُل ہنوز　ص ۴۴

صدائے نغمۂ شہرت:　بے نوائی تر صدائے نغمۂ شہرت، اسدؔ!　　بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا　ص ۱۷

صدف[1]:　(۱) دیکھیے مت چشمِ کم سے سوئے ضبط افسردگاں　　چوں صدف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں　ص ۶۶

(۲) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت　　سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو　ص ۶۷

(۳) کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق، خود آرایاں　　صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے　ص ۹۷

(۴) شکستِ گوشہ گیراں، ہے فلک کو حاصلِ گردش　　صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا　ص ۴۴۴

(۵) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا　　صدف بِن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا　ص ۴۴۵

(۶) اے کرم! نہ ہو غافل ورنہ ہے اسدؔ بے دل　　بے گہر صدف گویا پُشتِ چشمِ نیساں ہے　ص ۸۹

---

[1] صدف　: نو بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: تین بار]۔

دیکھیے ــــــ: (۷) عزلت آبادِ صدف۔ (۸) لبِ خشکِ صدف۔

صدفِ گوہرِ شکست: ہر سنگ و خشت، ہے صدفِ گوہرِ شکست | نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی | ص۲۱۵

صدق[1]: وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم | بتلاؤ کوئی کہ تھی برائی کس میں؟ | ص۳۱۳

صدق گزیں: دیکھیے: نَفَسِ صدق گزیں۔

صدقے[2]: خود آسماں ہے مہا راو راجہ پر صدقے | ص۲۷۸

صدمہ[3] ضرب المثل: دیکھیے: دستِ جفائے صدمہ ضرب المثل۔

صدمۂ یک جُنبشِ لب: مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ | ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا | ص۱۴۴

صدمے: اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے | کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا | ص۴۴۷

صرصر[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) غیرتِ صرصر۔ (۲) قلزمِ صرصر۔

صرصرِ شوق: گرد بادِ رہِ بیتابی ہوں | صرصرِ شوق ہے بانی میری | ص۲۳۱

صَرف[5]: (۱) کی متصل ستارہ شماری میں عُمر صَرف | تسبیحِ اشک ہائے زِ مژگاں چکیدہ ہوں | ص۶۱

(۲) خسروِ انجم کے آیا صرف میں | شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا | ص۱۳۹

(۳) صَرفِ اعدا اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ | وقفِ احباب گل و سُنبلِ فردوسِ بریں | ص۱۳۵

صرفِ بخیۂ دامن: بجائے غنچہ وگل، ہے ہجومِ خاروخس یہاں تک | کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گُلچیں کا | ص۲۸

صرفِ بہارِ حُسنِ یار: عُمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار | گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب | ص۳۲

صرفِ بہائے مے: صرفِ بہائے مے ہوئے آلاتِ مے کشی | تھے یہ ہی دو حساب سُو یوں پاک ہوگئے | ص۲۲۹

صرفِ جبینِ غُربت: صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غُربت | پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز | ص۳۵

صرفِ جنگ جوئی ہائے یار: طُرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار | ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد | ص۳۸

صرفِ چاکِ پردۂ فانوس: نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے | پیچکِ مہ، صرفِ چاکِ پردۂ فانوس و بس | ص۴۶

---

[1] صدق : دوبار [مفرد: ایک بار]۔
[2] صدقے : ایک بار۔
[3] صدمہ : دوبار [مرکّب]۔
صدمے : ایک بار [بہ طور جمع]۔
[4] صرصر : تین بار [مرکّب]۔
[5] صَرف : اُنیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: سترہ بار]۔

صرفِ خزاں: چمن زارِ تمنّا ہوگیا صرفِ خزاں لیکن — بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک باقی ہے — ص۱۰۷

صرفِ درباں: وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب — یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرفِ درباں ہوگئیں — ص۱۹۲

صرفِ شیرازہ: اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ — تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے — ص۱۰۲

صرفِ عبادت: مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی — عُمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

صرفِ عرضِ شانہ: انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ — صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا — ص۲۵

صرفِ قطرہ زنی: میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق — از بس کہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک — ص۵۰

صرفِ قُماشِ دام: وحشی بَن، صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا — رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ صرفِ قُماشِ دام کیا — ص۲۶

صرفِ مشقِ تمکینِ بہار: ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار، آتش — بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار، آتش — ص۴۶

صرفِ مشقِ نالہ: ہوئی یک عُمر صرفِ مشقِ نالہ — اثر موقوف بر عُمرِ دگر ہے — ص۴۵۵

صرفِ وفا: دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا — یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

صِرف[1]: (۱) کرے ہے صِرف بہ ایمائے شعلہ قصّہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص۱۷۴

(۲) ہمارے شعر ہیں اب صِرف دل لگی کے، اسدؔ! — کھُلا کہ فائدہ عرضِ ہُنر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

(۳) صِرف اظہار ہے ارادت کا — ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں — ص۲۸۱

صرفہ[2]: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں — طعمہ ہوں ایک ہی نَفَسِ جاں گداز کا — ص۱۵۵

[مزید دیکھیے: بےصرف - ناصحِ بےصرفہ گو]۔

صریرِ[3] خامہ: (۱) دل کو، اظہارِ سخن اندازِ فتح الباب ہے — یھاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں — ص۶۶

(۲) ہے صریرِ خامہ، ریزشِ ہائے استقبالِ ناز — نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے — ص۸۴

(۳) وھاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بےدماغی، اور اسدؔ — یھاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

(۴) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں — غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے — ص۲۳۰

(۵) دیکھیے: ہر صریرِ خامہ۔

صف بہ صف[4]: ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں — ص۹۳

---

[1] صِرف : تین بار۔

[2] صرفہ : ایک بار۔

[3] صریر : پانچ بار [مرکّب]۔

[4] صف بہ صف : چار بار [مرکّب]۔

صفِ مژگاں: (۱) دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی   حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں   ص۱۸۳

(۲) دیکھیے: دل برصفِ مژگاں زدہ۔

صفِ مژگانِ خودآرا: دیکھیے: عزمِ صفِ مژگانِ خودآرا۔

صفا[1]: (۱) صفا کب جمع ہوسکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا   صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا   ص۴۴۵

(۲) صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب   خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا   ص۴۴۶

(۳) دیکھیے: جوشِ صفا۔

صفاے اشک: صفاے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں   پرِ طاؤس، گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے   ص۸۱

صفاے حیرتِ آئینہ: صفاے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر   تغیر آبِ برجا ماندہ کا، پاتا ہے رنگ آخر   ص۱۶۸

صفاے دل: مدّعی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل   ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر   ص۴۰

صفاے طبع: دیکھیے: مفتِ صفاے طبع۔

صفات[2]: دیکھیے: حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات۔

صفاتِ ذوالجلال: ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم   آثارِ جلالی و جمالی باہم   ص۲۵۳

صفاہاں[3]: جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی   ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے   ص۴۵۳

صفاہانی: دیکھیے: تیغِ صفاہانی۔

صفائی[4]: دیکھیے: وجہِ صفائی۔

صفت[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) ریشۂ نارنج صفت۔ (۲) ہالہ صفت۔ (۳) سپندِ شعلہ نادیدہ صفت۔

صفتِ آئنہ: خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق   آستاں میں صفتِ آئنہ در پنہاں ہے   ص۱۰۹

صفتِ نغمہ: محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم!   ہوں نَفَس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار   ص۶

صفحہ[6]: (۱) جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے   ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ   ص۲۵

---

[1] صفا : سات بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

[2] صفات : دو بار[مرکّب]۔

[3] صفاہاں : ایک بار[مرکّب]۔

صفاہانی : ایک بار[مرکّب]۔

[4] صفائی : ایک بار[مرکّب]۔

[5] صفت : پانچ بار[مرکّب]۔

[6] صفحہ : چودہ بار[مفرد: چار بار، مرکّب: دس بار]۔

صفحہ ہا : ایک بار[مرکّب]۔

(۲) گر صفحے کو نہ دیکھیے پردازِ سادگی — جُز خطِ عجز، نقشِ تمنّا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۳) دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ: عُمَر کی زنبیل ص۱۲۴

(۴) خامے کا صفحے پر رواں ہونا — شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا ص۱۳۰

(۵) دیکھیے: عکسِ سوادِ صفحہ۔

صفحہ ہاے لیالی وایّام: جب ازل میں رقم پزیر ہوئے — صفحہ ہاے لیالی و ایّام ص۱۳۸

صفحۂ آئنہ: نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رخِ یار — صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا ص۱۴

صفحۂ افشاں زدہ: دیکھیے: آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ۔

صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ: گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رد سطرِ تبسّم یک قلم انشا کرے ص۱۰۱

صفحۂ خاطر: زِ بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے — اُڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز ص۴۳

صفحۂ دشت: یک قلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت — نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز ص۱۷۲

صفحۂ عبرت: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ — ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده ص۱۷

صفحۂ عذار: حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط صفحۂ عذار پہ، گردِ کتاب ہے ص۴۵۲

صفحۂ گلشن: زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا ص۳۰

صفحۂ نامہ: بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا — صفحۂ نامہ، غلافِ بالشِ پر ہوگیا ص۲۹

صِفر[1]: (۱) یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عُمر میں گانٹھ — ہے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے ص۲۵۳

(۲) نہ پُھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صِفر جامِ آسماں خالی ص۴۵۵

صَفَر[2]: دیکھیے: آخرِ ماہِ صَفَر۔

صَفَہاں[3]: گردِ رہ: سُرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں — نقشِ ہرگام: دوعالم صفہاں زیرِ نگیں ص۹ [وصفِ دُلدُل میں]

صلا[4]: کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افگنِ عشق — ہے مکرّر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد ص۱۶۶

صلاے عام: اداے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا — صلاے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے ص۲۳۶

---

[1] صِفر : دوبار [مفرد: ایک بار]۔

[2] صَفَر : ایک بار [مرکّب]۔

[3] صفہاں : ایک بار [مرکّب]۔

[4] صلا : تین بار [مفرد: ایک بار]۔

صلاے عرضِ حال: گروہ مستِ ناز دیوے گا صلاے عرضِ حال | خارِ گل، بہرِ دہانِ گل زباں ہوجائے گا ص۹۱

صُلح[1]: (۱) ہے غیرتِ اُلفت کہ اسدؔ! اُس کی ادا پر | گر دیدہ و دل صُلح کریں، جنگ نکالوں ص۶۱

(۲) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے | بہم گر صُلح کرتے پارہ ہاے دل نمک داں پر ص۱۶۷

صُلحِ بتاں: دیکھیے: سازشِ صُلحِ بتاں۔

صُلحِ کُل: (۱) اختلافِ رنگ و بو، طرحِ بہارِ بے خودی | صُلحِ کُل گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے ص۸۷

(۲) آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صُلحِ کُل | ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے ص۱۲۵

صلہ[2]: نہ ستایش کی تمنّا نہ صلے کی پروا | گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

صمصام[3]: دیکھیے: آبداریِ صمصام۔

صندلی[4]: جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر | عکس کُجا و کُو نظر؟ نقش کو مدّعا سمجھ ص۴۳

صنعتِ[5] ایجاد: دیکھیے: فریبِ صنعتِ ایجاد۔

صنعتِ حق: دیکھیے: نظّارگیِ صنعتِ حق۔

صنم[6]: دیکھیے: دیدارِ صنم۔

صنم پرستوں: تمھیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا | بُتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو، تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

صنمِ چند: دیکھیے: پرستندۂ روے صنمِ چند۔

صنم کدہ: دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے | پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے ص۲۲۶

صنوبر[7]: (۱) سایۂ اُفتادگی بالیں و بستر ہوں اسدؔ! | جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں ص۶۵

(۲) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلّق ہیں | صنوبر گلستاں میں با دلِ آزادہ آتا ہے ص۹۸

(۳) دیکھیے: سرو و صنوبر۔

صوُر[8]: (۱) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی | ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی ص۹۱

---

۱ صُلح : پانچ بار [مفرد: دو بار]۔
۲ صلہ : ایک بار۔
۳ صمصام : ایک بار [مرکّب]۔
۴ صندلی : ایک بار۔
۵ صنعت : دو بار [مرکّب]۔
۶ صنم : تین بار [مرکّب]۔
صنم کدہ : ایک بار۔
۷ صنوبر : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۸ صوُر : دو بار [مرکّب]۔

(۲) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا — گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی — ص ۲۴۳

صُوَر:[۱] دیکھیے: نمودِ صُوَر۔

صورت:[۲] (۱) بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسّف — اسدؔ! میں تبسّم ہوں پژمردگاں کا — ص ۱۸

(۲) دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار — صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

(۳) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز — اپنی صورت کا اک بلوریں جام — ص ۱۳۶

(۴) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرم دہقاں کا — ص ۱۵۶

(۵) چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسدؔ — آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے! — ص ۲۲۳

(۶) تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے — حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے — ص ۲۳۶

(۷) کوئی اُمید بر نہیں آتی — کوئی صورت نظر نہیں آتی — ص ۲۳۷

(۸) فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو — ایک صورت نئی نظر آئی — ص ۲۶۲

(۹) ہوتجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں چھے گھنٹے کی تو ہوتی ہے فرصتِ عیش وطرب — ص ۲۹۱

دیکھیے ———: (۱۰) تماشاے نیرنگِ صورت۔ (۱۱) خمیازۂ عرضِ صورت۔

صورتِ آئینہ: پر یہ دولت تھی نصیب نگہِ معنیِ ناز — کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار — ص ۴

صورتِ اِدغام: اُس کے مضروب کے سر و تن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام — ص ۱۳۸

صورتِ اِرقام: تیرے توقیعِ سلطنت کو بھی — دی بدستور صورتِ ارقام — ص ۱۳۸

صورتِ اشک: نشۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور — صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا — ص ۴۴۵

صورتِ اعجاز: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز — جس کا ہر قول: معنیِ الہام — ص ۱۳۷

صورت ہیں: دیکھیے: چشمِ صورت ہیں۔

صورتِ پرواز: (۱) ز بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے — اُڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز — ص ۴۳

(۲) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے — کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز — ص ۴۳

---

[۱] صُوَر : ایک بار [مرکّب]۔

[۲] صورت : بیالیس بار

[مفرد: آٹھ بار، مرکّب: چونتیس بار]۔

صورتیں : تین بار۔

صورتگر : ایک بار [مرکّب]۔

صورتگری : ایک بار [مرکّب]۔

(۲) خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے — صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست ص۱۶۴

صورت ومعنی: دیکھیے: اسیرِ صورت ومعنی۔

صورتِ یک قطرۂ خوں: ہر غنچہ وگل صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت ص۳۲

صورتیں: (۱) نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب — تو کہے، بُت خانۂ آزر کھلا ص۱۳۹

(۲) سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں ص۱۹۱

(۳) دیکھیے: سب صورتیں۔

صوفِ[۱] مداد: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہّاد کا، صوفِ مداد ص۳۸

صوفی[۲]: (۱) دہری کیوں کر ہو جو کہ ہووے صوفی؟ — شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری؟ ص۳۱۴

(۲) دیکھیے: خونِ صوفی۔

صوم[۳]: دیکھیے: افطارِ صوم۔

صومعہ[۴]: صومعے میں اِسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز — مے کدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے ص۱۲۳

صہبا[۵]: (۱) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

(۲) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ! — صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

دیکھیے ـــــ: (۳) پیمانۂ صہبا۔ (۴) تُندیِ صہبا۔ (۵) خشتِ خُمِ صہبا۔ (۶) ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔ (۷) وجہِ پریشانیِ صہبا۔

صہبائے آتشِ پنہاں: مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں — بروئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ ص۱۶۶

صیاد[۶]: (۱) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے ص۷۵

(۲) وحشی بَن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا — رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ صرفِ قُماشِ دام کیا ص۲۶

(۳) بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں — جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص۱۰۱

(۴) سدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں ص۱۸۶

---

۱ صوف : ایک بار[مرکّب]۔

۲ صوفی : دوبار[مفرد: ایک بار]۔

۳ صوم : ایک بار[مرکّب]۔

۴ صومعہ : ایک بار۔

۵ صہبا : آٹھ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔

۶ صیاد : سترہ بار[مفرد: پانچ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

صیادی : ایک بار۔

(۵) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے — ص۲۴۵

دیکھیے ـــــــ: (۶) جلوۂ صیاد۔ (۷) حاصلِ صیاد۔ (۸) حنائے پنجۂ صیاد۔ (۹) خوابِ صیاد۔ (۱۰) دامِ کمیں خانہ خوابِ صیاد۔ (۱۱) غنچۂ پیکانِ ناوکِ صیاد۔ (۱۲) گرفتارِ الفتِ صیاد۔ (۱۳) ہر دانہ صیاد۔

صیادِ بے پروا: اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے! صیادِ بے پروا — بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہو جاوے شکار اپنا — ص۱۵

صیادِ دیدہ: دیکھیے: آہوے صیادِ دیدہ۔

صیادِ کمیں خانہ تعمیر: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط — سیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے — ص۱۱۳

صیادِ ناداں: اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں — ظاہرا صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس — ص۴۵

صیادی: نظر بندِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی — ص۴۵۱

صیام[۱]: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

صید[۲]: دیکھیے ـــــــ: (۱) اک صیدِ زبوں۔ (۲) انتظارِ صید۔ (۳) چشمِ صید۔

صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار: ہے دو عالم صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار — یہاں خطِ پرکارِ ہستی حلقۂ فتراک ہے — ص۱۰۶

صیدِ بال افشاں: تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا — ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت، زخمِ خدنگ آخر — ص۳۰

صیدِ دامِ چشمِ گریاں: تمام اجزاے عالم: صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے — طلسمِ شش جہت: یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے — ص۸۱

صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا: بہ سختی ہاے قیدِ زندگی معلوم آزادی! — شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا ہے — ص۸۵

صیدِ زدام جستہ: بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ — صیدِ زِ دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا — ص۱۳۹

صیدِ وحشتِ طاؤس: شوخیِ نیرنگ، صیدِ وحشتِ طاؤس ہے — دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا — ص۱۱

صیقل[۳]: (۱) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار — ص۴

(۲) دیکھیے: اعجازِ ہواے صیقل۔

صیقلِ آئینہ: یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا — ص۱۴۷

صیقلِ تیغِ کہسار: ہمتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار — ص۳

---

۱ صیام : ایک بار [مرکّب]۔
۲ صیام : نو بار [مرکّب]۔
۳ صیقل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

ض

ضابطۂ[۱] جرِ ثقیل: تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم — کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِ ثقیل ص۱۲۴

ضامن۲ ۔:(۱) محابا کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ — شہیدانِ نگہ کا خوںبہا کیا! ص۱۵۷

(۲) لکدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی — مری طاقت کہ ضامن تھی بُتوں کے ناز اُٹھانے کی ص۲۰۳

ضامنِ نشاط: غفلت کفیلِ عُمر و اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ ص۲۱۸

ضبط۳ ۔:(۱) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست ص۳۳

(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں — دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۶۶

(۳) ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح — ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں ص۶۴

(۴) ضبط سے جوں مردمک، اسپند اقامت گیر ہے — مجمرِ بزمِ فسردن، دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

(۵) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے — جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے ص۲۱۰

(۶) نہیں ہے ضبط جُز مشاطگی ہاے غم آرائی — کہ میلِ سرمہ، چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں ص۴۴۹

دیکھیے ——: (۷) بعدِ ضبط۔ (۸) تعلیمِ ضبط۔ (۹) خمارِ ضبط۔ (۱۰) رہنِ ضبط۔ (۱۱) سببِ ضبط۔ (۱۲) عالمِ تمکین و ضبط۔ (۱۳) غرورِ ضبط۔

ضبطِ آبرو: دیکھیے: پاسِ ضبطِ آبرو۔

ضبط آشنایاں: دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے — طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا ص۱۵

ضبطِ آہ: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں — طعمہ ہوں ایک ہی نَفَسِ جاں گداز کا ص۱۵۵

ضبطِ اشک: دیکھیے: بعدِ ضبطِ اشک۔

ضبط افسردگاں: دیکھیے: سوے ضبط افسردگاں۔

ضبطِ الم: دیکھیے: طاقتِ ضبطِ الم۔

ضبطِ بیجا: دیکھیے: داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا۔

ضبطِ تپش: نَفَس ہو نہ معزولِ شعلہ درودن — کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم ص۵۵

ضبطِ تپیدن ہا: نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا — بلاگردانِ بے پروا خرامی ہاے یار، آتش ص۴۷

ضبطِ جنوں: (۱) سعیِ ضبطِ جنوں۔

(۲) ضبطِ جنوں سے، ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز — یک نالہ بیٹھیے، تو نَیستاں اُٹھایئے ص۴۳

ضبطِ حال: اے بہ ضبطِ حال خو ناکردگاں! جوشِ جنوں — نشۂ مَے ہے اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

ضبطِ سوزِ دل: ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال — داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ص۸۶

ضبطِ شوق: اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر — کون لاسکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست؟ ص۱۶۴

ضبطِ فغاں: (دیکھیے——:(۱) طاقتِ ضبطِ فغاں۔(۲) ہجومِ ضبطِ فغاں۔

ضبطِ گریہ: ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر — پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا ص۱۴

ضد[1]: (۱) دھوتا ہوں جب میں، پینے کو، اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے، باہر لگن کے پانو ص۱۹۶

(۲) ضد کی ہے اَور بات مگر خو بُری نہیں — بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے ص۲۴۳

(۳) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بِن نہ رہے — قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے! ص۲۴۷

ضربُ المثل[2]: دیکھیے: دستِ جفاے صدمۂ ضربُ المثل۔

ضربِ تیشہ[3]: (۱،۲) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا — کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ ص۲۰۳

ضَرَر[4]: (۱) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں — دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو! ص۱۹۷

(۲) ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں — سلطانِ بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام ص۲۸۳

---

[1] ضابطہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] ضامن : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔

[3] ضبط : تیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پچیس بار]۔

ضرور[1]:	(۱) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا	اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا	ص۱۸
	(۲) یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے	اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے	ص۷۶
	(۳) افطارِ صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو	اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے	ص۱۲۸
	(۴) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اِس قدر	کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی	ص۲۴۴
	(۵) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور	بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام	ص۲۸۳
ضروری[2] الاظہار:	دیکھیے: مدعاے ضروری الاظہار۔		
ضعف[3]:	(۱) کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے	نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ	ص۴۸
	(۲) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں	میں خار ہوں، آتش میں چھبوں، رنگ نکالوں	ص۶۰
	(۳) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ	ابکے بہار کا یونہی گزرا برس تمام	ص۵۵
	(۴) ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے	تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں	ص۶۱
	(۵) تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پَرفشانی بھی	رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی	ص۱۰۰
	(۶) سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی	ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا	ص۱۴۷
	(۷) ضعف سے، گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا	باوَر آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا	ص۱۵۶
	(۸) ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو	ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم	ص۱۷۷
	(۹) گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف	یہاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں	ص۱۸۴
	(۱۰) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں	رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۱۱) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے	بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں	ص۱۸۶
	(۱۲) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا	ہے دل پہ بار، نقشِ محبّت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۴
	(۱۳) ضعف سے نقشِ پَےِ مور ہے طوقِ گردن	تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو	ص۱۹۵
	(۱۴) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ!	ننگِ پیری ہے جوانی میری	ص۲۳۱

---

۱ ضد : تین بار۔

۲ ضرب المثل : ایک بار [مرکّب]۔

۳ ضرب : دوبار [مرکّب]۔

۴ ضرر : دوبار۔

دیکھیے ــــــ:(۱۵) باوجودِ ضعف ۔(۱۶) فشارِ ضعف ۔

ضعفِ اُمید:	چشمِ پرواز و نَفَس خفتہ، مگر ضعفِ امید	شہ پرِ کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے	ص۸۷
ضعفِ پرواز:	دیکھیے: رعنائیِ ضعفِ پرواز ۔		
ضعفِ پیری:	اور پھر اب کہ ضعفِ پیری سے	ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں	ص۲۸۱
ضعفِ جنوں:	ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا	اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا	ص۱۸
ضعفِ دماغ:	دیکھیے: شکوۂ ضعفِ دماغ ۔		
ضعیف[1]:	دیکھیے: وہمِ ضعیف ۔		
ضمانِ[2] جادہ رویاندن:	ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِّ جامِ مے نوشاں	وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟	ص۴۴۸
ضمیر[3]:	(۱) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں	ہے سخن: گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ	ص۷۱
	(۲) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر	سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے	ص۱۲۵
ضیا[4] بخشِ چشمِ اہلِ یقیں:	وہ نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال	یہ ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں	ص۲۸۰

---

[1] ضرور : پانچ بار۔ [2] ضروری : ایک بار [مرکّب]۔ [3] ضعف : اکیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

ط

طاعت[1]: طاعت میں تار ہے نہ مے و انگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈال دو کوئی، لے کر بہشت کو — ص۱۹۷

طاعت گاہِ داغ: دلِ از اضطراب آسودہ، طاعت گاہِ داغ آیا — بہ رنگِ شعلہ ہے، مُہرِ نماز از پا نشستن ہا — ص۲۳

طاعت وزُہد: دیکھیے: ثوابِ طاعت وزُہد۔

طاق[2]: (۱) دل دے کفِ تغافلِ ابروے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گُم کر کہ تو نہ ہو — ص۶۸

(۲) جو کچھ ہے، محوِ شوخیِ ابروے یار ہے — آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ دیکھا کرے کوئی — ص۸۸

(۳) بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے — حیرت، شہیدِ جُنبشِ ابروے یار ہے — ص۹۰

طاقِ خمِ شمشیر: قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے — یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمیر آوے! — ص۱۱۳

طاقِ دیوار: دشمنِ آلِ نبی کو، بہ طرب خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار — ص۱۳۳

طاقِ دیوارِ چمن: بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کلاہِ نازِ گُل بر طاقِ دیوارِ چمن — ص۵۹

طاقِ فراموشیِ سودائے دوعالم: ہے طاقِ فراموشیِ سودائے دو عالم — وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے — ص۱۱۳

طاقِ گلزار: مے کدے میں ہو اگر آرزوے گلچینی — بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار — ص۱۳۲

طاقِ نسیاں: (۱) ستایشگر ہے زاہد اِس قدر جس باغِ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا — ص۱۵۶

(۲) دیکھیے: نقش ونگارِ طاقِ نسیاں۔

---

[1] طاعت : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
طاعت گاہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] طاق : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

طاقِ ہلال: دیکھیے: آئینۂ طاقِ ہلال۔

طاقت[1]:	(۱) جُز عجز کیا کروں بہ تمنّائے بے خودی	طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں	ص۵۷
	(۲) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں	جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرد	ص۶۹
	(۳) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد	اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی!	ص۷۴
	(۴) بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی	اے جانِ بر لب آمدہ! بیتاب ہوگئی	ص۹۶
	(۵) اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال	یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	(۶) ایسا آساں نہیں لہو رونا	دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں!	ص۱۸۲
	(۷) بے عشق عُمر کٹ نہیں سکتی ہے اور یہاں	طاقت بقدرِ لذّتِ آزار بھی نہیں	ص۱۸۴
	(۸) صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھایئے	طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھایئے	ص۲۰۱
	(۹) لکد کوبِ حوادث کا تحمّل کر نہیں سکتی	مری طاقت کہ ضامن تھی بُتوں کے ناز اُٹھانے کی	ص۲۰۳
	(۱۰) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت!	کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہپر کی	ص۲۰۷
	(۱۱) رنج طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر	ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی	ص۳۱۱
	(۱۲) نہ ستم کر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی	مجھے طاقت آزمائی، تجھے اُلفت آزمائی	ص۱۰
	(۱۳) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار	مژگاں کو دوں فشار پَئے امتحانِ اشک	ص۵۰
	(۱۴) پامردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی	طاقت اگر اعجاز کرے، تُہمتِ خَم باندھ	ص۱۷
	(۱۵) حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی	عشقِ پُر عربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں	ص۱۸۵
طاقتِ آشوبِ آگہی:	بے مَے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی	کھینچا ہے عجز، حوصلہ نے خط ایاغ کا	ص۱۳۹
طاقتِ بالیں شکستن ہا:	نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا	تکلّف کو خیال آیا ہو گر بیمار پُرسی کا	ص۲۶
طاقتِ بیدادِ انتظار:	آ، کہ مری جان کو قرار نہیں ہے	طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے	ص۲۰۸
طاقتِ پرواز:	ہوں گرفتارِ اُلفتِ صیّاد	ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز	ص۱۷۲

طاقتِ تقریر: دیکھیے: گدائے طاقتِ تقریر۔

---

[1] طاقت : اڑتیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: تیئیس بار]۔

طاقتِ خلشِ خار: دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی — حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں ص۱۸۳

طاقتِ خمیازہ: کماں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص۷۷

طاقتِ دیدار: (۱) کیوں جل گیا نہ تابِ رُخِ یار دیکھ کر — جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر ص۱۶۸

(۲) دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے — دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں ص۱۸۳

طاقت رُبا: (۱) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر! — طاقت رُبا وہ اُن کا اشارہ کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

(۲) دیکھیے: فتنۂ طاقت رُبا۔

طاقتِ رُسوائیِ وصال: نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں — اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرّر کھینچ ص۳۵

طاقتِ رم: ضعف سے نقشِ پئے مُور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو ص۱۹۵

طاقتِ رنجِ سفر: طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اتنی — ہجرِ یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو ص۱۱۶

طاقتِ سخن: کہتے ہیں، جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن — جانوں کسی کے دل کی میں کیوں کر، کہے بغیر ص۱۶۹

طاقتِ سوال: بوسے میں وہ مضایقہ نہ کرے — پر مجھے طاقتِ سوال کہاں ص۶۶

طاقتِ سیلاں: تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت ص۱۲۷

طاقتِ شکستن ہا: دیکھیے: فسونِ دعویِ طاقتِ شکستن ہا۔

طاقتِ ضبطِ الم: اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے؟ — فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے ص۹۸

طاقتِ ضبطِ فغاں: برقِ بہ جانِ حوصلہ آتش فگن، اسدؔ! — اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں ص۵۷

طاقتِ غوغا: تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو — ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو ص۲۸۴

طاقتِ فریاد: وائے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا — جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں ص۱۸۶

طاقتِ گفتار: رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی — تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے ص۲۴۲

طالبؔ[1]: (۱) تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ — اپنے اپنے زمانے میں غالب ص۲۶۷

(۲) نہ ظہوریؔ ہے اور نہ طالبؔ ہے — اسداللہ خانِ غالبؔ ہے ص۲۶۷

طالب[2]: (۱) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص۱۲۸

---

[1] طالبؔ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[2] طالب : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

(۲) خوشنودیِ احباب کا طالب غالبؔ ص۲۹۴

(۳) دیکھیے: دوطالب۔

طالبِ تاثیر: دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا؟ نالہ کرتا تھا و لے طالبِ تاثیر بھی تھا ص۱۵۹

طالبِ دیدار: دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص۴

طالبانِ[1] خدا: وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے کہ طالبانِ خدا رہ نما کہیں اُس کو ص۲۸۵

طالع[2]: دیکھیے: شومیِ طالع۔

طالعِ بیدارِبستر: خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو فروغِ شمعِ بالیں: طالعِ بیدارِ بستر ہے ص۲۱۲

طالعِ چشمِ حسود: تنگی رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا ص۱۲

طالعِ خاشاک: دیکھیے: فروغِ طالعِ خاشاک۔

طالعِ شوق: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں ص۱۸۵

طالعِ لعل وگہر: دیکھیے: اوجِ طالعِ لعل وگہر۔

طالعِ مولود: دیکھیے: احکامِ طالعِ مولود۔

طالعِ ناساز: دیکھیے: سازِ طالعِ ناساز۔

طائر[3]: دیکھیے: پرِطائر۔

طائرِ پریدۂ رنگِ حنا: مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں ص۵۶

طائرِ رنگِ حنا: دیکھیے: آشیانِ طائرِ رنگِ حنا۔

طائرِ سیماب: دیکھ تری خوے گرم، دل بہ تپش رام ہے طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے ص۹۹

طائرانِ آشیاں گُم کردہ: دیکھیے: نواے طائرانِ آشیاں گُم کردہ۔

طاؤس[4]: (۱) دام گر سبزے پنہاں کیجیے طاؤس ہو جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ سے ص۸۹

(۲) طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں ص۶۰

---

[1] طالبان : ایک بار[مرکّب]۔

[2] طالع : آٹھ بار[مرکّب]۔

[3] طائر : پانچ بار[مرکّب]۔ طائران: ایک بار[مرکّب]۔

[4] طاؤس : پچیس بار[مفرد: تین بار، مرکّب: بائیس بار]۔

(۳) پرواز، نقدِ دامِ تمنّاے جلوہ تھا　طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرِو　ص۶۹

دیکھیے ـــــ: (۴) بالِ طاؤس۔(۵)،(۶) بیضۂ طاؤس[دوبار]۔(۷) پاے طاؤس۔(۸)-(۱۵) پرِ طاؤس[آٹھ بار]۔(۱۶)،(۱۷) شکلِ طاؤس[دوبار]۔(۱۸) وحشتِ طاؤس۔(۱۹) کسوتِ طاؤس۔

طاؤس پرست:　بہ ہواے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست　باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زُنّار　ص۳

طاؤسِ خاک:　طاؤسِ خاک حُسنِ نظر باز ہے مجھے　ہر ذرّہ، چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے　ص۹۷

طاؤس خلوتاں:　دیکھیے: بیضۂ طاؤس خلوتاں۔

طاؤس در رکاب:　طاؤس در رکاب ہے ہر ذرّہ آہ کا　یارب نفَس غُبار ہے کس جلوہ گاہ کا!　ص۱۹

طاؤس شکار:　کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ: قمری پرواز　دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار　ص۱۳۲

طب[1]:　دیکھیے: حکمت وطب۔

طبع[2]:　(۱) طبع کی واشُد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا　یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا　ص۲۱

(۲) طبع کو اُلفتِ دلدل میں یہ سرگرمیِ شوق　کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں　ص۱۳۵

(۳) پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے　رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اَور　ص۱۷۰

(۴) طبع ہے مشتاقِ لذّت ہاے حسرت، کیا کروں!　آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے　ص۲۱۴

(۵) بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال　مَے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا　ص۳۴۵

(۶) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنّا آفرینی ہا　فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن　ص۳۴۹

دیکھیے ـــــ: (۷) پیچ وتابِ طبع۔(۸)،(۹) توسنِ طبع[دوبار]۔(۱۰) رنگِ کمالِ طبع۔(۱۱) طرز آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع۔(۱۲) طوطیِ شکر گفتارِ طبع۔(۱۳) مُفتِ صفاے طبع۔

طبعِ آرزو:　(۱) تاچند پست فطرتیِ طبعِ آرزو　یارب! ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے　ص۷۶

(۲) دیکھیے: نازکیِ طبعِ آرزو۔

طبعِ آگہ:　تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں　غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے، گردِ کتاب　ص۳۱

طبعِ الم:　عیسیِ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف　درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف　ص۴۹

---

[1] طب　: ایک بار[مرکّب]۔

[2] طبع　: بائیس بار[مفرد: چھے بار، مرکّب: سولہ بار]۔

طبعِ برق آہنگ مسکن: دیکھیے: پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن۔

طبعِ خریدار: دیکھیے: عیارِ طبعِ خریدار۔

طبعِ متیں: اسدؔ! طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص۴۴۷

طبعِ نازکِ خوباں: دیکھیے: بیمِ طبعِ نازکِ خوباں۔

طبعِ نزاکت ساماں: اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں — ورنہ کانٹے میں تُلے ہے سخنِ سنجیدہ ص۴۵۱

طبلۂ[1] عنبر: ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نَفَس — لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھُلا ص۱۴۰

طبیب[2]: دیکھیے: آئینۂ دستِ طبیب۔

طبیباں: دیکھیے: نازکشِ منتِ طبیباں۔

طبیعت[3]: (۱) زِبس بُجز حُسن، منت ناگوارا ہے طبیعت پر — کشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ص۸۹

(۲) اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے — فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے ص۹۸

(۳) قسمت بُری سہی، پہ طبیعت بُری نہیں — ہے شُکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۴) خامے سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھُلا ص۱۴۰

(۵) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۴۳

(۶) جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زُہد — پر طبیعت اِدھر نہیں آتی ص۲۳۷

دیکھیے———:(۷) بیانِ حُسنِ طبیعت۔ (۸) طوطیِ طبیعت۔ (۹) میزانِ طبیعت۔

طبیعتِ ایجاد: دیکھیے: وحشتِ طبیعتِ ایجاد۔

طبیعتوں: رسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم — بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ہوگئے ص۲۲۹

طبیعی[4]: (۱)،(۲) دیکھیے: عُمرِ طبیعی [دوبار]۔

طپاںؔ[5]: دیکھیے: حضرتِ قاسمؔ و طپاںؔ۔

طپشؔ[6]: ایک طپشؔ کا جانشیں، دردؔ کا یادگار ایک ص۲۹۶

---

[1] طبلہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] طبیب : ایک بار [مرکّب]۔

طبیباں : ایک بار [مرکّب]۔

[3] طبیعت : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔

طبیعتوں : ایک بار۔

[4] طبیعی : دو بار [مرکّب]۔

[5] طپاںؔ : ایک بار [مرکّب]۔

[6] طپشؔ : ایک بار۔

طراوت[1]: (۱) غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں — نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی — ص۷۷

(۲) نہ لیوے گر خسِ طراوت سبزۂ خط سے — لگادے خانۂ آئینہ میں روے نگار آتش — ص۱۷۳

(۳) دیکھیے: آبِ طراوت۔

طراوتِ چمن: نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے — طراوتِ چمن و خوبیِ ہَوا کہیے — ص۲۲۸

طراوتِ سحرِ ایجادیِ اثر: طراوتِ سحرِ ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے — ص۱۱۲

طرب[2]: دیکھیے ــــ: (۱) بادۂ طرب۔ (۲)-(۵) بزمِ طرب [چار بار]۔ (۶) جوشِ طرب۔ (۷) حسرت کشِ طرب۔ (۸) خمیازۂ طرب۔ (۹) داغِ طرب۔ (۱۰) دلِ آئینہ طرب۔ (۱۱) رنگِ طرب۔ (۱۲) سازِ طرب۔ (۱۳) طوفانِ طرب۔ (۱۴)، (۱۵) عیش وطرب [دو بار]۔ (۱۶) فرازِ مسندِ عیش وطرب۔ (۱۷) فرشِ طرب۔ (۱۸) فرصتِ عیش وطرب۔ (۱۹) گردشِ رنگِ طرب۔ (۲۰) گل چینِ طرب۔ (۲۱) مستِ طرب۔

طرب انشائے التفات: افسردگی نہیں طرب انشائے التفات — ہاں دردبن کے دل میں مگر جا کرے کوئی — ص۲۱۵

طرب ایجادِ بہار: رنگ ریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز — اوّلیں دورِ امامت، طرب ایجادِ بہار — ص۴

طرب خانۂ دہر: دشمنِ آلِ نبی کو بہ طرب خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار — ص۱۳۳

طرب صد چمن: دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغِ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک — ص۵۰

طرب گاہِ بہار: دیکھیے: طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار۔

طرب گاہِ رقیب: دیکھیے: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب۔

طرب نامہ بر: بزمِ وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے — ص۹۹

طرب نصاب: دیکھیے: کتابِ طرب نصاب۔

طربِ وصل: دیکھیے: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل۔

طربِ ہستی: دیکھیے: وہمِ طربِ ہستی۔

طرح[3] آداب: دیکھیے: رہ ورسمِ طرحِ آداب۔

طرحِ باغِ تازہ: اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا — ص۱۲

---

۱ طراوت : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔ طرب گاہ : ایک بار [مرکّب]۔

۲ طرب : اٹھائیس بار۔ طرب خانہ : ایک بار [مرکّب]۔ ۳ طرح : پانچ بار [مرکّب]۔

طرزآفرینِ نکتہ سرائیِ طبع:[1]	طرز آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع ہے	آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں	ص ۵۶
طرزآفرینِ شیوۂ عشق:	چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟	کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے	ص ۱۰۲
طرزِ استفہام:	جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو	تب کہا ہے بہ طرزِ استفہام	ص ۱۳۶
طرزِ اہلِ فنا:	کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام	بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع	ص ۱۷۴
طرزِ بیدلؔ:	طرزِ بیدل میں ریختہ لکھنا	اسداللہ خاں قیامت ہے!	ص ۳۰۵
طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی:	محبت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے	دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے	ص ۸۴
طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا:	میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل	دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا، جل گیا	ص ۱۵۱
طرزِ تغافل:	گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق	پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے	ص ۲۲۱
طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ:	شرم، ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ	اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غمّاز ہے	ص ۸۲
طرزِ جفا:	دیکھیے: فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا۔		
طرزِ دلبری:	دیکھیے: پُرسشِ طرزِ دلبری۔		
طرزِ ستم:	نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے	رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے	ص ۲۳۵
طرزِ عروجِ اضطرابِ دل:	اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے	سمجھتا ہوں تپش کو اُلفتِ قاتل کی تاثیریں	ص ۶۵
طرزِ قید:	ظاہر ہے طرزِ قید سے صیّاد کی غرض	جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے	ص ۷۵
طرزِ گل:	قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی	بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے	ص ۱۰۲
طرزِ ناگیرائیِ مژگاں:	دیکھیے: حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں۔		
طرزِ نغزگفتاری:	مرحبا! طرزِ نغز گفتاری	حبّذا! رسم و راہِ نثّاری	ص ۲۶۷
طرزِ وروش:	تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم، کیا ہے	رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے؟	ص ۲۵۱
طرَف[2] [۱]:	(۱) جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے	مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے	ص ۱۰۳
	(۲) تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس	بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ	ص ۱۶۶

---

۱ طرز : اٹھارہ بار [مرتّب]۔

۲ طرَف : بائیس بار۔

(۳) صبا، لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے　　کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے　　ص۳۰۵

(۴) اب ہے دلی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ　　آج ہم حضرت نواب سے بھی مل آئے　　ص۳۱۲

(۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ　　اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم　　ص۲۶۵

(۶) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن　　خوابِ گرانِ خسرو پرویز یک طرف　　ص۴۹

دیکھیے ——:(۷)،(۸)،(۹)،(۱۰) ہر طرف [چار بار]۔(۱۱)-(۲۲) یک طرف [بارہ بار]۔

طَرَف[۱] [۲]: (۱) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد!　　زنہار! نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے　　ص۲۰۱

(۲) کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب!　　جادہ ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز　　ص۴۳

طرفدار[۲]: ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرفدار نہیں　　دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا　　ص۲۸۷

طَرَفِ جگرِ عاشقِ شیدا: دیکھیے: داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا۔

طَرَفِ سخن: طَرَفِ سخن نہیں ہے مجھ سے، خدا نکردہ　　ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی　　ص۴۷

طَرَفِ کلاہ: (۱) بلند رتبہ و حاکم، وہ سرفراز امیر　　کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ　　ص۲۷۷

(۲) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کلاہ!　　مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا　　ص۲۸۷

طَرَفِ کلہ: دیکھیے: جوہرِ طرفِ کلہ۔

طَرَفِ نقاب: ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے　　ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں　　ص۱۸۹

طَرَفِ نقابِ مہِ نو: دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے　　ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں　　ص۶۰

طُرفہ[۳]: (۱) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے　　زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا　　ص۱۳

(۲) طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار　　ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد　　ص۳۸

(۳) دی لطافتِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت　　تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے　　ص۱۱۱

(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو　　معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے　　ص۲۱۹

(۵) دیکھیے: انتظارِ طرفہ۔

---

۱ طَرَف[۲] : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ طرفدار : ایک بار۔

۳ طَرَف : سات بار [مرکّب]۔

۴ طرفہ : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔

طرفہ تر : ایک بار۔

طُرفہ تر: شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا — ص۲۵۲

طُرّہ[1]: غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں — بے شانۂ صبا نہیں طُرّہ گیاہ کا — ص۱۳۹

طُرّۂ پُرپیچ وخم: بھرم کھُل جائے ظالم تیری قامت کی درازی کا — اگر اِس طُرّۂ پُرپیچ وخم کا پیچ وخم نکلے — ص۲۴۹

طُرّۂ تحریر: دیکھیے: شانہ کشِ طُرّۂ تحریر۔

طُرّۂ گفتار: دیکھیے: شانہ کشِ طُرّۂ گفتار۔

طُرّۂ لیلا: عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر — کب تک خیالِ طُرّۂ لیلا کرے کوئی — ص۲۱۵

طُرّۂ یار: دیکھیے: شکن آموزِ خمِ طُرّۂ یار۔

طُرّہ ہا: (۱) طُرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ — زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار — ص۳

(۲) یہ عُمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے — تمھارے آئیو اے طُرّہ ہاے خم بہ خم! آگے — ص۲۲۸

طریقۂ[2] انصاف: دیکھیے: شہ سوارِ طریقۂ انصاف۔

طغراے[3] عجزِ اختیار: سرنوشتِ خلق ہے طغراے عجزِ اختیار — آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث — ص۳۴

طغرل[4]: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے — اب فریبِ طغرل و سنجر کھُلا — ص۱۴۰

طعمہ[5]: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں — طعمہ ہوں ایک ہی نفَسِ جاں گداز کا — ص۱۵۵

طعن[6]: (۱) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذّت زخمِ سوزن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲) نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں — مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو، بجا کہیے — ص۲۳۸

طعن آلود: دیکھیے: عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں۔

طعنِ بدعہدی: دیکھیے: داغِ طعنِ بدعہدی۔

طعنوں: نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ؟ — ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

---

۱ طُرّہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
طُرّہ ہا : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲ طریقہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ طغرا : ایک بار [مرکّب]۔
۴ طغرل : ایک بار [مرکّب]۔
۵ طعمہ : ایک بار۔
۶ طعن : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

طعنہ[1]: کعبے میں جا رہا تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں — بھولا ہوں حقِ صحبتِ اہلِ کنشت کو؟ ص۱۹۷

طعنۂ اغیار: ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے — بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں ص۱۸۶

طعنۂ نایافت: ہاں اہلِ طلب! کون سُنے طعنۂ نایافت — دیکھا کہ وہ ملتا نہیں، اپنے ہی کو کھو آئے ص۲۳۸

طفلِ[2] اشک: بہرِ پروردن سراسر لطف بستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک، دستِ دایہ ہے ص۱۰۳

طفلِ خودمعاملہ: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند ص۳۸

طفلِ شوخِ غنچۂ گل: شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفَس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

طفلِ دل: دیکھیے: بہیدن ہاے طفلِ دل۔

طفلاں: دیکھیے——:(۱) زیارت گاہِ طفلاں۔(۲) منّتِ طفلاں۔(۳) جامۂ طفلاں۔

طفلانِ بے پروا: زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک ص۱۷۵

طفلانہ: ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک ص۵۰

طفلی[3]: (۱) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص۷۶

دیکھیے——:(۲) کارخانۂ طفلی۔(۳) عہدِ طفلی۔

طلاے[4] دست افشار: آم کو دیکھتا اگر یک بار — پھینک دیتا طلاے دست افشار ص۱۳۱

طلب[5]: (۱) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق، حیف ہے! — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک ص۱۷۵

(۲) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب — اشک باری کا حکم جاری ہے ص۲۲۴

(۳) پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۴) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا، جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے ص۲۳۹

دیکھیے——:(۵) اہلِ طلب۔(۶) بعدِ صحراے طلب۔(۷) پاے طلب۔(۸) حُسنِ طلب۔(۹) خضرِ صحراے طلب۔(۱۰)،(۱۱) دردِ طلب [دو بار]۔(۱۲) راہِ طلب۔(۱۳) سرگشتگی ہاے طلب۔(۱۴)-(۱۷)

---

[1] طعنہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
طعنوں : ایک بار۔

[2] طفل : چار بار [مرکّب]۔
طفلاں : چار بار [مرکّب]۔
طفلانہ : ایک بار۔

[3] طفلی : ایک بار۔

[4] طلا : ایک بار [مرکّب]۔

[5] طلب : تئیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بیس بار]۔
طلبگار : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
طلبگاروں : ایک بار۔ طلبگاری : ایک بار۔

صحرائے طلب [چار بار]۔ (۱۸) صبرِ طلب۔ (۱۹) فرسودنِ پائے طلب۔ (۲۰) گرمیِ شوقِ طلب۔ (۲۱) وادیِ طلب۔

طلبِ کام:	آیا نہ بیانِ طلبِ کام، زباں تک	تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا	ص۲۰
طلبِ مستیِ ناز:	آفرینش کو ہے وھاں سے طلبِ مستیِ ناز	عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار	ص۱۳۳
طلبگار:	(۱) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے	دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم	ص۲۶۵
	(۲) دیکھیے: نالہ طلبگار۔		
طلبگارِ مرد:	دھمکی میں مرگیا جو نہ بابِ نبرد تھا	عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا	ص۱۵۴
طلبگاروں:	سیرِ آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا	خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا	ص۲۸
طلبگاری:	ہو سخن کی جسے طلبگاری	کرے اِس نسخے کی خریداری	ص۲۶۸
طلسم[1]:	(۱) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے	جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے	ص۲۳۴
	(۲) دیکھیے: جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔		
طلسمِ آفرینش:	طلسمِ آفرینش حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے	زمانے کے، شبِ یلدا سے، موئے سر پریشاں ہیں	ص۶۲
طلسمِ آئینہ:	طلسمِ آئینہ زانوے فکر ہے غافل!	ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ افروزی	ص۱۰۰
طلسمِ بےخبری:	خوشا! وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو	جنونِ یاس و الم، رزقِ مدعا طلبی ہے	ص۷۵
طلسمِ پیچ وتاب:	ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب	رحم کر اپنی تمنّا پر کہ کس مشکل میں ہے	ص۲۳۲
طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر:	کُلفت، طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر	زنگار خوردہ آئنہ، یک برگِ تاک ہے	ص۱۱۰
طلسمِ حُسنِ تغافل:	عیسیٰ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار	جُز پُشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ	ص۵۰
طلسمِ خاک:	طلسمِ خاک کمیں گاہِ یک جہاں سودا	بہ مرگ تکیۂ آسایشِ فنا معلوم!	ص۵۳
طلسمِ دلِ سائل:	یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا	عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا	ص۱۴۵
طلسمِ دہر:	ہے طلسمِ دہر میں صد حشر پاداشِ عمل	آگہی غافل! کہ ایک امروز، بے فردا نہیں	ص۶۵
طلسمِ رنگ:	دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے	طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا	ص۱۵

---

[1] طلسم : پچیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چوبیس بار]۔

طلسمِ روز وشب:	تم کرو صاحبقرانی، جب تلک	ہے طلسمِ روز و شب کا در کھلا	ص۱۴۱
طلسمِ شش جہت:	تمام اجزاے عالم، صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے	طلسمِ شش جہت، یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے	ص۸۱
طلسمِ شہرِ خموشاں:	عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر	یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا	ص۱۴
طلسمِ عرق:	خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے	اے مدّعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے	ص۹۰
طلسمِ قفس:	اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے!	خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے	ص۱۱۲
طلسمِ قفلِ ابجد:	ہے کُشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن	تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے	ص۲۱۴
طلسمِ گنجِ تنہائی:	دیکھیے: پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی۔		
طلسمِ مستیِ دل:	طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک	ہم ایک مے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں	ص۶۳
طلسمِ منّتِ یک خلق:	طلسمِ منّتِ یک خلق سے رہائی دی	جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے	ص۱۰۲
طلسمِ مومِ جادو:	بہ شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں، نشترِ زنبور	خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا	ص۲۲
طلسمِ نااُمیدی:	شکستِ قیمتِ دل آں سوے عذرِ شناسائی	طلسمِ نااُمیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی	ص۹۲
طلسمِ ناز:	بہار در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے	طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم!	ص۵۳
طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں:	نظر بازی: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے	رہا بیگانۂ تاثیرِ افسوں آشنائی کا	ص۱۶
طلعت[1]:	دیکھیے: ہر بُتِ خرشید طلعت۔		
طمعِ[2] خام:	کیا زُہد کو مانوں! کہ نہ ہو گرچہ ریائی	پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے	ص۲۴۵
طنابِ[3] صبّاغ:	یک تارِ نَفَس میں جوں طنابِ صبّاغ	ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج	ص۱۱۸
طنابِ معمار:	دیکھیے: سازِ طنابِ معمار۔		
طنّاز[4]:	دیکھیے: نقشِ نازِ بُتِ طنّاز۔		
طوبیٰ[5]:	رہ رَوِ راہِ خلد کا توشہ	طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ	ص۱۳۱ [آم کے لیے]
طَور[6]:	(۱) جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں	ہے اِسی طَور یہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم	ص۲۶۵

---

۱ طلعت : ایک بار [مرتّب]۔

۲ طمع : ایک بار [مرتّب]۔

۳ طناب : دوبار [مرتّب]۔

۴ طنّاز : ایک بار [مرتّب]۔

۵ طوبیٰ : ایک بار [مرتّب]۔

۶ طَور : دوبار۔

(۲) آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال — ص۲۵۳

طوَر[1]:
(۱) ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طور مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار — ص۴
(۲) گردِ جولاں سے ہے تیری، بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار — ص۵
(۳) اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں — ہر پارہ سنگ، لختِ دلِ کوہِ طور تھا — ص۱۸
(۴) صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غُربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز — ص۴۵
(۵) گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں — ص۶۴
(۶) گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی، نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر — ص۱۶۹

دیکھیے ——: (۷) کوہِ طور۔ (۸) ہر برگِ نخلِ طور۔

طوطی[2]:
(۱) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ — طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ — ص۲۰۱
(۲) اُس چشمِ فسونگر کا اگر پائے اشارہ — طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے — ص۲۳۴
(۳) کیا بدگماں ہے مجھ سے! کہ آئینے میں مرے — طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر — ص۱۶۹
(۴) ہوئی یہ بےخودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں — ص۵۸
(۵) کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا — حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا — ص۲۶
(۶) خوشا! طوطی و گنجِ آشیانہ — نہاں در زیرِ پر آئینہ خانہ — ص۴۵۱

دیکھیے ——: (۷) بیضۂ طوطی۔ (۸) تہ بندیِ پر ہائے طوطی۔ (۹) جولاں گہِ طوطی۔ (۱۰) حرزِ پرِ طوطی۔
(۱۱) غنچۂ منقارِ طوطی۔

طوطیِ آئینۂ زانو: ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک، ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۷۸
طوطیِ بسمل: اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز — جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا — ص۱۳۵
طوطیِ سبزۂ کہسار: لعل سی، کی ہے پَئے زمزمۂ مدحتِ شاہ — طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار — ص۱۳۲
طوطیِ شکرگفتارطبع: اے اسدؔ! خامُش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع — ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ دل — ص۵۳
طوطیِ شیریں سخن: ہرچند ہوں میں طوطیِ شیریں سخن ولے — آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا — ص۲۱

---

[1] طوَر : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔
[2] طوطی : اُنیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: چودہ بار]۔

طوطیِ طبیعت:	کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے	باندھتا ہے رنگِ گُل آئینہ تا چاکِ قفس	ص۴۵
طوطی نما:	طرز آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع ہے	آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں	ص۵۶
طوطیِ ہند:	دیکھیے: بیضۂ طوطیِ ہند۔		
طواف[1] کوے ملامت:	دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے	پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے	ص۲۲۶
طوفِ[2] حرم:	(۱) مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر	عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو	ص۱۹۵
	(۲) زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے	آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے	ص۲۴۵
طوفان[3]:	(۱) کرے گر حیرتِ نظّارہ طوفاں نکتہ گوئی کا	حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا	ص۲۶
	(۲) ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا	ص۲۱
	(۳) دل میں پھر گریے نے اک شور اٹھایا غالبؔ!	آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا سُو طوفاں نکلا	ص۱۴۴
	(۴) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا	یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا	ص۱۴۵

دیکھیے ـــــــ: (۵) آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان۔ (۶) تہیّۂ طوفاں۔ (۷) سرمایۂ طوفاں۔ (۸) موجِ طوفان۔ (۹) یک حلقۂ گردابِ طوفاں۔

طوفانِ آب و گِل:	زبس طوفانِ آب و گِل ہے، غافل! کیا تعجب ہے	کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں، گرداب ہو جاوے	ص۱۰۵
طوفانِ آمدِ آمدِ فصلِ بہار:	اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں	طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے	ص۲۱۸
طوفانِ بلا:	دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا	آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا	ص۱۵
طوفان ترازِ شوقِ خوں ریزی:	مگر وہ شوخ ہے طوفاں ترازِ شوقِ خوں ریزی	کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا	ص۳۰
طوفانِ تغافل:	کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے کہ ہیں	عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم	ص۵۴
طوفانِ حوادث:	اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب	لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں	ص۱۸۶
طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار:	شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار	ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے	ص۱۰۴

---

[1] طواف : ایک بار [مرکّب]۔
[2] طوف : دو بار [مرکّب]۔
[3] طوفان : ستائیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تئیس بار]۔
طوفانی : تین بار [مرکّب]۔
طوفاں کدہ : ایک بار [مرکّب]۔
طوفاں گاہ : ایک بار [مرکّب]۔

طوفاں رکاب: دیکھیے: گریۂ طوفاں رکاب۔

طوفانِ رنگ وبو: سودائیِ خیال ہے طوفانِ رنگ و بو — یہاں ہے کہ داغِ لالہ دماغِ بہار ہے ص۹

طوفاں زدہ: دیکھیے: چشمکِ طوفاں زدہ۔

طوفانِ صدائے آب: دیکھیے: آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔

طوفانِ طرب: چار موج اٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو — موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب ص۱۹۳

طوفانِ عجز: دیکھیے: جوششِ طوفانِ عجز۔

طوفانِ غضب: دیکھیے: موجِ طوفانِ غضب۔

طوفاں کدۂ دل: ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر — پائے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا ص۱۴

طوفانِ کرم: دیکھیے: جوشِ طوفانِ کرم۔

طوفاں گاہ: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی — شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر، تارِ بستر ہے ص۲۱۳

طوفانِ مے: مبادا! بے تکلف فصل کا برگ ونوا گم ہو — مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو ص۶۸

طوفانِ نالۂ دل: یک برگِ بے نوائی صد دعوتِ نیستاں — طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے ص۹۵

طوفانِ ہوا: برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں ص۹

طوفانیِ آئینۂ دریا: حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس، گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے ص۱۰۱

طوفانیِ معنی: رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ — یہاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے ص۱۱۵

طوفانیِ کیفیتِ فصل: ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل — موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب ص۱۹۳

طوق[1]: (۱) بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو — طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ ص۷۱

(۲) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۱۹۵

(۳) اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں — خمِ دستِ نوازش ہوگیا ہے طوق گردن میں ص۱۸۱

طوقِ قمری: (۱) گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا ص۳۰

(۲) ہے نفَس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا؟ — طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال ص۵۲

---

[1] طوق : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔

طوقِ گردن: ضعف سے نقشِ پئے مور ہے طوقِ گردن | تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو | ص۱۹۵

طوقِ گردنِ قمری: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری | مئے اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی | ص۳۵۵

طول[1]: نہ دے نامے کو اِتنا طول غالبؔ! مختصر لکھ دے | کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا | ص۱۳۶

طولِ میلِ راہِ مژگاں: غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا | کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے | ص۸۱

طولانی: وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی | عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے | ص۲۲۴

طومار[2]: (۱) مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں | جادۂ دشتِ نجف: عمرِ خضر کا طومار | ص۴

دیکھیے ــــــ:(۲) واشدنِ پیچشِ طومار۔ (۳) حاملِ طومارِ انتظار۔

طومارِ بستر: دیکھیے: پیچشِ طومارِ بستر۔

طومارِ ناز: نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا | کہ پُشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر | ص۱۶۷

طوے[3]: دیکھیے: خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر۔

طہارت[4]: ممکن ہے؟ کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر | گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت | ص۱۲۷

طہور[5]: دیکھیے: شرابِ طہور۔

طے[6]: (۱) طے کرو راہِ شوق زودا زود | آن پہنچی ہے منزلِ مقصود | ص۲۶۷

(۲) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال | تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے | ص۲۰۶

(۳) ساتھ جُنبش کے، بہ یک برخاستن طے ہوگیا | تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا! | ص۲۵

(۴) بہ پائے خامۂ مو طے رہِ وصفِ کمر کیجے | کہ تارِ جادۂ سر منزلِ نازک خیالی ہے | ص۷۹

طینت[7]: دیکھیے: زینتِ طینت۔

طیور[8]: آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج | اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی | ص۲۲۳

---

[1] طول : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
طولانی : ایک بار۔
[2] طومار : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
[3] طوے : ایک بار [مرکّب]۔
[4] طہارت : ایک بار۔
[5] طہور : ایک بار [مرکّب]۔
[6] طے : چار بار۔
[7] طینت : ایک بار [مرکّب]۔
[8] طیور : ایک بار۔

ظ

ظاہر[1]:
(۱) اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے — نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز — ص۴۵
(۲) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں — ص۶۱
(۳) ظاہر ہے ہم سے کُلفتِ بختِ سیاہ رُوز — گویا کہ تختہ مشق ہیں خطِّ غبار کے — ص۸۰
(۴) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ، دوُد تھا — ص۱۴۳
(۵) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص۱۷۰
(۶) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص۲۲۹
(۷) در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے — ص۲۳۵
(۸) مِسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے — کہ داغِ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا — ص۲۴
(۹) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدّعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک — ص۵۰
(۱۰) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی — ص۹۶
(۱۱) ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے — ص۹۸
(۱۲) رُخصتِ نالہ مجھے دے کہ مَبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳
(۱۳) غم اِس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص۱۷۴
(۱۴) ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیریں — ہاں، مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے — ص۲۳۹
(۱۵) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیّاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سُو اشکِ کباب ہے — ص۷۵

ظاہرا[2]:
(۱) اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں — ظاہرا صیّادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس — ص۴۵

---

[1] ظاہر : سولہ بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: دو بار]۔
[2] ظاہرا : سات بار۔

(۲) بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقم ایجاد گل — ظاہرا ہے اس چمن لالِ مادر زاد، گل — ص۵۲
(۳) اے اسدؔ! خامُش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع — ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل — ص۵۳
(۴) ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گیرا نہیں — ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں! — ص۶۵
(۵) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خَم گردیدنی — عاجزی سے، ظاہرا رُتبہ کوئی برتر نہیں — ص۶۶
(۶) ایک جا حرفِ وفا لکّھا تھا سُو بھی مٹ گیا — ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے — ص۲۱۲
(۷) دیکھ اے اسدؔ! بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا — ہر ایک ذرہ غیرتِ صد آفتاب ہے — ص۴۵۲

ظاہری[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) تیرگیِ ظاہری۔ (۲) نقصِ ظاہری۔

ظالم[2]: (۱) رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری — ص۹۳
(۲) ہماری سادگی تھی، التفاتِ ناز پر مرنا — ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی — ص۲۰۳
(۳) رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے — نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۲۱۰
(۴) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہَے ہَے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں! — ص۱۷۸
(۵) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مَبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳
(۶) دود سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری ہائے ہائے! — کیا ہوئی ظالم! تری غفلت شعاری؟ ہائے ہائے! — ص۲۰۴
(۷) بھرم کُھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا — اگر اس طُرّۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے — ص۲۴۹

ظرف[3]: دیکھیے: بقدرِ ظرف۔

ظرفِ قدح خوار: گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلّی، نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر — ص۱۶۹

ظرفِ تنگنائے غزل: بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل — کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے — ص۲۳۶

ظریف[4]: دیکھیے: ستم ظریف۔

ظفرؔ[5]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے — ص۱۲۵

ظفر[6]: دیکھیے: فتح و ظفر۔

ظلم[7]: ظلم کرنا گدائے عاشق پر — نہیں شاہانِ حُسن کا دستور — ص۴۲
(۲) ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار — ص۱۳۶

---

۱ ظاہری : دوبار [مرکّب]۔
۲ ظالم : سات بار۔
۳ ظرف : تین بار [مرکّب]۔
۴ ظریف : ایک بار [مرکّب]۔
۵ ظفرؔ : ایک بار۔
۶ ظفر: ایک بار [مرکّب]۔
۷ ظلم : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دوبار]۔

(۳) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا — اَوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲
(۴)،(۵) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص۱۸۵
(۶) تکلّف برطرف، نظّارگی میں بھی سہی لیکن — وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵
(۷) اے ترا غمزہ: یک قلم انگیز! — اے ترا ظلم: سر بسر انداز! — ص۱۷۲
(۸) جو ہاتھ کہ ظلم سے اُٹھایا ہوگا — کیوں کر مانوں کہ اُس میں تلوار نہیں — ص۲۵۴
(۹) دیکھیے: گردشِ محیطِ ظلم۔

ظلمِ چرخ: دیکھیے: سنگِ ظلمِ چرخ۔

ظلمت کدہ[1]: ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے — ص۲۳۰

ظلمت[2] گستری: بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو، جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں — ص۱۸۰

ظن[3]: دیکھیے ــــــ: (۱) حُسنِ ظن۔ (۲) سوءِ ظن۔

ظہور[4]: (۱) منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی — قسمت کھُلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی — ص۲۴۳
(۲) اخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور — ص۲۶۳
دیکھیے ــــــ: (۳) پردۂ جوشِ ظہور۔ (۴) پروانۂ تجلّیِ شمعِ ظہور۔ (۵) جگر تشنۂ صد رنگ ظہور۔ (۶) نسخۂ ادوارِ ظہور۔

ظہورِ شام: دیکھیے: آثارِ ظہورِ شام۔

ظہوری[5]: (۱) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی، غالبؔ — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں — ص۱۸۶
(۲)،(۳) تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ — اپنے اپنے زمانے میں غالب
نہ ظہوریؔ ہے اب نہ طالبؔ ہے — اسداللہ خانِ غالبؔ ہے — ص۲۶۷

---

[1] ظلمت کدہ: ایک بار۔
[2] ظلمت: ایک بار [مرکّب]۔
[3] ظن: دوبار [مرکّب]۔
[4] ظہور: سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔
[5] ظہوری: تین بار [مرکّب: ایک بار]۔



مَیں عندلیبِ گلشنِ نا آفریدہ ہُوں